وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن خلدون

حصہ ہشتم

زنگی اور خاندان صلاح الدین ایوبی کے سلاطین اور تاتاریوں کا زوال

ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی، حافظ سید رشید احمد ارشد (سابق صدر شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی)

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوک الستر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ

کے

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت دائمی
تصحیح و ترتیب و تبویب

چوہدری طارق اقبال گاھندری
مالک نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب : ———— تاریخ ابن خلدون
مصنف : ———— رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن ابن خلدون
ناشر : ———— نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع : ———— جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن ———— آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اسٹریچن روڈ

[illegible]

فاتح بیت المقدس

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

دنیا کے سب سے مشہور مؤرخ اور فلسفہ تاریخ کے بانی علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون کی تاریخ العبر کے اردو ترجمے کی اشاعت کا سلسلہ [illegible] نفیس اکیڈمی کراچی نے شروع کر رکھا ہے [illegible] اس کی آخری جلد کا اردو ترجمہ اس وقت [illegible] کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اس آخری جلد کا اردو ترجمہ [illegible] شیخ محمد احمد پانی پتی نے کیا ہے جو ایک جانے پہچانے صاحب علم اور صاحب قلم ہیں۔

تاریخ ابن خلدون کی یہ جلد زنگی فرمانرواؤں اور ایوبی سلاطین کے دور حکومت پر مشتمل [illegible] [illegible] صلیبی جنگوں کے حوالے [illegible] واقعات [illegible] تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔

آج جب کہ ۱۹۶۷ء سے بیت المقدس اور فلسطین پر یہودی [illegible] ظلم اور تعصب [illegible] اور پچھلے [illegible] تاریخ اسلام کے اس دور کا [illegible] جب کہ اسلام کے ایک [illegible] سلطان صلاح الدین ایوبی [illegible] [illegible] بیت المقدس [illegible] مسلمانوں کے قبضہ [illegible] [illegible]

[illegible] یہودیوں کا بیت المقدس پر قبضہ [illegible] ان کی [illegible]

رہے ہیں۔ یورپ و امریکہ کے حالات منہ بولتے ہیں۔ ان کے مدد و معاون ہیں اور عربوں میں یہ بدبختی ہے اب تک متحدہ قوم نہیں ہو سکا ہے۔ حساب اعادات و عبرت ملی کی بنیاد ہے لیکن یہ ناممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرا سلطان صلاح الدین ایوبی ان میں پیدا کر دے۔ یہ پیدا کرنا۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی رہتی ہے ایک صلاح الدین نہیں بلکہ ہزار سلطان صلاح الدین مسلمانوں میں پیدا ہو سکتے ہیں۔

ہم تاریخ ابن خلدون کا یہ ساتواں حصہ پیش کرتے ہوئے مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ اسے پوری توجہ اور غور و خوض کے ساتھ مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ یہ صورت حال جو آج پیدا ہوئی ہے بلکہ تاریخ کے ہر دور میں پیدا ہوتی رہی ہے کہ ہر وقت کسی ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے لیکن [illegible] جوہر دکھا دیا ہے اہل ایمان والوں کو ہمت کر کے [illegible] انقلاب سے متحرک ہونے کا وقت ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی امید رکھتے ہیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تاریخ اسلام کے ان تابناک اوراق سے روشنی حاصل کرنے اور اس کی روشنی کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم

فہرست

زنگی اور صلاح الدین ایوبی کے سلاطین اور تاتاریوں کا زوال

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
		رحبہ کی تعمیر	
باب ۔ ۲	۳۰۷	تکش کی حکومت اور زوال	
شام میں سلجوقیوں کی سلطنت		[illegible]	۳۱۳
[illegible]		فرنگیوں کی شکست	
صلیبی جنگ		[illegible]	
محمود الغز		[illegible]	
اتابکیت کا دور	۳۰۸	[illegible] کی مخالفت	۳۱۴
[illegible]		[illegible]	
تتش کی شکست		الرہا پر قبضہ	
آقسنقر کا قتل		شمس الملوک کی سازش	
دیگر فتوحات	۳۰۹	فرنگیوں کا قبضہ	۳۱۵
برکیاروق کی شکست		دوسری روایت	
سلطان تتش کا قتل		[illegible]	
رضوان بن تتش کا عہد حکومت		بصریٰ کا محاصرہ	
ابوالقاسم کی بغاوت	۳۱۰	[illegible] کی شکست	
[illegible]		کرک پر حملہ	
یوسف کا قتل		صلیبیوں سے مقابلہ	۳۱۶
[illegible] کا قرب	۳۱۱	[illegible]	
دمشق پر دقاق کا قبضہ		[illegible]	
دقاق و رضوان کی خانہ جنگی		[illegible]	
دقاق کی شکست	۳۱۲	[illegible]	
فاطمی خلیفہ سے معاہدہ		مودود کا قتل	۳۱۷
انطاکیہ پر فرنگی قبضہ		[illegible] کا مقابلہ	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ابوالغازی کی گرفتاری		مخالفانہ سازشیں	
جہاد کا عزم		شمس الملوک کا قتل	
فتح حماۃ		دوسری روایت	
مسلم حکام میں نااتفاقی		شہاب الدین محمود کی حکومت	۳۲۳
رضوان کی وفات	۳۱۸	زنگی سے مصالحت	
فرقہ باطنیہ کی گرفتاری		فتح حمص	
ابوطاہر کا قتل		یوسف کا قتل	
حاکم حلب کی تبدیلی		کامتوں سے صلح	
طغرتکین کا جہاد		زنگی کا محاصرہ	
جنگ میں شکست	۳۱۹	دوبارہ محاصرہ	۳۲۴
دمشق پر حملہ فرنگ		شاہ روم کے حملے	
پیدل فوج کا صفایا		زنگی کا نکاح	
بوری کا عہد حکومت		شہاب الدین کا قتل	
اسماعیلی فرقہ کا فتنہ	۳۲۰	جمال الدین محمد کی تخت نشینی	
مزدقانی کا قتل		انتقامی کارروائی	
فرنگیوں کا متحدہ حملہ		فتح بعلبک	۳۲۵
صلیب پرستوں کی پسپائی		شاہ فرنج کی شکست	
دبیس کا قتل		جمال الدین محمد کی وفات	
زنگی کا حسن سلوک	۳۲۱	مجیرالدین ابازی کی حکومت	
بوری کی وفات		فرنگیوں کی سازش	
دمشق کے نئے انتظامات		شہر زنگیوں کے حوالے	۳۲۶
شمس الملوک کا عہد حکومت		زنگی کا شدید حملہ	
صلیب پرستوں کی سرکوبی		جرمنی کے شہنشاہ کا شدید حملہ	
فتح حماۃ		یوسف مغربی کی شہادت	
ایک قلعہ کی تسخیر	۳۲۲	عمادالدین زنگی کی وفات	۳۲۷
صلیب پرستوں کی تباہی		مسلمانوں کا متحدہ مقابلہ	
شمس الملوک کے مظالم		جرمنی کے بادشاہ کی واپسی	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
تتش سلطنت کا خاتمہ		قلیج ارسلان دوم	
فرنگیوں کے خطرات	۳۲۸	خانہ جنگیاں	
نورالدین کی سیاست		نورالدین زنگی سے جنگ	۳۳۵
امرائے دمشق کا خاتمہ		نورالدین سے مصالحت	
نورالدین کی فتح دمشق		صلاح الدین کا عزم جنگ	
آخری حاکم کی جلاوطنی		قاصد کی آمد	
مجیر و خاندان تتش	۳۲۹	شرائط مصالحت	۳۳۶
باب : ۴	۳۳۰	مفتوحہ علاقوں کی تقسیم	
قونیہ کی سلجوقی حکومت		فرزندوں کا جھگڑا	
فتح ملطیہ		فرزندوں کی نافرمانی	
اروں کو شکست		دوسری روایت	۳۳۷
سلیمان کی خودکشی		قلیج ارسلان دوم کی وفات	
عہد قلیج ارسلان	۳۳۱	سلطنت کی تقسیم	
انطاکیہ کا محاصرہ		رکن الدین سلیمان کی فتوحات	
صلیبیوں کی حکومت		فتح انقرہ	
فرنگیوں کے حملے		نورالدین کی وفات	۳۳۸
موصل کی جنگیں	۳۳۲	غیاث الدین کا فرار	
جاولی سے مقابلہ		قونیہ پر دوبارہ قبضہ	
جاولی کا فرار		غیاث الدین کا قتل	
موصل پر قبضہ		کیکاؤس کی حکومت	
فتح خرت برت	۳۳۳	فتح حلب کا ارادہ	۳۳۹
صلیبی ریاستوں سے جنگ		افضل سے معاہدہ	
قلیج ارسلان کی فتوحات		مشترکہ فوجوں کے حملے	
جاولی کی پیش قدمی		کیکاؤس کا فرار	
قلیج ارسلان کی خودکشی		کیقباد کی تخت نشینی	۳۴۰
موصل پر قبضہ	۳۳۴	اشرف سے جنگ	
فتح ملطیہ		شہر زرنجان پر قبضہ	

عنوان	صفحہ
فرنگیوں کو شکست	۳۴۱
خوارزم شاہ سے جنگ	
[illegible] کو شکست	
کیخسرو کا عہد حکومت	۳۴۲
فتنہ تاتار	
کیقباد ثانی	
کیکاؤس کی [illegible]	۳۴۳
[illegible] کی وفات	۳۴۴
سلطنت کی تقسیم	
روم پر تاتاریوں کا تسلط	
ترکمانوں کی سرکوبی	
بیجو کا انجام	۳۴۵
[illegible]	
رکن الدین قلیج ارسلان کا تسلط	
[illegible] کا حاکم	
کیکاؤس کی گرفتاری	۳۴۶
کیکاؤس کی [illegible]	
رکن الدین قلیج ارسلان کا قتل	
ملک ظاہر سے تاتاریوں کی جنگ	
[illegible]	۳۴۷
[illegible] کا قتل	
[illegible]	
[illegible]	
شجرہ سلاطین قونیہ	
باب [illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible] کی وفات	
[illegible] کا عہد حکومت	
[illegible] کی حکومت	
[illegible] کی شکست	۳۵۰
صلاح الدین کا محاصرہ	
فتح [illegible]	
[illegible]	
[illegible]	۳۵۱
[illegible] کا محاصرہ	
[illegible] کی حکومت	
[illegible] کا محاصرہ	
[illegible]	۳۵۲
[illegible] کی حکومت	
[illegible]	
[illegible] کی وفات	
[illegible] کا تسلط	۳۵۳
[illegible] حکومت سے مقابلہ	
[illegible]	
[illegible] کی حکومت	۳۵۴
[illegible] کی بغاوت	
[illegible]	
[illegible]	
باب [illegible]	۳۵۵
[illegible]	۳۴۸
[illegible]	۳۴۹
[illegible]	
[illegible]	۳۵۶

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مسلمانوں کا مجاہدانہ مقابلہ		فرنگی حاکم کی گرفتاری	
صلیب پرستوں کا بیت المقدس پر قبضہ		صلیبیوں کے قلعوں کی تسخیر	۳۶۳
بیت المقدس کی صلیبی حکومت	۳۵۷	حاکم حلب کی شکست	
فاطمیوں کا تسلط		مصری فوجوں سے مقابلہ	
فرنگی محاصرے میں شہیدوں کی تعداد		غداروں کی مرمت	۳۶۴
بغداد میں کہرام		فرنگی سردار کی سرکوبی	
سلاطین اسلام کا اختلاف		طغرکین کے کارنامے	
مصری فوجوں کی شکست	۳۵۸	خلف بن ملاعب کی بغاوت	
صلیبیوں کی شکست		قاضی کی سازش	
قلعہ جبلہ کا محاصرہ		افامیہ پر قبضہ	۳۶۵
غداروں کا قتل	۳۵۹	طرابلس کا محاصرہ	
ابن صلیحہ کا فرار		ابن عمار کا سفر بغداد	
ابن عمار کی صلح		فرنگی امداد کا تقرر	
سروج اور قیساریہ پر فرنگی تسلط		نئے حاکم کا تقرر	۳۶۶
طرابلس کا محاصرہ	۳۶۰	جاولی کا فرار	
فتح طرسوس		فرنگی حاکم سے معاہدہ	
جناح الدولہ کا قتل		فرنگی حاکم کی رہائی	
فرنگی حاکم کو شکست		قلعوں پر قبضہ، جاولی کی واپسی	۳۶۷
فرنگی حاکم بیت المقدس کا فرار		جاولی کی جنگی سرگرمیاں	
مصری فوجوں سے جنگیں	۳۶۱	فرنگیوں کے خلاف طغرکین کا جہاد	
فرنگیوں کو شکست		قلعوں پر قبضہ	۳۶۸
بحری بیڑا		صلیب پرستوں کی مزید فتوحات	
فرنگی مقبوضات میں توسیع		فتح صیدا	
جبیل اور عکا کی تسخیر	۳۶۲	فتح صور	۳۶۹
مسلمانوں کی نااتفاقی		مضافات میں جھڑپیں	
متحدہ جہاد کی کوشش		حصن الاثارب پر قبضہ	
صلیبیوں کو شکست		صلیب پرستوں پر یلغار	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دارالخلافت میں فریاد	۴۷۰	فرنگیوں کی دوبارہ شکست	۴۷۶
جامع مسجد میں ہنگامہ		فرنگیوں کی شکست	
جہاد کیلئے تحریک		فرنگیوں کی گرفتاری	
سلجوقیوں کی یلغار		قلعہ خرت برت پر مقابلہ	
فرنگیوں سے مقابلہ		فرنگی حکام کا فرار	۴۷۷
سلطان کی وفات	۴۷۱	صور کی سابق حکومت	
اسلامی فوجوں کا انتشار		صور پر فرنگی حملہ	
شہر صور کا محاصرہ		فتح صور	
طغتکین کا مقابلہ		برسقی کی شکست	
مودود کی پیش قدمی	۴۷۲	فرنگی کا اعلان	۴۷۸
فرنگیوں کو شکست		صلیب پرستوں کا حملہ دمشق	
فرنگی علاقہ کا صفایا		صلیبیوں کا فرار	
مودود کا قتل		دشمن کا محمود زنگی سے مقابلہ	
نئے مسلم سپہ سالار کا تقرر	۴۷۳	فرنگیوں کو شکست	۴۷۹
سعدالکبر کا جہاد		فرنگی حاکم کی شکست اور فرار	
حمرو شکری کی فتوحات		بانیاس کی فتح	
طویل جنگ کا منصوبہ	۴۷۴	شمس الملوک کے باپ دادا کے روپے	
فتح کفرطاب		صلیبیوں کے افریقہ پر حملے	۴۸۰
امیر کا قتل		روجار کے عزائم	
فرنگیوں کی دہشت		جزیرہ سسلی پر قبضہ	
دوسیلہ کی جنگ		شاہ روجر ثانی	
فرنگی بادشاہ کی موت	۴۷۵	روجر ثانی کے حملے	
طغتکین کی یلغار		فرنگی قلعوں کی تسخیر	۴۸۱
مسلمانوں کی شکست		صلیبیوں کو عسقلان میں شکست	
حمدوسے کی کوشش		طرابلس الغرب میں صلیبی جنگ	
اہل حلب کی مصالحت		صلیب پرستوں کو شکست	
شدید جنگ		دیگر افریقی مقام پر حملے	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دوبارہ جنگ کی تیاری		مہدیہ کا محاصرہ	
[illegible]		[illegible]	۳۸۷
دوسری بڑی جنگ	۳۸۲	[illegible]	
طرابلس الغرب کی آبادکاری		[illegible]	
شمالی افریقہ میں موحدی سلطنت کا زوال		صلیب پرستوں کی واپسی	
[illegible]		فتح مہدیہ	
فرنگیوں سے [illegible]		[illegible] کا قتل عام	۳۸۸
یوسف کی ہلاکت	۳۸۳	[illegible]	
شمالی افریقہ کی [illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	۳۸۹
حسن بن علی کا فرار	۳۸۴	[illegible]	
فتح مہدیہ		صلیب پرستوں کا محاصرہ	
حسن بن علی کا [illegible]		[illegible] کا محاصرہ	
[illegible]		[illegible]	۳۹۰
شمالی افریقہ میں [illegible] کی فتوحات		[illegible]	
[illegible] کی شکست		[illegible] کا استقبال	
صلیب پرستوں کے باہمی اختلافات		[illegible]	۳۹۱
[illegible] کی موت		[illegible]	
محاصرین [illegible]	۳۸۵	[illegible] کا محاصرہ	
[illegible] کی سلطنت کا زوال		صلیب پرستوں کا مقابلہ	
اسلامی [illegible] میں [illegible]		فتح [illegible]	۳۹۲
[illegible]	۳۸۶	[illegible]	
ابوالحسین کی شہادت		[illegible]	
اہل [illegible] کا قتل عام		[illegible] کا قبضہ	
سلطان محمد [illegible] کا جہاد		[illegible] کا محاصرہ	۳۹۳
فتح تونس		[illegible]	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نیا بادشاہ		ابوالغازی کے خلاف جنگ	
باب : ۸	۳۹۳	حماۃ کی تباہی	۴۰۰
دیار بکر میں سلطنت بنو ارتق		امراء کی درخواست	
ارتق کا حال		فوجوں کی واپسی	
ارتق کی وفات		مسلمانوں کو شکست	
بیت المقدس پر قبضہ		ایاز کا قتل	
بنو ارتق کا حال	۳۹۵	لؤلؤ کی خود مختاری	
تمہید مختصر		لؤلؤ خادم کا قتل	
سلطنت کی توسیع		ابوالغازی کی حکومت حلب	۴۰۱
تمار و اختلافات		فرنگیوں سے جنگ	
ماردین کی تسخیر	۳۹۶	ابوالغازی کی پیش قدمی	
یاقوتی کی گرفتاری		فرنگیوں کی شکست	
کردوں سے مقابلہ		دوبارہ شکست	
یاقوتی کا قتل		سلطان سے مصالحت	۴۰۲
سقمان کی حکومت		فرنگیوں کا محاصرہ	
سقمان کی وفات	۳۹۷	طریقہ جنگ	
ابوالغازی کا حال		بیٹے کی بغاوت	
ابوالغازی کی معزولی		بیٹا حاکم حلب	
ماردین پر قبضہ	۳۹۸	دبیس کی سفارش	۴۰۳
چاولی کی اطاعت		فرنگی حاکم کی گرفتاری	
جہاد میں عدم شرکت		ابوالغازی کی وفات	
مودود کا قتل		مالک بن بہرام کی حکومت	
اقسنقر کا تقرر		منبج	
ابوالغازی کا فرار	۳۹۹	مالک کی شہادت	۴۰۴
فرزند کی گرفتاری		حلب کا طویل محاصرہ	
فرنگیوں سے سازباز		برسقی کی حکومت	
ابوالغازی کی گرفتاری		دیار بکر کے قلعوں کی تسخیر	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
امراء کا عہد حکومت		زنگی حکومت کا آغاز	
تمرتاش کے جانشین	٣٠۵	زنگی کی شجاعت	٣١٣
ماردین کا محاصرہ		بصرہ کی حکومت	
ارتق کی حکومت		برسقی کا قتل	
ارتق کے جانشین	٣٠٦	خلیفہ کو شکست	
ہلاکو خان کی اطاعت		زنگی کا [illegible] و رہائی	
تیمور لنگ کے مظالم		عراق کی کوتوالی پر تقرر	٣١۴
نور الدین محمد		موصل کی حکومت	
قطب الدین سقمان		دبیس کی بدبختی	
عماد الدین کی معاہدت	٣٠٧	زنگی کی اطاعت	
ولی عہد کا تقرر		وزیر سے گفتگو	
ناصر الدین محمود		زنگی کا انتخاب	٣١۵
مسعود کی جانشینی		حاکم موصل کی حیثیت سے	
مسعود کا محاصرہ		زنگی کے ماتحت حکام	
قلعہ خرت برت کے حکام	٣٠٨	جزیرہ ابن عمر کی تسخیر	
خرت برت کا محاصرہ		فتح نصیبین	
شجرہ خاندان بنو ارتق	٣٠٩	فتح سنجار و خابور	٣١٦
باب : ٦	٣١٠	فتح حران	
الجزیرہ و شام کی زنگی سلطنت		حلب کے حکام	
حلب کی حکومت		اہل حلب کی بغاوت	
آقسنقر کا تقرر		فرنگیوں کی فوج کشی	
تتش کی سلطنت	٣١١	زنگی کی ملاقات	٣١٧
تتش کی فتوحات		زنگی کی آمد حلب	
آقسنقر کا قتل		نئے حاکم کا تقرر	
عماد الدین زنگی کے ابتدائی حالات		فتح حماة	
حکام موصل کی تبدیلی	٣١٢	فرنگیوں کے خلاف جہاد	٣١٨
دبیس کی بغاوت		زنگی قلعوں کی تسخیر	

عنوانات	صفحہ
بغاوت کو شکست	
رئیس کی گرفتاری	
قاصدوں کی گرفتاری	۴۱۹
محاصرہ بغداد	
فریقین میں جنگ	
زنگی کو شکست	
صلح نامہ	۴۲۰
سلطان سنجر کی پیش قدمی	
زنگیوں کا حملہ	
خلیفہ کا عتاب	۴۲۱
محاصرہ موصل	
شہر حماۃ کا محاصرہ	
دیگر قلعوں کی تسخیر	۴۲۲
زنگی کا وزیر	
مفسدوں کی سرکوبی	
ہکاریہ اور کواشی کے قلعوں کی تسخیر	۴۲۳
زنگی قلعوں پر قبضہ	
ہکاریہ کے غیر مفتوحہ قلعے	
قلعوں کے بارے میں دوسری روایت	
ایک گھوڑے کی بحالی	۴۲۴
شقاوت کا نتیجہ	
دیگر قلعوں کی تسخیر	
حاکم دمشق کا قتل	
زنگی کا محاصرہ دمشق	
حاکم دمشق سے مصالحت	۴۲۵
مسعود کے خلاف [illegible] بغاوت	
محاصرہ بغداد	

عنوان	صفحہ
خلیفہ راشد موصل میں	
خلیفہ راشد کی معزولی	
زنگی کی طرف سے تصدیق	۴۲۶
عساکر حلب کا حملہ	
حمص کا محاصرہ	
زنگیوں کی [illegible]	۴۲۷
قلعہ بعرین کی تسخیر	
دیگر فتوحات	
فتح حمص	
شاہ روم کے حملے	
فتح معرہ	۴۲۸
زنگی کی فوجی سیاست	
رومیوں کے خطرات	
بغداد میں فوجی اجتماع	۴۲۹
بعلبک کی تسخیر	
محاصرہ دمشق	۴۳۰
زنگیوں کی امداد	
بانیاس میں صلیب پرستوں کا قبضہ	
اہل دمشق سے مقابلہ	
شہرزور کی تسخیر	
دیگر جنگی قلعوں کی تسخیر	۴۳۱
سلطان مسعود سے مصالحت	
دیار بکر کی فتوحات	۴۳۲
نصیر الدین الغزی کا قتل	
ترکوں کی سرکوبی	
قلعہ جعبر و فنک کا محاصرہ	۴۳۳
زنگی کا قتل	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
زنگی کی وفات		[illegible]	
نور الدین حاکم حلب		دمشق کی بغاوت	
سیف الدین غازی حاکم موصل		فتح دمشق	۴۴۰
الپ ارسلان کی گرفتاری	۴۳۴	فرنگی قلعوں کی فتح	
اہل رہا کی بغاوت		قلعہ حارم کی تاراجی	
بغاوت کی سرکوبی		[illegible]	
فتح [illegible]		شام کے زلزلے	۴۴۱
فرنگیوں سے جنگ	۴۳۵	قلعہ شیزر کی فتح	
غازی کی بڑی کامیابی		[illegible] کا بیان	
فرنگیوں کا محاصرہ دمشق		[illegible] کا قتل	
مسلمانوں کا متحدہ مقابلہ		قلعہ شیزر کا محاصرہ	
فرنگی بادشاہوں کی آمد		دونوں حکومتوں میں اختلاف	۴۴۲
فرنگی بادشاہوں کے نئے جہاد	۴۳۶	مصر کے حالات	
فرنگی سرداروں کی گرفتاری		فتح حلب	
صلیبیوں کی شکست		[illegible] کی بغاوت	
سیف الدین غازی کی وفات		بغاوت کا انسداد	
سیف الدین غازی کی بیعت		[illegible] شاہ کا حال	۴۴۳
قطب الدین کی تخت نشینی		[illegible] کی سازش	
نور الدین کا سنجار پر قبضہ	۴۳۷	خلیفہ کا انتقال	
تقسیم سلطنت کا فیصلہ		[illegible] کی امداد	
عماد الدین سے خوشگوار تعلقات	۴۳۸	[illegible] شاور کی شکست	۴۴۴
[illegible] زنگی حاکم کا قتل		[illegible] شاور کی گرفتاری	
فتح فامیا اور فرنگیوں سے صلح		[illegible] شاور کی تخت نشینی	
جوسلین کی گرفتاری		نورالدین کی [illegible]	
فرنگی قلعوں کی طرف پیش قدمی		نورالدین کی شکست	
شام کے قلعوں کی تسخیر	۴۳۹	فرنگیوں کی امداد پر اصرار	۴۴۵
فتح دمشق کا ارادہ		[illegible]	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
فرنگیوں پر فتح اور تعاقب		قلعہ کرک کا محاصرہ	
فرنگیوں کی شکست		[illegible]	
صلیب پرست شاہوں کی گرفتاری		قیامت خیز زلزلے	
نور الدین کی بیماری اور صحت	۴۴۶	موصل میں زنگی کی حکومت	
قلعہ بانیاس کی تسخیر		نور الدین کی یلغار	۴۵۲
فرنگی حکومت کا زوال		موصل کا محاصرہ	
وزیر شاور کی فریاد	۴۴۷	نور الدین کا موصل پر قبضہ	
شیرکوہ کی فوج کشی		موصل کی جامع مسجد کی تعمیر	
محاصرہ بلبیس		دیگر اتفاقات	
وزیر مصر کی عہد شکنی		[illegible]	۴۵۳
فرنگیوں کی مدد		صلاح الدین کا اندیشہ	
[illegible]		نور الدین کی ناراضگی	
شیرکوہ کی دوبارہ فوج کشی	۴۴۸	صلاح الدین کا مشورہ	
فتح اسکندریہ		باہمی رنجش کا خاتمہ	
دوبارہ صلح		صلیب پرستوں کی سرکوبی	۴۵۴
مصر پر فرنگی تسلط		[illegible]	
فتح مصر		فرنگیوں کے ساتھ معرکے	
مصر میں صلاح الدین کی حکومت		ارمینیہ کے سردار کے حالات	
نور الدین سے [illegible]		ابن لیون کا رومی علاقوں پر قبضہ	
فرنگی قلعوں کی تسخیر	۴۴۹	رومی علاقے کی طرف یلغار	۴۵۵
حاکم مصر کی گرفتاری		متفرق فتح	
موصل کے واقعات	۴۵۰	نور الدین کی بادشاہت کی تصدیق	
زین الدین کا تقرر		[illegible]	
زین الدین کی [illegible]		[illegible]	۴۵۶
قطب الدین کی حکمرانی		نجم الدین ایوب کی وفات	
فخر الدین عبدالمسیح کا تقرر		[illegible]	
عماد الدین کی ناراضگی	۴۵۱	سلطان نور الدین کی وفات	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نورالدین کی سیرت		پیغام صلح کی ناکامی	۴۶۲
رفاہ عام کے کام	۴۵۷	متحدہ لشکر کی شکست	
دمشق میں ملک صالح کی جانشینی		قلعہ بزاعہ	
حاکم موصل کی خودمختاری		قلعہ بغدوین کا محاصرہ	
سیف الدین غازی کی فتوحات		قلعوں کی تسخیر	
الجزیرہ پر قبضہ	۴۵۸	غازی کی تیسری جنگ	
فتح دمشق کا منصوبہ		غازی کی شکست اور فرار	
صلاح الدین کا پیغام		سپہ سالار کی معزولی	۴۶۳
فرنگیوں سے مصالحت		فتح مراقدن صلح	
صلیب پرستوں کا فتنہ		قلعہ اعزاز کی تسخیر	
حلب پر حملے کا اندیشہ	۴۵۹	حلب کا محاصرہ اور صلح	
کمشتکین کی حکومت حلب		حاکم شہرزور کی نافرمانی اور اطاعت	
سیف الدین سے مصالحت		کمشتکین کا عروج و زوال	۴۶۴
صلاح الدین کی فتح دمشق		قلعہ حارم کی تسخیر	
قلعہ دمشق کی تسخیر		ملک صالح کی وفات	
دمشق کا نیا حاکم	۴۶۰	عزالدین کی جانشینی	
حاکم الجزیرہ زعفرانی کا فرار		معاہدہ کی پابندی	
فتح حمص		جاولی کی تجویز پر عمل	
محاصرہ حلب		حلب پر عمادالدین کی حکومت	۴۶۵
کمشتکین کی پالیسی		الجزیرہ کی طرف پیش قدمی	
فرنگیوں کی پیش قدمی	۴۶۱	رہا کی تسخیر	
ایک قلعہ کی تسخیر		مزید فتوحات	۴۶۶
فتح حلب		فتح نصیبین	
ترکی امداد کی درخواست		موصل کی طرف پیش قدمی	
سیف الدین غازی کی امداد		موصل پر ناکام حملہ	
موصل کی فوج کو شکست		مصالحت کی ناکام کوشش	
متحدہ فوج کا دوبارہ حملہ		سنجار کا محاصرہ	۴۶۷

عنوان	صفحہ
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	٣٦٨
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	٣٦٩
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	٣٧٠
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	[illegible]
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	[illegible]
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	٣٧٣

عنوان	صفحہ
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	٣٧٣
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	٣٧٥
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	٣٧٦
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	٣٧٧
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
فرنگیوں سے مصالحت	٣٧٨
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دوستانہ تعلقات کا قیام	۴۷۹	اشرف کا سمیساط پر قبضہ	
نیک سیرت بادشاہ		[illegible] کی بغاوت	۴۸۵
عمادالدین کی بغاوت		بغاوت کی سرکوبی	
کواشی پر قبضہ		فتح خلاط	
مظفر کی حمایت		خوارزم شاہ کی دوبارہ آمد	
بدرالدین کی شکست		جلال الدین کی پیش قدمی	۴۸۶
اشرف موصل کے قریب	۴۸۰	جلال الدین کی واپسی	
اشرف و مظفر کی واپسی		[illegible] کی مراجعت	
عمادالدین کی شکست		قلعہ آمد	
مصالحت		تاتاریوں کی روانگی	
حاکم موصل کی وفات		مظفرالدین کی وفات	
موصل پر حملہ	۴۸۱	خوارزم شاہی فوج کا الحاق	
بغدادی فوج کی آمد		خوارزمی فوج سے جنگ	۴۸۷
سخت مقابلہ		خوارزمیوں کا تعاقب	
[illegible] کی وفات		حاکم موصل کی شکست	
کواشی پر عمادالدین کا قبضہ		[illegible] کی اطاعت	۴۸۸
اشرف کے خلاف پیش قدمی	۴۸۲	لولو کی وفات	
اشرف کے خلاف سازشیں		زنگی سلطنت کی ترتیب	
سازش کی ناکامی		زنگی سلطنت کا شجرہ نسب	
ابن المشطوب کی شکست		باب : ۷	۴۸۹
تل یعفر کی تسخیر		مصر و شام میں ایوبی خاندان کی سلطنت	
حاکم ماردین سے صلح	۴۸۳	خاندان کا بانی	
حاکم سنجار کا پیغام		نجم الدین ایوب	
علاقوں کا تبادلہ		ایوب کا منصب	
مظفر سے مصالحت		زنگی کے دربار میں	
موصل کے قلعوں کی تسخیر	۴۸۴	بعلبک کا حاکم	۴۹۰
شہرزور کی تسخیر		دمشق میں قیام	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
شیرکوہ کی خدمات		شاور کی غداری	
فاطمی سلطنت کا زوال		شاور کا قتل	
ایوبی سلطنت کا آغاز		وزارت پر تقرر	۴۹۶
وزیر مصر کی فریادرسی	۴۹۱	فاطمی خلیفہ کا فرمان	
شیرکوہ کی روانگی		شیرکوہ کی حکومت مصر	
ضرغام کا قتل		شیرکوہ کی تعریف و تحسین	
شاور کی غداری		خلیفہ مصر کا عہدہ	
فرنگیوں کی غداری		شیرکوہ کی وفات	۴۹۷
مشترکہ فوج سے مقابلہ	۴۹۲	زنگی کے امراء میں اختلاف	
دوبارہ فوج کشی		جوہر کا مشورہ	
فرنگیوں کی امداد		صلاح الدین پر اتفاق	
دشمن کی کثیر تعداد		صلاح الدین کی وزارت	
صلاح الدین کی پیش قدمی	۴۹۳	صلاح الدین کی محبوبیت	
جنگی چال		موتمن الخلافت کی سازش	۴۹۸
دشمن کی شکست		سازش کا انکشاف	
فتح اسکندریہ		قراقوش کا تقرر	
دشمن کی پیش قدمی		سیاہ فام افراد کی بغاوت	
فرنگیوں کے ساتھ مصالحت		بغاوت کا خاتمہ	
اہل مصر کی تکلیف		فرنگیوں کی تیاری	
فتح مصر کا منصوبہ	۴۹۴	ترک کا مقابلہ	۴۹۹
فرنگیوں کا محاصرہ		فرنگی شہزادوں کی تیاری	
آگ لگانے کا حکم		دمیاط کا محاصرہ	
صلح کی درخواست		نورالدین زنگی کی امداد	
دس لاکھ پر صلح	۴۹۵	نجم الدین کی روانگی مصر	
فاطمی خلیفہ کا پیغام		نجم الدین کا مصر میں استقبال	
زنگی کے سپہ سالار کا تقرر		فتح ایلہ	۵۰۰
شیرکوہ کی روانگی		قاضیوں کی معزولی	

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
مفسدوں کی سرکوبی		بغاوت کی سرکوبی	۵۰۶
نور الدین کی ہدایت		نور الدین زنگی کی وفات	
عباسی خلیفہ مستضئ کا خطبہ		[illegible]	
فاطمی خلیفہ عاضد کی وفات		صالح کی گرفتاری	
شاہی محل کے جواہرات		فتح دمشق	۵۰۷
اراضی شاہی کی تقسیم	۵۰۱	فتح حمص	
فاطمی خلیفہ عاضد کا دربار		محاصرہ حلب	
فاطمی سلطنت کا خاتمہ		[illegible]	
نور الدین سے ناچاقی		قلعہ بعلبک کی تسخیر	
تعلقات کی بحالی		فتح حلب	۵۰۸
نجم الدین ایوب کی وفات	۵۰۲	متحدہ فوجوں کی شکست	
مغرب الاقصیٰ میں نئی حکومت کا آغاز		[illegible]	
مسعود بن زمام کا اثر		مقبوضہ علاقوں میں حکام کا تقرر	
فتح طرابلس الغرب		صلاح الدین کی مزید فتوحات	
دیگر فتوحات	۵۰۳	قلعہ عزاز کی تسخیر	۵۰۹
[illegible]		حلب کا محاصرہ	
نوبہ کے قلعہ کی تسخیر		فرقہ اسماعیلیہ کے [illegible] حملے	
یمن کی ایوبی سلطنت		توران شاہ کا تقرر	
عبدالنبی کی گرفتاری	۵۰۴	قاہرہ کی فصیل کی تعمیر	۵۱۰
فتح عدن		فرنگیوں پر اچانک حملے	
قلعوں کی تسخیر		توران شاہ کی شکست	
یمن کے مرکز حکومت کی تبدیلی		[illegible] عزم جہاد	۵۱۱
مصر میں [illegible] کا قلع قمع		دلیرانہ کارنامے	
ترکوں کی اطاعت	۵۰۵	مصر کی طرف واپسی	
مصر پر فرنگیوں کا حملہ		حماۃ پر فرنگیوں کے حملے	
فرنگیوں کی شکست		فرنگیوں کی پسپائی	
اسوان کے کنز الدولہ کی بغاوت		[illegible]	۵۱۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مسلمانوں کی فتح		[illegible] کی تعمیر	
فرنگیوں کا محاصرہ		فتح [illegible]	
محصورین کی مدد		[illegible] سے [illegible]	۵۱۸
فرنگی سرداروں کی گرفتاری		[illegible]	
محصورین کی [illegible]	۵۱۳	فرنگی جہازوں کی تباہی	
قلعہ والوں سے جنگ		[illegible] کی [illegible]	
حاکم [illegible] سے ناچاقی		الجزیرہ [illegible]	
سلطان [illegible] کی [illegible]		فتح [illegible]	۵۱۹
[illegible]	۵۱۴	[illegible]	
[illegible]		فتح [illegible]	
قلعے [illegible] کی اہمیت		صلیب [illegible] کے [illegible]	
ترکمان قوم پر ظلم		سلطان کی [illegible]	
مظلوموں کی حمایت		[illegible]	
فرنگیوں کی تباہی	۵۱۵	[illegible]	۵۲۰
[illegible] سے [illegible]		[illegible]	
[illegible] کی وفات		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	۵۲۱
[illegible] کی [illegible]	۵۱۶	[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
سلطان کی گرفتاری		فرنگیوں سے [illegible]	۵۲۲
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible] کی وفات	
[illegible]	۵۱۷	[illegible]	
سلطان کی [illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
صلیب [illegible]		[illegible] کی [illegible]	۵۲۳

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
فتح کرک قلعہ حلب		قطب الدین کی وفات	
نصرت الدین کے واقعات		میافارقین کا محاصرہ	
بڑی جنگ کے بعد فتح		سلطان کی بیماری	
باران رحمت		[illegible]	
[illegible] کی وفات	۵۲۴	موصل کی طرف روانگی	
مظفر الدین کو جواب		[illegible]	۵۲۹
محاصرہ حلب		[illegible] کی [illegible]	
فتح حلب		خلافت کی [illegible]	
تاج الملوک کی وفات		ایوبی سلطنت کی تقسیم	
قلعہ حارم کی تسخیر		[illegible] کی وفات	
نئے حکام کا تقرر	۵۲۵	تقسیم سلطنت کی تفصیلات	
[illegible]		[illegible] کی [illegible]	
[illegible] کی تیاری		[illegible]	۵۳۰
صلیبی جنگوں سے علاقوں کی تباہی		[illegible] سے متعلق [illegible] کی روایت	
کرک کا محاصرہ		صلیبیوں [illegible]	
حکام کے تبادلے	۵۲۶	صلیب پرست بادشاہ کی [illegible]	
[illegible]		صلیبی حکام کی بغاوت	
صلیبی جہازوں کی تباہی		سلطان [illegible] کی فتح [illegible]	۵۳۱
الجزیرہ کی طرف پیش قدمی		صلیبی [illegible] حاکم [illegible]	
موصل پر حملہ کی تیاری	۵۲۷	صلیبی حاکم کی غداری	
شاہی خواتین کی درخواست منظور		[illegible]	
اہل موصل سے جنگ		صلیبی علاقوں کی تباہی	
جنگ کی ناکامی		مسلمانوں کی فتح عظیم	
خلاط کے بارے		[illegible] کی [illegible]	۵۳۲
[illegible] کی وفات		[illegible] کی [illegible]	
اہل خلاط [illegible]		[illegible]	
[illegible] کی اطاعت	۵۲۸	فتح [illegible]	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
زبردست جنگ		خطبہ جمعہ	
پانی کی قلت	۵۳۳	علامہ ابن زکی کی امامت	
ریمنڈ کا فرار		رفاہ عامہ کے کام	
صلیب پرستوں کی شکست		صور کی ناکام جنگ	
فرنگی سرداروں کی گرفتاری		سپہ سالاروں کا تقرر	۵۴۰
ارناط (حاکم کرک) کا قتل		بحری جنگ	
ریمنڈ (حاکم طرابلس) کی وفات		عکا میں قیام	
قلعہ طبریہ کی فتح	۵۳۴	[illegible]	
صلیبی قیدیوں کا قتل		قلعہ کوکب اور صفد کا محاصرہ	۵۴۱
فتح عکا		فوج کی غفلت کا نتیجہ	
مال غنیمت کی تقسیم		سفیروں سے ملاقات	
سلطان کی دیگر فتوحات		جہاد کی تیاری	
فتح جلیک و دیگر		انطرطوس جبیل	
فتح نابلس		انطاکیہ کے قلعوں پر حملہ	۵۴۲
فتح تبنین وصیدا	۵۳۵	منصور کی فتح	
فتح بیروت		قلعہ طرطوس کی تسخیر	
فتح جبیل		جبلہ کی جنگی معاونت	
فرنگی نواب کی آمد		فتح جبلہ	
صور پر فرنگی نواب کی حکومت	۵۳۶	شہر کی اطاعت	۵۴۳
عسقلان کا محاصرہ		فتح لاذقیہ	
شدید جنگ		بحری افسر کی گلو خلاصی	
فتح عسقلان		صہیون کی جنگ	
بیت المقدس کی جنگ	۵۳۷	قلعوں کی تسخیر	
صلیب پرستوں کی تعداد	۵۳۸	دیگر قلعوں کی تسخیر	۵۴۴
سلطان کی رواداری		قلعہ بکاس و شغر	
شعائر مقدسہ کی حفاظت	۵۳۹	فتح سرمین	
مسجد اقصیٰ کی صفائی		دشوار گزار قلعہ	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
عسقلان کی جنگ	۵۴۵	عظیم صلیبی لشکر کی پیش قدمی	
فتح قلعہ برزیہ		عکا کا محاصرہ	
حریم تکبیر کا واقعہ		مسلمانوں کو دعوت جہاد	۵۵۱
فتح قلعہ دربساک		عکا کی دوسری جنگ	
فتح بغراس	۵۴۶	خندقوں میں محصور	
صلح انطاکیہ		مسلمانوں کی تنگی میں اضافہ	
سمندر کی وقتی ریاست		صلیب پرستوں کا جائے محفوظ	
حلب کی طرف مراجعت		مشہور شہزادہ	۵۵۲
ولیعہدی کی بیعت		شامی دستہ پر حملہ	
جہاد کا عزم مصمم		فرنگی سپاہیوں کا قتل	
فتح کرک	۵۴۷	مقتولین کی تعداد	
فتح صفد		دوبارہ جنگ	
صلیب پرستوں کی تباہی		سلطان کی واپسی	
فتح قلعہ کوکب		سلطان کی جنگ سے واپسی	
مزید صلیب پرست دستوں کی آمد	۵۴۸	دشمن کی صف بندی	۵۵۳
سلطان کا عکا میں قیام		مصری لشکر کی آمد	
قلعہ شقیف کا محاصرہ		سلطان کا الخروبہ میں قیام	
صور میں سے صلیب پرستوں کا خروج		دوبارہ عظیم جنگ کا آغاز	
بادشاہ کی گرفتاری		دو طرفہ محاذ	
صلیب پرستوں کی شکست	۵۴۹	آگ سے محفوظ برج	
اسلامی سپاہ کی غلطی		دوسرے برجوں کی تباہی	۵۵۴
منتشر اسلامی فوج کی شجاعت		مسلمانوں کی جرأت	
صلیب پرستوں سے انتقام		مصری بحری بیڑے کی آمد	
غلط منصوبہ کا نتیجہ		شاہ جرمنی کی پیش قدمی	
مسلمانوں کی شکست	۵۵۰	المانی صلیب پرستوں کی کمک	۵۵۵
صلیب پرستوں کی آخری یلغار		صلیبیوں کا برج پر حملہ	
نئے صلیب پرستوں کی بھرتی		شاہ المانیہ کا معاہدہ	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
طرابلس کی طرف پیش قدمی		اہل عکہ کی شکست	
برج خشبہ کی تباہی		صلح کی شرائط	
قلیج ارسلان کی معذرت	۵۵۶	اہل عکہ کو سلطان کی ہدایت	
صلاح الدین کے انتظامات		صلیب پرستوں کا عکہ پر قبضہ	
عکہ کی اہم صلیبی جنگ		بھاری تاوان جنگ	
فرانس کی ہلاکت		صلیب پرستوں کی عہد شکنی	۵۶۲
صلیب پرستوں کو مزید امداد کی فراہمی		قیدیوں کا قتل	
فوج کی تبدیلی	۵۵۷	[illegible]	
قلعہ شکن آلات		دشمن کا تعاقب	
مزید فرانس کا بندوبست		صلیبیوں کی مزید پیش قدمی	
شہر عکہ کی امداد		مسلمانوں کی فتح و شکست	
پاپائے اعظم کا پیغام		دوبارہ مقابلہ کی تیاری	۵۶۳
سلطان کا نظام جنگ		عسقلان کی تباہی	
صلیب پرست سرداروں کا مقابلہ	۵۵۸	جافا پر [illegible] کا قبضہ	
غلہ کی گرانی		بیت المقدس کی حفاظت	
فوجوں کا تبادلہ		انگریز بادشاہ کی تجویز	
مسلم حکام کی حرکت		تجویز کی ناکامی	
زین الدین کی وفات		بیت المقدس کی جنگ	۵۶۴
مظفر الدین کے علاقوں کی توسیع	۵۵۹	فصیل کی تعمیر	
مجاہد کی عدم مدافعت		سلطان کا تعمیری کام میں حصہ	
تقی الدین کے نئے علاقے		تحفظ بیت المقدس کی مساعی	
ابن رتق کا محاصرہ		شاہ انگلستان کا فیصلہ	
شاہ فرانس کی آمد	۵۶۰	فرنگی حاکم کا قتل	۵۶۵
صلیب پرستوں سے بحری جنگ		نئے حاکم کندہری کی حکومت	
شہر عکہ پر صلیب پرستوں کے حملے		تقی الدین کی وفات	
شاہ انگلستان کی کمک		تقی الدین کے علاقوں پر افضل کا قبضہ	
عکہ کی نازک صورت حال	۵۶۱	ملک عادل کی مداخلت	۵۶۶

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
انگریزوں پر ملک عادل کا حملہ		ملک العزیز کا دوبارہ محاصرہ	۵۷۱
صلیبیوں کی پیش قدمی		افضل کی فتح	
بیت المقدس کی جانب صلیبی یلغار		ملک عادل کی بدحالی	
صلیبیوں کی ساحل پر پسپائی		ملک العزیز کی حمایت	
فتح یافا		[illegible] افضل کا محاصرہ	
سلطان کی واپسی	۵۶۷	ملک عادل کی فتوحات	۵۷۲
مصالحت کی تجویز		دمشق کا محاصرہ	
[illegible] کا مشورہ		[illegible]	
جنگ بندی کا معاہدہ		مصر پر حملہ	
شاہ انگلستان کی واپسی		دمشق پر عادل کی حکومت	
بیت المقدس کی تعمیر و ترقی		مسلمانوں کے بحری حملے	
سلطان کی دمشق کی جانب واپسی	۵۶۸	فتح یافا	
نئی فتوحات کے عزائم		بیروت پر فرنگیوں کا قبضہ	۵۷۳
سلطان کی آخری ہدایات		صیدا اور صور کی تباہی	
سلطان صلاح الدین کی وفات		تبنین پر حملے	
باب : ۸	۵۶۹	نیا فرنگی بادشاہ	
سلطان صلاح الدین کے جانشین		فرنگیوں کی پسپائی	
فرزندوں میں تقسیم سلطنت		امرائے مصر کی سازش	۵۷۴
دیگر بیٹے		مصالحت	
[illegible]		[illegible] کی وفات	
افضل کی [illegible]		منصور کی حکومت	
[illegible]		ملک ظاہر کی حکومت	
[illegible] افضل کے عزائم	۵۷۰	سلیمان بن تقی الدین کا تقرر	
[illegible] افضل کی [illegible]		ملک عادل کے دیگر حالات	۵۷۵
ملک العزیز پر فوج کشی		ماردین کا محاصرہ	
ملک العزیز کی واپسی		ملک العزیز کی وفات	
[illegible]		افضل کا تقرر	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
افضل کے خلاف بغاوت		محمد بن العزیز کا اخراج	
مصر میں افضل کی حکومت	۵۷۶	حاکم موصل کا محاصرہ	
افضل کا محاصرۂ دمشق		اشرف موسیٰ کی متحدہ فوج	۵۸۲
دمشق سے اخراج		حاکم موصل کی شکست	
مصری فوج میں انتشار		معاہدہ صلح	
مصری فوجوں کی واپسی	۵۷۷	نئی صلیبی جنگیں	
افضل کے خلاف متحدہ محاذ		ملک عادل سے مصالحت	
افضل کی بغاوت		حاکم حماۃ کی شکست	
ملک افضل کی معذرت		شاہ آرمن کے حملے	۵۸۳
ملک عادل کا قصد مصر	۵۷۸	انطاکیہ پر شکست	
مصر پر قبضہ		خلاط کا محاصرہ	
افضل کا اخراج		بلبان کا قتل	
ملک عادل کی مستقل حکومت مصر		فتح خلاط	۵۸۴
امراء کی سازش	۵۷۹	اہل خلاط کی بغاوت	
ملک عادل کو اطلاع		بغاوت کی سرکوبی	
لشکر مصر کی پیش قدمی		شام میں صلیب پرستوں کی یلغار	
باہمی جنگ کا آغاز		مصری سرحدی جزائر پر حملے	
فتح دمشق ملک عادل و دمشق		ملک عادل کی پیش قدمی	
فرزندان صلاح الدین میں اختلافات	۵۸۰	طرابلس الشام کی تباہی	۵۸۵
شامی علاقوں کی تقسیم		اہل خلاط کی سرکوبی	
ملک عادل کے خلاف متحدہ محاذ		سنجار کی جانب جنگیں	
الجزیرہ کی طرف اقدام		ملک عادل کی امداد	
ماردین کا محاصرہ		فتح خونہ	۵۸۶
صلح و معاہدہ	۵۸۱	نوری کی مدافعت	
افضل کے علاقے		سنجار کا محاصرہ	
قلعہ نجم پر جھگڑا		ملک عادل کے خلاف اتحاد	
افضل کی بغاوت		مصالحت کی شرائط	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
قاہرہ کی تباہی		[illegible]	
ملک ظاہر کی وفات	۵۸۷	[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
یمن کے آخری حالات		[illegible]	۵۹۳
یمن کے مظالم		[illegible] کی تسخیر	
عادل کے لشکر کا [illegible]		[illegible]	
مسعود بن کامل کی حکومت		[illegible]	
[illegible]	۵۸۸	[illegible]	
دمیاط کی زبردست صلیبی جنگ		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	۵۹۴
دمیاط کی جنگ کا آغاز	۵۸۹	[illegible]	
عیسائیوں کی شکست		[illegible]	
[illegible] کی حکومت		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
دمیاط پر [illegible]	۵۹۰	[illegible] کی وفات	۵۹۵
منصورہ کی تعمیر		[illegible]	
ملک عادل کی وفات		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
فرزندوں میں سلطنت کی تقسیم		[illegible]	
مصری حکومت کی بربادی		[illegible]	۵۹۶
باب : ۲	۵۹۱	[illegible]	
ملک عادل کا عہد حکومت		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	۵۹۷
[illegible]		[illegible]	
[illegible]	۵۹۲	[illegible]	

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]	۲۹۸	[illegible]	
[illegible]		[illegible]	۳۰۳
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]	۲۹۹	[illegible]	۳۰۴
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	۳۰۵
[illegible]	۳۰۰	[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	۳۰۶
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]	۳۰۱	[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	۳۰۷
[illegible]		[illegible]	
[illegible]	۳۰۲	[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حلب کے حکام	۲۰۸	شیخ کی مشہور نظم کا ترجمہ	
صالحیوں کی اولاد پر خلفا کا احتجاج		شیخ الدین عربی کا بیان	
صالح ایوب کے خلاف محاذ		ناصر کی حکومت دمشق	۲۱۴
اہل مصر و شام میں جنگ		مصر میں موسیٰ اشرف کا تقرر	
مصری فوجوں کی فتح		فرنگیوں کی بغاوت	
صالح اسماعیل کا اخراج	۲۰۹	شامی فوجوں کا فرار	
خوارزمیہ کا قلع قمع		ایوبی حکام کا اجتماع	
عسقلان اور طبریہ کی فتح		مصر و شام کی جنگ	
شاہی حکام سے ملاقات	۲۱۰	شکست دمشق	۲۱۵
مصر پر حملہ		ایوبی حکام کی گرفتاری	
صالح ایوب کا مقابلہ		صالح اسماعیل کا قتل	
صلیبی جنگ میں فرانس کی شرکت		اقطائی کا قتل	
شہنشاہ فرانس کا حملہ		ایبک کی بادشاہت	۲۱۶
دمیاط پر فرانس کا تسلط		ایبک کا قتل	
منصورہ کا محاصرہ	۲۱۱	بحریہ مملوکوں کا دمشق سے خروج	
ایوبی سلطنت کا زوال		مغیث اور بحریہ فوجوں کی شکست	
ملک صالح کی وفات		ناصر داؤد کا حبس	۲۱۷
صلیبیوں کی شکست		ناصر داؤد کی وفات	
توران شاہ کی حکومت		بحریہ جماعت کی فتح	
شہنشاہ فرانس کی گرفتاری	۲۱۲	دوبارہ قصد	
توران شاہ کے عادات		بحریہ جماعت کی گرفتاری	
بحریہ سرداروں کا ظہور		علی بن ایبک کی معزولی	
بیبرس کی شخصیت		تاتاریوں کی فتوحات	۲۱۸
خاص سواروں کا عروج		فتح میافارقین	
توران شاہ کے خلاف سازش		فتح اربل	
ملکہ شجرۃ الدر کی حکومت	۲۱۳	حکام شام کی اطاعت	
دمیاط کی مکرر فتح		لولو کی وفات	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ناصر سے دوستانہ تعلقات	۲۲۰	خلیفہ مستعصم اور [illegible]	
اہل حلب سے جنگ		ہلاکو کی مراجعت عراق	
ناصر کی شکایات		ناصر کی گرفتاری	
سلطان کی تیاری		ہلاکو سے ملاقات	
ترکوں کا مصر میں اجتماع		[illegible] کی تباہی	۲۲۳
فتح حلب		[illegible] کی اطاعت	
اہل حماۃ کی اطاعت	۲۲۱	[illegible] کی واپسی	
ناصر کا فرار		تاتاریوں کو شکست	
فتح [illegible]		[illegible] کا قتل	
ناصر [illegible]		[illegible]	
شامی سلطنت کا خاتمہ	۲۲۲	[illegible] سلطنت کا خاتمہ	۲۲۴
شام پر [illegible]		[illegible] کی بحالی	
[illegible] کی [illegible]			

مقدمۂ مترجم

از [illegible] صدر شعبۂ عربی کراچی یونیورسٹی

علامہ ابن خلدون کی تاریخ کے ترجمہ کی اس جلد کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے جب کہ سلجوقی سلطان ملک شاہ نے اپنے بھائی تتش کو شام کی حکومت عطا کر دی تھی اور اس نے وہاں کے شہروں کو فتح کر کے اپنے خاندان کے لیے خود مختار سلطنت کی بنیاد ڈالی۔

اس کے بعد سلجوقیوں کی وسیع سلطنت مستحکم نہیں رہی بلکہ سلجوقی امراء کی نااتفاقی اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے وہ کمزور ہوتی گئی اور چھوٹے چھوٹے امیروں اور حکمرانوں نے تمام ملک میں خود مختار ریاستیں قائم کر لی تھیں۔ چنانچہ شام میں تتش کی حکومت قائم ہوئی اس کے بعد زنگی اور ایوبی خاندانوں کی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ اس کے علاوہ روم کے ان علاقوں میں بھی جنہیں سلجوقی حکومت نے زبردست جہاد کر کے فتح کیا تھا رومی خود مختار سلجوقی سلطنت قائم ہوئی اسی طرح دیار بکر و خلاط کے علاقے بھی تھے جہاں خود مختار سلجوقی سلطنت قائم ہوئی یہاں تک کہ دیار بکر کے چھوٹے علاقے میں بھی خاندانی خود مختار حکومتیں بلکہ بادشاہتیں اور ارتقیات قلعہ کی حکومت اور ... ریاستیں قائم ہو گئیں۔

الغرض دنیا بھر کے اس وسیع ملک میں ترکی خود مختار امراء حکمرانوں کے علاوہ کئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں اور حکومتیں قائم ہو گئی تھیں جن سب کو سلطان صلاح الدین ایوبی نے آ کر ختم کیا۔

ان چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستوں نے اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے فرنگیوں تک سے مدد طلب کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ وہ ان سے فوجی امداد حاصل کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کا خون بہاتے تھے اور اس کے عوض انہیں خراج دیتے تھے۔

اس تاریخ کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام چھوٹی چھوٹی سلطنتوں یا ریاستوں میں سے ہر ایک دوسرے سے ہر طرح کے جوڑ توڑ کا سلسلہ جاری رکھتی تھی اور اپنی نااتفاقیوں اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے اسلامی قوت کمزور ہوتی گئی اور صلیب پرست فرنگی اقوام نے اس سے بہت ترقی حاصل کی۔ یہاں تک کہ ایک زمانے میں انہوں نے تمام اسلامی دنیا کو سخت خطرہ میں ڈال دیا اور بیت المقدس پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ تمام زمانہ مسلمانوں کے لیے بہت سخت تھا وہ دشمنوں کے ہاتھوں سخت ظلم و ستم برداشت کرتے تھے۔

ان صلیبی جنگوں میں بے گناہ مسلمانوں کی بستیوں کو تباہ و برباد کیا اور ان کو قتل عام کیا۔ وہ ان پر بڑے ظلم و ستم کرتے تھے جنہیں بیان کرنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہاں کہنا یہ ہے کہ تمام عیسائی اقوام نے متحد ہو کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تھی اور یہ جنگیں بہت عرصہ تک جاری رہیں۔

عیسائیوں کی سازش: درحقیقت پاپائے روم اور بازنطینی حکومت نے اپنے گرتے ہوئے اقتدار کو سنبھالنے کے لیے یورپ کی مسیحی حکومتوں سے مل کر ایک گہری سازش کی تھی۔ انہوں نے اپنی بقا و زیست کے لیے مغرب کے مسیحیوں کو مذہب کے نام پر مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا شروع کیا اور پھر موزوں مناسب موقع کا انتظار کرتے رہے۔

انہوں نے یہ سازش اس لیے کی تھی کہ سلجوقی حکومت نے ارمینیا، قونیہ اور ایشیائے کوچک کے ان تمام علاقوں کو فتح کر لیا تھا جو بلاد روم کے نام سے مشہور تھے یعنی روم کی بازنطینی (مشرقی) سلطنت کا جنازہ نکلنے لگا تھا اور رومیوں کے پاس صرف قسطنطنیہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقے باقی رہ گئے تھے۔

اس سازشی منصوبے کے ماتحت مسلمانوں کی ہمسایہ مسیحی سلطنتیں مناسب موقع کی منتظر رہیں جب انہوں نے دیکھا کہ سلجوقیوں کی وحدت اور مستحکم سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہے اور کوئی مستحکم مرکزی حکومت مسلمانوں کی باقی نہیں رہی ہے تو پاپائے روم اور اس کے مسیحی پادریوں نے یورپ کی ابھرتی ہوئی عیسائی طاقتوں کو اس بات پر ورغلایا کہ وہ شام و فلسطین میں عیسائیوں کے مذہبی اور متبرک مقامات پر قبضہ کر لیں اور بیت المقدس کو فتح کر کے مسلمانوں کو نکال دیں۔

صلیبی جنگیں: ان مذہبی پیشواؤں کے ورغلانے سے یورپ کے دور دراز علاقوں سے بے شمار مسیحی رضا کار اس مذہبی جنگ میں جو بعد میں صلیبی جنگ کے نام سے مشہور ہوئی نہایت جوش و خروش کے ساتھ حصہ لینے لگے وہ کثیر تعداد میں مغربی ممالک سے روانہ ہوئے چونکہ مسلمانوں کی سلطنتیں باہمی خانہ جنگیوں کی وجہ سے کمزور ہو گئی تھیں اس لیے ان صلیب پرستوں نے نہایت آسانی کے ساتھ شام کے اہم ساحلی شہروں پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے پیش قدمی کرنے کے لیے مستحکم قلعے قائم کر لیے تھوڑے عرصے کے بعد انہوں نے بیت المقدس بھی فتح کر لیا وہ جہاں بھی گئے مسلمانوں کے خلاف قتل و غارت کا بازار گرم کرتے رہے۔ پھر یہ صلیب پرست شام و فلسطین کے علاوہ مصر اور ایشیائے کوچک کے کئی شہروں پر بھی قابض ہو گئے۔

مسلمانوں کی نااتفاقی: اگر مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں متحد ہو کر ان کا مقابلہ کرتیں تو ان صلیب پرستوں کا قلع قمع کرنا مشکل کام نہ تھا مگر نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسلامی ریاستوں میں اس قدر نااتفاقی اور خود غرضی پھیلی ہوئی تھی کہ وہ اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لیے خود ان فرنگی صلیب پرستوں کی آغوش میں چلے جاتے تھے اور اپنے حریف کے خلاف خود ان سے فوجی امداد حاصل کیا کرتے تھے لہٰذا وہ ان صلیب پرستوں کا مقابلہ نہیں کر سکے اور اگر زنگی اور ایوبی خاندان کے چند بہادر حکمران نہ ہوتے تو شام و مصر، موصل، الجزائر اور ایشیائے کوچک کی اسلامی سلطنتوں کی مکمل تباہی یقینی تھی۔

زنگی خاندان کے کارنامے: یہ حقیقت ہے کہ زنگی سلطنت کے بانی عماد الدین زنگی نے نہایت شجاعت اور بہادری کے ساتھ ان صلیب پرستوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور انہیں لگاتار شکستیں دے کر انہیں ان کے مستحکم مقامات اور قلعوں سے نکال دیا اس کے بعد اس کے جلیل القدر فرزند نور الدین زنگی نے انہیں مزید شکست دے کر مسلمانوں کی لاج رکھ لی۔

زنگی سلطنت نے اپنے زوال سے پیشتر ایوبی خاندان کے دو نامور جرنیل اسد الدین شیر کوہ اور صلاح الدین ایوبی پیدا کیے۔ جنہوں نے نہ صرف صلیب پرستوں کی پیش قدمی روک کر مصر کو ان کے خطرناک منصوبوں سے بچایا بلکہ مصر میں کمزور فاطمی خلافت کا خاتمہ کر کے مصر و شام میں عباسی خلافت کا جھنڈا بلند کیا۔

سلطان صلاح الدین غازی صلاح الدین کا وجود دنیائے اسلام کے لیے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا کیونکہ اس نے اپنے مجاہدانہ کارناموں کی بدولت مصر و شام سے لے کر یمن اور افریقہ تک ایک وسیع اسلامی سلطنت قائم کر کے صلیب پرستوں کے چھکے چھڑا دیے۔ اس نے مسلمانوں کے قبلہ اول (بیت المقدس) کو صلیب پرستوں سے واپس لیا اور انہیں بڑی ذلت و رسوائی کے ساتھ پے در پے شکستیں دیں۔ یہاں تک کہ اس کے مجاہدانہ کارناموں سے تمام یورپ لرز اٹھا اور اس کا بچہ بچہ اس کے نام سے کانپنے لگا۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ سلطان صلاح الدین نے اپنی شجاعت، دلیری اور عدل و انصاف کے کارناموں کی بدولت اسلام کے خلفائے راشدین کی یاد تازہ کر دی تھی اور ان ظالم و جابر صلیب پرستوں کو شکست دے کر مسلمانوں کی قدیم عظمت کی روایات قائم کیں اور مسلمانوں کی قدیم شان و شوکت کو زندہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی وفات پر ایک مورخ اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے:

> ”خلافت راشدہ کا ختم ہو جانا اسلام اور مسلمانوں کے لیے بہت بڑا سانحہ تھا اس کے بعد سلطان صلاح الدین کی وفات ایک دوسرا بڑا حادثہ تھا جس سے مسلمانوں کو دوچار ہونا پڑا۔“

موجودہ دور سے مشابہت: مسلمانوں کا موجودہ دور بھی اسی قسم کا ہے۔ اس وقت صلیبی جنگوں کی وجہ سے مسلمان تباہ و برباد ہو رہے تھے مگر انہیں نور الدین زنگی اور سلطان صلاح الدین نے آ کر بچا لیا اور مسلمانوں کے قبلہ اول بیت المقدس کو عیسائیوں سے واگزار کرا لیا۔ آج بھی اسلام اور یہودیت کا معرکہ چند دنوں کے لیے نہیں ہے اور آج بھی بیت المقدس یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔ اس لیے تمام عالم اسلام ایک دوسرے صلاح الدین ایوبی کا منتظر ہے جو بیت المقدس کو دشمنان اسلام کے پنجے سے چھڑائے اور اسلام کا بول بالا کرے۔

آج بھی مسلمانوں کی نااتفاقیوں اور غداری نے عالم اسلام کو دکھ پہنچایا ہوا ہے۔ فلسطین پر اسرائیل نے قبضہ کر رکھا ہے اور دیگر مسلمانوں نے ابھی تک کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا اب بھی وہ موجودہ اور گذشتہ تاریخی واقعات سے عبرت حاصل نہیں کریں گے اور متحد ہو کر دشمن کا مقابلہ نہیں کریں گے؟

یہ ایک سوال ہے جس کا مستقبل جواب دے گا۔

ہمارا ترجمہ: ہمارے ترجمے کا آغاز دمشق کی خود مختار سلطنت سے ہوتا ہے جس کو ترجمہ کرنے کے لیے مطبع بولاق مصر کا قدیم ایڈیشن دستیاب ہوا ہے جو کاغذ، کتابت اور طباعت کے لحاظ سے بہت خراب ایڈیشن ہے اور اس میں املا کی بھی بہت غلطیاں ہیں۔ سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ ہر صفحے پر حاشیہ نہ ہونے کی وجہ سے جگہ جگہ عبارت چھوٹی ہوئی ہے اور اسی کی وجہ سے اصل مطلب سمجھ میں نہیں آتا ہے اور خالی جگہوں کو تاریخی واقعات کی وجہ سے مکمل کرنا بہت دشوار ہو گیا ہے سابق مترجم کے سامنے بھی غالبا

بوسیدہ و ناقص تھا، لہٰذا انہوں نے کئی جگہ "الکامل" ابن اثیر سے مدد لے کر ان تمام خالی مقامات کو مکمل کیا ہے اور جا بجا حواشی میں اس کے حوالے دیے ہیں کیونکہ تاریخ الکامل ہی اس دور کی سب سے معتبر اور مستند تاریخ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بولاق کے اس نسخہ میں تاریخی شخصیتوں اور تاریخی مقامات کے نام بھی بہت غلط چھپے ہیں اور متن میں بھی الفاظ اور عبارت کی کئی غلطیاں ہیں اس لیے ہم نے اپنا ترجمہ میں ایک نئے اور صحیح نسخہ کی تلاش کرنا بہ مشکل سے کراچی کے اکثر کتب خانوں اور کراچی یونیورسٹی میں بھی اس کتاب کا صرف بولاق کا نسخہ ہے۔

بیروت کا نسخہ: آخرکار بڑی جدوجہد اور تلاش کے بعد ایک کتب خانہ سے ہمیں ایک نادر نسخہ بیروت کا چھپا ہوا دستیاب ہوا اسے بیروت کے دار الکتاب اللبنانی نے شائع کیا ہے اس کا کاغذ بھی زیادہ عمدہ نہیں ہے تاہم کتاب کا متن جلی حروف میں کشادہ، صاف اور واضح طور پر چھاپا گیا ہے اور آخر میں ان تمام تاریخی اشخاص، قبائل، تاریخی مقامات، موضوعات وغیرہ کی فہرستیں (انڈیکس) بھی ہیں جو اس حصہ میں مذکور ہیں ان انڈیکسوں کے ذریعے تاریخی اشخاص و مقامات وغیرہ کی تصحیح میں ہمیں بہت مدد ملی۔

ان تمام خوبیوں کے باوجود بیروت کے نسخہ میں بھی اسی طرح جا بجا ہر صفحہ پر خالی جگہ (بیاض) موجود ہے جس طرح بولاق کے نسخے میں موجود تھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سامنے بھی نسخہ بولاق کے علاوہ اور کوئی مکمل اور صحیح مخطوطہ (قلمی نسخہ) نہیں مل سکا ہوگا۔ اس لیے وہ ان خالی مقامات کو مکمل نہ کر سکا اس کے علاوہ ناشر نے بھی متن کے الفاظ و اعراب کی پوری تصحیح نہیں کرائی کیونکہ متن اور عبارت کی اغلاط اس میں بھی موجود ہیں۔

تحقیق و تصحیح: ان حالات میں ایک تاریخی کتاب کا ترجمہ کرنا کس قدر دشوار کام ہے، اس کا اندازہ وہی محقق علماء کر سکتے ہیں جو مخطوطات کی تصحیح کرتے رہتے ہیں اور ان کے صحیح ایڈیشن شائع کرتے ہیں چنانچہ مجھے عربی اردو ترجمہ کرنے کے ساتھ اصل متن کی اغلاط اور متن کی بھی درستی کرنا پڑی اور خالی جگہوں کو مکمل کرنے کے لیے معتبر تاریخی کتب کی ورق گردانی کرنی پڑی کیونکہ صحیح نسخہ نہ ہونے کی وجہ سے ایسا کرنا ضروری تھا غلطیوں سے بچنے کے لیے ہر مقام پر حاشیہ کے ذریعے ان کی نشاندہی مشکل تھی اس لیے جہاں بہت ضرورت محسوس ہوئی وہاں ہم نے حاشیہ میں عبارت کے ابہام کو دور کرنے کی کوشش کی ہے اور تاریخی کتب کا حوالہ بھی دیا ہے۔

تبویب و ترتیب: اصل کتاب میں چند طویل عنوانات تھے نہ اس میں پیراگراف تھے اور نہ ذیلی عنوانات تھے اور نہ ابواب قائم کیے گئے تھے لہٰذا ہم نے ہر سلطنت کے حالات الگ الگ باب کے تحت ترتیب دیے ہیں اور ہر مضمون کے لیے علیحدہ پیراگراف قائم کر کے ان کے لیے مناسب ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں بڑے بڑے عنوانات کے ماتحت چھوٹے عنوانات قائم کیے تاکہ عام قارئین کرام اور بالخصوص تاریخ اسلام کے طلبہ کو تاریخی مواد تلاش کرنے اور واقعات کا خلاصہ معلوم کرنے میں سہولت ہو نیز ہم نے ان سب چھوٹے بڑے عنوانات کی ایک مکمل اور جامع فہرست اس طرح مرتب کی ہے کہ پڑھنے والے کے ذہن میں ایک نظر میں تاریخی واقعات کا تسلسل قائم رہے۔

عام فہم ترجمہ۔ مسلمانوں کے اس مایہ ناز مورخ اعظم اور عمرانیات کے بانی فلسفی مصنف ابن خلدون کے اس تاریخی شاہکار کا ترجمہ کرنے میں ہم کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں؟ اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں تاہم یہ حقیقت ہے کہ ہم نے تاریخی واقعات کی عبارت کو اچھی طرح سمجھنے کے بعد قارئین کو نہایت سلیس اور عام فہم زبان میں سمجھانے کی کوشش کی ہے لہٰذا عربی زبان کے عام مترجموں کی طرح ہم نے ترجمہ کو تکلف، ابہام اور غیر واضح نہیں ہونے دیا ہے بلکہ مورخ اعظم کے خیالات اور تاریخی واقعات کو مختصر انداز میں مختصر طور پر واضح طور پر بیان کیا ہے اور جہاں ضرورت محسوس کی وہاں قوسین کے ذریعے مناسب تشریح کی گئی ہے۔

یکم مارچ ۲۰۰۳ء
شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی

باب : اوّل

شام میں تتش کی سلطنت

ہم بیان کر چکے ہیں کہ سلجوقی سلاطین اپنے ابتدائی دور میں شام پر قابض ہو چکے تھے اور سلطان ملک شاہ کا ایک حاکم اتسز بن اوق الخوارزمی نے فلسطین کی طرف لشکر کشی کی اور اس نے رملہ اور بیت المقدس کو فتح کر لیا تھا اور وہاں اس نے فاطمی حکومت کی خلافت کی تحریک ختم کرا کر عباسی خلافت کے ماتحت اس علاقہ کو مطیع کر دیا تھا اس کے بعد اس نے دمشق کا محاصرہ کیا یہ واقعہ ۴۶۳ھ میں ہوا۔ پھر وہ بار بار دمشق کا محاصرہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے ۴۶۸ھ میں دمشق پر قبضہ کر لیا پھر ۴۶۹ھ میں اس نے مصر کی طرف لشکر کشی کی اور اس کا محاصرہ کیا اور وہاں سے لوٹ آیا۔

فتح دمشق سلطان الپ ارسلان کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سلطان ملک شاہ ۴۶۵ھ میں تخت نشین ہوا تھا اس نے اپنے بھائی تتش کو شام اور اس سے متعلقہ علاقوں کا حاکم بنا دیا تھا اور ۴۷۱ھ میں اسے ان سب علاقوں کو اپنے قبضہ میں لینے کا اختیار دے دیا تھا لہٰذا اس نے حلب کی طرف فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اس عرصہ میں مصری سپہ سالار بدر الجمالی نے دمشق کے محاصرہ کے لیے اپنی فوجیں بھیج رکھی تھیں۔ دمشق اتسز کے قبضہ میں تھا اس نے تاج الدولہ تتش سے امداد طلب کی اور وہ لشکر لے کر اس کی مدد کے لیے روانہ ہوا تب مصری فوجیں رک گئیں اس کے بعد اتسز دمشق کے شہر سے تتش کی ملاقات کے لیے باہر نکلا تتش نے اعانت کرتے ہوئے تاخیر پر اسے ملامت کی اور قتل کرا دیا اس کے بعد وہ خود دمشق پر قابض ہو گیا یہ واقعات پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔

حلب کی جنگ۔ پھر سلیمان بن قطلمش نے شہر انطاکیہ پر قبضہ کر لیا اور اس نے مسلم بن قریش کو قتل کر دیا اور حلب کی طرف فوج کشی کی اور اس شہر پر قبضہ کر لیا جب تتش کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ لشکر لے کر حلب پہنچا اور ۴۷۹ھ میں فریقین میں جنگ ہوئی اور سلیمان بن قطلمش جنگ میں مارا گیا۔

سلطان ملک شاہ خود فوج لے کر حلب پہنچا اور شہر فتح کر لیا اور اس کا حاکم اقسنقر قسیم الدولہ کو بنایا جو نور الدین زنگی کا جد امجد تھا۔

متحدہ لشکر۔ پھر سلطان ملک شاہ ۴۸۴ھ میں بغداد آیا وہاں اس کے پاس دمشق سے اس کا بھائی تاج الدولہ تتش، حاکم حلب قسیم الدولہ آقسنقر، حاکم رہا بوزان پہنچے جب وہ اپنے علاقوں کی طرف لوٹنے لگے تو سلطان نے قسیم الدولہ اور بوزان کو حکم دیا کہ وہ دونوں تاج الدولہ تتش کے لشکر کے ساتھ شام کے ساحلی علاقوں کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوں اور وہ سب ان کو مستنصر عبیدی حاکم کے قبضہ سے مصر کے ملک کو چھڑالیں اور وہاں سے فاطمی سلطنت کا نام و نشان مٹا دیں۔

چنانچہ یہ محمود لشکر روانہ ہوا۔ اس اثناء میں تتش نے ابن ملاعب کے قبضہ سے بزور شمشیر حمص کے شہر کو نکال لیا۔ ایک قلعہ حاکم سے بناء حاصل کرکے تھا یہ کا مافی اس کے حوالے کر دیا پھر اس نے طرابلس کا محاصرہ کیا جہاں کا حاکم جلال الدین محمد تھا۔ اس نے تتش کے امیر آق سنقر کو مالی امداد سے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ تتش سے اس کی سفارش کرے مگر اس نے سفارش قبول نہیں کی لہٰذا وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور وہ جبیل کی طرف بھاگ گئے۔

بادشاہت کا دعویٰ سلطان ملک شاہ ۴۸۵ھ میں بغداد میں فوت ہو گیا جب اس کی وفات ہوئی تو اس اثناء میں تتش اس سے ملاقات کرنے کے لیے بغداد روانہ ہو گیا تھا کہ اسے اس کی وفات کی خبر ملی اور یہ بھی پتہ چلا کہ تخت الملکی کے سلسلے میں اس کا فرزند محمود اور برکیارق میں جھگڑا ہے۔ یہ دیکھ کر اس کی صورت حال یہ ہو گئی کہ اس نے خود بادشاہ بننے کا عزم کر لیا اور اس مقصد کے لیے وہ دمشق واپس آیا اس نے فوجیں جمع کیں اور امراء کو بلایا اور تتش سے ملا اور یہ جب وہ حلب آیا جہاں آق سنقر نے اس کے ساتھ وفاداری کا اظہار کیا کیونکہ ملک شاہ کی وفات ہو چکی تھی اور برکیارق بھی بچہ تھا اور ان میں جھگڑا چل رہا تھا اس نے اس کا ساتھ دیا اور بوزان حاکم رہا کو بھی اس کا ساتھ دینے پر آمادہ کر لیا اور جنگ کا شور و غل شروع کر دیا۔

حاکم موصل کی شکست اس کے بعد وہ سب ۴۸۵ھ میں نصیبین پہنچ گئے اور انہوں نے نصیبین کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اس کے بعد تتش نے خطبہ میں اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کیا پھر اس نے نصیبین کے علاقہ کو محمد بن شرف بن مسلم بن قریش کو دے کر حاکم بنایا پھر وہ موصل کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں کا حاکم ابراہیم بن قریش بن بدران تھا اس نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اس کی بادشاہت کا خطبہ پڑھے۔ مگر اس نے انکار کیا اور تتش کے مقابلے کے لیے آیا۔ موصل کے گرد و نواح میں ایک مقام پر فریقین میں جنگ ہوئی جس میں ابراہیم کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔ سلطان نے اس کے بعد علی بن شرف کو حاکم مقرر کیا اور عرب امراء کو قتل کر دیا گیا۔

اس کے بعد سلطان تتش نے بغداد پیغام بھیجا کہ اس کی بادشاہت کا خطبہ پڑھا جائے اس کے جواب میں اس سے وعدے کیے گئے۔

تتش کی شکست پھر وہ دیار بکر کی طرف روانہ ہوا اور اسے فتح کر لیا۔ پھر وہ آذربائیجان کی طرف لشکر کشی کی۔ اس اثناء میں ملک شاہ کا فرزند برکیارق رے، ہمدان اور اس کے ارد گرد کے علاقوں پر قابض ہو گیا تھا اس لیے وہ اپنے علاقوں کی مدافعت کے لیے اس کے مقابلے پر آیا۔ جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے قریب پہنچیں تو آق سنقر اور بوزان اپنے لشکر کے ساتھ برکیارق کی فوج میں شامل ہو گئے اور سلطان تتش شکست کھا کر شام واپس آ گیا۔

آق سنقر کا قتل یہاں آ کر اس نے نئی فوجیں جمع کیں اور ۴۸۷ھ میں آق سنقر کے مقابلہ کے لیے حلب پہنچا وہ اس کے مقابلے کے لیے نکلا اس کی مدد کے لیے حاکم بوزان اور حاکم موصل کربوقا کا لشکر بھی پہنچا ہوا تھا سلطان تتش

نے حسب سابق [illegible] خلیفہ کے [illegible] میں اس [illegible] جب [illegible] واپس [illegible]
آگیا تو تتش نے اس کو قتل کرا دیا۔

دیگر فتوحات

[illegible] دمشق پر قبضے کے [illegible] سلطان تتش نے [illegible] بعد ازاں [illegible] حلب [illegible] حران اور رہا کے [illegible] فتح [illegible] قتل کر دیا اور [illegible] قبضہ کر لیا۔

جب سلطان ملک شاہ کی وفات [illegible] تتش [illegible] بادشاہت کا [illegible] ہوتا ہے۔

برکیارق کو شکست

اس زمانے میں [illegible] برکیارق [illegible] مقام [illegible] جنگ ہوئی [illegible] سلطان تتش کے [illegible] امیر [illegible] برکیارق [illegible] بھاگ گیا۔

سلطان تتش نے [illegible] برکیارق [illegible] بغداد [illegible] سلطان تتش کے [illegible] خطبہ جاری ہو گیا۔

یہ تمام واقعات [illegible] سلطنت کے [illegible] جہاں ہم نے ان کا [illegible] تتش کے [illegible] حکومت قائم [illegible] واقعات کے لیے [illegible] کام دے گا۔

سلطان تتش کا قتل

جب برکیارق اپنے چچا سلطان تتش سے شکست کھا کر اصفہان کی طرف بھاگ گیا تو سلطان محمود [illegible] ارکان دولت نے [illegible] قتل کے بارے میں مشورہ [illegible] سلطان محمود [illegible] انہوں نے برکیارق کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

سلطان تتش [illegible] اصفہان کے امراء کو پیغام بھیجا [illegible] برکیارق [illegible] سلطان تتش اور اس کے [illegible] سلطان تتش [illegible] سلطان [illegible] برکیارق کے لیے بادشاہت کا [illegible] ہو گیا۔

رضوان بن تتش کا عہد حکومت

جب سلطان تتش [illegible] تو اس کے [illegible] رضوان بن تتش [illegible]

جماعت تیار کی کہ وہ اس کے زیر فرمان رضوان کی اطاعت کریں اس نے اپنے فرزند کو تیار کیا تھا کہ وہ خود جا کر دار السلطنت میں مقیم ہو جائے۔ لہذا وہ ابو طاہر بن ارتق کو لے کر جسے اس کے والد نے وہاں چھوڑ رکھا تھا بغداد کی طرف روانہ ہوا اس کے ساتھ [illegible] مرد اس [illegible] روانہ ہوئے تھے۔

بیت کے مقام پر رضوان کو اپنے والد کے قتل کی خبر ملی تو وہ حلب لوٹ گیا اس کے ساتھ [illegible] ابو طاہر اور [illegible] اس کی والدہ بھی تھیں جس کے ساتھ جناح الدولہ حسین بن ایتکین نے نکاح کر لیا تھا جو معرکہ کے بعد وہاں پہنچ گیا تھا۔

ابو القاسم کی بغاوت جب رضوان حلب پہنچا تو ابو القاسم نے قلعہ پر قبضہ کر لیا (اور بغاوت کر دی) اس کی فوج میں مغاربہ (اہل افریقہ) کے سپاہیوں کی کثرت تھی جنہیں جناح الدولہ نے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ لہذا انہوں نے [illegible] رات میں ملاقات کی اور سلطان رضوان کے حق میں نعرے لگا کر ابو القاسم کا محاصرہ کر لیا جب سلطان رضوان نے اسے پناہ دی [illegible] کے تمام [illegible] اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور جناح الدولہ اس کی حکومت کا انتظام کرنے لگا اور وہ بہت منتظم ثابت ہوا۔

فوج کشی شہر انطاکیہ کے حاکم یغسیان بن محمد ترکمانی نے ابتدا میں مخالفت کی۔ تاہم بعد میں اطاعت قبول کر لی۔ اس نے سلطان رضوان کو [illegible] کا مشورہ دیا اور دیار بکر کا قصد کر کے وہ ان کے ساتھ فوج کشی کیا وہاں ان کے پاس ان تمام علاقوں کے [illegible] آئے جو سلطان تتش کے تحت تھے اس کے بعد انہوں نے سروج کا قصد کیا مگر ان سے پہلے سقمان بن ارتق نے پہنچ کر وہاں قبضہ کر لیا اس لیے وہ رہا کے مقام پر پہنچے وہاں رومیوں کا حاکم فارقلیط تھا جو یزدان کی طرف سے اس علاقے میں حکومت کرتا تھا وہ قلعہ میں محصور ہو گیا اور مقابلہ کیا [illegible] آخر کار اس نے شکست کھائی اور سلطان رضوان کو فتح حاصل ہوئی۔

ان واقعات کے بعد یاغی سیان اور جناح الدولہ کے تعلقات میں خرابی پیدا ہو گئی۔ لہذا جناح الدولہ کو اپنی جان کا خطرہ لاحق ہوا اور وہ حلب چلا گیا۔ رضوان اور اس کے ہمراہی بھی واپس آ گئے۔

پھر وہ حران کی طرف روانہ ہوا جہاں کا حاکم قراجہ تھا وہاں کے باشندوں نے پوشیدہ طور پر اس کی اطاعت کا اقرار کیا۔ جس کی اطلاع قراجہ کو ہو گئی اور اس کے خلاف [illegible] کا ملازم ابن المفتی کو سمجھا گیا کیونکہ سلطان تتش کی حفاظت کے سلسلے میں [illegible] تھا لہذا اس نے اس کو اور اس کے بھتیجوں کو قتل کر دیا۔

یاغی سیان ابو القاسم الخوارزمی کو لے کر اپنے شہر انطاکیہ واپس آ گیا اور رضوان [illegible] حلب واپس آ گیا

یوسف کا قتل اس کے ابتدائی حالات میں یوسف بن ارتق خوارزمی کی [illegible] سلطان تتش نے بغداد بھیجا تھا اس کے برخلاف ایک شخص تھا جو [illegible] سے عداوت رکھتا تھا [illegible] جناح الدولہ کے پاس جو رضوان کا وزیر تھا [illegible] نے یوسف بن ارتق کے خلاف [illegible] الزام لگایا کہ اس کا [illegible] کے ساتھ [illegible] سازش کر رہا ہے اس نے اس کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی [illegible] اس کو اجازت دی [illegible] فوجی امداد بھی

دی۔ یوسف اپنے گھر میں پناہ گزین ہو گیا اس نے اس کو قتل کر دیا اور اس کے گھر سے بہت سا سامان لوٹ لیا۔

سیاسی فریب: اس کے بعد ابن قطلمش نے خود مختار بننے کی کوشش کی اور جناح الدولہ کو بھی [illegible] بغاوت کر دے۔ رضوان نے اسے اس کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ یہ سن کر وہ شخص بھاگ گیا جہاں اس کی جاگیر تھی۔ یہاں وہ ایک عرصہ تک رہا [illegible] رضوان اس کے خلاف ہو گیا [illegible] اس کی گرفتاری کا حکم [illegible] پھر اس نے جنگ کی [illegible] دونوں کو قتل کر دیا گیا۔

دمشق پر دقاق کا قبضہ: ملک تتش نے اپنے دوسرے فرزند دقاق کو اپنے بھائی ملک شاہ کے پاس بغداد بھیجا تھا جہاں وہ ملک شاہ کی وفات تک مقیم رہا۔ پھر وہ اس کے فرزند محمود اور اس کی والدہ خاتون ترکان کے ہمراہ اصفہان گیا۔ وہاں سے وہ چھپ کر [illegible] کے پاس چلا گیا اور وہاں سے اپنے والد سے جا ملا اور اس کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوا جس میں اس کا باپ ملک تتش مارا گیا تھا۔

جب اس کا باپ مارا گیا تو اس کو ایک غلام ایتکین حلب لے گیا جہاں اس کا بھائی رضوان حاکم بن گیا تھا۔

دمشق کے قلعہ میں ملک تتش کا ایک غلام ساوتکین نامی تھا۔ ملک تتش نے اپنی موت سے پہلے اسے حاکم بنایا تھا۔ اس نے دقاق کو پیغام بھیجا کہ وہ یہاں آ کر حکومت کا دعویٰ کر دے۔ لہٰذا وہ اس کے پاس چلا گیا۔ رضوان نے اس کا تعاقب کیا مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا اور وہ دمشق پہنچ گیا۔

انطاکیہ کے حاکم یاغی سیان نے بھی اسے خط لکھا کہ وہ رضوان کے خلاف دمشق کا خود مختار حکمران بن جائے۔ اس سلسلے میں ملک تتش کی ایک جماعت اس کی حمایت میں تھی اور اتابک طغتکین بھی دمشق آ گیا وہ اس جنگ میں شریک تھا اور قید ہو گیا تھا۔ چنانچہ رہائی پانے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ دمشق آ گیا۔

دقاق نے اس سے ملاقات کی اور اسے اپنی سلطنت کا مختار بنا دیا۔ اس نے ساوتکین خادم کے خلاف سازش کر کے اسے قتل کرا دیا۔

اس اثناء میں انطاکیہ سے یاغی سیان اور ابو القاسم خوارزمی بھی دمشق آ گئے۔ دقاق نے ان دونوں کی بہت خاطر مدارات کی اور خوارزمی کو اپنا وزیر بنا لیا اور اس کی رائے پر چلنے لگا۔

دقاق اور رضوان کی خانہ جنگی: جب رضوان کو یہ معلوم ہوا کہ دقاق نے دمشق پر قبضہ کر لیا ہے تو اس نے اس کے قبضہ سے دمشق چھیننے کے لیے لشکر کشی کی اور دمشق پہنچا۔ وہاں سے ناکام ہوا تو وہ [illegible] کے مقام کی طرف لوٹ گیا اور [illegible] کی طرف گیا۔ یہاں بھی اسے ناکامی ہوئی تو وہ حلب واپس آ گیا۔

انطاکیہ کا حاکم یاغی سیان رضوان کا مخالف اور اس کے بھائی دقاق کا طرف دار تھا چنانچہ اس نے [illegible] آمادہ کیا کہ وہ اپنے بھائی کے خلاف لشکر کشی کرنے حلب چلے۔ چنانچہ وہ روانہ ہو گیا۔

دقاق کی شکست رضوان نے شروع ہی سے حلب پر قبضہ کر لیا اور دمشق سے دقاق کو نکالنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد جب قنسرین میں جنگ شروع ہوئی تو تمام [illegible] دقاق کی فوجوں کو شکست ہوئی اور اس کا سامان لوٹ لیا گیا۔

رضوان اس کے بعد حلب واپس آ گیا اور دونوں بھائیوں کے درمیان مصالحت کی اس شرط پر کوشش ہوئی کہ دمشق و انطاکیہ کی مساجد میں دقاق کے نام سے پہلے رضوان کے بادشاہ ہونے کا نام لیا جائے۔ چنانچہ اس شرط پر مصالحت ہو گئی۔

جب جناح الدولہ یاغی سیان کے ساتھ ناچاقی ہو گئی تو وہ حلب چھوڑ کر حمص چلا گیا تو یاغی سیان نے رضوان کے پاس پہنچ کر اس سے مصالحت کر لی۔

فاطمی خلیفہ کے نام کا خطبہ اس سے کچھ عرصے بعد رضوان کے پاس مصر کے فاطمی خلیفہ مستعلی کا یہ پیغام آیا کہ وہ اس کے بھائی کے خلاف مدد کرنے کے لیے تیار ہے بشرطیکہ اپنی سلطنت کی مساجد کے خطبوں میں اس کی خلافت کا تذکرہ کیا جائے۔ اس کے کچھ مشیروں نے اس تجویز کی [illegible] کا مشورہ دیا۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اس کی سلطنت میں فاطمی خلیفہ کا نام خطبوں میں لیا جائے۔ چنانچہ انطاکیہ، معرہ اور حلب میں [illegible] تک مستعمل تھے۔

انطاکیہ پر فرنگیوں کا قبضہ اس قسم کے [illegible] کے بعد [illegible] سلیمان [illegible] انطاکیہ پر یاغی سیان اس کی مدد کے لیے ابھی [illegible] ہی تھے کہ [illegible] انطاکیہ پہنچ گئے [illegible] ان لوگوں نے اس شہر پر قبضہ کر لیا اور [illegible] کر دیا۔

بیت المقدس کی تسخیر بیت المقدس کا علاقہ جو ارتق کے قبضے میں تھا، جب وہ مر گیا تو سقمان اور ایلغازی [illegible] کا حاکم بن بیٹھا۔ پھر دقاق بن تتش اور [illegible] افضل امیر الجیوش نے ۴۸۹ھ میں اس کی طرف سے فوج کشی کی اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا تو انہیں ناکامی ہوئی اس لیے وہ وہاں سے واپس لوٹ گئے۔

[illegible] کا ۴۹۲ھ میں انتقال ہو گیا اس کے بعد ایک ترک غلام [illegible] کا جانشین بنا اس سے [illegible] شروع کر دی۔ [illegible] کے کچھ [illegible] قتل کر دیا اور کچھ کو قید کر دیا۔ [illegible] ایک [illegible] اور باقی لوگوں کو [illegible] اپنے نام کا خطبہ پڑھوانا شروع کر دیا۔

دقاق نے یہ صورت حال دیکھ کر اس کی طرف فوج کشی کی اور اس کے قلعے کا محاصرہ کر لیا تو ترکمان [illegible] کی [illegible] دقاق نے اسے تمام [illegible] بہت سی جاگیریں دے کر رخصت کیا اور خود شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس نے وہاں کے باشندوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور وہاں ایک حاکم مقرر کر کے دمشق واپس چلا گیا۔

ملک ارتاش کی حکومت اور فرار دقاق حاکم دمشق نے ۴۹۷ھ میں وفات پائی اور اس کا اتابک ظہیر الدین طغتکین مستقل حاکم بن گیا۔ اس نے ایک سال تک مساجد میں اس کے بیٹے تتش کا خطبہ پڑھوایا، پھر اپنے نام کا خطبہ [illegible] کر کے دقاق کے بھائی ارتاش کے نام کا خطبہ پڑھوانے لگا جو بارہ سال کا تھا مگر [illegible] امین الدولہ نے [illegible] بعلبک [illegible] سے قید کر دیا تھا کیونکہ ان کا خیال یہ تھا

کہ چونکہ طغرکین نے دقاق کی والدہ سے شادی کر لی ہے۔ اس لیے وہ دقاق کے لڑکے کی طرف اس کی ولادت کی وجہ سے زیادہ مائل ہے چنانچہ وہ (طغرکین سے ناراض ہو کر) دمشق سے حلب کی طرف ماہ صفر ۴۹۸ھ میں منتقل ہو گیا۔ وہاں اس کے ساتھ بصریٰ کا حاکم ایلتکین بھی مل گیا۔ ان دونوں نے فوجی امداد کے لیے فرنگیوں کے بادشاہ سے بھی مدد چاہی تھی۔ اس نے ان سے وعدہ تو کر لیا مگر اسے پورا نہیں کیا۔ اس لیے بکتاش رحبہ پہنچا اور اس پر قبضہ کر لیا۔

طغرکین کی خود مختاری: ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب بکتاش طغرکین سے ناراض ہو کر اپنے ماموں کی طرف چلا گیا اور وہیں مر گیا۔ اس کے بعد ہی طغرکین دقاق کے صغیر سن بچے کو حاکم بنا کر اس کے نام کا خطبہ پڑھوانے لگا اور اس کے بجائے خود حکومت کرنے لگا چونکہ اس کا رعایا کے ساتھ اچھا سلوک تھا اس لیے اس کی حکومت قائم رہی۔

فرنگیوں کی شکست: فرنگیوں کا ایک فوجی دستہ دمشق کے قریب پہنچ گیا تھا اس نے دمشق پر بھی غارت گری شروع کر دی تھی اس لیے طغرکین نے اپنی فوج کو اکٹھا کیا اور ان کے مقابلے کے لیے پہنچ گیا۔ بیت المقدس اور عکا کا فرنگی حاکم بھی ان کی مدد کے لیے فوج لے کر پہنچا۔ طغرکین نے ان فرنگیوں سے جنگ کی اور انہیں ان کے قلعے میں محصور کر دیا پھر اس قلعے کا محاصرہ کر کے اس پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا اور اہل قلعہ کا صفایا کر کے اس کی ایک جماعت کو قیدی بنا لیا۔ پھر دمشق آ گیا اور بامراد واپس آ گیا۔

فرنگیوں نے شام کے ایک قلعہ رفنیہ پر قبضہ کر لیا تھا لہٰذا طغرکین اس کو انہی کے قبضے سے چھڑانے کے لیے فوج لے کر پہنچا اور اس کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے فرنگی باشندوں کو نکال کر کے اس کو ویران کر دیا۔

جکرمش کے خلاف جنگ: حلب کے حاکم رضوان نے بھی فرنگیوں کی سرکوبی کا ارادہ کیا مگر وہ ان کے مقابلہ کو اس مقصد کے لیے طلب کرتا تھا چنانچہ ابوالغازی بن ارتق وزیر ملک بن ارسلان مشورہ دینے کے لیے اس کے پاس آئے۔ ادھر موصل کے حاکم جکرمش کا تعلق ان سے بگڑا ہوا تھا۔ ابوالغازی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ جکرمش کے علاقے کی طرف جائے جہاں سے فوجی اور مالی امداد ملے گی۔ رضوان نے بھی اس کی تائید کی۔ چنانچہ وہ سب ماہ رمضان ۴۹۸ھ میں نصیبین کے علاقے کی طرف بڑھے اور وہاں کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں جکرمش کی طرف سے دو امیر مقرر تھے۔ یہ محاصرہ بہت شدید ہو گیا اور ابوالغازی کا ایک امیر دشمن کی طرف سے ایک تیر لگنے سے زخمی ہو گیا۔ اس لیے وہ اپنے ساتھ شہری طرف سے اور دیہاتی موصل کی طرف بھاگ گئے۔

صلح کی تجویز: جکرمش نے شہر کے باہر پڑاؤ ڈال رکھا تھا اور وہ جنگ کرنے کا ارادہ کر رہا تھا تاہم اس نے فوج کے سرداروں سے خط و کتابت کی اور انہیں رضوان کے خلاف بھڑکایا اور ان کے ساتھیوں کو بھی یہ سمجھا دیا کہ وہ ان کے ساتھ اتفاق کا اظہار کریں اور وہاں سے کوچ کر لیں۔

اس نے رضوان کو بھی اسی قسم کا پیغام بھیجا اور یہ وعدہ کیا کہ جس قدر ضرورت امداد کی ہے اتنی وہ مہیا کرے گا بشرطیکہ ابوالغازی کو گرفتار کر لیا جائے۔

رمضان [illegible] ابوالفوارس [illegible] اس [illegible] کے ساتھ [illegible]

[illegible]

ابوالفوارس کی مخالفت [illegible] مخالفت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible]

افامیہ پر قبضہ [illegible]

[illegible]

[illegible] کی سرکشی [illegible]

[illegible]

قاضی [illegible] ایک [illegible]

[illegible]

اس کے بعد [illegible] قاضی کے پاس [illegible]

ایک جگہ طغتکین کے پاس گیا تھا جس کو اس نے ایک قلعہ کا محافظ بنا رکھا تھا اس لیے [illegible] حال تھا۔

فرنگیوں کا قبضہ جب طغتکین نے اسے طلب کیا تو وہ فرنگیوں کے پاس بھاگ گیا اور انھیں اس پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے فرنگیوں کو یہاں کے پوشیدہ مقامات بتا دیے [illegible] فرنگیوں نے اس شہر کا محاصرہ [illegible] کیا اور انھوں نے اس شہر کو اپنے قبضے میں لے لیا اور قاضی اور اس کے دونوں لڑکوں کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۰۲ھ میں پیش آیا۔

دوسری روایت ایک روایت یہ ہے کہ [illegible] نے قتل کیا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کون سی روایت صحیح ہے۔

[illegible]

[illegible]

اسلامی ریاستوں پر تنگی اب فرنگیوں کا شام کے اہم علاقوں پر قبضہ ہو گیا تھا اس لیے انھوں نے مسلمانوں کے شہروں اور قلعوں پر [illegible] مسلمان [illegible] چنانچہ حلب کے [illegible] [illegible] یہ واقعہ ۵۰۴ھ میں ہوا۔

بصریٰ کا محاصرہ ۵۰۵ھ کے واقعات میں [illegible] کے بعد اس کے بھائی [illegible] نے [illegible] طغتکین [illegible] ۵۰۶ھ میں [illegible] بصریٰ پہنچ [illegible] جب [illegible] ہوئی تو بصریٰ کے باشندوں نے اطاعت قبول کی اور اس نے بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

طغتکین کی شکست ۵۰۷ھ میں طغتکین نے [illegible] کی طرف [illegible] [illegible] مسلمانوں کو شکست ہوئی [illegible] مسلمانوں کو [illegible] جس کے بعد فرنگیوں کو شکست ہوئی [illegible] طغتکین نے اسے [illegible] کرنے کی کوشش کی [illegible] طغتکین نے اسے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا [illegible] طغتکین اور [illegible] کے درمیان چار سال کے لیے صلح ہو گئی۔

غزوۂ طبریہ اسی سال طغتکین ماہ شعبان میں [illegible] کے علاقے کی طرف روانہ ہوا۔ [illegible]

ابن علی بن حمزہ کے ایک غلام کے قبضے میں تھا جس نے بغاوت کر دی تھی۔ فرنگیوں نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھا اور وہاں غلہ پہنچانا دشوار ہو گیا تھا۔ اس نے دمشق کے حاکم مظفرالدین کو پیغام بھجوایا کہ وہ اس قلعہ کو لے لیں اس کی مدد کرے بجائے اس کے اس نے اپنے ایک ساتھی اسماعیل کو وہاں بھیجا۔ اس نے جاتے ہی قلعہ پر قبضہ کر لیا اور مولائی ابن حماد کو بھی قتل کر دیا تاکہ وہ خود حاکم بن جائے۔

صلیبیوں سے مقابلہ مظفرالدین نے موسم سرما کے ختم ہونے کا انتظار کیا پھر وہ حماۃ کی طرف روانہ ہوا تاکہ وہاں کی صحیح صورت حال معلوم کرے۔ اس دوران میں فرنگی حاکم امیر اذی طرابلس کا محاصرہ کر رہا تھا۔ جب اس نے سنا کہ مظفرالدین قلعہ کے پاس پہنچ گیا ہے تو وہ تیز رفتاری کے ساتھ فوج لے کر اس کے مقابلے کے لیے پہنچ گیا اور اسے شکست دیدی اور اس کے لشکر کا تمام ساز و سامان لوٹ لیا۔ یہاں سے مظفرالدین حمص چلا گیا۔

صلیبیوں کی فتوحات فرنگی حاکم نے قرنہ کے مقام پر بھی جنگ کی۔ اس کے بعد وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور اس نے قرنہ کو بھی فتح کر لیا اور امیر اسماعیل کو قیدی بنا لیا اور اسے اپنے ایک قیدی کے بدلے میں رہا کیا جو دمشق میں سات سال سے اسیر تھا۔

صلیبیوں کو شکست پھر مظفرالدین دمشق پہنچا۔ وہاں معلوم ہوا کہ فرنگی حاکم نے دمشق کے علاقے کے ایک مقام پر قبضہ کر لیا ہے اور وہاں غلہ اور رسد کا بندوبست کر رکھا ہے۔ جب مظفرالدین کو یہ معلوم ہوا کہ وہاں کی فوج کمزور ہے تو اس نے لشکر تیار کر کے انہیں شکست دے دی اور وہاں کے فرنگیوں کو قید کر لیا۔

اسلامی لشکر کی فتح سلطان محمد بن ملک شاہ نے موصل کے حاکم مودود اور دوسرے امیروں کو حکم دیا کہ وہ فرنگی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے جائیں۔ کیونکہ بیت المقدس کے فرنگی حاکم نے دمشق پر ۵۰۵ھ میں لگاتار حملے شروع کر دیئے تھے اور مظفرالدین نے مودود سے بھی فوجی امداد طلب کی تھی۔ اس پر اس نے تمام فوجوں کو اکٹھا کیا اور ۵۰۶ھ میں فوج لے کر روانہ ہوا۔ مظفرالدین کی فوجیں اس سے سلمیہ کے مقام پر ملیں۔ دونوں لشکر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ اردن کے علاقے میں الاقحوانہ کے مقام پر پہنچے تو فرنگی حاکم بغدوین لشکر لے کر دریائے اردن کے پار ان کے مقابلے کے لیے آیا۔ ان کے ساتھ رہا کا حاکم جوسلین بھی تھا اور فرنگی لشکر ۱۳ محرم ۵۰۷ھ کو طبریہ کے مقام پر فریقین میں جنگ کا آغاز ہوا۔ اس جنگ میں فرنگی لشکر کو شکست ہوئی اور ان کے بہت سے افراد مارے گئے اور بہت سے بحیرہ طبریہ اور دریائے اردن میں ڈوب گئے۔

طویل محاصرہ اس کے بعد طرابلس اور انطاکیہ سے فرنگی لشکر ان کے مقابلے کے لیے آئے اور انہوں نے سخت مقابلہ کیا انہوں نے طبریہ کے قریب ایک پہاڑ پر پڑاؤ ڈال دیا تھا۔ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا تھا مگر جب طویل محاصرہ کے بعد وہ کامیابی سے مایوس ہو گئے تو اسلامی لشکر فرنگیوں کے مقبوضہ علاقوں میں پھیل گیا اور انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ وہ مرج الصفر میں مقیم تھے۔ پھر مودود نے حکم دیا کہ تمام فوجیں واپس جا کر آرام کریں اور موسم سرما کے ختم ہونے پر دوبارہ

حملہ کرنے کی تیاریاں کریں۔

مودود کا قتل: اس اثناء میں مودود طغتگین کے پاس دمشق آ گیا تاکہ اس درمیانی مدت میں صرف وہاں رہے۔ جب نماز کے لیے گیا۔ جمعہ وہاں جماعت نماز کے بعد فرقہ باطنیہ کے ایک شخص نے اس پر خنجر سے حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں وہ دن کے آخری حصہ میں فوت ہو گیا۔ اس کے قتل کا الزام طغتگین کو دیا گیا۔ تاہم سلطان محمد نے اس کے بعد موصل کا حاکم آقسنقر برسقی کو مقرر کیا۔ اس نے قلعہ حلیا کے حاکم ایاز بن ابی الغازی اور اس کے والد کو قید کر لیا۔

بنو ارتق کا مقابلہ: بنو ارتق لشکر نے برسقی کے مقابلے کے لیے آئے اور اسے شکست دے کر ایاز کو اس کی قید سے چھڑا لیا۔ ان کا باپ ابو الغازی وہاں سے نکل کر دمشق کے حاکم طغتگین کے پاس پہنچ گیا اور وہیں رہنے لگا۔

طغتگین سلطان محمد سے ناراض تھا کیونکہ اس نے اس پر مودود کے قتل کا الزام لگایا تھا اس لیے اس نے انطاکیہ کے حاکم کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور انہوں نے باہمی امداد کا معاہدہ کر لیا۔

ابو الغازی کی گرفتاری: ابو الغازی نے دیار بکر کے علاقہ کا قصد کیا۔ راستے میں حمص کے حاکم قیرجان بن قراجا نے گرفتار کر لیا اور قید کر لیا۔ جب طغتگین اس کو چھڑانے کے لیے آیا تو قیرجان نے حلفاً اعلان کیا کہ اگر طغتگین اپنے ملک واپس نہیں جائے گا تو وہ اسے ضرور قتل کر دے گا۔ یہ جواب دے کر لشکر آنے کا انتظار کرتا رہا تاکہ وہ اسے آ کر لے جائے مگر اس کے پہنچنے میں دیر ہو گئی تو طغتگین وہاں سے چلا گیا۔

جہاد کا حکم: پھر سلطان محمد نے تمام فوجوں کو فرنگی عیسائیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے یہ حکم دیا کہ اس جنگ کی ابتداء طغتگین اور ابو الغازی کے مقابلے سے کی جائے۔ چنانچہ ۵۰۸ھ میں ماہ رمضان میں روانہ ہوئے۔ ان فوجوں کے ہراول دستے پر حاکم ہمدان برسق بن برسق کی قیادت تھی۔ جب وہ حلب پہنچے تو انہوں نے اس کے امیر لؤلؤ الخادم اور ہراول دستے کے سردار شمس الخواص کو پیغام بھجوایا کہ وہ حلب سے چلے جائیں۔ انہوں نے اس کے ثبوت میں سلطان کے خطوط بھی پیش کیے۔ ان دونوں سرداروں نے طغتگین اور ابو الغازی کو طلب کیا چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو اہل حلب نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے۔

فتح حماة: یہ صورت حال دیکھ کر سلطانی لشکر کے سردار برسق نے شہر حماۃ کی طرف فوج کشی کی جو طغتگین کا علاقہ تھا۔ اس پر اس نے بزور شمشیر قبضہ کر لیا اور تین دن تک وہاں لوٹ مار کی۔

وہ اس کے تمام شہر سلطان کے حکم کے مطابق فتح کرتا رہا۔ وہاں پر امراء بگڑ گئے تھے وہ جنگ کرنے میں سستی کرنے لگے۔

مسلم حکام کی نااتفاقی: ابو الغازی، طغتگین اور شمس الخواص اس عرصے میں انطاکیہ پہنچے اور اس کے فرنگی عیسائی حاکم روجیل سے فوجی امداد کی درخواست کی۔ پھر انہوں نے سوچا کہ موسم سرما کے ختم ہونے تک جمع رہیں۔ اور ابو الغازی ماردین

وطغتگین دمشق واپس چلے گئے۔ ([illegible] کا) نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی اور بہت سے ان کے بہادر ترک شہید ہو گئے۔

پھر سلطان محمد بغداد آیا تو اس کے پاس طغتگین حاکم دمشق کا نائب بھی پہنچا اور اس نے سلطان سے فوجی امداد کی درخواست کی۔ [illegible] بہم پہنچائی اور اسے اس کے شہر واپس کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۰۶ھ میں ہوا۔

رضوان کی وفات: ۵۰۷ھ میں حاکم حلب رضوان فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے دو بیٹوں یعنی ابو طالب اور بہرام کو قتل کروا دیا تھا۔ وہ بے شک کئی کاموں میں فرقہ باطنیہ کی اعانت کرتا تھا اور ان سے مدد لیا کرتا تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو اس کے خادم لؤلؤ نے اس کے نوعمر بیٹے الپ ارسلان کے نام پر لوگوں سے بیعت حاصل کی۔ وہ ابھی عمر میں بچہ تھا اور اس کی زبان میں لکنت تھی۔ اسی سبب سے اس کا لقب اخرس (گونگا) تھا۔ لؤلؤ الخادم اس وقت خود مختار حاکم تھا۔

فرقہ باطنیہ کی گرفتاری: رضوان کے زمانے میں حلب میں فرقہ باطنیہ کے افراد کثرت سے آباد ہو گئے تھے اور وہی مرجع امور بنے ہوئے تھے۔ ارکان سلطنت ان سے خائف تھے۔ جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے فرزند الپ ارسلان نے ارکان سلطنت کو اجازت دے دی کہ وہ انہیں گرفتار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ان کے پیشوا ابو طاہر الصائغ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا اور انہیں قتل کر دیا گیا۔ جو باقی رہ گئے تھے وہ دوسرے مقامات پر منتشر ہو گئے۔

لؤلؤ الخادم کا قتل: وہ تمام حکومت حلب پر قابض ہو گیا تھا اور وہ اپنے آقا زادے الپ ارسلان بن رضوان کا نائب بن گیا تھا۔ مگر وہ اس سے ناراض ہو گیا اور اسے قتل کر کے اس کے بھائی سلطان شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا اور اسے اپنے تحت رکھا۔ جب ۵۱۱ھ کا سال شروع ہوا تو قلعہ جعبر کے حاکم سالم بن مالک سے ملاقات کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس موقع پر اس کے ترک غلاموں نے [illegible] کے مقام پر اسے قتل کر دیا اور اس کے خزانوں کو لوٹ لیا۔ اہل حلب نے ان کا تعاقب کیا اور خزانہ ان سے واپس لے لیا۔

حاکم حلب کی تبدیلی: پھر سلطان شاہ کا اتابک شمس الخواص یاروقتاش مقرر ہوا۔ ایک مہینے کے بعد وہ بھی معزول ہو گیا۔ اس کے بعد ابوالمعالی المحسن دمشقی نائب مقرر ہوا مگر وہ بھی جلد معزول کر دیا گیا اور اس کا مال و متاع ضبط کر لیا گیا۔ یوں حلب کا انتظام حکومت خراب ہو گیا۔ ایسی حالت میں اہل حلب کو عیسائی فرنگیوں کے حملوں کا خطرہ لاحق ہوا تو انہوں نے ایل غازی بن ارتق کو بلوا کر اپنا حاکم مقرر کیا۔ اس وقت خزانہ خالی ہو چکا تھا۔ اسے نہ مال و دولت کچھ ملی تو اس نے سابق بادشاہ کے خادموں سے مال و دولت کا پتہ کر کے اس کے ذریعے فرنگیوں سے صلح کر لی۔ پھر وہ ماردین چلا گیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہاں فوج جمع کرے اور پھر [illegible] کے لیے واپس آئے گا۔ اس نے اپنے فرزند [illegible] کو حلب میں نائب مقرر کیا۔ اس کے بعد رضوان بن تتش کے خاندان کی بادشاہت کا حلب سے خاتمہ ہو گیا۔

طغتگین کا جہاد: ۵۰۸ھ میں [illegible] قتل [illegible] کے بعد [illegible] حاکم مقرر ہوا [illegible] اس نے طغتگین اور صاحب حلب کو [illegible] بھیجا کہ وہ فرنگیوں سے

جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا تھا اس لیے اس نے صلح سے انکار کر دیا اور طغتگین [illegible] سے لوٹ آیا۔ پھر اس نے عسقلان کے مقام پر مصر کے سپہ سالاروں سے ملاقات کی کیونکہ حاکم مصر نے طغتگین کی مدد کرنے پر انہیں عمل کرنے کا حکم دیا تھا اس کے بعد وہ دمشق واپس آ گیا۔

جنگ میں شکست۔ ۵۰۲ھ فرنگیوں نے طغتگین کے ایک مقبوضہ قلعے پر حملہ کیا۔ وہاں کے باشندوں نے انہیں مال دے دیے اور فرنگیوں نے اس قلعے پر قبضہ کر لیا پھر وہ اذرعات کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں طغتگین نے اپنے بیٹے بوری کو ان کا مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ دیکھ کر فرنگی اذرعات سے ہٹ کر وہاں کے ایک پہاڑ پر چڑھ گئے۔ بوری نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ جب [illegible] طغتگین آیا تو فرنگیوں نے اس سے درخواست کی کہ ان کو وہاں سے نکل جانے دیں مگر اس نے انکار کیا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ فتح حاصل کر لے گا۔

بہر صورت حال یہ کہ فرنگیوں نے [illegible] پر [illegible] مسلمانوں پر زوردار حملہ کیا اور مسلمانوں کو شکست دے دی اور انہیں بہت نقصان پہنچایا۔ بوری کی شکست خوردہ فوج دمشق واپس آ گئی۔

اس واقعہ کے بعد طغتگین فوجی امداد حاصل کرنے کے لیے [illegible] کے پاس گیا۔ اس نے فوجی امداد دی اور فوج اکٹھی کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ طغتگین دمشق واپس آ گیا مگر اس سے پہلے فرنگی فوج حلب کی طرف روانہ ہوئی۔

دمشق پر حملہ فرنگ۔ ۵۲۰ھ میں فرنگیوں کے تمام حکمران اپنی اپنی فوجیں لے کر جمع ہو گئے اور دمشق کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ مرج الصفر کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ طغتگین نے دیار بکر کے ترکمانوں کو [illegible] بلوایا اور فرنگیوں کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ اس نے اپنے فرزند بوری کو دمشق میں اپنا جانشین مقرر کیا اور خود فرنگیوں کے ساتھ میدان میں جنگ لڑتا رہا۔ بڑے نقصان کی جنگ ہوئی۔ جس میں طغتگین گھوڑے سے گر پڑا اور مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ جب طغتگین اور اس کی فوجیں پیچھے ہٹ کر دمشق کی طرف جانے لگیں تو فرنگیوں کی سوار فوج نے ان کا تعاقب کیا۔

پیدل فوج کا صفایا۔ اس وقت میدان جنگ میں ترکمانوں کی پیدل فوج باقی رہ گئی تھی۔ جب فرنگیوں کی پیدل فوج ان کے مقابلے پر آئی تو ترکمانی پیدل فوج نے [illegible] اور فرنگی پیدل فوج پر پوری تیاری کے ساتھ زبردست حملہ کیا اور انہیں مار ڈالا اور ان کے فوجی خیموں کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد وہ بہت سا مال غنیمت حاصل کر کے فتح یاب ہو کر دمشق واپس آ گئے۔

فرنگی سواروں کی فوج جب ناکام ہو کر لوٹی تو انہوں نے اپنے خیمے خالی دیکھے۔ ان کا ساز و سامان لوٹ لیا گیا تھا اور ان کی پیدل فوج ماری جا چکی تھی۔ یہ قدرت کا ایک عجیب و غریب کرشمہ تھا۔

بوری کا عہد حکومت۔ اس واقعہ کے بعد دمشق کے حاکم طغتگین نے ماہ صفر ۵۲۲ھ میں وفات پائی۔ وہ ترک سلطان تتش کا آزاد کردہ غلام تھا۔ وہ بہت بہادر، انصاف پسند اور مجاہد انسان تھا۔ اس کا لقب ظہیر الدین تھا۔ جب اس کی وفات

ہوئی تو ان کے بعد ان کا فرزند تاج الملوک بوری [illegible] ولی عہد تھا، حاکم دمشق ہوا۔ اس نے اپنے والد کے وزیر ابو علی طاہر [illegible] المزدقانی کو برقرار رکھا۔

اسماعیلی فرقہ کا تسلط مزدقانی باطنی [illegible] تھا۔ جب [illegible] بہرام اسد آبادی [illegible] آیا جس نے [illegible] قبضہ کر لیا تھا۔ پھر [illegible] دمشق چلا گیا۔ وہاں اسماعیلی فرقے کے [illegible] حیثیت سے [illegible] اپنے مسلک کی طرف [illegible] بلانے لگا تھا۔ پھر یہاں سے نکل گیا اور حلب کے قریب پہاڑی قلعوں پر قبضہ [illegible] کر دیا۔

مزدقانی نے [illegible] دمشق [illegible] مقرر کر دیا تھا [illegible] ہو گئی۔

مزدقانی کا قتل [illegible] دمشق [illegible] مزدقانی [illegible] اسماعیلی فرقے [illegible] فرنگیوں [illegible] دمشق پر قبضہ [illegible] اس نے اپنے وزیر مزدقانی کو قتل کر دیا [illegible] کر دیا۔

فرنگیوں کا متحدہ حملہ: [illegible] فرنگی [illegible] دمشق [illegible] تاج الملوک بوری حاکم دمشق نے [illegible] دی۔

[illegible] فرنگی [illegible] انہوں نے اپنے [illegible] مختلف مقامات پر [illegible] کے لیے بھیجے۔ [illegible]

صلیبیوں کی پسپائی تاج الملوک بوری حاکم دمشق نے اپنے ایک [illegible] کی قیادت میں [illegible] فرنگیوں [illegible] مسلمانوں [illegible] باقی فرنگی [illegible] ان کا تعاقب کیا اور [illegible] کیا۔

دبیس کی گرفتاری: [illegible] حاکم [illegible] دبیس [illegible] کر لیا۔ [illegible] لے جا کر [illegible] کیا۔

[illegible] اس وقت [illegible] تھا۔

[illegible] دمشق [illegible]

الملک کے پاس لے گئے اس نے اسے قید کر لیا اور اسے عماد الدین زنگی کے پاس بھیج دیا۔ اس کے ساتھ چند افرنگی قیدی تھے ان سب کو عماد الدین زنگی کے پاس بھیج دیا گیا۔ تاج الملک بوری والی بانیاس کا فرزند تھا۔

زنگی کا حسن سلوک: جب یہ عماد الدین زنگی کے پاس پہنچا تو اس کے اندیشے کے برخلاف عماد الدین زنگی نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس کی تمام ضروریات کو پورا کیا۔ خلیفہ مسترشد بھی اس کی تلاش میں تھا۔ زنگی نے بھی اس کے بارے میں سنا۔ زنگی نے خط لکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے چھوڑ دیا گیا۔

بوری کی وفات: ۵۲۵ھ میں فرقہ باطنیہ کی ایک جماعت نے تاج الملک بوری حاکم دمشق پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا تھا۔ اس کا زخم بتدریج مندمل ہو گیا تھا۔ مگر وہ کھل گیا اور وہاں سے خون جاری ہو گیا اور وہ اپنی حکومت کے ساڑھے چار سال پورے کرنے کے بعد رجب ۵۲۶ھ میں فوت ہو گیا۔

دمشق کے نئے انتظامات: اس کے بعد اس کا فرزند اور ولی عہد شمس الملوک اسماعیل حاکم دمشق ہوا۔ اس نے شہر بعلبک اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ اپنے دوسرے فرزند شمس الدولہ کو حاکم بنایا تھا۔

اس کی سلطنت کے امور کا انتظام حاجب یوسف بن فیروز کو کوتوال دمشق مقرر کیا گیا۔ چنانچہ اس نے رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی۔

شمس الملوک کا عہد حکومت: جب تاج الملوک بوری کا فرزند شمس الملوک اسماعیل دمشق کا حاکم ہوا اور اس کا بھائی محمد بعلبک گیا تو شمس الملوک لشکر لے کر بعلبک پہنچا اور اس نے اپنے بھائی محمد کا محاصرہ کر لیا اور اس کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ محمد نے قلعہ میں پناہ لی اور اپنے بھائی سے اس نے درخواست کی کہ اسے یہیں رہنے دیا جائے۔ اس نے اس کی درخواست منظور کر لی اور دمشق چلا گیا۔

صلیب پرستوں کی سرکوبی: پھر وہ بانیاس کی طرف روانہ ہوا جو فرنگیوں کے ماتحت تھا۔ انہوں نے صلح کی شرائط کو توڑ دیا تھا اور وہ دمشق کے تاجروں کی ایک جماعت کو پکڑ کر دمشق سے لے گئے تھے۔ وہاں وہ ماہ صفر ۵۲۷ھ میں پہنچا اور جنگ کا آغاز کیا۔ اس نے اس مقام کی فصیلوں میں نقب زنی کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور فرنگیوں کو تہ تیغ کیا جو وہاں تھے۔ شکست خوردہ فرنگیوں نے قلعہ میں پناہ لی پھر انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور قلعہ فتح ہو گیا اور وہ دمشق واپس آ گیا۔

فتح حماۃ: پھر اسے یہ اطلاع ملی کہ خلیفہ مسترشد موصل کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں اس نے حماۃ کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ وہ ماہ رمضان المبارک کے آخر میں روانہ ہوا اور عید الفطر کے دن وہاں پہنچ گیا۔ وہاں کے لوگوں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور اس نے اس شہر کو فتح کر لیا۔

پھر وہ قلعہ شیزر کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں کا حاکم بنو منقذ کے خاندان سے تھا۔ شمس الملوک نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے حاکم نے مال دے کر اس سے پیچھا چھڑایا اور وہ دمشق چلا آیا۔ یہ واقعہ اسی سال کے ماہ ذوالقعدہ میں ہوا۔

ایک قلعہ کی تسخیر ۵۲۷ھ میں شمس الملوک شقیف کی طرف روانہ ہوا۔ یہ قلعہ بیروت اور صیدا کے قریب ایک پہاڑ پر واقع تھا۔ یہ ناقابل تسخیر تھا۔ ضحاک بن جندل رئیس وادی التیم نے اس پر قبضہ کر رکھا تھا اور اس قلعہ کو مسلمانوں اور فرنگیوں دونوں کے حملوں سے محفوظ کر رکھا تھا۔ جب شمس الملوک نے اس پر حملہ کیا تو دوسرے روز کی مدت میں اسے فتح کر لیا تھا۔

صلیب پرستوں کی تباہی ادھر شمس الملوک نے جاتے ہی اس پر قبضہ کیا، ادھر فرنگیوں نے بہت شوق و ترقی کے لیے انہوں نے حوران کی طرف قدم بڑھائے اور انہوں نے گرد و نواح میں بڑی تباہی مچائی۔ شمس الملوک نے یہ صورت حال دیکھ کر فوجوں کو اکٹھا کیا اور ترکمانی فوجوں سے بھی کمک حاصل کی۔ اس کے بعد وہ ان کے مقابلے کے لیے نکلا۔ وہاں سے وہ عکہ کی طرف نکل گیا اور طبریہ اور عکہ کے گرد و نواح کا علاقہ فرنگی فوجیں چھوڑ کر بھاگ گئیں۔

ان فوجی مہموں میں اس کی فوجوں کو بہت سا مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے۔ جب ان نقصانات کی خبر فرنگی فوجوں کو ہوئی تو وہ اپنے علاقوں کی طرف بڑھنے لگیں اور دونوں میں صلح ہو گئی۔ اس کے بعد فرنگی فوجوں نے تجدید صلح کی درخواست کی جو اس نے منظور کر لی۔

شمس الملوک کے مظالم شمس الملوک بہت ہی ظالم و جابر حکمران تھا۔ وہ اپنے اہل و عیال اور ساتھیوں سے بھی بد سلوکی کرتا تھا۔ اس لیے لوگ اس سے نفرت کرتے تھے۔ ایک غلام نے ۵۲۷ھ میں اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کرنے کے لیے تلوار چلائی لیکن وہ بچ گیا اور غلام گرفتار کر لیا گیا۔ جب اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے اقرار کیا کہ ایک جماعت نے اس کے ساتھ مل کر قتل کرنے کی سازش کی تھی۔

مخالفانہ سازشیں شمس الملوک نے ان سب سازشیوں کو قتل کر دیا اور ان کے ساتھ اپنے بھائی سونج کو بھی قتل کر دیا۔ اس کی یہ حرکت لوگوں کو پسند نہیں آئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے بارے میں یہ افواہیں اڑائی گئیں کہ وہ عماد الدین زنگی کے ساتھ مل گیا ہے اور اس نے اسے دمشق پر قبضہ کرنے کے لیے دعوت دی ہے اور اس بات پر بھی آمادہ ہے کہ دمشق عماد الدین زنگی کے حوالے کر دے۔ چنانچہ عماد الدین زنگی اس مقصد کے لیے روانہ ہو گیا۔

شمس الملوک کا قتل جب لوگوں نے یہ خبر سنی کہ عماد الدین زنگی آ رہا ہے تو شمس الملوک کے امرا بھی اس سے بگڑ گئے۔ انہوں نے اس کی شکایت جا کر اس کی والدہ سے کی۔ اس کی والدہ کو بھی اس بات کا رنج ہوا۔ اس لیے اس نے اس کے غلاموں کو حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ ۵۲۹ھ میں غلاموں نے اسے قتل کر دیا۔

دوسری روایت دوسری روایت یہ ہے کہ اس کی والدہ پر حاجب یوسف بن فیروز سے تعلقات رکھنے کا الزام لگایا گیا تھا۔ شمس الملوک نے اپنی والدہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو حاجب یوسف بھاگ گیا اور اس کی والدہ نے اسے قتل کروا دیا۔

شہاب الدین محمود کی حکومت اس کے قتل کے بعد اس کا بھائی شہاب الدین محمود دمشق کا حکمران ہوا۔ عماد الدین زنگی اس کے قتل کے بعد دمشق پہنچا۔ اس نے میدان حصا کی طرف سے دمشق کا محاصرہ کیا مگر اہل دمشق نے اس کی مدافعت کے لیے [illegible] کی اور [illegible] مقابلہ کرتے رہے۔ ان حملوں میں [illegible] نے معین الدین انر نے زبردست کردار ادا کیا [illegible] مقابلہ نہایت بہادری کے ساتھ کیا۔

زنگی سے مصالحت [illegible] خلیفہ [illegible] کا قاصد [illegible] عماد الدین زنگی کے پاس پہنچا اور پیغام دیا کہ آپ محاصرہ ترک کر دو اور دمشق شہاب الدین محمود کے ساتھ مصالحت کر لے۔ چنانچہ وہ مصالحت کر کے [illegible] دمشق سے واپس چلا گیا

فتح حمص حمص کا علاقہ [illegible] اس کی اولاد اور اس کے [illegible] کے قبضے میں تھا۔ عماد الدین زنگی نے [illegible] کر دیں۔ جب انہوں نے [illegible] تو انہوں نے حمص شہاب الدین محمود کے حوالے کر دیا اور اس کے بدلے میں تدمر کا علاقہ لے لیا۔

اس نے [illegible] کو وہاں کا حاکم [illegible] ۵۳۰ھ میں [illegible] قبضہ کر لیا۔ اس کی حکومت اپنے [illegible] معین الدین انر کے سپرد کر [illegible] دمشق [illegible] ۵۳۱ھ [illegible] معین الدین انر [illegible] دمشق واپس آ گیا۔

یوسف کا قتل حاجب یوسف بن فیروز [illegible] کا وزیر [illegible] طاقت کی [illegible] جماعت اس سے ناراض تھی [illegible] بادشاہ کے بھائی [illegible] کے قتل میں [illegible] سمجھا جاتا تھا۔

جب اس نے [illegible] طاقت [illegible] اور اس نے [illegible] طاقت [illegible]

مگر جب وہ دمشق آ گیا تو اس نے [illegible] ان کے [illegible] دمشق سے [illegible] ہو گئے۔

[illegible] سے صلح جب ان کا قتل ہو گیا [illegible] بعلبک [illegible] دمشق کی طرف بھیجے [illegible]

آخر کار [illegible] جب شہاب الدین محمود نے ان کے تمام شرائط منظور کر لیے تو [illegible] دمشق کے [illegible] پہنچے [illegible] اپنی طاقت [illegible] کا لقب دیا

زنگی کا [illegible] حمص [illegible] ۵۳۲ھ [illegible] زنگی نے حمص [illegible] صاحب [illegible] الدین [illegible]

کہ وہ ہتھیار ڈال دے۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس پر شہر کا محاصرہ کیا گیا جس کا زبردست مقابلہ کیا گیا۔ نتیجۃً وہ اسی سال ماہ شوال کے آخر میں وہاں سے چلا گیا۔

دوبارہ محاصرہ پھر وہ ۵۳۲ھ میں بعلبک کے گرد و نواح میں پہنچا تو حاکم دمشق کے [illegible] کے باشندوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ پھر وہاں سے دوبارہ حمص پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

شاہ روم کے حملے اس اثناء میں شاہ روم حلب پہنچا اس نے فرنگی فوجوں کو بلا کر بہت سے (مسلمانوں کے) قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ جن میں بیت تدبیا اور تل ہمدان کے قلعے بھی شامل تھے۔ اس نے انطاکیہ کا محاصرہ بھی کیا تھا۔ اس کے بعد شاہ روم واپس چلا گیا۔

زنگی کا نکاح عماد الدین زنگی نے شہنشاہ روم کے حملوں کے دوران حمص سے محاصرہ اٹھا لیا تھا مگر جب شاہ روم واپس چلا گیا تو اس نے دوبارہ جنگ شروع کر دی۔ اسی زمانے میں اس نے حاکم دمشق شہاب الدین محمود کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ اس سے اپنی والدہ زمرد خاتون بنت جاولی کا نکاح کر دے۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس بہانے سے دمشق پر قابض ہو سکے گا۔ شہاب الدین محمود نے اپنی والدہ کا نکاح عماد الدین زنگی سے کر دیا مگر دمشق پر قبضہ کرنے کی آرزو پوری نہیں ہوئی۔ البتہ حمص اور اس کا قلعہ اس کے سپرد کر دیا گیا اور زمرد خاتون کو ماہ رمضان میں اسی سال اس کے پاس رخصت کر دیا گیا۔

شہاب الدین کا قتل شہاب الدین محمود حاکم دمشق کو اس کی خواب گاہ میں ماہ شوال ۵۳۳ھ میں اس کے تین آزاد کردہ غلاموں نے اچانک قتل کر دیا اور وہ بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک بچ نکلا اور باقی دو گرفتار کر لیے گئے۔

جمال الدین محمد کی تخت نشینی اس کے قتل کے بعد معین الدین انز نے اس کے بھائی جمال الدین محمد بوری کو جو بعلبک کا حاکم تھا یہ خبر بھیج دی۔ وہ بہت سرعت کے ساتھ اپنی فوج اور ارکان سلطنت کو لے کر دمشق پہنچا اور وہاں کا حاکم بن گیا۔ اس نے بعلبک کی حکومت اور اس کا انتظام سلطنت اپنے حاجب کے آزاد کردہ غلام معین الدین انز کے سپرد کیا۔ اس طرح اس کے تمام امور سلطنت درست ہو گئے۔

انتقامی کارروائی جب شہاب الدین محمود کے قتل کی خبر اس کی والدہ خاتون کو حلب میں موصول ہوئی تو وہ بہت پریشان ہوئی۔ اس نے اپنے شوہر اتابک عماد الدین زنگی کو یہ خبر پہنچا دی جو اس وقت جزیرہ میں تھا۔ اس کی والدہ نے زنگی کو اس کے بیٹے کا انتقام لینے پر آمادہ کیا۔

عماد الدین زنگی یہ خبر سن کر دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ اور دمشق کا محاصرہ کرنے کی تیاری کی۔ پھر وہ بعلبک کی طرف روانہ ہوا جہاں کا حاکم معین الدین انز تھا۔ اس سے پیشتر عماد الدین زنگی نے پوشیدہ طور پر اس کی طرف مال و دولت بھیجی تھی تاکہ وہ دمشق پر اسے قبضہ دلا دے۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔

فتح بعلبک پھر وہاں سے شہر بعلبک آیا اور وہاں زبردست جنگ کا آغاز کیا۔ اور اس کے خلاف منجنیقیں نصب کر دیں تاکہ شہر والے ہتھیار ڈال دیں۔ آخرکار اس نے ۱۴ صفر ۵۳۴ھ میں شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت بھی ایک فوجی دستہ قلعہ میں محصور رہا۔ مگر تنگ آ کر انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دیے۔ مگر انہیں قتل کر دیا گیا۔ اس سے وہاں کے دوسرے باشندوں کو بھی خوفزدہ کیا۔

شامی فوج کی شکست پھر وہ دمشق روانہ ہوا اور وہاں کے حاکم کو پیغام دیا کہ وہ شہر اس کے حوالے کر دے اور وہاں کی حکومت سے دستبردار ہو جائے۔ مگر وہ اس کی بات ماننے پر تیار نہیں ہوا۔ زنگی نے اس کے بدلے میں دوسرے مقام کی حکومت دینے کا بھی وعدہ کیا۔ مگر وہ اس کے لیے بھی تیار نہیں ہوا۔

لہٰذا وہ فوج لے کر آگے بڑھا اور داریا کے مقام پر اس نے پڑاؤ ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۳ ربیع الاول ۵۳۴ھ میں ہوا۔ دمشقی فوجیں اس کے مقابلے کے لیے باہر نکلیں تو زنگی نے ان پر فتح حاصل کی اور انہیں شکست دے دی۔ پھر وہ مصلیٰ کی طرف بڑھ گیا اور وہاں بھی دوبارہ جنگ کر کے شامی فوجوں کو دوبارہ شکست دی۔ پھر اس نے دس دن کے لیے جنگ بند کر دی اور فریقین کے درمیان قاصد آتے جاتے رہے۔ زنگی یہ پیغام بھیجتا رہا کہ حاکم دمشق کو اس شہر کے بدلے میں بعلبک یا حمص یا اور علاقے جو وہ پسند کرے دے دیا جائے گا۔

حاکم دمشق کے ساتھیوں نے اسے یہ شرط قبول کرنے سے روک دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زنگی نے دوبارہ جنگ شروع کر دی اور شہر کا محاصرہ سخت کر دیا۔

جمال الدین محمد کی وفات ابھی عماد الدین زنگی نے دمشق کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور مصالحت کی سلسلہ جنبانی ہو رہی تھی کہ جمال الدین محمد بن بوری حاکم دمشق کا ۸ شعبان المبارک ۵۳۴ھ میں انتقال ہو گیا۔ زنگی نے یہ خیال کیا کہ اب دمشق کے حکام و امراء کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ اس لیے اس نے جنگ اور محاصرہ کو سخت کر دیا۔

مجیر الدین ابق کی حکومت: مگر دمشق کے حکام نے ہمت نہیں ہاری انہوں نے جمال الدین محمد کے بعد اس کے فرزند مجیر الدین ابق کو متفقہ طور پر حاکم بنایا۔ اس کا سرپرست معین الدین انر مقرر ہوا۔ اور وہی امور سلطنت کا مختار کل اور منتظم اعلیٰ بنا۔

معین الدین انر نے فرنگی فوجوں سے زنگی کے خلاف جنگ میں مدد طلب کی۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ فوجی امداد کے صلے میں دشمن کے علاقہ بانیاس کا محاصرہ کرے گا اور اسے فتح کرنے کے بعد فرنگیوں کے حوالے کر دے گا۔ فرنگیوں نے اس کی بات مان لی کیونکہ انہیں یہ اندیشہ تھا کہ اگر عماد الدین زنگی نے دمشق فتح کر لیا تو وہ ان کے خلاف جنگ کرے گا۔

فرنگیوں کی سازش: عماد الدین زنگی کو جب اس سازش کا علم ہوا تو اس سے پہلے کہ فرنگی فوجیں اہل دمشق کی فوجوں کی مدد کو پہنچیں وہ خود لشکر لے کر فرنگیوں کی طرف روانہ ہو گیا اور حوران کے علاقے میں اسی سال کے ماہ رمضان میں اس نے پڑاؤ ڈالا۔ فرنگی فوجیں اس کا مقابلہ کرنے سے گھبرا گئیں اور اپنے شہروں سے باہر نہیں نکلیں۔ اس لیے زنگی رمضان ہی کے بعد

ماہ شوال میں دمشق کا محاصرہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اس نے دمشق کے مضافات میں مرج اور غوطہ کے دیہاتوں کو نذر آتش کیا اور اس کے بعد وہ اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

شہر صلیبیوں کے حوالے فرنگی فوجیں اس کے کوچ کرنے کے بعد دمشق پہنچ گئیں اور معین الدین انز (اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے) زنگی کے علاقہ بانیاس کو فتح کرنے کے لئے ان کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اس نے اسے فرنگیوں کے حوالے کرنے کا معاہدہ کیا تھا۔

بانیاس کے حاکم نے شہر صور پر حملہ کیا تھا واپسی پر اس کی مڈبھیڑ انطاکیہ کے حاکم سے ہوئی جو فوج لے کر اپنے ساتھی حاکم دمشق کو فوجی کمک پہنچانے کے لئے دمشق جا رہا تھا (لہٰذا دونوں میں جنگ ہوئی) اور حاکم بانیاس اور اس کے ساتھی فوجیں ماری گئیں اور جو باقی بچ گئیں انہوں نے بانیاس کی طرف بھاگ کر پناہ لی۔

اس واقعہ کے بعد معین الدین انز شہر کے قریب پہنچا۔ اس نے اسے فتح کر کے فرنگی فوجوں کے حوالے کر دیا۔

زنگی کا شدید حملہ۔ جب زنگی کو یہ خبر ملی تو اس نے دمشق کی طرف کوچ کیا۔ اس نے اپنی فوج کے مختلف حصے حوران اور دمشق کے مضافات پر حملہ کرنے کے لئے بھیجے اور خود صبح سویرے دمشق پہنچ کر اس نے وہاں اچانک حملہ کر دیا۔ دمشق کی فوجیں اس کا مقابلہ کے لئے نکلیں۔ اس نے سارا دن جنگ کی۔ اس کے بعد مرج راہط کی طرف ہٹ گیا اور وہاں وہ اپنے فوجی دستوں کا انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ وہ تمام فوجیں بہت سا مال غنیمت لے کر اس کے پاس پہنچیں۔ اس کے بعد وہ اپنے شہر کی طرف واپس روانہ ہوا۔

جرمنی کے شہنشاہ کا شدید حملہ۔ جب فرنگی فوجوں نے شام کے ساحلی علاقوں کو فتح کیا تو یورپ کے ہر ملک کے لوگ مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کے لئے پہنچے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہ لوگ اپنے دشمن کے مقابلے میں تنہا ہیں۔

چنانچہ ۵۴۳ھ میں جرمنی کے شہنشاہ نے ایک لشکر جرار کے ساتھ اسلامی ممالک کا قصد کیا۔ اس کی فوج کی تعداد بہت زیادہ تھی اس کے علاوہ سازو سامان اور مال و دولت کی بہت فراوانی تھی۔ اس لئے اس کی فتح و نصرت کے بارے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ تھا۔

جب یہ لشکر جرار شام پہنچا تو وہاں کی تمام فرنگی فوجیں ان کے ساتھ شامل ہو گئیں اور شہنشاہ کے حکم کا انتظار کرنے لگیں۔ اس نے تمام فرنگی فوجوں کو حکم دیا کہ وہ دمشق کی طرف کوچ کریں۔ لہٰذا وہ ۵۴۳ھ میں دمشق پہنچ گئیں اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔

معین الدین انز بڑی بہادری کے ساتھ ان فرنگی فوجوں کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا آخرکار ۶ ربیع الاول ۵۴۳ھ کو گھمسان کی جنگ ہوئی۔ مسلمانوں نے نہایت صبر و استقلال کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ تاہم انہیں کافی جنگی نقصان برداشت کرنا پڑا۔

یوسف مغربی کی شہادت اسی جنگ میں مشہور عالم و زاہد حجۃ الدین یوسف الفندلاوی المغربی شہید ہوئے۔ معین

الدین انر نے ان سے درخواست کی کہ وہ اپنے ضعف پیری کی وجہ سے واپس چلے جائیں۔ مگر انہوں نے فرمایا:

> میں نے (اپنی جان) فروخت کر دی ہے اور اس (اللہ تعالیٰ) نے اسے خرید لیا ہے اس لئے میں یہ سودا واپس نہیں کروں گا۔ جس میں جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔[1]

چنانچہ جب موصوف جنگ کے لئے آگے بڑھے اور دمشق سے نصف فرسخ پر نیرب کے مقام پر شہید ہوئے اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی شہید ہوئی۔ جس سے فرنگی فوجوں کو غلبہ حاصل ہوا اور شہنشاہ جرمنی میدان اخضر میں پہنچ گیا۔

عماد الدین زنگی کی وفات: اس سے پیشتر موصل کے حاکم عماد الدین زنگی کا ۵۴۱ھ میں انتقال ہو گیا تھا اس کی وفات کے بعد اس کا ایک فرزند سیف الدین غازی موصل کا حاکم ہوا اور دوسرا فرزند نور الدین محمود حلب کا حاکم ہوا۔

مسلمانوں کا متحدہ مقابلہ: معین الدین انر نے موصل کے حاکم سیف الدین غازی سے فوجی امداد طلب کی۔ لہٰذا وہ اپنے بھائی نور الدین کے ساتھ فوج لے کر روانہ ہوا۔ جب حمص کے شہر کے پاس پہنچا تو فرنگیوں کو جنگ کا پیغام بھیجا۔ لہٰذا وہ اس کے ساتھ بھی جنگ کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس طرح ان کا جنگی محاذ وسیع ہو گیا اور تعداد دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔

اس اثناء میں معین الدین انر نے بھی جرمن فوجوں کو پیغام بھیجا کہ اب شہنشاہ مشرق یعنی حاکم موصل سے بچ کر رہیں۔ اس نے شام میں مقیم فرنگی فوجوں کو بھی ایک پیغام بھیجا جس میں انہیں خبردار کیا گیا تھا کہ جب شہنشاہ جرمنی دمشق فتح کر لے گا تو وہ اس کے ساتھ شام میں نہیں رہ سکیں گے۔ اس نے ان سے یہ وعدہ بھی کیا کہ (اگر وہ یہیں چلے جائیں گے) تو وہ انہیں بانیاس کا قلعہ دے گا۔

(اس پیغام کے بعد) وہ جرمنی کے شہنشاہ کے پاس گئے اور اسے حاکم موصل کے خطروں سے آگاہ کیا اور بتایا کہ وہ دمشق پر قبضہ کر لے گا۔

جرمنی کے شہنشاہ کی واپسی: یہ سن کر وہ اس شہر سے کوچ کر گئے اور معین الدین انر نے حسب وعدہ انہیں بانیاس کا قلعہ دے دیا۔ جرمنی کا شہنشاہ کنراڈ یا کونراڈ ثالث مغرب میں اپنے ملک واپس چلا گیا۔

معین الدین انر جرمن فوجوں کے محاصرہ دمشق کے ایک سال بعد ۵۴۴ھ میں فوت ہو گیا۔ وہ سلطنت اتابکی کا بہت بڑا سیاست دان تھا۔

مشترکہ سلطنت کا خاتمہ: موصل کا حاکم سیف الدین غازی ۵۴۴ھ میں فوت ہو گیا۔ اور اس کے بعد اس کا بھائی قطب الدین حاکم ہوا اور نور الدین محمود حلب اور اس کے مضافات کا حاکم برقرار رہا۔

---

[1] آیت کریمہ: ﴿إن الله اشترى من المؤمنين أنفسهم وأموالهم بأن لهم الجنة﴾ (پارہ ۱۱ سورۂ توبہ)

نور الدین محمود دمشق کو فتح کر کے فرنگیوں سے جہاد کرنا چاہتا تھا۔ اسی عرصے میں یہ اتفاق پیش آیا کہ فرنگی فوجوں نے فاطمی خاندان کے قبضے سے عسقلان کا علاقہ چھین لیا۔ کیونکہ وہ بہت کمزور ہو گئے تھے۔ یہ واقعہ ۵۴۸ھ میں پیش آیا۔

فرنگیوں کے خطرات نور الدین محمود عسقلان کے علاقے کو ان سے واپس نہیں لے سکتا تھا کیونکہ ان کے درمیان میں دمشق حائل تھا۔ پھر ان فرنگی فوجوں کے حوصلے اس قدر بڑھ گئے کہ وہ عسقلان کو فتح کرنے کے بعد دمشق کو فتح کرنے کا ارادہ کرنے لگے۔ اہل دمشق انہیں ٹیکس ادا کرتے تھے اور وہ یہ ٹیکس وصول کرنے کے لیے اس علاقے میں آتے تھے اور اپنی من مانی کارروائیاں کرتے تھے۔ وہاں جو فرنگی قیدی اپنے وطن جانا چاہتے تھے انہیں چھڑا لیتے تھے۔

نور الدین کی سیاست ایسے حالات کی وجہ سے نور الدین محمود کو فرنگیوں سے بہت خطرہ محسوس ہوا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر وہ دمشق پر حملہ کرے گا تو حاکم دمشق فرنگیوں سے ضرور امداد حاصل کرے گا۔ اس لیے اس نے حاکم دمشق مجیر الدین سے دوستی کی بات کی اور تحائف بھیج کر اسے اپنا بنا لیا۔ پھر اس نے یہ حکمت عملی اختیار کی۔ اس نے ان امراء و حکام کے خلاف ایک ایک کر کے بھڑکانا شروع کر دیا۔ جو اس کی قوت و طاقت کا ذریعہ تھے وہ اسے تحریر کرتا تھا کہ فلاں شخص نے اسے لکھا کہ وہ دمشق سے جدا ہونے کے لیے تیار ہے۔

امرائے دمشق کا خاتمہ جب مجیر الدین حاکم دمشق کو اس کے ذریعے کسی امیر کی سازش کا علم ہوتا تو وہ اسے قتل کر دیتا۔ یہ آخری شخص عطا بن حافظ السلمی الخادم تھا۔ وہ نور الدین محمود کی مخالفت کے بارے میں بہت سخت تھا۔ تاہم جب مجیر الدین کو اس کے بارے میں بھی اسی قسم کی سازش کی اطلاع دی گئی تو اس نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

نور الدین کی فتح دمشق اسی عرصے میں نور الدین نے دمشق کے نوجوان طبقے سے خط و کتابت کر کے اسے اپنی طرف مائل کر لیا تھا اور انہوں نے اس کی حمایت کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔ چنانچہ جب نور الدین نے دمشق کی طرف پیش قدمی کی تو مجیر الدین حاکم دمشق نے فرنگیوں سے فوجی امداد طلب کی اور ان کے حملے میں بعلبک شہر ان کے حوالے کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ وہ اپنی منتشر فوج کو اکٹھا کرنے لگے۔ مگر ان سے پہلے نور الدین دمشق پہنچ گیا۔ اس موقع پر دمشق کے نوجوانوں نے بغاوت کر دی جن کی اس سے خط و کتابت تھی۔ انہوں نے شہر کا مشرقی دروازہ کھول دیا جس سے نور الدین داخل ہوا اور اس نے دمشق پر قبضہ کر لیا۔

آخری حاکم کی جلاوطنی مجیر الدین حاکم دمشق نے قلعے میں پناہ لی۔ نور الدین نے بذریعہ خط و کتابت اسے حمص کا شہر اس کے معاوضے میں دے دیا۔ لہٰذا وہ وہاں چلا گیا مگر اس کے بعد اسے حمص کے بدلے بالس کا علاقہ دیا گیا مگر وہ اس پر رضامند نہیں ہوا اور وہ بغداد چلا گیا۔ جہاں اس نے نظامیہ کے قریب گھر بنایا اور وہیں فوت ہوا۔

نور الدین محمود زنگی دمشق اور اس کے مضافات پر قابض ہو گیا اور اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ یوں شام و عراق سے خاندان طغتگین کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ درحقیقت باقی رہنے والی ریاست صرف حماۃ کی رہ گئی ہے۔

شجرہ خاندان محتشم

مجد الدین اسحاق

شمس الدین محمد

تاج الملوک [illegible]

[illegible]

اسحاق بن محتشم [illegible]

[illegible] محتشم

باب : دوم

قونیہ کی سلجوقی سلطنت

اس خاندان کا بانی قتلمش تھا۔ اس کے نسب میں اختلاف ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ وہ قتلمش بن [illegible] تھا۔ مورخ ابن الاثیر بھی لکھتا ہے کہ قتلمش طغرل بیگ کا چچا زاد بھائی تھا اور یہی صحیح ہے کہ قتلمش بن اسرائیل سلجوقی خاندان سے تھا اور غالباً یہ اجمال کی تفصیل ہے۔

جب سلجوقی امراء اطراف و اکناف میں اپنی حکومت میں منتشر ہو گئے تو قتلمش روم میں داخل ہوا اور اس نے قونیہ، اقصرا اور اس کے گرد و نواح کے علاقے پر قبضہ کر لیا۔

سلطان طغرل بیگ نے اسے فوج دے کر [illegible] بھیجا تو [illegible] کو قابو کر لئے جس نے عباسی سلطنت کی اطاعت کا اظہار کیا تو [illegible] نے انہیں شکست دی۔

طغرل بیگ کے بعد جب سلطان الپ ارسلان تخت نشین ہوا تو قتلمش نے خاندان سے بغاوت کی اور رے پر قبضہ کرنے کے لیے پیش قدمی کی۔

الپ ارسلان نے ۴۵۶ھ میں اس سے جنگ کی اور قتلمش کو اس جنگ میں شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔ اس کی لاش مقتولوں کی لاشوں کے درمیان سے ملی۔ الپ ارسلان کو اس کی موت کا بہت رنج ہوا اور اس نے اس کا سوگ کیا۔

فتح انطاکیہ: اس کے بعد اس کا بیٹا سلیمان اس کے مقبوضہ علاقوں یعنی قونیہ، اقصرا اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں کا حاکم ہوا۔ اس نے رومیوں کے قبضے سے ۴۷۷ھ میں انطاکیہ کا شہر چھین لیا جس پر وہ ۳۵۸ھ سے قابض تھے۔ اس نے اسے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

عربوں کو شکست: شرف الدولہ مسلم بن قریش انطاکیہ کے رومیوں سے ٹیکس وصول کرتا تھا۔ جب سلیمان نے اسے فتح کر لیا تو اس نے اس سے بھی ادا کرنے کا مطالبہ کیا۔ جب اس نے اس سے انکار کیا تو مسلم نے انطاکیہ کا محاصرہ کرنے کے لیے عربوں اور ترکوں کی فوجیں جمع کیں اور ان کے ساتھ ترکوں کی ایک جماعت بھی تھی جس کا قائد جق تھا۔ فریقین میں جنگ شروع ہوئی۔ اس جنگ میں ترکوں کا پیشوا جق اپنی فوج کے ساتھ سلیمان کی فوجوں کے ساتھ شامل ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عربوں کو شکست ہوئی۔

سلیمان کی خودکشی: اس کے بعد سلیمان بن قتلمش حلب کے محاصرے کے لیے روانہ ہوا۔ انہوں نے اس کا مقابلہ کیا اور

اس سے نجات دی۔ تاکہ سلطان ملک شاہ سے مدد کی التجا کی جائے۔ اس کے بعد انہوں نے پوشیدہ طور پر تتش حاکم دمشق سے فوجی امداد طلب کی۔ چنانچہ تاج الدولہ تتش بھی ترکی فوج کے ساتھ فوراً آ گیا۔ راستے میں سلیمان بن قطلمش کی فوج غافل ہو کر آرام کر رہی تھی۔ لہذا جب تتش کی فوج سے قطلمش کے فرزند سلیمان کی فوجوں کا مقابلہ ہوا تو اسے شکست ہوئی اور سلیمان نے اپنے آپ کو خنجر مار کر خودکشی کر لی اور تتش نے اس کے تمام لشکر کو لوٹ لیا۔

قلیج ارسلان۔ اس کے بعد اس کا فرزند قلیج ارسلان اس کا جانشین حاکم ہوا۔ اور وہ حکومت کرتا رہا۔ جب ۴۹۰ھ میں فرنگی فوج لے کر شام کے مشرقی علاقے کی طرف روانہ ہوئے تو انہوں نے قسطنطنیہ کا راستہ اختیار کیا۔ روم کے بادشاہ نے انہیں اس راستے پر سے اس شرط کے ساتھ گزرنے کی اجازت دی کہ وہ انطاکیہ کو فتح کرنے کے بعد اس کے قبضے میں رہنے دیں۔ انہوں نے یہ شرط تسلیم کر لی اور قسطنطنیہ کی خلیج کو عبور کر کے وہ قلیج ارسلان بن سلیمان کے علاقے سے گزرے تو قلیج ارسلان نے ان پر حملہ کر کے قونیہ کے قریب ان فرنگی فوجوں کا مقابلہ کیا۔ فرنگی فوج نے اسے شکست دی اور ابن لاون ارمنی کے علاقے تک پہنچ گئے وہاں سے گزر کر وہ انطاکیہ پہنچے وہاں یاغی سیان نامی ایک سلجوقی حاکم تھا وہ محاصرے کے لیے تیار ہو گیا اور اس نے خندق کھودنے کا حکم دیا چنانچہ ایک دن اس مقصد کے لیے مسلمانوں نے کام کیا اور دوسرے دن عیسائیوں نے کام کیا۔

انطاکیہ کا محاصرہ۔ آخرکار فرنگی فوجیں وہاں پہنچ گئیں اور انہوں نے اس شہر کو نو مہینے تک محاصرہ کیا۔ پھر شہر کے محافظ دستوں نے شہر کی فصیل سے نکل کر فرنگیوں کو برجوں کے راستے سے اندر بلا لیا۔ چنانچہ شہر میں گھسنے کے بعد ان فوجوں نے شہر کو لوٹ لیا۔

صلیبیوں کی حکومت۔ یاغی سیان شہر کے اندر سے نکل کر بھاگ گیا مگر ایک ارمنی نے پکڑ کر اسے مار ڈالا اور اس کا سر کاٹ کر فرنگی فوجوں کے پاس لے گیا پھر فرنگیوں کا ایک حاکم اس شہر پر حکومت کرنے لگا۔

حلب اور دمشق کے حکام نے اہل انطاکیہ کی مدد کے لیے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر فرنگی فوجوں نے ان سے مصالحت کے لیے خط و کتابت کی اور وعدہ کیا کہ وہ انطاکیہ کے علاوہ دوسرے کسی مقام پر قبضہ نہیں کریں گے چنانچہ ان کے اس وعدے کے بعد انہوں نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور وہ یاغی سیان کی کوئی مدد کرنے سے قاصر رہے۔

فرنگیوں کے حملے۔ اس اثنا میں ترکمانی فوجیں عراق کے گرد و نواح میں منتشر ہو گئی تھیں اور گمشتکین بن طیلو نے جس کا باپ دانشمند یعنی معلم مشہور تھا انطاکیہ کے قریب رومی علاقے سیواس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے قریب ملطیہ کے علاقے کو ایک دوسرے ترکمانی سردار نے فتح کر لیا تھا اور اس کے اور دانشمند کے درمیان جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ اس لیے ملطیہ کے حاکم نے فرنگیوں سے فوجی امداد طلب کی۔ چنانچہ انطاکیہ کا ایک فرنگی سردار ۴۹۳ھ میں پانچ ہزار کا لشکر لے کر پہنچا۔ ابن دانشمند نے اس کا مقابلہ کیا۔ اور اس فرنگی سردار کو شکست دے کر اسے اسیر بنا لیا۔ اس کے بعد جب یہ فرنگی فوجیں اس کو چھڑانے کے لیے آئیں۔ انہوں نے قلعہ انکوریہ کے قریب جسے انقرہ بھی کہا جاتا ہے۔ جنگ کی اور اسے فتح کر لیا۔ پھر وہ دوسرے

شہر کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوئے جہاں اسماعیل بن دانشمند تھا۔ انہوں نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس عرصہ میں ابن دانشمند نے بہت سی فوج جمع کر لی تھی اور فوج کی ایک بڑی تعداد کو ایک کمین گاہ میں چھپا کر جنگ کا آغاز کیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد کمین گاہ سے اس کی بہت بڑی فوج نکلی اور اس نے پلٹ کر ایسا زبردست حملہ کیا کہ دشمن کا کوئی آدمی بھی جان بچا کر نہیں بھاگ سکا۔

اس کے بعد اس نے پیش قدمی کر کے ملطیہ کو فتح کر لیا اور وہاں کے حاکم کو قیدی بنا لیا۔ اس کے بعد انطاکیہ سے مزید فرنگی فوج آئی اسے بھی اس نے شکست دی۔

موصل کی جنگیں موصل، دیار بکر اور جزیرہ کے علاقے کا حاکم ایک ترکی سپہ سالار تھا اس نے بغاوت کا ارادہ کیا تو سلطان نے موصل اور اس کے مضافات کا علاقہ جاولی کو دے دیا اور اپنے سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ وہ فرنگیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے روانہ ہو جائیں۔ چنانچہ جاولی روانہ ہو گیا۔ جکرمش کو جب اس بات کی خبر ملی تو وہ موصل سے اربل کی طرف روانہ ہوا اور اس نے اربل کے حاکم ابو الہیجاء بن موسک الکردی کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ اس عرصے میں جاولی بوازیج پہنچ گیا تھا لہذا جکرمش دریائے دجلہ عبور کر کے اس کے مقابلے کے لیے فوج لے کر پہنچا۔ وہ جنگ کی تو جنگ میں جکرمش کی فوجوں کو شکست ہوئی اور جکرمش تن تنہا رہ گیا لہذا جاولی نے اسے قیدی بنا لیا۔

جاولی سے مقابلہ باقی ماندہ شکست خوردہ فوج موصل پہنچی اور اس نے جکرمش کے بجائے اس کے صغیر السن فرزند زنگی کو حاکم بنایا اور اس کے باپ کے آزاد کردہ غلام غرغلی نے سلطنت کا انتظام سنبھالا۔ قلعہ اس کے قبضے میں تھا اور اس نے فوج میں مال و دولت اور گھوڑے تقسیم کیے اور جاولی کا جنگی مقابلہ کرنے کے لیے تیاریاں مکمل کر لیں۔ اس نے صدقہ بن مزید اور رومی علاقوں کے حاکم قلیج ارسلان سے فوجی امداد کے لیے خط و کتابت کی اور ان میں سے ہر ایک سے اس نے یہ وعدہ کیا کہ جب وہ جاولی کو مقابلے میں شکست دے دیں گے تو وہ انہیں موصل کا حاکم بنا دے گا۔

صدقہ نے تو اس کے پیغام کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ اس اثناء میں جاولی موصل پہنچ گیا اور اس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے یہ اعلان کیا کہ اگر وہ شہر کو اس کے حوالے نہیں کریں گے تو جکرمش کو قتل کر دے گا۔

جاولی کا فرار کچھ عرصے کے بعد اس جاولی کے پاس یہ خبر پہنچی کہ قلیج ارسلان اپنی فوجیں لے کر نصیبین کے مقام پر پہنچ گیا ہے۔ یہ خبر سن کر اس نے موصل کا محاصرہ چھوڑ دیا اور سنجار کی طرف روانہ ہو گیا۔

برسقی جاولی کے کوچ کرنے کے بعد وہاں پہنچ گیا تھا۔ اس نے وہاں کے باشندوں کو اطاعت کا پیغام بھیجا مگر انہوں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لیے وہ بغداد واپس آ گیا۔

موصل پر قبضہ دمشق کے حاکم رضوان نے فرنگی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے جاولی کو بلوایا تو وہاں کوچ کر گیا۔ اس کے بعد جکرمش کی فوجیں موصل سے نکلیں۔ انہوں نے نصیبین کے مقام پر قلیج ارسلان کے پاس پہنچ کر اس سے معاہدہ کر لیا اور اسے موصل لا کر ۵۰۰ھ میں ماہ رجب کے آخر میں اسے اپنا حاکم بنا لیا۔ جکرمش کا فرزند اور اس کے ساتھی وہاں سے نکل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے قریب پہنچا تو شہر آمد کا حاکم ابراہیم بن ینال بھی فوج لے کر اپنے شہر واپس آ گیا۔ جب قلج ارسلان نے طرفین جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا اور اس نے اپنے اس لشکر کو بلوایا جس نے فرنگیوں کے خلاف رومیوں کی مدد کی تھی۔ یہ فوج وہاں سے پاس آنے لگی مگر اس عرصے میں جاولی نے اس کی فوج کی قلیل تعداد کو غنیمت سمجھا۔ اس لیے اس سال ۵۰۰ھ ذوالقعدہ کے آخر میں اس نے حملہ کیا اور گھمسان کی جنگ شروع ہوئی۔ قلج ارسلان نے بذاتِ خود جاولی پر حملہ کیا اور اس کے علم بردار کو گرا دیا۔ اس کے مقابلے میں جاولی نے تمام زور سے حملہ کیا۔ جاولی کے دوسرے ساتھیوں نے بھی اس پر حملہ کر کے اسے شکست دے دی۔ قلج ارسلان نے غیرت و شرم کی وجہ سے اپنے آپ کو پانی میں ڈال کر خودکشی کر لی۔

موصل پر قبضہ: آخرکار جاولی نے موصل قلج ارسلان سے فتح کر لیا اور سلطان محمد کا نام جمعہ کے خطبوں میں دوبارہ شامل کرایا اور اس کے پاس قلج ارسلان کے فرزند ملک شاہ کو بھیج دیا۔ قونیہ اور اقصرا اور دیگر رومی شہروں میں (موجودہ ترکی) حکومت پر اس کا فرزند مسعود حاکم ہوا اور اس کی سلطنت برقرار رہی۔

فتح ملطیہ: ملطیہ اور سیواس ایک ترکمانی حاکم کے قبضے میں تھے جس کی فرنگیوں کے ساتھ جنگ رہتی تھی۔ اس جنگ میں گمشتگین بن دانشمند ہلاک ہو گیا تھا اور اس کی جگہ پر اس کا فرزند محمد حاکم ہوا اور اس نے اپنے باپ کی طرح فرنگی فوجوں سے کافی جنگ کی اور ۵۲۹ھ میں اس کی وفات ہو گئی۔ اس کے مرنے کے بعد مسعود بن قلج ارسلان نے اس کے اکثر مقبوضات پر قبضہ کر لیا اور ملطیہ اس کے بھائی کے قبضے میں رہا۔ جس کا نام یاغی ارسلان بن محمد تھا۔

قلج ارسلان دوم: محمد مسعود بن قلج ارسلان ۵۵۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا جانشین اس کا فرزند قلج ارسلان دوم بنا۔ وہ حاکم ملطیہ یاغی ارسلان کے ساتھ جنگ کرتا رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قلج ارسلان نے شاہ صلیق بن علی بن ابی القاسم کی صاحبزادی سے نکاح کیا۔ اس کے والد نے اسے بہت جہیز اور ساز و سامان دے کر بھیجا۔ راستے میں حاکم ملطیہ یاغی ارسلان نے اس قافلہ کو جہیز سمیت لوٹ لیا اور اس لڑکی کا نکاح اپنے بھتیجے ذوالنون بن محمد بن دانشمند کے ساتھ کر دیا اور اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ اس نے یہ مشہور کر دیا کہ لڑکی مرتد ہو جائے تا کہ نکاح فسخ ہو جائے پھر اسلام لانے کے بعد اس لڑکی کا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا۔

ذاتی جنگیں: اس واقعہ کے بعد قلج ارسلان نے اپنی فوجیں جمع کر کے یاغی ارسلان پر حملہ کر دیا۔ آخر یاغی ارسلان نے اسے شکست دی۔ اس اثنا میں شاہ روم نے فوجی امداد طلب کی تو اسے مدد دی اور اس عرصے میں یاغی ارسلان فوت ہو گیا تو اس کا بھتیجا ابراہیم بن محمد اس کا جانشین ہوا۔ قلج ارسلان نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اس کے کچھ علاقے پر قبضہ کر لیا اور اس کے بھائی ذوالنون بن محمد نے قیساریہ کا علاقہ فتح کر لیا اور قلج ارسلان کے بھائی شاہنشاہ بن مسعود کے پاس صرف انقرہ اور جنگرہ کا شہر رہ گیا۔ بعد میں صلح کی صورت ہو گئی۔ پھر قلج ارسلان اور نور الدین محمود زنگی کے درمیان دشمنی بھی ہو گئی [illegible] ۵۶۸ھ [illegible] قلج ارسلان کو بری طرح اس بات سے متفق کیا۔

جب ابراہیم بن محمد بن دانشمند فوت ہو گیا اور اس کی جگہ پر اس کا بھائی ذوالنون حاکم ہوا تو قلیج ارسلان نے اس پر حملہ کر دیا اور ملطیہ کا علاقہ اس سے چھین لیا۔

نور الدین زنگی سے جنگ پھر نور الدین محمود بن زنگی نے ۵۶۸ھ میں قلیج ارسلان دوم بن مسعود کے مقبوضہ علاقوں یعنی ملطیہ، سیواس اور اقصرا کی طرف کوچ کیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو قلیج ارسلان دوم اس کے پاس معذرت کرتے ہوئے پہنچا اور اس کا احترام کیا اور اس ملک کو فتح کرنے کے ارادے سے باز رکھا۔

پھر اس نے ذوالنون بن دانشمند کو اس کے پاس سفارش کے لیے بھیجا۔ مگر اس نے سفارش قبول نہیں کی۔ لہذا اس نے فوج کشی کر کے مرعش اور بہسنا اور ان کے درمیانی علاقے پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ ذوالقعدہ میں اسی سال ہوا۔

نور الدین سے مصالحت اس نے ایک لشکر سیواس کی طرف بھیجا جس نے جا کر سیواس پر قبضہ کر لیا۔ ایسی حالت میں قلیج ارسلان دوم مصالحت کی طرف مائل ہوا اور اس نے نور الدین عادل کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور حسن سلوک کا خواستگار ہوا۔ چونکہ وہ فرنگی فوجوں کی طرف سے بہت پریشان تھا۔ اس لیے اس نے ان شرائط پر صلح کی کہ وہ جہاد کے لیے فوجی امداد بھیجے اور سیواس کا علاقہ ان کے نمائندے ذوالنون بن دانشمند کے قبضے میں رہے گا۔

پھر ممالک کی تقسیم کے بارے میں خلیفہ کا فرمان آیا جس میں قلیج ارسلان کے علاوہ دیار بکر کے بارے میں بھی احکام مذکور تھے اور جب نور الدین فوت ہو گیا تو قلیج ارسلان نے ذوالنون کو سیواس سے نکال دیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔

صلاح الدین کا عزم جنگ ایشیائے کوچک (رومی علاقوں) کے حکمران قلیج ارسلان دوم بن مسعود نے دیار بکر کے قلعہ کیفا وغیرہ کے حاکم نور الدین محمد بن قرا ارسلان سے اپنی بیٹی کی شادی کر دی تھی اور داماد کو اس سلسلے میں کئی قلعے بھی دیئے تھے۔ مگر داماد نے اس کی بیٹی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اور اس کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح کر لیا تھا اور اسے چھوڑ دیا تھا۔

لڑکی کے والد قلیج ارسلان دوم کو اس بات کا بہت رنج ہوا اور اس نے ارادہ کیا کہ وہ دیار بکر میں اپنے داماد نور الدین کے علاقے پر حملہ کر کے اسے چھین لے۔

اس کے داماد نے صلاح الدین بن ایوب کو درمیان میں ڈالا اور اس کی سفارش کرائی مگر اس نے اس کی سفارش بھی قبول نہیں کی اس نے یہ جواب دیا کہ وہ ان قلعوں کو واپس لینا چاہتا ہے جو اس نے شادی کے وقت عطیے کے طور پر دیئے تھے۔

صلاح الدین اس بات سے بہت رنجیدہ ہوا اس زمانے میں وہ فرنگی فوجوں کے ساتھ جنگ کر رہا تھا۔ لہذا اس نے ان کے ساتھ مصالحت کی اور خود لشکر لے کر رومی علاقے کی طرف روانہ ہوا۔ شام میں الصالح اسماعیل بن نور الدین محمود تھا صلاح الدین وہاں سے تل باشر کے راستے سے رعبان پہنچا اور وہیں اس نے حاکم کیفا نور الدین محمد سے ملاقات کی۔

قاصد کی آمد: اس عرصے میں قلیج ارسلان دوم نے اس کے پاس ایک قاصد بھیجا جس نے اپنی بیٹی کے بارے میں

کے دربار کی غداری کے حالات بتائے مگر وہ اس قاصد پر بہت ناراض ہوا اور اسے دھمکی دی کہ وہ اس کے ملک کو فتح کر لے گا۔

قاصد نے صلاح الدین کے ساتھ نرم لہجہ اختیار کیا اور پوشیدہ طور پر صلاح الدین کو سمجھایا کہ اس نے ایک عورت کی خاطر جہاد کو ملتوی کیا اور دشمن سے صلح کر کے فوجوں کو اکٹھا کر کے وہ یہاں آ گیا ہے اس میں اس کی بری طرح سے شکست ہے۔ اگر قلج ارسلان دوم کی بیٹی اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ ناچاقی کے سلسلے میں اس سے متعلقہ فیصلے کے لیے درخواست کرتی ہے تو وہ اس کا حق بھی ہے۔

شرط مصالحت صلاح الدین کو اس کا یہ مشورہ پسند آیا اور اس نے اس ایلچی کو حکم دیا کہ وہ ان کے درمیان صلح کرائے اور اس مصالحت میں وہ بھی اس کا مددگار ہو گیا۔ چنانچہ ایلچی نے ان کی صلح کرا دی اور یہ شرط لگی کہ وہ ایک سال کے بعد اس عورت کو طلاق دے گا اس نے نور الدین سے اس قسم کا معاہدہ کرایا جو اس نے پورا کیا۔ یوں ہر ایک اپنے اپنے شہر کی طرف لوٹ گیا۔

مقبوضہ علاقے کی تقسیم قلج ارسلان دوم نے ضعیفی میں اپنے مقبوضہ علاقوں کو اپنے فرزندوں میں تقسیم کر دیا۔ چنانچہ قونیہ اور اس کے مضافات کا علاقہ اس نے اپنے فرزند غیاث الدین کیخسرو کو دے دیا اور اقصرا کا علاقہ قطب الدین کو دیا اور دوقاط کا علاقہ رکن الدین سلیمان کو اور انقرہ یا انکوریہ کا علاقہ محی الدین کو اور ملطیہ عز الدین قیصر شاہ کو دے دیا۔ اور دیگر علاقے یعنی نکسار اور قیصاریہ نور الدین محمود کو اور اماسیہ اپنے دوسرے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

فرزندوں کا جھگڑا اس کے فرزند قطب الدین کا اثر اس پر زیادہ غالب تھا اس لیے اس نے اسے آمادہ کیا کہ وہ قیصر شاہ کے قبضے سے ملطیہ چھین لے چنانچہ اس نے یہ علاقہ اس سے چھین لیا۔ اس واقعہ کے بعد قیصر شاہ صلاح الدین بن ایوب کے پاس پہنچا تاکہ وہ اس کی سفارش کرے۔ صلاح الدین نے اس کی عزت و احترام کیا اور اپنے بھائی العادل کی بیٹی سے اس کا نکاح کرا دیا پھر اس نے اس کے بھائی اور والد کے پاس اس کی سفارش کی جو انہوں نے قبول کر لی اور اسے ملطیہ کا علاقہ لوٹا دیا۔

فرزندوں کی نافرمانی اس کا فرزند رکن الدین پھر اس پر مسلط ہو گیا اور اس نے اس کے شہر میں اختیار الدین حسن کو قتل کر دیا۔ اس پر اس کے دوسرے فرزند اس کے دائرہ اطاعت سے نکل گئے اور قطب الدین اپنے والد کو پکڑ کر قیصاریہ لے گیا۔ تاکہ وہ اس سے اس کے بھائی سے چھین کر اسے دے دے۔ مگر قلج ارسلان بھاگ کر قیصاریہ چلا گیا اور قطب الدین نے قونیہ اور اقصرا جا کر ان دونوں علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد قلج ارسلان دوم کی یہ حالت ہو گئی کہ کبھی وہ ایک بیٹے کے پاس رہتا تھا اور کبھی دوسرے بیٹے کے پاس پہنچتا تھا مگر وہ سب اس سے بے رخی کا اظہار کرتے تھے آخر کار قونیہ کے حاکم غیاث الدین کیخسرو نے اس سے فوجی امداد طلب کی چنانچہ اس نے اسے امداد دی اور اس کے ساتھ قونیہ پہنچ کر اس پر اس کا قبضہ کرا دیا۔

پھر وہ اقصرا کی طرف روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مگر اس عرصہ میں قلیج ارسلان دوم بیمار ہو گیا اور وہ قونیہ لوٹ گیا اور وہاں وہ فوت ہو گیا۔

دوسری روایت: دوسری روایت یہ ہے کہ اس کے فرزندوں کا جھگڑا اس سے اس بات پر ہوا کہ اسے اپنے فرزندوں میں علاقوں کی تقسیم پر پشیمانی ہوئی اس لیے اس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ اپنے فرزند قطب الدین کو اپنا سارا علاقہ دے دے اس پر وہ سب ناراض ہو گئے اور اس کے دائرہ اطاعت سے نکل گئے۔ وہ اپنے فرزندوں کے پاس باری باری جاتا تھا۔ آخرکار اس کے فرزند کیخسرو حاکم قونیہ نے اس کی اطاعت قبول کی تو وہ اس کے ساتھ فوج لے کر اس کے بھائی محمود کے علاقہ کی طرف روانہ ہوا اور قیساریہ کا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ اسی محاصرہ کی حالت میں قلیج ارسلان کی وفات ہوئی اس وقت غیاث الدین قونیہ لوٹ گیا۔

قلیج ارسلان دوم کی وفات: پھر قلیج ارسلان دوم قونیہ میں یا دوسری روایت کے مطابق قیساریہ میں فوت ہو گیا اس کی وفات ۵۸۸ھ کے سال کے درمیانی عرصہ میں ہوئی اس نے ستائیس سال تک حکومت کی۔ وہ انصاف پسند با تدبیر اور بارعب حکمران تھا اور اس نے جہاد میں بہت حصہ لیا تھا۔

سلطنت کی تقسیم: جب وہ فوت ہوا تو اس وقت اس کا ایک فرزند غیاث الدین کیخسرو قونیہ اور اس کے مضافات کا خود مختار حاکم تھا اور اس کا بھائی قطب الدین اقصرا اور سیواس کا حاکم تھا۔ قطب الدین جب بھی ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف جاتا تھا تو راستے میں قیساریہ کا شہر پڑتا تھا چونکہ شہر سے باہر اس کا بھائی نور الدین محمود اس سے ملاقات کرتا تھا۔ وہ ایک عرصہ تک اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہا۔ پھر اس نے اچانک اس کے ساتھ غداری کر کے اسے قتل کر دیا۔ مگر قیساریہ میں اس کے ساتھیوں نے اس کا مقابلہ کیا۔ ان کا سربراہ حسن تھا۔ اس نے اس کو بھی اپنے بھائی کے ساتھ قتل کر دیا اس کے بعد شہر والوں نے اس کی اطاعت قبول کی اور اس نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ مگر بہت جلد اس واقعہ کے بعد قطب الدین بھی فوت ہو گیا۔

رکن الدین سلیمان کی فتوحات: قطب الدین کی وفات کے بعد توقاط کے حاکم رکن الدین سلیمان نے اپنے والد کے تمام رومی علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی چنانچہ اس نے قطب الدین کے مقبوضات سیواس اقصرا اور قیساریہ کی طرف فوج کشی کی اور ان تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا پھر اس نے قونیہ پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر کے اپنے بھائی غیاث الدین کو شکست دی اور قونیہ کو فتح کر لیا غیاث الدین شام بھاگ گیا۔

اس کے بعد رکن الدین سلیمان نے نکسار اور اماسیہ کو بھی فتح کر لیا پھر ۵۹۷ھ میں ملطیہ بھی معز الدین قیصر شاہ سے چھین لیا اور معز الدین العادل ابو بکر بن ایوب کے پاس پہنچ گیا۔

فتح ارزن: پھر وہ ارزن الروم پہنچا جو قدیم شاہی خاندان کے شاہ محمد بن صلتق کے فرزند کے قبضہ میں تھا جب اس کا حاکم اس سے مصالحت کرنے کے لیے آیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور شہر فتح کر لیا یوں رکن الدین سلیمان ارزن کے علاوہ

اپنے بھائیوں کے تمام مقبوضہ علاقوں کو زیر حکم لے آیا۔ انقرہ کا قلعہ بہت مستحکم تھا (اس لیے وہ اسے جلد فتح نہیں کر سکا) اس کو فتح کرنے کے لیے اس نے بہت فوج جمع کی اور تین سال تک اس کا محاصرہ کیا۔ پھر اس نے پوشیدہ طور پر کسی شخص کو بھیجا جس نے اس کے بھائی کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس نے ۶۰۰ھ میں انقرہ فتح کر لیا۔ اس کے بعد وہ وفات پا گیا۔

رکن الدین کی وفات ماہ ذوالقعدہ ۶۰۰ھ میں رکن الدین سلیمان فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا فرزند قلیج ارسلان سوم تھا مگر وہ زیادہ مدت تک حکومت نہیں کر سکا۔ رکن الدین ایک دور اندیش حاکم تھا۔ دشمنوں کے لیے بہت سخت تھا البتہ وہ فلسفیانہ خیالات کی طرف زیادہ مائل تھا۔

غیاث الدین کا فرار: جب رکن الدین سلیمان نے غیاث الدین کیخسرو کا قونیہ کا علاقہ چھین لیا تھا تو وہ حلب گیا تھا جہاں ظاہر غازی بن صلاح الدین حکمران تھا اس نے اس کا خیر مقدم نہیں کیا تو وہ قسطنطنیہ چلا گیا۔ جہاں شاہ روم نے اس کا استقبال کیا اور وہاں کے ایک رئیس (بطریق) نے اپنی بیٹی کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ اس رئیس کا قسطنطنیہ کے مضافات میں ایک قلعہ بطور جاگیر تھا چنانچہ جب فرنگی فوجوں نے قسطنطنیہ پر ۶۰۰ھ میں قبضہ کر لیا تو غیاث الدین اپنے سسر کے قلعے میں جو بار پناہ گزین ہو گیا۔ اسی دوران اسے اپنے بھائی کی موت کی اطلاع ملی اس کے ساتھ ساتھ قونیہ کے بعض حکام نے اسے یہ پیغام بھیجا کہ وہ قونیہ آ کر دوبارہ حکومت کرے لہذا وہ وہاں پہنچ گیا۔ پہلے اہل شہر مخالف ہو گئے پھر ان کی فوجیں نکل کر مقابلہ پر آئیں اور اسے شکست دے دی اور وہ کسی شہر میں بھاگ کر قلعہ بند ہو گیا۔

قونیہ پر دوبارہ قبضہ: پھر قیصریہ کے باشندے اس کے حامی ہو گئے اور انہوں نے اپنے حاکم کو نکال دیا۔ جب قونیہ کے باشندوں کو یہ خبر ملی تو انہوں نے بھی قلیج ارسلان سوم بن رکن الدین کے خلاف بغاوت کر دی اور اسے گرفتار کر لیا اور غیاث الدین کو بلا کر اسے اپنا حاکم بنا لیا اور اس کے بھتیجے کو اس کے حوالے کر دیا۔

اس کا دوسرا بھائی قیصر شاہ اپنے سسر العادل ابوبکر بن ایوب کے پاس پہنچ گیا تھا اور جب رکن الدین نے جو اس کا بھائی تھا ملطیہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا تھا تو اس نے اپنے سسر سے فوجی امداد طلب کی تھی۔ اس نے رہا جانے کا حکم دیا۔

غیاث الدین کا قتل: اس عرصے میں غیاث الدین طاقتور حاکم ہو گیا تھا۔ چنانچہ شمشاط کا حاکم علی بن یوسف اور قرت برت کا حاکم نظام الدین بن ارسلان اس کے پاس آتے جاتے تھے۔ اس کی طاقت بڑھتی ہی گئی۔ یہاں تک کہ قسطنطنیہ کے حاکم اشکری نے ۶۰۷ھ میں اسے قتل کر دیا۔

کیکاؤس کی حکومت: جب غیاث الدین کیخسرو مارا گیا تو اس کے بعد اس کا فرزند کیکاؤس حاکم ہوا۔ عوام نے اس کا لقب الغالب باللہ رکھا۔ ارزن الروم کے حاکم طغرل شاہ بن قلیج ارسلان نے جو اس کا چچا تھا اس نے بطور خود اپنی حکومت کا دعویٰ کیا اور اس مقصد کے لیے وہ اپنے بھتیجے کے خلاف جنگ کے لیے روانہ ہوا اور سیواس میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ اسی اثناء میں اس کے بھائی کیقباد بن کیخسرو نے انگوریہ (انقرہ) پر قبضہ کر لیا۔

کیکاؤس نے الملک العادل حاکم دمشق سے فریاد کی چنانچہ اس نے اس کی امداد کیلئے فوجیں بھیجیں مگر ان فوجوں کے

پہنچنے سے پہلے [illegible] سپاہیوں سے کوئی [illegible] گیا کہ [illegible] (اثر) [illegible] اپنے بھائی کیقباد کے قبضہ سے چھڑایا اور اسے گرفتار کر لیا مگر اس نے [illegible] قتل کیا۔

پھر [illegible] کے لیے [illegible] گیا [illegible] حاصل کرنے سے قبل [illegible] دیا [illegible] کر لیا۔

فتح حلب کا ارادہ: ظاہر بن صلاح الدین حلب کا حاکم تھا، اس کے زمانے میں حلب کا ایک شخص [illegible] سے بھاگ کر کیکاؤس کے پاس پہنچ گیا تھا اس نے اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ حلب پر قبضہ کرے کیونکہ اسے فتح کرنا بہت آسان ہے اور [illegible] ہے۔

جب ظاہر فوت ہوا اور اس کے بعد اس کا کمسن فرزند حاکم ہوا تو کیکاؤس کے خیال نے مزید زور پکڑا اور حلب کو فتح کرنے کے بارے میں اس کا ارادہ مستحکم ہو گیا۔

افضل سے معاہدہ: اس نے افضل بن صلاح الدین حاکم سمیساط کو اس کے ساتھ دوستی کرنے کے لیے بلایا، اس نے یہ معاہدہ کیا کہ سکوں اور خطبوں میں کیکاؤس کا نام لیا جائے گا اور حلب نیز اس کے مفتوحہ علاقوں پر افضل حکومت کرے گا مگر جب الاشرف کے قبضہ سے حران اور رہا اور جزیرہ کے دیگر شہر چھین لیے جائیں گے تو ان کی حکمرانی کا حق کیکاؤس کو ہوگا۔

مشترکہ فوجوں کے حملے: [illegible] سب سے پہلے انہوں نے [illegible] فتح کیا اور معاہدہ کی رو سے افضل کے [illegible] کیکاؤس نے اسے اپنے قبضہ میں رکھا جس سے افضل کو شبہ ہوا [illegible] الاشرف [illegible] ان شہروں کے ساتھ حلب کی [illegible] قطب [illegible] جانے کا [illegible] ہو سکے گا۔

کیکاؤس کا فرار: اشرف بن العادل اس کی مدد کے لیے روانہ ہوا، اس کے ساتھ مشہور قبیلہ عرب [illegible] کی فوجیں بھی [illegible] اس کے سب سے [illegible] میدان [illegible] اترا [illegible] کیکاؤس [illegible] آگے بڑھے [illegible] ان [illegible] کے [illegible] ان دستوں کا مقابلہ کیا [illegible] کیکاؤس کو شکست کھانا پڑی [illegible] پہنچا تو [illegible] بھاگ گیا۔

پھر اشرف [illegible] اور [illegible] کے قلعوں [illegible] کیکاؤس کی [illegible] تھیں اس نے [illegible] فتح [illegible] کر کے [illegible] کیا [illegible] پھر اشرف نے دونوں قلعوں کو صاحب شہاب الدین [illegible] کے [illegible] کر دیا [illegible] الملک [illegible] ہو گئے تھے [illegible] اس لیے اس نے دوسرے علاقوں کی طرف [illegible] کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

کیقباد کی تخت نشینی اشرف سے جنگ کے بعد کیکاؤس نے ارادہ کیا تھا کہ وہ اشرف کے علاقے الجزیرہ پر حملہ کرے گا۔ اس نے آمد اور اربل کے حاکموں کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا تھا۔ یہ دونوں حکمران اس کے نام کا خطبہ پڑھواتے تھے۔ وہ ملطیہ کی طرف روانہ ہوا کہ اشرف موصل کی حکومت سے غافل ہو جائے اور اسے حاکم ارمن فتح کر لے مگر اس راستے میں وہ سخت بیمار ہو گیا اور اپنے وطن لوٹ گیا۔ یہاں وہ ۶۱۶ھ میں فوت ہو گیا اس کے تمام بچے کمسن تھے اس لیے اس کی فوج نے اس کے بھائی کیقباد کو قید خانہ سے رہا کیا کیونکہ انقرہ کی فتح کے بعد کیکاؤس نے اسے قید خانے میں مقید کر دیا تھا۔ چنانچہ قید خانے سے نکالنے کے بعد اسے وہاں کا حاکم بنا دیا گیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ کیکاؤس نے خود اسے قید خانہ سے نکال کر ولی عہد بنا دیا تھا جب کیقباد حاکم بن کر تو ارزن الروم کے حاکم نے جو اس کا چچا تھا اس کی مخالفت کی تو اس نے اشرف کے ساتھ تعلق قائم کیا اور اس کے ساتھ صلح کر لی۔

اشرف سے جنگ الجزیرہ کے حاکم الاشرف اور دمشق کے حاکم المعظم کے درمیان نا اتفاقی ہو گئی۔ دوسری طرف جلال الدین خوارزم شاہ تاتاریوں سے بھاگ کر ہندوستان چلا گیا تھا اور وہاں سے واپس آ کر آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے ادھر پہنچ جانے سے حاکم دمشق المعظم کی طاقت میں الاشرف کے مقابلے میں اضافہ ہو گیا۔ خاندان ارتق میں سے شاہ مسعود حاکم آمد نے ان دونوں کی حمایت کی۔

ایسی صورت میں الاشرف نے رومی علاقوں کے حاکم کیقباد کو پیغام بھیجا کہ وہ حاکم آمد کے برخلاف اس کی فوجی امداد کرے۔ اس زمانے میں الاشرف اربل کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ لیکن کیقباد نے فوج کشی کر کے خود ملطیہ پر قیام کیا اور وہاں سے آمد کی طرف فوجیں روانہ کیں اور چند قلعے فتح کر لیے۔

ایسی صورت میں آمد کے حکمران نے الاشرف سے مصالحت کر لی تو اشرف نے کیقباد کو لکھا کہ وہ جنگ ختم کر کے لوٹ جائے مگر اس نے انکار کیا۔ لہذا اشرف نے آمد کے حکمران کی امداد کے لیے اپنی فوجیں بھیجیں۔ اس وقت کیقباد قلعہ کختا کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ جب اس نے ان کی خبر سنی تو ان کا مقابلہ کیا اور پہلے حملے میں ہی انہیں شکست دی بلکہ خوب خونریزی کی۔ اس جنگ سے فارغ ہو کر وہ پھر قلعہ کختا کی طرف روانہ ہوا اور یہ قلعہ فتح کر لیا۔

شہر ارزنکان پر قبضہ ارزنکان پر جو حاکم بہرام شاہ تھا جو قدیم شاہی خاندان منگوجک سے تعلق رکھتا تھا وہ ساٹھ سال تک وہاں کا حاکم رہا اور قلیج ارسلان اور اس کی اولاد کی اطاعت گزاری کرتا رہا۔

اس کی وفات کے بعد اس کا فرزند علاؤالدین داؤد شاہ حاکم ہوا۔ ۶۲۵ھ میں کیقباد نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ فوج لے کر اس کے پاس آئے اور وہ اس کے ساتھ کسی جنگی مہم میں شریک ہو۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے اسے گرفتار کر کے شہر ارزنکان پر قبضہ کر لیا۔ اس کا ایک قلعہ کماخ تھا۔ وہاں کے حاکم نے ہتھیار نہیں ڈالے تو اس نے داؤد شاہ کو مجبور کر کے اس سے اس نائب کے نام حکم لکھوایا۔ نائب نے اس حکم کے مطابق وہ قلعہ کیقباد کے حوالے کر دیا۔

پھر کیقباد نے ارزن الروم کا قصد کیا۔ وہاں کا حاکم جہان شاہ بن طغرل شاہ بن قلیج ارسلان تھا۔ ابن طغرل شاہ نے

اشرف کی اطاعت کا اعلان کیا اور خلاط میں اس کے نائب حاکم حسام الدین علی نے فوجی امداد طلب کی۔ چنانچہ وہ فوج لے کر آ گئے۔

فرنگیوں کو شکست: کیقباد کو جب اس بات کا پتہ چلا تو اس نے اس کا مقابلہ نہیں کیا اور شہر ارزنجان سے اپنے ملک واپس آ گیا جب وہ وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس کے دشمن فرنگیوں نے اس کے ایک قلعہ علایا کو فتح کر لیا ہے۔ یہ قلعہ بحر روم کے کنارے واقع تھا چنانچہ اس نے اس کو خشکی اور بحری دونوں راستوں سے محاصرہ کر لیا اور آخر کار مسلمانوں نے اس قلعہ کو فرنگیوں سے چھین لیا۔

خوارزم شاہ سے جنگ: ارزن الروم کا حاکم کیقباد کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس نے جلال الدین خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ اور اس نے ساتھ خلاط کا محاصرہ بھی کیا تھا۔ جہاں اشرف کا نامزد غلام ایبک تھا۔ جلال الدین نے خلاط پر قبضہ کرنے کے بعد ایبک کو قتل کر دیا تھا۔

کیقباد اس واقعہ کے بعد ان دونوں سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اس نے الملک الکامل سے فوجی امداد طلب کی۔ اس نے اس امداد کے لیے اپنے بھائی اشرف کو جو دمشق میں تھا مقرر کیا۔ اس نے الجزیرہ اور شام کی فوجوں کو اکٹھا کیا اور انہیں لے کر کیقباد کے پاس پہنچا۔ اس نے سیواس میں اس سے ملاقات کی اور وہ دونوں بیس ہزار کا لشکر لے کر سیواس سے خلاط کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کا مقابلہ جلال الدین خوارزم شاہ سے شہر ارزنجان کے قریب ایک مقام میں ہوا۔ وہاں کا سخت مقابلہ ہوا۔ جلال الدین خوف زدہ ہو گیا اور وہ شکست کھا کر خلاط کی طرف روانہ ہوا اور وہاں سے آذربائیجان پہنچ گیا۔

انہوں نے خوئی کے قریب قیام کیا۔ پھر اشرف خلاط کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ جلال الدین نے خلاط کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ لہٰذا وہ سب اپنے اپنے ملک کی طرف لوٹ گئے۔ اس کے بعد صلح کے لیے ایلچیوں کی آمد و رفت ہوئی اور صلح ہو گئی۔

بنو ایوب کی شکست: علاء الدین کیقباد نے روم کے مشرقی علاقے میں اپنی سلطنت وسیع کر لی تھی۔ اس نے خرت برت کے نواح پر بھی قبضہ کر لیا۔ چونکہ اس نے اس کی مخالفت کے لیے اشرف بن عادل کے ساتھ مل کر جلال الدین خوارزم شاہ سے جنگ کی تھی۔ اشرف بن عادل نے اس کی مخالفت کی اور اس کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے بھائی الکامل سے فوجی امداد طلب کی۔ چنانچہ وہ مصر سے فوج لے کر ۶۳۱ھ میں روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ اس کے تمام خاندان کے افراد شامل تھے۔

وہ رومی سرحد کے قریب دریائے ارزن پر پہنچ گیا تھا۔ اس کی ہراول فوجوں کا سردار حاکم حماۃ تھا۔ وہ بھی اس کے خاندان والوں کے ساتھ تھا۔ اس کی جنگ ہوئی اور کیقباد نے اس کو شکست دے دی اور بعد ازاں خرت برت کا محاصرہ کر لیا جو بنو ارتق کے قبضہ میں تھا۔

۶۳۲ھ میں الکامل اپنی فوجوں کو لے کر مصر واپس چلا گیا۔ کیقباد ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ پھر اس نے الرہا اور حران پر حملہ کیا اور ان دونوں علاقوں کو الکامل کے نائب کے ہاتھ سے چھین لیا اور اپنی طرف سے ان کا حاکم مقرر کیا۔ یہ دونوں علاقے الکامل نے ۶۳۳ھ میں واپس لے لیے۔

کیخسرو کا عہد حکومت

علاء الدین کیقباد ۶۳۴ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا فرزند غیاث الدین کیخسرو تخت نشین ہوا۔ اس کے زمانے میں بھی سلجوقی سلطنت کا زوال سرحدی علاقوں میں ہوا۔ خوارزم شاہی سلطنت بھی زوال پذیر ہو چکی تھی اور اسی زمانے میں چنگیزی منگول صحرا سے نکلے اور انہوں نے دنیا کا نقشہ بدل دیا۔ اسلامی ممالک کو فتح کرتے ہوئے انہوں نے خوارزم کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ چنانچہ اس کا آخری بادشاہ جلال الدین ہندوستان بھاگ گیا۔ پھر وہاں سے واپس آ کر اس نے آذربائیجان وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔

اس کے زمانے میں ایوبی خاندان شام اور مصر کے علاقوں پر حکمران تھا۔ تاتاری فوج تمام اسلامی ممالک میں پھیل گئی تھی اور وہ ہر جگہ قتل و غارت کرنے لگے تھے۔ وہ جہاں موجود ہوتے تھے، وہاں کے علاقوں کو فتح کر لیتے تھے۔ اس طرح ان کی طاقت بہت بڑھ گئی۔

شکست تاتار: تاتاری فوج کا ایک حصہ ۶۴۰ھ میں روم کے مشرقی علاقے کی طرف بھی گیا۔ اس وقت غیاث الدین کیخسرو نے ایوبی سلطنت اور دوسری حکومتوں سے جو اس کے پڑوس میں تھیں مدد طلب کی۔ چنانچہ ہر طرف سے فوجی امداد ملی اور وہ تاتاریوں کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ اس کی فوج کے اگلے حصے نے ارزنجان کے مقام پر جنگ کی مگر اس ہراول فوج کو شکست ہوئی اور وہ سب اس کے پاس پہنچ گئے۔ اسے بھی شکست ہوئی اور وہ اپنے اہل و عیال اور ذخیرہ کو لے کر میدان جنگ سے دور ایک پہاڑ کی طرف بھاگ گیا جو ایک بستی کے قریب تھا۔

تاتاریوں نے اس کے لشکر کو خوب لوٹا اور روم کے تمام مشرقی علاقوں میں پھیل گئے۔ وہ [illegible] بادشاہ رہے۔ انہوں نے [illegible] اور [illegible] کو بھی فتح کر لیا۔

غیاث الدین کیخسرو اپنے شہر میں [illegible] پہنچا اور وہاں سے صلح کا طالب ہوا اور ان کی اطاعت قبول کی۔ اس کے بعد اس نے تاتاریوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات رکھے۔ تاتاریوں نے [illegible] پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔

غیاث الدین کیخسرو اس جنگ سے واپسی پر فوت ہو گیا۔ اس کی وفات ۶۴۳ھ میں ہوئی۔

کیقباد ثانی: کیخسرو کی وفات کے بعد ولی عہد ہونے کی وجہ سے عز الدین کیقباد ثانی ترکی سلطنت کا حکمران ہوا۔ وہ کیخسرو کا سب سے بڑا فرزند تھا۔ اس کے دوسرے فرزند رکن الدین اور علاء الدین تھے۔ کیقباد ثانی نے سب بھائیوں کو سلطنت میں شریک کر رکھا تھا اور معاہدے کے مطابق ان کا نام بھی لیا جاتا تھا۔

منگولوں کی سلطنت: اس کے زمانے میں [illegible] چنگیز خان فوت ہو گیا۔ تاتاریوں کا بڑا مرکز قراقرم میں تھا۔ چنگیز خان کے مرنے کے بعد اس کا فرزند تخت نشین ہوا۔ وہ اس کے بعد خان اعظم کے لقب سے پکارا جاتا تھا کیونکہ

اپنے تمام سرداروں کے پاس بھیج دیں اور تمام شمالی علاقوں اور عراق میں بادشاہی حاصل کی تھی۔

تکو خان کے مرنے کے بعد اس کا فرزند منکو خان تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنے بھائی ہلاکو خان کو عراق اور اسماعیلیوں کے علاقوں کو فتح کرنے کے لیے فوج دے کر ۶۵۰ھ میں بھیجا چنانچہ اس نے عراق عرب و عجم اور بغداد کو فتح کر لیا۔

رومی علاقوں پر قبضہ: پھر خان اعظم منکو خان نے ۶۵۴ھ میں ایک مغل سردار کو جس کا نام بیجو تھا لشکر دے کر مسلمانوں کے رومی علاقے کی طرف بھیجا چنانچہ وہ ارزن الروم (موجودہ ارض روم) پہنچا۔ وہاں کا حاکم سلطان علاء الدین کیقباد کا آزاد کردہ غلام سنان الدین یاقوت حاکم تھا۔ تاتاری سپہ سالار نے اس شہر کا دو مہینے تک محاصرہ کیا اور (تمام قلعوں) پر منجنیقیں وغیرہ نصب کر دیں۔ پھر اس نے زبردستی اس کو فتح کر لیا اس کے حاکم یاقوت کو قیدی بنایا۔ پھر اس نے تمام مسلمان فوجیوں کو تہ تیغ کیا۔ صرف وہاں کے دوکاندار اور اہل کاریگروں کو باقی رکھا۔

پھر اس نے دوسرے رومی شہروں کی طرف کوچ کیا اور تین میل دور وہاں سے ایک مہینے کی مسافت کے تمام علاقوں کو فتح کیا۔ اس کے بعد وہ اپنے وطن لوٹ گیا۔

۶۵۵ھ میں وہ دوبارہ آیا اور شہروں کو تباہ و برباد کیا اور پہلے سے زیادہ علاقوں پر قبضہ کیا۔

کیکاؤس ثانی: چونکہ بیجو کے تاتاری لشکر نے علاء الدین کیقباد ثانی کی مملکت میں بہت تباہی مچا رکھی تھی اس لیے کیقباد ثانی نے یہ ارادہ کیا کہ وہ خان اعظم منکو خان کے دربار میں حاضر ہو کر اس کی اطاعت قبول کرنے کا زبانی اعلان کرے اور اس سے درخواست کرے کہ وہ بیجو اور اس کے مغل لشکر کو اس کی مملکت میں آنے سے منع کرے۔

چنانچہ وہ قونیہ سے ۶۵۵ھ میں اپنے والد کے آزاد کردہ غلام (اور وفادار مشیر) سیف الدین طرنطائی کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ (نذرانہ پیش کرنے کے لیے) بہت سا مال و دولت اور تحائف تھے۔

کیکاؤس کی بغاوت: (اس کے جانے کے بعد) اس کے بھائی عز الدین کیکاؤس ثانی نے اپنے دوسرے بھائی قلیج ارسلان کو گرفتار کر کے قونیہ میں نظر بند کر دیا اور خود سلطنت پر قبضہ کر لیا اس نے اپنے بھائی کے جانے کے بعد اپنے نائب کے ذریعے سیف الدین طرنطائی کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ ان تحائف کو واپس لے آئیں جو ان کے ساتھ ہیں اور علاء الدین کیقباد ثانی کو واپس بھیج دیں کیونکہ وہ خود ان تحائف کو خان اعظم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے۔

مگر کیکاؤس ثانی کے قاصد اس وقت وہاں پہنچے جب کہ وہ خان اعظم کی مملکت میں داخل ہو چکے تھے اور وہاں اس کے کسی حاکم کے پاس پہنچ گئے تھے۔

اس ایلچی نے اس تاتاری حاکم سے جس کے پاس وہ ٹھہرے ہوئے تھے یہ جھوٹی شکایت کی کہ سلطان کے پاس زہر ہے۔ تاتاری حاکم نے جب تحقیقات کی تو ان کے پاس سے کھانے کی چیز نکلی اس نے طبیبوں کو بلایا تو انہوں نے اس کے شک و شبہ کو دور کر دیا۔ اس کے بعد اس حاکم نے ان لوگوں کو خان اعظم کے پاس بھیجا۔

[illegible] کی وفات [illegible]

[illegible]

سلطنت کی تقسیم [illegible]

[illegible]

[illegible] کا قبضہ [illegible]

[illegible]

[illegible] کی سرکوبی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رکن الدین قلیج ارسلان کا تسلط [illegible]

ترکمانوں کا ظلم [illegible]

ارسلان اور ان تاتاری فوجوں کو جو اس کے ساتھ تھیں حکم دیا کہ وہ اس کے خلاف جنگ کریں۔ چنانچہ وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اس کے پاس پہنچ گئیں۔ اس جنگ میں اسے شکست ہوئی۔ پھر اس نے سلطان رکن الدین سے پناہ طلب کی چنانچہ وہ اسے پناہ دے کر قونیہ لے آیا اور وہاں اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد علی بیگ ترکمان قوم کا امیر مقرر ہوا اور یہ حکومت اس کی اولاد میں موروثی طور پر منتقل ہوتی رہی اور اب بھی وہاں کے قریبی علاقوں پر مسلط ہے۔

کیکاؤس کی گرفتاری: جب عز الدین کیکاؤس شکست کھا کر قسطنطنیہ پہنچا تو وہاں کے بادشاہ نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس کے نام کا وظیفہ جاری کر دیا۔ اس کے ساتھ اس کی خیال میں سے بعض رومی امراء بھی تھے۔ ان سب نے مل کر بغاوت کا منصوبہ بنایا تھا اور قسطنطنیہ پر قبضہ کرنا چاہا۔ ان کی یہ سازش پکڑی گئی اور قسطنطنیہ کے بادشاہ نے عز الدین اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور اسے کسی قلعہ میں نظر بند کر دیا۔

کیکاؤس کی وفات: اس کے کچھ عرصے کے بعد حاکم قسطنطنیہ اور دوشی خان بن چنگیز خان کے خاندان کے ایک حاکم منکوتمر بن طغان کے درمیان ناچاقی ہو گئی۔ منکوتمر شمالی علاقے کا حاکم تھا اس نے قسطنطنیہ پر حملہ کر دیا اور اس کے گردونواح میں خوب تباہی مچائی۔ یہ حالت دیکھ کر عز الدین کیکاؤس قید خانے سے بھاگ کر اس کے پاس پہنچ گیا اور اس کے ساتھ اس کے پایہ تخت سرائے چلا گیا۔ وہاں کچھ عرصہ میں وہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا فرزند مسعود اس کا جانشین ہوا۔ سرائے کے بادشاہ منکوتمر نے اس کی والدہ سے نکاح کرنا چاہا۔ مگر مسعود نے اس رشتے سے انکار کیا اور وہاں سے بھاگ کر ہلاکو خان کے فرزند ابغا خان حاکم عراق کے پاس چلا گیا۔ اس نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اسے سیواس، ارزن الروم اور ارزنکان کے علاقے عطا کیے اور وہ وہاں مقیم ہو گیا۔

رکن الدین قلیج ارسلان کا قتل: معین الدین پروانہ نے رکن الدین قلیج ارسلان کو اپنے قابو میں کر رکھا تھا اور اس پر غالب آیا ہوا تھا۔ رکن الدین اس کی ان مطلق العنانی حرکات کی وجہ سے ناراض تھا۔ دونوں میں کشیدگی بہت بڑھ گئی تھی۔ جب پروانہ کو یہ اطلاع ملی کہ عز الدین کیکاؤس قسطنطنیہ میں نظر بند ہے تو اس نے رکن الدین کو قتل کرنے کی سازش کو مکمل کیا اور پوشیدہ طور پر اچانک اسے قتل کر دیا اور اس کے بجائے اس کے نو عمر لڑکے غیاث الدین کیخسرو ثالث کو اپنی زیر نگرانی تخت نشین کیا۔ یوں وہ تمام ایشیائی رومی علاقے کی سلطنت کا مالک بن بیٹھا اور اس کی حکومت کے تمام حدود وسیع ہو گئے۔

ملک ظاہر سے تاتاریوں کی جنگ: ہلاکو خان نے ۶۶۳ھ میں شام پر یلغار کی تھی۔ تاہم ہلاکو خان کا فرزند ابغا خان بھی حملے کرتا رہا۔ مصر و شام کا حاکم ملک ظاہر اس کی فوجوں کا مقابلہ کرتا رہا اور اکثر ان کے شہروں میں گھس جاتا تھا۔ چنانچہ ۶۷۵ھ میں وہ رومی علاقے میں گھس گیا۔ وہاں اس وقت ایک تاتاری حاکم حکومت کرتا تھا۔ لہٰذا ملک ظاہر کے مقابلے کے لیے ہلاکو خان کے فرزند ابغا خان نے ۳۰ ہزار تاتاری سپہ سالاروں کی قیادت میں فوجیں بھیجیں جن کے نام تداون اور توقو تھے۔ مغل فوجیں شام کی طرف بڑھیں اور شاہ ظاہر مصر سے ان کے مقابلے کے لیے آیا۔ ان کی فوجوں کا سپہ سالار سنقر الاشقر تھا۔ چنانچہ اس کے آگے کی فوجوں کی مڈبھیڑ مغل فوجوں سے آگے کے

مقام پر ہوئی۔

تاتاریوں کو شکست: اس جنگ میں تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ شاہ ظاہر نے ان کا تعاقب کیا اور فریقین میں دوبارہ ابلستین کے مقام پر جنگ ہوئی۔ تاتاریوں نے دوبارہ شکست کھائی اور شاہ ظاہر قیساریہ کے مقام پر ان کو قتل عام کرتا ہوا اور جنگی تباہی مچاتا رہا۔ اس کے بعد اس نے قیساریہ کو فتح کر لیا۔ وہاں وہ پروانہ کی آمد کا انتظار کرتا رہا۔ کیونکہ اس نے پوشیدہ طور پر شاہ ظاہر کو دعوت جنگ دی تھی اور اسے مغلوں کے علاقے پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا تھا۔

پروانہ کی سلطنت کا خاتمہ: جب مغلوں کے حاکم ابغا خان کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو وہ مغلوں کا بہت بڑا لشکر لے کر قیساریہ پہنچا۔ اس وقت تک شاہ ظاہر بھی ملک واپس چلا گیا تھا۔ تاہم اس نے اپنی قوم کے سپاہیوں کی لاشوں سے میدان بھرے ہوئے دیکھے۔ اس وقت سے پروانہ کی سازش کا بھید کھل گیا کہ اس نے ظاہر کو بلایا تھا۔ [illegible] کیا تھا۔ کیونکہ اس نے اس کے ساتھ مل کر جنگ کی، شکست کی اطلاع نہیں دی تھی۔ یہ حالت دیکھ کر وہ پروانہ پر بہت ناراض ہوا اور اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کے تمام ملک پر قبضہ کر لیا۔

تاتاری شہزادوں کا قتل: ہلاکو خان کا ایک فرزند قطغر خان اناطولی روم میں اس کے بادشاہ غیاث الدین کیخسرو کے ساتھ رہتا تھا اور وہ ابغا خان کے عہد سے وہاں کی مغل فوج کا سپہ سالار تھا۔ جب ابغا خان کے بعد ہلاکو خان کا دوسرا فرزند احمد تکودار بادشاہ ہوا تو اس نے وہاں سے اپنے بھائی قطغر خان کو بلوایا۔ کیخسرو نے اس کو روانہ ہونے سے منع کیا۔ کیونکہ اسے اپنی جان کا اندیشہ تھا کہ غیاث الدین سے آ ملے؟ اور کہا کہ وہ اپنے بھائی کے قتل کی تکمیل کرے۔ چنانچہ وہ خود بھی اس کے ساتھ روانہ ہو گیا جب وہ وہاں پہنچا تو تکودار نے اپنے بھائی قطغر خان کو مار ڈالا۔

سلطنت قونیہ کا خاتمہ: مغلوں نے غیاث الدین پر یہ الزام لگایا کہ اسے تکودار کے خیالات کا علم تھا اور وہ قصداً اسے وہاں لایا۔ چنانچہ جب تکودار کے بعد ارغون خان بن ابغا خان بادشاہ ہوا تو اس نے غیاث الدین کیخسرو کو اناطولی روم (موجودہ ترکی) کے علاقے سے معزول کر دیا اور اسے ارزنجان میں قید کر دیا اور اس کے بجائے روم کے تخت قونیہ پر دونوں [illegible] کو ۶۸۳ھ میں مقرر کیا اور غیاث الدین کیخسرو کے چچا زاد بھائی مسعود بن کیکاؤس کو ۶۸۴ھ میں وہاں کے علاقے کا حاکم مقرر کیا مگر اس کی سلطنت کمزور رہی اور قونیہ کی سلطنت مغلوں اور تاتاریوں کے ہاتھ میں آ گئی پھر ان کی حکومت بھی ناکام ہوئی اور ان کی سلطنت کو زوال بھی آ گیا۔ البتہ وہاں بھی مغلوں کی جماعت کے غلام ارتنا کے فرزندوں کی حکومت کچھ عرصے تک قائم رہی۔ اس کے بعد یہ پورا ملک ترکمانوں کے قبضے میں آ گیا اور وہ اس کے حاکم ہو گئے۔

شجرہ سلاطین قونیہ

غیاث الدین کیخسرو

بن

قلیج ارسلان

بن

غیاث الدین کیخسرو

بن

کیقباد

بن

غیاث الدین کیخسرو

بن

قلیج ارسلان

بن

مسعود

بن

قلیج ارسلان بن سلیمان بن قطلمش بن اسرائیل بن سلجوق

باب: شش دہم

سلجوقی سلاطین خلاط و ارمینیہ

آذربائیجان کے علاقہ مرند کا حاکم اسمٰعیل بن یاقوتی بن داؤد (جو سلطان الپ ارسلان کا چچیرا بھائی تھا) اسمٰعیل کا لقب قطب الدولہ تھا۔ اس کا ایک ترکی آزاد کردہ غلام تھا جس کا نام سقمان یا سکمان دونوں طرح لکھتے ہیں یہ چونکہ قطب الدولہ کی نسبت سے منسوب ہے "سقمان قطبی" کے نام سے مشہور ہے۔ وہ بہت بہادر تھا اور اچھا ناظم اور عدل وانصاف پسند تھا۔

دیار بکر کی تسخیر: خلاط اور ارمینیہ کے علاوہ دیار بکر کے حکام بنو مروان کے ماتحت تھے انہوں نے اپنی سلطنت کے آخری زمانے میں رعایا کے ساتھ بہت ظلم و ستم شروع کر دیا تھا۔ شہر کے باشندے ان سے ناراض ہو گئے تھے اس لیے انہوں نے سکمان سے خود خط و کتابت کی اور اسے بلایا کہ وہ ان پر حکومت کرے چنانچہ وہ ۴۸۹ھ میں فوج لے کر دیار بکر کے شہر میافارقین پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار اس کے لوگوں نے پناہ کی درخواست کی اور وہ وہاں کا حاکم بن گیا۔

سلطان محمد بن ملک شاہ نے موصل کے حاکم مودود بن التونتاش کو حکم دیا کہ افرنگیوں کا مقابلہ کرے اور ان کے قبضے سے اسلامی علاقے نکالے۔ سلطان نے دوسرے امراء کو اس کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا چنانچہ ہمدان کا حاکم برسقی، مراغہ کا حاکم احمدیل اور اربل کا امیر ابوالہیجا، ماردین کا امیر ابوالغازی اور دیار بکر کے حاکم سقمان القطبی بھی اس کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئے انہوں نے دشمن کے متعدد قلعے فتح کیے۔ انہوں نے رہا کا محاصرہ کیا جس کو وہ فتح نہ کر سکے اور یہ محاصرہ ناکام رہا۔

سکمان کی وفات: اسی عرصے میں حلب کے حاکم رضوان بن تتش نے انہیں بلایا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو اس نے ان سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں سکمان کی طبیعت بگڑ گئی۔ چنانچہ وہ وہاں سے واپس ہو گیا مگر راستے میں بالس کے مقام پر فوت ہو گیا اور تمام لشکروں کی فوجیں بھی الگ الگ ہو گئیں۔

ظہیر الدین ابراہیم کا عہد حکومت: اس کی وفات کے بعد اس کا فرزند ظہیر الدین ابراہیم خلاط اور ارمینیہ کا حاکم بنا اور اپنے باپ کے طریقے پر چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ۵۲۱ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی احمد بن سکمان دس مہینے تک حکمران رہا۔

شاہ ارمن کی حکومت: جب وہ بھی فوت ہو گیا تو ارکان سلطنت نے اس کی جگہ حکمران ان کے بھتیجے شاہ ارمن

موصل میں ابراہیم بن سکمان کو مقرر کیا جو نو عمر لڑکا تھا۔ لیکن اس کی دادی جو ابراہیم کی ماں تھی اس پر غالب تھی۔ اس کی دادی نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ارکان سلطنت نے اس کی دادی کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد شاہ ارمن سکمان بن ابراہیم خود مختار حاکم ۵۲۱ھ میں ہو گیا۔

گرجی قوم کو شکست گرجی قوم کے ساتھ ان کے بہت معرکے رہے چنانچہ اس سے پہلے وہ ۵۵۸ھ میں ایران کے علاقہ کے شہر آنی وارد ہو چکے تھے۔ وہاں سے مقابلے کے لیے لشکر لے کر پہنچے تو انہوں نے اسے شکست دی اور اسے بہت نقصان پہنچایا۔

اس کے بعد جب ارزن الروم کے حاکم صلتق بن علی کی بیٹی تھی۔ صلتق بن علی کے ساتھ بھی گرجی قوم کی جنگ ہوئی جس میں صلتق کو شکست ہوئی اور وہ جنگی قیدی بنا لیا گیا۔ شاہ ارمن نے گرج کے بادشاہ کے پاس فدیہ بھیج کر صلتق کو چھڑایا اور اسے اس کے ملک ارزن الروم بھیج دیا۔

اس کے بعد صلاح الدین یوسف جب مصر و شام کا حاکم ہو گیا اور اس کی سلطنت وسیع ہو گئی تو مظفر الدین کوکبری نے اس سے خط و کتابت کی اور اسے جزیرہ کو فتح کرنے پر آمادہ کیا اور یہاں حملہ کرانے کا وعدہ بھی کیا۔

صلاح الدین کا محاصرہ چنانچہ غازی صلاح الدین فوج لے کر تیار ہوئے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ یہ مقام موصل کے دروازوں کا حکم تھا۔ اس زمانے میں موصل کا حاکم عزالدین مسعود بن زنگی تھا۔ اس نے خلاط کے حاکم شاہ ارمن سے فوجی کمک طلب کی لہٰذا شاہ ارمن نے اپنے آزاد کردہ غلام بکتمر کو غازی صلاح الدین کے پاس بھیجا تاکہ وہ حاکم موصل سے (جنگ نہ کرنے کے بارے میں) سفارش کرے۔ چنانچہ وہ غازی صلاح الدین کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ وہ سنجار کا محاصرہ کیے ہوئے تھے مگر غازی صلاح الدین نے اس کی سفارش قبول نہیں کی اور وہ ناراض ہو کر لوٹ آیا۔

فتح سنجار اب شاہ ارمن غازی صلاح الدین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فوج لے کر روانہ ہوا۔ اس نے قطب الدین نجم الدین کو ماردین کے حاکم کے پاس بھیجا جو اس کا بھتیجا اور عزالدین کا ماموں زاد بھائی تھا۔ اس کے ساتھ دولت شاہ ملک طغرل شاہ بن قلج ارسلان بھی حاضر ہوا۔ وہ ۵۷۸ھ میں اس وقت روانہ ہوا جب غازی صلاح الدین نے سنجار کو فتح کر لیا تھا اور فوجیں منتشر ہو گئی تھیں۔ جب اسے ان کے روانہ ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے ساتھ تقی الدین کو بلایا وہ یہاں جلد پہنچا اور راس عین کی طرف کوچ کیا مگر اس وقت ان کی فوجیں منتشر ہو چکی تھیں۔ اس لیے غازی صلاح الدین ماردین کی طرف روانہ ہو گئے اور اس کے علاقہ کو تاراج کرنے کے بعد لوٹ آئے۔

فتح حران غازی صلاح الدین ساحل سے ۵۷۸ھ میں موصل کی طرف روانہ ہوئے اور دریا بیرہ میں سے گزرتے ہوئے حران پہنچے۔ وہاں ان کی ملاقات مظفر الدین کوکبری بن زین الدین سے ہوئی اس نے پچاس ہزار دینار دینے کا جو وعدہ کیا تھا وہ اس نے پورا نہیں کیا اس لیے انہوں نے اس سے حران اور رہا کا قلعہ چھین لیا۔ کچھ عرصے کے بعد اسے رہا کر دیا گیا کیونکہ اس کی خط و کتابت کے مطابق عمل کیا گیا تھا۔ انہوں نے اسے اس کا شہر بھی لوٹا دیا اور حران سے روانہ ہو گئے

صلح کی گفت و شنید: اس کے بعد دیار بکر کی فوجیں ان کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور الجزیرہ کا حاکم سنجر شاہ جو عز الدین مسعود کا بھتیجا تھا ان کے پاس آیا۔ اس نے اپنے چچا کی اطاعت چھوڑ کر غازی صلاح الدین کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا اور ان کے ساتھ موصل کی طرف روانہ ہوا۔ جب غازی صلاح الدین بلد شہر کے پاس پہنچے تو عز الدین نے اپنے چچا یعنی نور الدین کی لڑکی اور چند ارکان سلطنت کی ایک جماعت کو صلح کی بات چیت کرنے کے لیے بھیجا۔ سلطان صلاح الدین نے اس وفد کا احترام کیا اور چند ارکان سلطنت سے صلح کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو ان کے امیر علی بن احمد المشطوب نے صلح نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین نے مصالحتی وفد کو لوٹا دیا اور (صلح نہ کرنے کی) معذرت پیش کی۔ اس کے بعد وہ جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہوئے اور موصل سے دو فرسخ پیچھے پڑاؤ ڈالا۔ اہل موصل نے سخت مقابلہ کیا اور وہ قتال پر تیار ہو گئے۔ ایسی حالت میں سلطان صلاح الدین کو اپنے کئے پر ندامت ہوئی کیونکہ انہوں نے مصالحت کو نہیں قبول کیا تھا۔ اس سلسلے میں انہوں نے علی المشطوب اور اس کے ساتھی فقیہ عیسیٰ کو الزام دیا۔ قاضی الفاضل البیسانی نے مصر سے انہیں اس طرح کا خط لکھا کہ انہیں اس کی وجہ سے مغموم کر دیا۔

قلعہ جزیرہ کا محاصرہ: اربل سے حاکم زین الدین یوسف اور ان کے بھائی مظفر الدین کوکبری آئے تو سلطان نے ان کا استقبال کیا اور انہیں مشرقی سمت کی فوجوں کے ساتھ ٹھہرایا۔ انہوں نے علی بن احمد المشطوب الہکاری کو ہکاری قوم کے علاقے کے قلعہ جزیرہ کی طرف بھیجا چنانچہ اس نے جا کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ ہکاری قوم کے لوگ اس کے ساتھ ملنے کے لیے آئے مگر وہ اس قلعہ کا محاصرہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ سلطان صلاح الدین موصل سے واپس آ گئے تو وہ بدستور اس محاصرہ میں شریک رہے۔

عز الدین کو جب اطلاع ملی کہ زلفندار ان سے غداری کرنا چاہتا ہے تو اس نے اسے وہاں سے ہٹا دیا۔ وہ مجاہد الدین کو رہا کرنے کی ہی دعوت دے رہا تھا۔ اس نے ان کو رہا کرنے کے لیے بھیجا اور ان سے تعلقات استوار کرنے کے لیے کوشش کی۔ پھر سلطان صلاح الدین میافارقین پہنچ گئے۔

ماردین کی حکومت: ماردین کا حاکم قطب الدین ایلغازی بن البی ۵۸۰ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے باپ کا آزاد کردہ غلام ملحقہ میافارقین میں تھا لہٰذا وہ اپنے بیٹے محمود کو لے کر پائے تخت بھیجا اور خاتون شاہ ارمن کے تحت ہو گیا۔ پھر اس نے میافارقین کا حاکم اسد الدین یرنقش کو مقرر کیا جو شاہ ارمن کا آزاد کردہ غلام تھا۔

حصن کیفا اور آمد کے حاکم نور الدین محمد بن قرا ارسلان نے اپنی بیٹی کا نکاح شاہ ارمن سے اس مقصد کے لیے کیا تھا کہ وہ خلاط کا حاکم بننا چاہتا تھا جب شاہ ارمن فوت ہو گیا تو وہ لشکر لے کر وہاں پہنچا۔ اہل خلاط نے سلطان صلاح الدین سے خط و کتابت کی اور انہوں نے ان دونوں کی فوجوں کو روک کر اپنی مدافعت کی کوشش کی۔

صلاح الدین کا محاصرہ: صلاح الدین فوج لے کر خلاط کے لیے روانہ ہوئے ان کے آگے ان کی فوج تھی جس کے سپہ سالار ناصر الدین محمد بن شیرکوہ اور مظفر الدین بن زین الدین وغیرہ تھے۔ تمام فوجیں خلاط کے قریب آ کر ٹھہریں۔

سلطان علاء الدین [illegible] دونوں کی طرف سے قاصد اہل خطا کے پاس آمد و رفت کرتے رہے اور [illegible] دونوں کو مقابلہ کرتے رہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ [illegible] قطب [illegible] وقت [illegible] اور ترکی سے [illegible] مقرر ہوئے [illegible] سلطان علاء الدین [illegible] پہنچا اور [illegible] کو قتل کر دیا [illegible] نے [illegible] مقرر کیا [illegible] حکومت [illegible] سلطان علاء الدین سے [illegible] جب [illegible] ان کی وفات ہوئی تو [illegible] اور [illegible] سیف الدین [illegible] کے بعد [illegible] وفات ہو گیا۔

محمود کا قتل [illegible] کے [illegible] اور [illegible] مقرب [illegible] بنا لیا تھا اور [illegible] قتل [illegible] کے [illegible] حکومت [illegible] کو قتل کر [illegible] سلطان علاء الدین کی وفات کے [illegible] مہینے کے بعد [illegible] نے اس سال تک حکومت کی تھی۔

اتسز کی حکومت اتسز اس کے بعد تقریباً ایک مہینہ کا خود مختار [illegible] اور اس نے [illegible] کے فرزند اور اس کی والدہ کو [illegible] قلعہ میں نظر بند کر دیا [illegible] حکومت کی اس کے بعد [illegible] یلدز [illegible] اس کے بعد [illegible] انہوں نے [illegible] کو [illegible] مار ڈالا۔

محمد بن [illegible] انہوں نے محمد بن [illegible] کو قید خانے سے نکال کر اپنا حکمران مقرر کیا اور [illegible] کا لقب [illegible] سلطنت کا حکمران [illegible] الدین [illegible] کے [illegible] حکومت کرتا [illegible] قید [illegible] گیا۔

محمد بن [illegible] کی [illegible] سے [illegible] ہو گئے۔ ان کے علاوہ [illegible] کے [illegible] اس کے [illegible] اپنے [illegible] کے خلاف [illegible] انہوں نے [illegible] کے [illegible] ابو الغازی [illegible] حکومت [illegible] کی [illegible] کے بعد [illegible] نے بغاوت کا اعلان کیا [illegible] کے مقابلے [illegible] ہو گئی۔

بامیان کی بغاوت [illegible] نے [illegible] اور ان کے [illegible] کر لیا اور [illegible] سے [illegible] کرنے کے [illegible] ابی الغازی [illegible] اور [illegible]

سے قریب ختم ہوا۔ وہاں پہنچ کر اسے یہ پیغام بھیجا کہ [illegible] اور [illegible] نے مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں تمہارے ساتھ مل کر سازش کر رہا ہوں اس لیے تم واپس چلے جاؤ جب شہر پر قبضہ ہو جائے گا تو میں شہر تمہارے حوالے کر دوں گا۔

ارتق بن ابی الغازی نے اس پیغام سے [illegible] اور [illegible] واپس چلا گیا۔

حرّان اور رہا کے حاکم اشرف موسیٰ بن العادل ابن ایوب نے جب یہ سنا کہ ارتق خلاط کی طرف روانہ ہوا ہے تو اس نے خود اس پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا [illegible] اور وہاں پہنچ کر [illegible] اور پھر حرّان واپس آ گیا۔

بلبان کا تسلط۔ ادھر بلبان نے فوجیں جمع کر کے خلاط کا محاصرہ کر لیا [illegible] لیکن اس جنگ میں بلبان کو شکست ہوئی اور وہ اپنے [illegible] کی طرف واپس آ گیا [illegible] اپنے [illegible] کے خلاف بغاوت کر دی اور [illegible] گرفتار کر کے بلبان کے حوالے کر دیا۔

بلبان نے شہر میں داخل ہو کر تمام ملک پر قبضہ کر لیا اور محمد بن [illegible] کو وہاں کے ایک قلعہ میں قید کر دیا اور یہاں کا خود حاکم بن گیا۔

ایوبی حکومت سے مقابلہ۔ اس کے بعد [illegible] بن العادل [illegible] میافارقین سے [illegible] کے [illegible] اس نے [illegible] کا محاصرہ کرنے کے بعد اس پر قبضہ کر لیا [illegible] بلبان [illegible] واپس آ گیا۔

دوبارہ جنگ۔ اس کے بعد [illegible] ایوبی نے دوبارہ [illegible] اپنے والد ملک عادل سے بھی فوجی مدد طلب کی، چنانچہ انہوں نے بھی اپنی فوجیں بھیج دیں۔ چنانچہ جب وہ [illegible] خلاط پہنچا تو بلبان دوبارہ اس کے مقابلے کے لیے فوج لے کر آیا مگر اس دفعہ [illegible] ایوبی نے اسے شکست دی اور [illegible] کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد بلبان نے [illegible] سے فوجی مدد طلب کی اور جب [illegible] دونوں فوجوں کے سامنے [illegible]

بلبان کا قتل۔ پھر بلبان [illegible] کے ساتھ [illegible] کی طرف روانہ ہوا [illegible] قتل کر دیا۔

پھر [illegible] خلاط فتح کرنے کے لیے [illegible] مگر خلاط کے باشندوں نے [illegible] اور وہاں [illegible] اس طرح [illegible] کے مقام سے [illegible] واپس لوٹا۔

خلاط میں اوحد نجم الدین کی حکومت بکتمر کے بعد خلاط کے باشندوں نے اوحد نجم الدین کی اطاعت قبول کر لی۔ اس نے [illegible] تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ اس نے [illegible] کی فوج [illegible] انہوں نے خلاط [illegible] کی [illegible] ۔ [illegible] اور [illegible] تھا۔ [illegible] ان [illegible] انہوں نے [illegible] قبضہ کر لیا اور [illegible] بھی [illegible] وہاں پہنچ گئی

یہ حالات دیکھ کر نجم الدین ایوب نے اپنے والد الملک العادل سے مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ اس نے اپنے [illegible] وہاں کے [illegible] نے ہتھیار ڈال دیے [illegible] اپنے علاقہ [illegible] طرف [illegible] چلا گیا۔

اہل خلاط کی بغاوت نجم الدین کی [illegible] خلاط [illegible] کے [illegible] لیے [illegible] فوج کے [illegible] نجم الدین نے [illegible] اپنی [illegible] گئے۔

سلجوقی سلطنت خلاط کا خاتمہ اوحد نجم الدین [illegible] الاشرف [illegible] فوج لے [illegible] خلاط کا [illegible] لیے [illegible] وہاں [illegible] کیا [illegible] خاندان [illegible] سلجوقی خاندان [illegible] گئے۔

[illegible] خاندان [illegible] تھے [illegible] مگر جب خاندان [illegible] سے [illegible] یہاں حکومت قائم ہو گئی۔

شجرہ سلاطین خلاط

خلاط اور [illegible] کی سلجوقی حکومت کا شجرہ یہ ہے۔

[illegible] سکمان [illegible] لقب [illegible] باقی [illegible]

[illegible] گیا۔

باب چہارم

صلیبی جنگیں

یہ فرنگی قوم (اہل یورپ) کا یافث بن کومر بن یافث بن نوح کی نسل سے ہیں۔ صقالبہ، خزر اور ترک بھی اسی نسل سے ہیں۔ ہروشیوش کا قول ہے کہ وہ اپنی قوموں کے زمانے سے ہیں۔ ان کا وطن بحیرہ روم کے شمال میں مغرب اور شمال میں ہے۔ جب روم اور یونان کی سلطنتیں طاقتور تھیں تو یہ لوگ ان کے ماتحت تھے۔ مگر جب ان سلطنتوں کو زوال آیا اور یہ فرنگی ممالک خود مختار ہو گئے اور ان کی جدا جدا سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ مثلاً اندلس میں قوط (گاتھ) کی سلطنت قائم ہوئی اور اس کے بعد جلالقہ کی سلطنت قائم ہوئی۔ جرمنی خاندان کے لوگ جزیرہ انگلستان سے لے کر جزائر فرنگی شمالی (جزائر انگلستان) تک اور روما سے آ کر پاپ کے ممالک پر حکومت کرنے لگے انہی میں سے فرانس کے سلاطین ہیں جو معرب ہو کر فرنجہ یا فرنگی کہلاتے ہیں۔ ان کا ملک بحر روم کے مغرب سے لے کر جزیرہ نمائے اندلس کے اس سلسلہ کوہ تک پھیلا ہوا ہے جو اندلس کے مشرقی حصے کو گھیرے ہوئے ہے اور یہ سلسلہ کوہ جبال البرت (پیرینیز) کہلاتا ہے۔

فرانس کی سلطنت: فرنگی ممالک میں فرانس کی سلطنت سب سے بڑی ہے۔ رومی سلطنت کے زوال کے بعد آغاز اسلام میں یہ سلطنت طاقتور ہو گئی اور یہ مشرق کی طرف پھیل گئی۔ یہاں تک کہ پانچویں صدی کے آخر میں بحیرہ روم کے جزائر پر قابض ہو گئی اس زمانے میں اس ملک کا بادشاہ بردویل تھا۔ اس نے اپنے حکام صقلیہ (جزیرہ سسلی) کی طرف بھیجے چنانچہ انہوں نے یہ جزیرہ (سسلی) ۴۸۴ھ میں مسلمانوں سے چھین لیا۔ پھر وہ بحر روم کے پرے افریقہ، شام اور بیت المقدس کو فتح کرنے کے ارادے سے آگے بڑھے اور ان علاقوں کو حاصل کرنے کے لیے کوشش کرتے رہے۔

صلیبیوں کی آمد کی وجوہات: کہا جاتا ہے کہ جب مشرق میں سلجوقی حکومت طاقتور ہوئی اور انہوں نے فاطمی سلطنت سے شام کا علاقہ چھین لیا اور مصر کا بھی محاصرہ کر لیا تو فاطمی سلاطین نے فرنگی قوموں کو شام کی طرف آنے کی دعوت دی اور ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اس سلسلے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ فاطمی سلطان المستنصر نے فرنگیوں کے ساتھ سازش کی اور انہیں آمد و رفت کی سہولتیں فراہم کیں تاکہ وہ سلجوقی حکمرانوں کو مصر کی طرف آنے سے روک سکیں۔

فرنگی حکام اور ان کی فوجوں نے آگے بڑھنے کی تیاریاں شروع کر دیں اور وہ خشکی کے راستے قسطنطنیہ آئے۔ رومی بادشاہ نے انہیں اس شرط پر اپنے علاقے سے گزرنے کی اجازت دی کہ وہ انطاکیہ کو فتح کرنے کے بعد اس کے حوالے کر دیں۔ کیونکہ انطاکیہ کو مسلمانوں نے ان کے غلاموں سے چھینا تھا۔ فرنگیوں نے یہ شرط تسلیم کر لی اس کے بعد شہنشاہ روم نے انہیں خلیج سے پار اترنے کی تمام سہولتیں فراہم کیں اور وہ ۴۹۰ھ میں لشکر، فوجی ساز و سامان اور ایک لشکر جرار لے کر سمندر

عبور کرنے کے بعد وہ قلیج ارسلان کے علاقے میں پہنچ گئے۔

صلیبیوں کی یلغار قلیج ارسلان نے ان کا مقابلہ کیا مگر ان کی کثیر تعداد کے مقابلے میں شکست کھا کر بھاگ گیا۔ پھر وہ انطاکیہ پہنچے یہاں کا حاکم ایک سلجوقی سردار باغی سیان تھا۔ انہوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ سخت ہو گیا تو بعض محافظ فوج کی ایک جماعت نے غداری کی اور ان کی غداری کی بدولت فرنگیوں نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ باغی سیان بھاگ گیا مگر وہ مارا گیا اور اس کا سر ان کے پاس لایا گیا۔ ان جنگوں میں یورپ کے پانچ بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ شریک تھے۔ ان کے نام یہ ہیں: (۱) بردویل (۲) صنجیل (۳) کندفری (۴) القمص (۵) اسمند۔ آخری بادشاہ اسمند فرنگیوں کے اگلے حصے کا سپہ سالار تھا۔ اس لیے انطاکیہ کی حکومت اسی کے حوالے کر دی گئی۔

مسلمانوں کا مجاہدانہ مقابلہ جب مسلمانوں کو فرنگیوں کی فتح کی خبر ملی تو مشرق و مغرب سے تمام فوجیں ان کے مقابلے کے لیے جمع ہونے لگیں۔ اس مقصد کے لیے موصل کے حاکم قوام الدولہ کربوقا نے شام کی فوجوں کو اکٹھا کیا اور انہیں لے کر دمشق روانہ ہوا۔ وہاں دقاق بن تتش، طغتکین اور حمص کا حاکم جناح الدولہ، ارسلان صاحب سنجار اور سکمان ارتق وغیرہ مسلمان حکمران بھی جہاد میں شامل ہو گئے۔ ان سب نے انطاکیہ کی طرف کوچ کیا اور وہ تیرہ دن تک اس کا محاصرہ کرتے رہے جب فرنگیوں پر محاصرہ سخت ہو گیا تو وہ بہت گھبرا گئے کیونکہ مسلمانوں کی فوجیں اچانک وہاں پہنچ گئی تھیں اور وہ مقابلہ کے لیے تیار نہیں تھے انہوں نے حفاظت سے نکل جانے کی درخواست کی مگر مسلم لشکر نے ان کی یہ درخواست منظور نہیں کی۔ اس کے بعد خود مسلمانوں کی فوجوں میں انتشار پیدا ہو گیا اور سپہ سالار کربوقا نے مسلمانوں کے ساتھ بد سلوکی کی تھی مسلمان سپہ سالاروں کو اپنی کثرت کا غرور بھی ہو گیا تھا اس وجہ سے جب دوبارہ فرنگی فوجیں مقابلے کے لیے نکلیں اور انہوں نے بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا تو مسلمان فوجیں پسپا ہو گئیں اور جنگ کے بغیر واپس چلی گئیں (فرنگی فوجوں کو اس پر بڑا تعجب ہوا اور) اسے کوئی جنگی چال سمجھیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے مسلمانوں کا تعاقب نہیں کیا اس جنگ میں ہزاروں مسلمان شہید ہو گئے۔

صلیب پرستوں کا بیت المقدس پر قبضہ

جب فرنگیوں نے اس طرح مسلمانوں کو شکست دی تو ان کے حوصلے بڑھ گئے اور دوسرے شہروں کو فتح کرنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ چنانچہ انہوں نے پیش قدمی کر کے معرۃ النعمان کا محاصرہ کر لیا۔ اس کی فصیلوں کے اندر گھمسان کی جنگ ہوئی۔ یہاں تک کہ شہر کے باشندے بہت گھبرا گئے اور وہ فصیلوں کو چھوڑ کر گھروں کے اندر قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔ نتیجۃً فرنگیوں نے شہر کو فتح کر لیا اور شہر کے اندر داخل ہو کر انہوں نے تین دن تک قتل عام کیا اور چالیس دن تک مقیم رہے۔ اس کے بعد وہ عرقہ کی طرف کوچ کر گئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے چار مہینے تک اس کا محاصرہ کیا مگر وہ اسے فتح نہ کر سکے۔ آخر کار ابن منقذ نے ان سے صلح کر کے ان سے پیچھا چھڑایا۔ وہاں سے وہ حمص پہنچے اور اس کا محاصرہ کیا۔ جناح الدولہ نے بھی ان سے صلح کر لی۔ پھر وہ عکا پہنچے۔ اسے بھی وہ فتح نہ کر سکے۔

بیت المقدس کی سابق حکومت بیت المقدس کو سلجوقیوں نے فتح کر لیا تھا اور وہ تاج الدولہ تتش کے قبضہ میں تھا۔ یہ علاقہ تتش نے ایک ترکمانی سردار سکمان بن ارتق کو دے دیا تھا پھر جب انطاکیہ کی جنگ ہوئی تو مصر والوں نے اس پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ مصر کی فاطمی حکومت کا سپہ سالار افضل بن بدر الجمالی فوج لے کر بیت المقدس روانہ ہوا۔ وہاں ارتق کے دونوں فرزند سکمان اور ایل غازی اور ان کا چچازاد بھائی سونج اور بھتیجا یاقوتی موجود تھے۔ فاطمی حکومت کے لشکر نے اس شہر کا چالیس دن سے زیادہ محاصرہ کیا۔ انہوں نے اس کی فصیل پر چالیس سے زیادہ قلعہ شکن منجنیقیں نصب کر دی تھیں آخر کار مصریوں نے امان دے کر ۴۸۹ھ میں بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔

فاطمیوں کا تسلط: فاطمی سپہ سالار افضل نے سلجوقی سرداروں سکمان اور ایل غازی اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور انہیں دمشق بھیج دیا۔ پھر سکمان نے دریائے فرات کو عبور کیا اور شہر رہا پہنچا اور ایل غازی عراق چلا گیا۔

افضل نے یہاں قائم مقام افتخار الدولہ کو بنایا جو شیعی تھا۔

فرنگی فوجیں جب عکا کے محاصرہ میں ناکام رہیں تو انہوں نے بیت المقدس کا قصد کیا انہوں نے چالیس دن تک اس کا محاصرہ کیا اور شہر کے چاروں طرف فوجی دستے متعین کر دیے تھے آخر کار شمالی سمت سے داخل ہو کر اسی سال کے ماہ شعبان میں انہوں نے بیت المقدس کو فتح کر لیا اور وہاں لوٹ مار کی اور قتل عام کا بازار گرم کیا۔ فرنگی بیت المقدس میں ایک ہفتہ تک مقیم رہے کچھ مسلمانوں نے محراب داؤد میں پناہ لی اور وہیں سے تین دن تک جنگ کرتے رہے۔ آخر کار وہ بھی امان حاصل کر کے عسقلان چلے گئے۔

فرنگی حملہ میں شہیدوں کی تعداد: بیت المقدس میں جو مسلمان امام علماء عابد اور زاہد مسجد اقصیٰ کے مجاورین شہید ہوئے تھے جب ان کا شمار کیا گیا تو ستر ہزار سے زائد تھے۔ قبۂ صخرہ کے قریب چاندی کی چالیس سے زیادہ قندیلیں معلق تھیں۔ ان میں سے ہر قندیل کی قیمت تین ہزار چھ سو درہم تھی۔ اس کا وزن شامی رطل (پیمانہ) کے لحاظ سے چالیس رطل تھا اور ایک سو پچاس چھوٹی قندیلیں بھی تھیں ان کے علاوہ بے شمار قیمتی ساز و سامان تھا (جو لوٹ لیا گیا)۔

بغداد میں کہرام: قاضی ابو سعید ہروی نے خلافت بغداد میں مسلمانوں کی بے بسی کی فریاد پہنچائی اور جب انہوں نے فرنگیوں کے مظالم کے دردناک واقعات سنائے تو قصر خلافت میں کہرام برپا ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ کے حکم سے کچھ علماء اور معزز سرداروں کی ایک جماعت سلطان برکیاروق کے پاس بھیجی گئی تاکہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کے لیے آمادہ کرے۔ اس وفد میں یہ علماء اور معزز حضرات بھی شامل تھے:

(۱) قاضی ابو محمد دامغانی (۲) ابوبکر شاشی (۳) ابو الوفاء بن عقیل۔

سلاطین اسلام کا اختلاف: یہ لوگ حلوان کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ ہی میں انہیں سلجوقی سلطنت کی ابتری اور محمد بن ملک شاہ اور سلطان کی آپس کی جنگ کی خبریں ملیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سلاطین اسلام میں اختلاف موجود ہے لہٰذا یہ

واپس آگئے۔

اس طرح [illegible] غالب آ گئے اور انہوں نے [illegible] ایک بادشاہ [illegible] حاکم مقرر کیا۔

مصری فوج کو شکست جب بیت المقدس کے واقعہ کی خبر مصر میں پہنچی تو [illegible] افضل نے فوج [illegible] پیغامات بھیجے۔ [illegible] اس کا جواب [illegible] اور [illegible] گئے۔

صلیبیوں کی شکست [illegible] ملطیہ [illegible] آیا۔ [illegible] مسلمان تھے [illegible]

[illegible]

اس کی مدد کے لیے [illegible] مقابلہ [illegible] پہنچ گیا۔

اس [illegible] مسلمانوں نے [illegible]

قلعہ جبلہ کا محاصرہ [illegible]

جب مسلمانوں نے [illegible]

قائم مقام ہوا۔ جب اس نے خودسری کا اظہار کیا تو ابن عمار کو اس کے بارے میں شک و شبہ ہوا اور اس نے چاہا کہ اسے گرفتار کرے تو اس نے بغاوت کا کھلم کھلا اعلان کیا اور وہاں عباسی خلافت کا خطبہ جاری کر دیا۔

ابن عمار نے اس کے مقابلے کے لیے اتابک دقاق بن تتش سے فوجی امداد طلب کی چنانچہ وہ فوج لے کر آیا۔ اس کے مد مقابل ابن صلیحہ تھا مگر اس نے ان سب کے چھکے چھڑا دیے اور وہ دمشق چلے گئے پھر فرنگی آئے اور انہوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا مگر وہ بھی ناکام رہے۔ اسی اثناء میں یہ افواہ پھیلا دی گئی کہ سلطان برکیاروق شام آ رہا ہے۔ یہ لوگ واپس چلے گئے۔ پھر وہ دوبارہ آئے۔ اس وقت یہ ظاہر کیا گیا کہ مصری افواج اس کی مدد کے لیے آ گئی ہیں۔ یہ لوگ دوبارہ واپس چلے گئے۔ اس کے بعد وہ پھر تیسری مرتبہ آئے۔ اس وقت ابن صلیحہ نے ان عیسائیوں سے جو وہاں تھے یہ ارادہ کیا کہ وہ فصیل کے ایک برج سے فرنگیوں کو داخل کر لیں۔ چنانچہ انہوں نے تین سو مرد وہاں بھیجے۔

فرنگیوں کا قتل: ابن صلیحہ نے ان کو فصیل پر چڑھنے دیا اور رسیوں کے ذریعے انہیں اوپر چڑھا لیا اور یکے بعد دیگرے قتل کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے ان سب کو قتل کر دیا۔ یہ حالت دیکھ کر فرنگی فوج بھی گئی مگر پھر وہ بھی آئی۔ اس وقت ابن صلیحہ نے انہیں شکست دی اور ان کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا۔ اس نے ایک بہت بڑی رقم فدیہ ادا کر کے اپنے آپ کو چھڑا لیا۔

ابن صلیحہ کا فرار: جب یہ صورت حال ہوئی تو منصور بن صلیحہ نے دمشق کے حاکم ظہیر الدین طغتکین کو پیغام بھیجا۔ ابن عمار نے بھی سلطان دقاق کے نام یہ پیغام بھیجا کہ وہ جبلہ شہر خود اپنے حوالے کرے اور اسے تین ہزار دینار دے گا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔

ابن صلیحہ بغداد روانہ ہو گیا اور اس نے اعلان کیا کہ وہ انبار سے اپنا سامان آنے کا انتظار کر رہا ہے۔ وزیر نے کسی آدمی کو بھیج کر اس کے سامان پر قبضہ کیا تو سامان میں سے بہت کچھ نکلا۔ مال و دولت اور سامان نکلا۔ اس نے ان سب پر قبضہ کر لیا۔

ابن عمار کی فتح: جب تاج الملوک نے جبلہ پر قبضہ کر لیا تو اس نے رعایا کے ساتھ برا سلوک کیا۔ لہٰذا ان لوگوں نے فخر الملک ابو علی بن عمار سے خط و کتابت کی اور اسے حکومت کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ اس نے اپنا لشکر بھیجا۔ اس لشکر نے تاج الملوک اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کی اور انہیں شکست دے دی۔ اہل جبلہ نے تاج الملوک کو گرفتار کر کے قیدی بنا لیا اور ابن عمار کے نام پر شہر جبلہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر تاج الملوک کو ابن عمار کے پاس لے گئے۔ اس نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اسے اس کے والد کے پاس دمشق بھیج دیا اور یہ معذرت پیش کی کہ اس نے فرنگیوں کے غلبے کے خوف سے یہ کارروائی کی ہے۔

سروج اور قیساریہ پر فرنگی تسلط: سروج میں فرنگیوں کا حاکم کندفری بیت المقدس سے عکا کا محاصرہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اسے ایک تیر لگا جس سے وہ مر گیا پھر اس کا بھائی بغدوین پانچ سو سواروں کے ساتھ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا۔ دمشق کا حاکم اتابک دقاق اور حمص کے حاکم جناح الدولہ نے فرنگیوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی اور ان کا صفایا کر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طرابلس کا محاصرہ [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

جناح الدولہ کا قتل [illegible]

[illegible] [illegible]

حاکم بیت المقدس کا فرار [illegible]

طرف بھاگ گیا۔ مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر یافا کی طرف بھاگ گیا۔ البتہ باقی ماندہ فرنگی فوج کو یا تو قتل کر دیا گیا یا قیدی بنا لیا گیا۔

مصری فوجوں سے جنگیں: جب فرنگیوں کی طاقت شام میں وسیع ہو گئی اور انہوں نے عسقلان کو فتح کرنے کا ارادہ کیا تو مصری افواج کے سالار افضل نے ان سے جنگ کرنے کے لیے ۴۹۶ھ میں اپنے والد کے آزاد کردہ غلام سعد الدولہ الطواشی کی قیادت میں مصری افواج کو بھیجا۔ دوسری طرف بیت المقدس کے فرنگی حاکم بغدوین نے بھی جنگی تیاریاں تیز کر دیں۔ چنانچہ فریقین میں یافا اور رملہ کے درمیان جنگ ہوئی جس میں مصری فوجوں کو شکست ہوئی۔ ان کا سپہ سالار سعد الدولہ گھوڑے سے گر کر مر گیا اور فرنگیوں نے دیہاتی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

فرنگیوں کو شکست: اس کے بعد افضل نے اپنے فرزند شرف المعالی کو فوج دے کر بھیجا۔ اس نے رملہ کے قریب یازور کے مقام پر فرنگی فوجوں کا مقابلہ کیا اور فرنگیوں کو شکست دی اس نے انہیں کافی نقصان پہنچایا۔ تاہم بہت سے فرنگی سردار بھاگ کر آس پاس کے قلعوں میں پناہ گزین ہو گئے شرف المعالی نے ان کا پندرہ دن تک محاصرہ کر کے اس قلعہ کو سر کر لیا اور وہاں کے فرنگیوں کو قتل کیا اور ۳۰۰ کو قیدی بنا لیا۔

فرنگی سپہ سالار بغدوین پہلے بھاگ کر یافا گیا اور پھر وہاں سے بیت المقدس پہنچا اسی وقت بہت سے فرنگی بیت المقدس کی زیارت کے لیے آئے ہوئے تھے لہٰذا اس نے انہیں جنگ کے لیے آمادہ کیا۔ وہ سب جنگ کرنے کے لیے عسقلان پہنچ گئے جہاں شرف المعالی اپنی فوج کے ساتھ موجود تھا۔ اس لیے وہ ناکام لوٹ گئے۔

بحری بیڑہ: اس کے بعد جب شرف المعالی نے اپنے والد سے مزید فوج طلب کی تو اس کے والد کے آزاد کردہ غلام تاج العجم کی قیادت میں بری فوج بھیجی اور یافا کا محاصرہ کرنے کے لیے قاضی ابن قادوس کی رہنمائی میں ایک بحری بیڑہ بھیجا جب بحری بیڑہ یافا پہنچا تو اس نے تاج العجم کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوج لے کر آ جائے۔ مگر اس نے انکار کیا۔ افضل نے اسے گرفتار کرنے کے لیے آدمی بھیجے اور مصری افواج اور عسقلان کی مدافعت کے لیے اپنے ایک آزاد کردہ غلام جمال الملک کو حاکم بنا کر روانہ کیا۔

فرنگی مقبوضات میں توسیع: سال ختم ہونے پر فرنگی عسقلان فتح نہیں کر سکے۔ البتہ بیت المقدس پر ان کا قبضہ بدستور تھا اور شام کے مندرجہ ذیل علاقے ان فرنگیوں کے قبضے میں تھے۔

یافا، ارسوف، قیساریہ، حیفا، طبریہ، اردن، لاذقیہ، انطاکیہ۔ ان کے پاس رہا اور سروج بھی تھے۔

صنجیل نے شہر طرابلس اور اس کے حاکم فخر الملک بن عمار کا محاصرہ کر رکھا تھا کیونکہ وہ اپنا بحری بیڑہ فرنگیوں کے علاقوں پر ہر سمت سے حملہ کرنے کے لیے بھیجتا تھا۔

جب ۵۰۳ھ کا سال شروع ہوا تو رہا کی فرنگی فوجوں نے رقہ اور قلعہ جعبر پر حملہ کیا اور اس کے گرد و نواح کو [illegible] کر دیا۔ اس کا حاکم سالم بن مالک بدران تھا اسے سلطان ملک شاہ نے ۴۷۹ھ میں حاکم بنایا تھا۔

جبیل اور عکا کی تسخیر: ۴۹۷ھ میں فرنگی ممالک سے بہت سی بحری کشتیاں ساحل شام پر لنگر انداز ہوئیں جن میں سے بہت سے فرنگی سوداگر اور زائرین سوار تھے۔ صنجیل نے ان سے طرابلس (شام) کے محاصرہ میں مدد حاصل کی چنانچہ وہ محاصرہ میں شریک ہوئے مگر جب اس میں ناکام رہے تو انہیں کی طرف کوچ کر گئے اور وہاں کے باشندوں کو پناہ دے کر اس پر قبضہ کر لیا مگر فرنگیوں نے بدعہدی کی اور معاہدہ صلح کی خلاف ورزی کی اور وہاں کے باشندوں کا قتل عام کیا۔

پھر بیت المقدس کے فرنگی بادشاہ بغدوین نے ان تاجروں اور فرنگی مسافروں کو عکا کے محاصرے کے لیے امدادی فوج کی حیثیت سے بلوا لیا چنانچہ وہ اس محاصرہ میں شریک ہوئے اور اس شہر کا خشکی اور بحری دونوں راستوں سے محاصرہ کر لیا۔ وہاں مصر کے نائب سپہ سالار ملک افضل کی طرف سے مصری سپہ سالار نے ان فرنگی فوجوں کا مقابلہ کیا مگر ہار گیا۔ پھر وہ دمشق کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے بعد فرنگی فوجوں نے عکا پر قبضہ کر لیا اور وہاں خوب تباہی مچائی۔

مسلمانوں کی نااتفاقی: جب فرنگی فوجیں شام کے کچھ حصے پر غالب آ گئیں تو مسلمان اس وقت آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے یہاں تک کہ فرنگی فوجوں نے وہاں قدم جما لیے اور طویل عرصے کے لیے مقیم ہو گئے۔ اس زمانے میں حران اور حمص کا علاقہ ملک شاہ کے ایک آزاد کردہ غلام قراجا الساقی کے تحت تھا۔ موصل کا حاکم جکرمش اور کیفا کا حاکم سقمان بن ارتق تھا۔ حران میں بغاوت ہوئی جب ترکوں کے ایک آزاد کردہ غلام جاولی نے قراجا کو اچانک قتل کر دیا۔

متحدہ جہاد کی کوشش: اس واقعہ کے بعد فرنگی فوجوں نے حران کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس زمانے میں حاکم موصل اور سقمان بن ارتق میں خانہ جنگی ہو رہی تھی۔ تاہم حران کی مدافعت کے لیے انہوں نے اپنی جنگ بند کر دی اور معاہدہ کر کے فرنگی فوجوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

صلیبیوں کو شکست: اس وقت سقمان کے پاس اپنی قوم ترکمان کے سات ہزار سوار تھے اور جکرمش کی فوج میں اس کی قوم ترک، عرب اور کرد سپاہیوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ ان دونوں کی متحدہ فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے حران سے فرنگی فوج ان کے پاس پہنچی۔ جب فریقین میں جنگ شروع ہوئی تو مسلمان فوجیں ان سے دور ہو کر دوبارہ ان پر پلٹیں اور گھمسان کی جنگ کی اور ان کا صفایا کر دیا اور ان کا سازوسامان اور مال و دولت لوٹ لیا۔

انطاکیہ کا فرنگی حاکم بیمند اور ساحلی علاقوں کا فرنگی حاکم ایک پہاڑ کے پیچھے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے اور مسلمانوں کو یہ بھی علم نہ تھا۔ وہ ان کے ساتھ کئی دن تک لڑتے رہے اور انہوں نے وہاں رات گزاری۔ صبح ہونے سے پہلے وہ بھاگ گئے۔ جب مسلمانوں کو پتہ چلا تو انہوں نے فرنگیوں کا تعاقب کر کے ان کا صفایا کر دیا۔

فرنگی حاکم کی گرفتاری: اس جنگ میں رہا کا فرنگی حاکم قمص بردویل گرفتار ہو کر قیدی بن گیا۔ اسے سقمان کے ایک ترکمانی سپاہی نے گرفتار کیا تھا۔ جکرمش کے ساتھیوں کو یہ بات ناگوار گزری کہ ترکمانی سپاہیوں نے اسے گرفتار کیا ہے اور بہت مال غنیمت حاصل کر لیا ہے۔ انہوں نے جکرمش حاکم موصل پر زور دیا کہ وہ فرنگی قمص کو سقمان سے حاصل کرے چنانچہ اس نے اس فرنگی قیدی کو سقمان کی قیام گاہ سے منگوا لیا تو ترکمانی فوج اس پر بہت ناراض ہوئی اور انہوں نے اس مسئلہ

پر حملہ کیا اور اس کی فوج سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا مگر سقمان نے مسلمانوں میں باہمی اختلافات پیدا ہونے کے اندیشے سے انہیں اس ارادہ سے باز رکھا اور انہوں نے ترک کر دیا۔

صلیبیوں کے قلعوں کی تسخیر راستے میں سقمان جس فرنگی قلعے کے پاس سے گزرتا تھا تو فرنگی یہ سمجھ کر نکلتے تھے کہ ان کے فرنگی بھائی فتح حاصل کرنے کے بعد واپس آ رہے ہیں چنانچہ سقمان نے ان سے جنگ کر کے ان قلعوں پر قبضہ کر لیا۔

جکرمش نے حران پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے اس کا حاکم مقرر کیا پھر وہ رہا آ گیا اور پندرہ دنوں تک اس کا محاصرہ کیا۔ پھر وہ موصل واپس آ گیا۔

اس نے فرنگی حاکم القمص کو پینتیس ہزار دینار فدیہ اور ایک سو ساٹھ مسلمان قیدیوں کے بدلے میں رہا کیا۔

حاکم حلب کی شکست: پھر انطاکیہ کا فرنگی حاکم طنکری ۴۹۸ھ میں حاکم حلب رضوان کے ایک قلعہ ارتاح کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہاں کے باشندوں کا حال پتلا ہو گیا تو انہوں نے حاکم حلب رضوان سے فوجی امداد طلب کی۔ رضوان ان کی امداد کے لیے روانہ ہوا اور ادھر فرنگی فوجیں بھی اس کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوئیں پھر ان فرنگیوں نے رضوان سے صلح کی درخواست کی مگر ایک ترکمانی سردار اصبہبد صباوہ نے جو ایاز کے قتل کے بعد اس کے پاس آ رہا تھا صلح نہ کرنے کا مشورہ دیا (لہذا جنگ شروع ہوئی) ابتداء میں فرنگیوں نے شکست کھائی پھر وہ دوبارہ جوش کے جذبے سے آگے بڑھے اور مسلمانوں پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی بلکہ ان کا قتل عام کیا۔ اور پیدل فوج جو پہلے ہی فرنگیوں کے علاقے میں داخل ہو گئی تھی ماری گئی۔ البتہ رضوان بچ کر نکل گیا اور حلب پہنچ گیا اور ترکمانی سردار اصبہبد صباوہ طغتگین اتابک دمشق کے پاس چلا گیا۔

اس جنگ کے بعد فرنگی فوجوں نے دوبارہ اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ قلعہ کے باشندے حلب سے بھاگ گئے اور فرنگیوں نے اس قلعہ کو فتح کر لیا۔

مصری فوجوں سے مقابلہ: حاکم مصر افضل نے ۴۹۸ھ میں اپنے فرزند شرف المعالی کو فوج دے کر رملہ کی طرف بھیجا۔ اس نے اسے فتح کر کے فرنگیوں کو مغلوب کر لیا۔ پھر اس فتح کے بعد مصری فوج میں اختلاف پیدا ہوا اور باہمی جنگ کی نوبت آنے ہی کو تھی کہ اتنے میں فرنگیوں نے ان پر حملہ کیا۔ اس وقت شرف المعالی مصر چلا گیا اور افضل نے اپنے دوسرے فرزند سناء الملک حسین کو اس کی جگہ سپہ سالار بنا کر بھیجا اس کے ساتھ عسقلان کا حاکم جمال الملک بھی روانہ ہوا انہوں نے حاکم دمشق طغتگین سے بھی کمک طلب کی۔ چنانچہ اس نے ترکمانی سردار اصبہبد صباوہ کے زیر قیادت فوج بھیجی۔

مسلمانوں کی اس فوج کے مقابلے کے لیے عکا اور بیت المقدس کا فرنگی حاکم بغدوین بھی فوج لے کر پہنچا۔ فریقین میں گھمسان کی جنگ ہوئی اور دونوں طرف لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ اس جنگ میں عسقلان کے حاکم جمال الملک شہید ہو گئے پھر اندھیرے نے جنگ بند کر دی اور دونوں طرف کی فوجیں اپنے اپنے مقام پر واپس ہو گئیں۔

غداروں کی جماعت: فرنگی فوج میں مسلمانوں کی ایک جماعت بھی شامل تھی چنانچہ انہی میں ایک (مسلمان سردار) بلج نامی شخص بھی تھا۔ کیونکہ [illegible] کے قلعہ کا حاکم تھا مگر طغتکین نے اس کے بجائے اس کے بھتیجے کو وہاں کا حاکم بنا دیا تھا۔ اس لیے ناراض ہو کر دمشق سے بھاگ گیا اور فرنگیوں کے پاس جا کر پناہ لے لی۔

فرنگی سردار کی سرکوبی: فرنگیوں کا ایک سردار دمشق کے قریب رہتا تھا وہ اکثر اس علاقے پر حملہ کرتا رہتا تھا اور دمشق کے فوجیوں سے جنگ کرتا تھا۔ اس لیے اس کی سرکوبی کے لیے طغتکین نامی بخش فوج لے کر آیا۔ اس کی فوجی امداد کے لیے حاکم بیت المقدس بغدوین بھی موجود تھا۔ ان مسلمانوں کے مقابلے کے لیے تیار ہو کر اس فرنگی سردار نے [illegible] بھیج دیا لیکن اسے اپنی فوج کی ہلاکت پر بھی صدمہ تھا۔ اس پر بغدوین اپنی فوج لے کر واپس آ گیا۔

طغتکین کے کارنامے: طغتکین نے فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے پیش قدمی کی اور اس نے حملہ کر کے ان فرنگیوں کو ان کے قلعہ میں محصور کر دیا۔ پھر اس نے اس قلعہ کو تباہ و برباد کر دیا اور اس کے پتھر وادی میں پھینکوا دیئے اور اس قلعہ کی محافظ فوج و دیگر باشندوں کو قتل کر دیا۔ پھر فاتح اور کامیاب ہو کر دمشق لوٹا۔

ایک ہفتے کے بعد وہ فرنگیوں کے دوسرے مقام پر گیا۔ وہاں کا نام [illegible] تھا تو اسے بھی فتح کیا اور اس کی محافظ فوجوں کا صفایا کر دیا۔

قلعہ افامیہ میں ابن ملاعب کی بغاوت: پہلے خلف بن ملاعب الکلابی نامی شخص حمص کا حاکم بن بیٹھا تھا۔ پھر طغتکین نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد مصر کے حالات بدلتے رہے۔

حلب کے حاکم رضوان نے بعد میں قلعہ افامیہ پر [illegible] کر کے اس سے عداوت اختیار کی چونکہ وہ رافضی تھا۔ اس لیے اس نے فاطمی حاکم مصر کی اطاعت قبول کی اور اس سے درخواست کی کہ وہ ان پر کوئی حاکم مقرر کر کے بھیجے۔ چنانچہ فاطمی حاکم نے خلف بن ملاعب کو اپنا نائب و امیر بنا کر وہاں بھیجا کیونکہ وہ جنگ کو بہت پسند کرتا تھا۔

اس نے قلعہ پہنچ کر بغاوت اختیار کی اور خود مختار بن بیٹھا۔ ملک کے باغی اور مفسد قسم کے لوگ اس کے پاس جمع ہونے لگے۔ اس عرصہ میں فرنگیوں نے حلب کے ایک مقام پر قبضہ کر لیا جس کے باشندے رافضی تھے۔ وہاں کا قاضی بھی ابن ملاعب کے پاس افامیہ پہنچ گیا اور اس نے ابن ملاعب کے خلاف سازش شروع کر دی اور رضوان کے ایک ساتھی ابو طاہر الصائغ کو جو باطنیوں کا بہت بڑا داعی تھا پیغام بھیجا اور ابن ملاعب پر حملہ کرنے اور قلعہ کو رضوان کے سپرد کرنے کی سازش میں اس کو شریک کیا۔

قاضی کی سازش: ابن ملاعب کے دو فرزندوں کو اس سازش کا علم ہو گیا تھا اور انہوں نے اپنے والد کو قاضی کی سازش سے آگاہ کیا۔ مگر قاضی نے ان کے پاس جا کر اور حلف اٹھا کر اس الزام کی تردید کی۔ چنانچہ اس نے قاضی کو سچا سمجھ کر چھوڑ دیا۔

قاضی اس کے بعد برابر ابو طاہر اور رضوان کے ساتھ مل کر سازش کرتا رہا۔ آخر کار انہوں نے سرمین [illegible] سے

مسلح سواروں کو اس بہانے سے بھیجا کہ وہ ابن ملاعب کے ہاں ملازمت کرنا چاہتے ہیں۔ ابن ملاعب نے انہیں قلعہ سے باہر ٹھہرایا۔ جب رات ہوئی تو قاضی نے انہیں فصیل کے اوپر چڑھا کر قلعے کے اندر داخل کرا دیا۔ انہوں نے ابن ملاعب کو قتل کر کے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ ابن ملاعب کے دونوں بیٹے بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک فرزند تو امیر ظہیر ابو الحسن بن منقذ کے پاس پہنچ گیا اور دوسرا افامیہ آ گیا۔

افامیہ پر قبضہ: ابو الطاہر الصائغ باطنی کے پاس اس کی خبر پہنچی۔ تو چونکہ وہ [illegible] جانے کا [illegible] قاضی نے اسے حکومت تفویض کر دی۔ تاہم وہ اس کے پاس مقیم رہا۔ خلف بن ملاعب کا ایک فرزند اپنے والد سے ناراض ہو کر طغتگین کے پاس دمشق چلا گیا تھا۔ اس نے اسے کسی قلعہ کا حاکم بنا دیا تھا۔ مگر اس نے وہاں فتنہ و فساد برپا کیا تو طغتگین نے اسے نکال دیا تو وہ فرنگیوں کے پاس چلا گیا اور انہیں ترغیب دیتا رہا کہ وہ افامیہ کے قلعہ کو فتح کر لیں۔ چنانچہ فرنگیوں نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ جب وہاں کے باشندے بھوکے مرنے لگے تو انہوں نے [illegible] قاضی کو اور الصائغ کو قتل کر دیا اور فرنگیوں نے اس قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۵۰۰ھ میں ہوا۔

طرابلس کا محاصرہ: فرنگی حاکم صنجیل طرابلس کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اس نے [illegible] اس نے طرابلس کے باہر ایک قلعہ تعمیر کرایا جس میں وہ رہتا تھا۔ اس محاصرے کے دوران وہ مر گیا تو اسے بیت المقدس لے جا کر دفن کیا گیا۔

شہر والوں نے ناکہ بندی کے باوجود اس کا مقابلہ کیا کہ وہ ان فرنگی فوجوں کو شکست دیں جو طرابلس کا محاصرہ کر رہی تھیں۔ چنانچہ وہ [illegible] سامان لے گئے۔ فخر ابن عمار کے ساتھیوں نے انہیں پکڑ لیا اور انہیں قتل کر دیا یا اسیر بنا لیا۔

یہ محاصرہ پانچ سال تک جاری رہا۔ اس عرصے میں خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا اور دولت مندوں کی تمام پونجی خرچ ہو گئی اور ان کی حالت خراب ہو گئی۔ ایک سال پانچ سو غلے کی کشتیاں جزیرہ قبرص [illegible] بحری راستے سے پہنچیں تب ان کی گزر اوقات ہوئی۔

ابن عمار کا سفر بغداد: جب ابن عمار کو یہ اطلاع ملی کہ سلطان محمد بن ملک شاہ اپنے بھائی برکیاروق کے بعد بادشاہ ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس نے اس کے پاس فریادی کی حیثیت سے جانے کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنا جانشین طرابلس میں اپنے چچا زاد بھائی ابو المناقب کو مقرر کیا۔ راستے میں اس نے دمشق میں قیام کیا جہاں طغتگین نے اس کا استقبال کیا پھر وہ بغداد پہنچا جہاں سلطان محمد نے اس کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا اور اسے فوجی امداد دینے کا وعدہ بھی کیا۔

فوجی امداد کا حکم: جب ابن عمار نے بغداد سے کوچ کیا تو سلطان نے اس سے نہروان کے مقام پر ملاقات کی۔ اس نے حکم دیا کہ امیر حسین بن اتابک قتلغ تکین اس کے ساتھ جائے اور وہ فوجوں کے ساتھ رہے جو اس نے امیر مودود کے ساتھ موصل کی طرف روانہ کی تھیں کہ وہ جاولی سقاوہ سے جنگ کریں۔ اس نے جاولی کی اصلاح کرنے کا حکم بھی دیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نئے حاکم کا تقرر [illegible]

[illegible] [illegible]

فرنگی حاکم سے معذرت [illegible]

[illegible]

[illegible]

فرنگی حاکم کی رہائی [illegible]

[illegible]

تک ان کی مدد کو پہنچ سکے۔ لہٰذا فریقین میں جنگ ہوئی۔ پھر وہ انطاکیہ واپس چلا گیا۔

قلعوں پر حملے: (معاہدے کے مطابق) اس فرنگی حاکم نے مسلمانوں کے ایک ہو جانے کی پروا نہ کی اور وہ اور اس کا بھائی جوسلین ان کے قلعوں پر چھاپے مارتے رہے۔ شمالی حلب کے قلعہ [illegible] وغیرہ کے حاکم نے جو [illegible] تھا ان کو ایک ہزار دینار دینا منظور کیا۔ پھر وہ فرنگی اس سے دستکش ہوئے۔

رُہا کی واپسی: طنکری پھر ان کے مقابلے کے لیے نکلا اور جنگ ہوتی رہی پھر ترکوں نے آپس میں مصالحت کرلی۔ دونوں میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ رہا کا شہر اس کے اصل حاکم قمص کے حوالے کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں عیسائی پیشواؤں اور پادریوں نے یہ گواہی دی کہ طنکری کا ماموں بیمند جب اپنے ملک سے گیا تھا تو اس نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ رہا کے اصلی حاکم کے اس وقت حوالے کردے جب وہ قید سے رہا ہو کر آجائے۔

لہٰذا طنکری نے قمص کو رہا دے دیا اور قمص نے بھی جاولی کی شرائط کے مطابق [illegible] کی پابندی کی۔

جاولی کی جنگی سرگرمیاں: اس کے بعد جاولی نے شام کے قصبوں کو فتح کرنا چاہا اور اس مقصد کے لیے وہ اس کے مضافات میں گھومتا رہا۔ یہ حالت دیکھ کر حلب کے حاکم رضوان نے انطاکیہ کے حاکم طنکری کو لکھا کہ وہ جاولی کے حملوں سے ہوشیار رہے۔ اس نے اس سے فوجی امداد بھی طلب کی۔

طنکری نے اس کی بات مان لی اور انطاکیہ سے روانہ ہوگیا۔ رضوان نے بھی اس کی مدد کے لیے اپنی فوجیں بھیجیں۔ ان کے مقابلے کے لیے جاولی نے رہا کے حاکم قمص سے مدد طلب کی تو وہ بذات خود فوج لے کر اس کے پاس منبج کے مقام پر پہنچا۔ وہاں یہ خبر موصول ہوئی کہ سلطان کے لشکروں نے شہر موصل پر قبضہ کر لیا ہے اور جاولی کے خزانوں پر بھی اس نے قبضہ کر لیا ہے۔ یہ خبر سن کر اس کے اکثر ساتھی اسے چھوڑ کر چلے گئے جن میں زنگی بن آقسنقر بھی شامل تھا۔

اس کے بعد جاولی تل باشر آگیا اور وہاں اس کا طنکری کی فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ فریقین میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ فرنگیوں کی فوجیں تو ثابت قدم رہیں مگر جاولی کی فوجوں نے بہت مار کھائی اور انہیں شکست ہوئی۔ پھر فرنگی فوجیں [illegible] کی طرف چلی گئیں اور قمص اور جوسلین تل باشر آگئے۔

فرنگیوں کے خلاف طغتکین کا جہاد: طغتکین ۵۰۲ھ میں طبریہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا مقابلہ بغدوین (حاکم بیت المقدس) کے بھانجے نے کیا۔ جب جنگ ہوئی تو ابتداء میں مسلمان فوج نے نقصان اٹھایا۔ پھر وہ جان نثاری سے لڑے تو انہوں نے فرنگیوں کو شکست دے دی۔ مسلمانوں نے حاکم بیت المقدس کے بھانجے کو (جو فرنگیوں کا سپہ سالار تھا) گرفتار کر لیا۔ اس نے زرِ فدیہ میں تیس ہزار دینار دینے اور پانچ سو مسلمان قیدیوں کو چھوڑ دینے کا وعدہ کیا۔ مگر طغتکین نے اسے قبول نہیں کیا۔ اس نے فرنگی سپہ سالار سے یہ کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ یا قتل ہونا قبول کرو۔ جب اس نے انکار کیا تو طغتکین نے اسے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

پھر فرنگی حاکم بیت المقدس بقدوین اور طغرتکین کے درمیان چار سال کے لیے صلح ہوگئی۔

قلعوں پر قبضہ: حصن عرقہ (قلعہ) طرابلس کی عملداری میں شامل تھا اور ابن عمار کا ایک آزاد کردہ غلام اس کا حاکم تھا اس نے بغاوت کی اور اس عرصے میں وہاں غلہ اور خوراک بھی فرنگیوں کی تباہ کاریوں کی وجہ سے ختم ہو گیا تھا اس لیے اس نے طغرتکین کو اطاعت قبول کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے قلعہ پر قبضہ کرنے کے لیے اپنے ایک ساتھی اسرائیل کو بھیجا جب مولیٰ ابن عمار (حاکم قلعہ) اس کے استقبال کے لیے آیا۔ تو اسرائیل نے اس غلام کو ایک تیر مار کر قتل کر دیا تاکہ اتابک کو اس معاملے کی خبر نہ ہو سکے۔

اس کے بعد طغرتکین نے اس قلعہ کا حال معلوم کرنے کے لیے سفر کیا مگر برف باری کی وجہ سے وہاں جا نہ سکا۔ جب برف باری ختم ہوئی اور موسم کھلا تو چار ہزار سواروں کو لے کر روانہ ہوا راستے میں اس نے فرنگیوں کے کئی قلعے فتح کیے۔ ان میں قلعہ الاکمہ بھی شامل تھا تب فرنگیوں کا سپہ سالار سروانی جو طرابلس کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اس کے مقابلہ کے لیے آیا۔ جنگی مقابلہ میں طغرتکین اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور وہ حمص چلے گئے۔ مگر سروانی نے باشندوں کو پناہ دے کر حصن عرقہ پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد طغرتکین دمشق پہنچا تو بیت المقدس کے فرنگی حاکم بقدوین نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ صلح پر تیار ہے یہ واقعہ ماہ شعبان ۵۰۲ھ میں ہوا۔

صلیب پرستوں کی مزید فتوحات: طرابلس ابن عمار کے قبضے سے نکل گیا تھا اور مصری حاکم نے وہاں اپنا نائب مقرر کر دیا تھا۔ پھر فرنگیوں کا محاصرہ بدستور جاری تھا اور ان کا سپہ سالار صنجیل کا بیٹا سروانی تھا جب ۵۰۳ھ میں ماہ شعبان آیا تو فرنگی فوجوں کے دستے جینوا سے فرنگیوں کو لے کر اسلحہ اور سامان خوراک کے ساتھ کشتیوں میں سوار ہو کر آ گئے۔ ان کی سروانی کے ساتھ بحث ہوئی یہاں تک کہ جنگ کی نوبت آ گئی۔ عسکری حاکم انطاکیہ سروانی کی فوجی امداد کے لیے پہنچا پھر بیت المقدس کا حاکم بقدوین ملنے آیا اور دونوں فرنگی فوجوں میں صلح کرا دی اور وہ سب طرابلس کا محاصرہ کرنے لگے انہوں نے وہاں برج یا خشب کھڑے کر دیئے جن سے محاصرہ بہت سخت ہو گیا اہل طرابلس کے پاس خوراک کی رسد ختم ہو گئی اور مصر کا بحری بیڑہ بھی تنگی خوراک کے بعد پہنچا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرنگی فوجوں نے قبضہ کر لیا۔ انہوں نے شہر کو لوٹا اور قتل و غارت گری کی۔

شہر کے مصری حاکم نے کئی دن پہلے پناہ طلب کی تھی وہ شہر جبلہ چلا گیا تھا جہاں فخر الدین بن عمار بھی تھا اس شہر والوں نے بھی عسکری حاکم انطاکیہ سے پناہ طلب کی تھی اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس لیے فخر الدین بن عمار شیزر پہنچ کر وہاں کے حاکم سلطان بن علی بن منقذ الکنانی کا مہمان ہوا اور پھر وہاں سے دمشق چلا گیا جہاں کے حاکم طغرتکین نے اس کا استقبال کیا اور دمشق کا ایک علاقہ زبدانی دے دیا۔ یہ واقعہ محرم ۵۰۳ھ کا ہے۔

فتح صیدا: مصر کا بحری بیڑہ طرابلس کی فتح کے آٹھ دن بعد پہنچا اور صور کے ساحل پر لنگر انداز ہوا۔ اس کا غلہ صور، صیدا اور بیروت کے ساحلوں میں تقسیم کر دیا گیا صیدا پر بھی فرنگی فوجیں ماہ ربیع الآخر ۵۰۴ھ میں غالب آ گئیں۔ اس کی صورت

یہاں کہ فرنگیوں کا بحری بیڑہ جو ساٹھ کشتیوں پر مشتمل تھا۔ فرنگیوں اور تریوائف کے ذخیرے ان کے ساتھ تھا۔ یہاں پہنچا ان میں ان کے امراء بھی شامل تھے یہ لوگ زیارت اور صلیبی جنگوں میں حصہ لینے کے لیے وہاں آئے تھے۔ وہ بیت المقدس کے حاکم بغدوین سے ملے۔ پھر انہوں نے بحری اور بری راستوں سے صیدا کی ناکہ بندی کر دی۔ یوں مصر کا بحری بیڑہ ان کی امداد کے لیے نہیں پہنچ سکا۔

فتح صور: پھر انہوں نے صور پر فوج کشی کی۔ یہاں بھی انہوں نے قلعہ شکن آلات استعمال کیے۔ اس لیے والی شہر کو اندیشہ ہوا کہ کہیں ان کا بھی وہی حشر نہ ہو جو اہل بیروت کا حشر ہوا تھا۔ اس لیے انہوں نے فرنگیوں سے امان طلب کی۔ چنانچہ فرنگیوں نے انہیں ماہ جمادی الاولیٰ میں امان دے کر اسے بھی فتح کر لیا۔ اہل شہر کا ایک حصہ سینتالیس دن محصور رہنے کے بعد دمشق چلا گیا۔ تاہم ان کی اکثریت فرنگیوں کی پناہ میں رہ کر شہر میں مقیم رہی پھر سالار بیت المقدس بغدوین واپس آ گئے۔

عسقلان میں چھیڑ چھاڑ: عسقلان کا شہر مصری علویوں کی حکومت کے ماتحت تھا۔ ان کی فوجوں کے ساتھ فرنگی فوجوں کی جنگیں ہوتی رہیں اور آخر کار ایک فاطمی حاکم جمال الملک ان کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوا۔ اس کے بعد شمس الخلافہ حاکم ہوا۔ اس نے بیت المقدس کے حاکم بغدوین سے خط و کتابت کی اور اس سے صلح کر لی تاکہ وہ فاطمی خلیفہ سے خودمختار رہے۔

آخر ۵۰۴ھ میں مصر کے سپہ سالار افضل نے جہاد کے لیے اپنا ایک سپہ سالار فوج دے کر بھیجا اور پوشیدہ طور پر یہ حکم دیا کہ وہ شمس الخلافہ کو گرفتار کر لے اور اس کے بجائے حاکم عسقلان بن جائے۔

شمس الخلافہ کو اس سازش کا پتہ چل گیا تھا۔ اس لیے اس نے علانیہ بغاوت کا اظہار کیا۔ ایسی صورت میں مصری حاکم کو اندیشہ ہوا کہ کہیں فرنگی اس پر قبضہ نہ کر لیں۔ اس لیے اس نے خط و کتابت کر کے شمس الخلافہ کو بحال رکھا۔ شمس الخلافہ نے اس کے بعد عسقلان کی تمام فوج کو معزول کر دیا اور ایک ارمنی جماعت سے مدد طلب کی۔ اس کی اس حرکت سے اہل شہر بہت ناراض ہوئے چنانچہ انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور مصر کے حاکم میر افضل کے پاس اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام بھیجا۔ تب اس کی طرف سے ایک حاکم بھیجا گیا جس کے بعد عسقلان کے تمام انتظامی امور درست ہو گئے۔

حصن الاثارب پر قبضہ: انطاکیہ کے حاکم طنکری نے فوجیں اکٹھی کیں اور حلب سے تین فرسنگ پر ایک قلعہ حصن الاثارب کا محاصرہ کیا اور اسے فتح کر لیا۔ انہوں نے وہاں قتل و غارت گری کی اور لوگوں کو قیدی بنا لیا۔ پھر وہاں سے وہ قلعہ زردنا کی طرف روانہ ہوا اور یہاں بھی یہی کچھ پیش آیا۔ پھر یہاں کے باشندے بھاگ گئے تو انہوں نے دونوں شہروں پر قبضہ کر لیا۔ یہاں سے فرنگی فوجیں شہر صیدا کی طرف گئیں اور اہل شہر کو پناہ دے کر اس پر قبضہ کر لیا۔

مسلم ریاستوں پر ٹیکس: فرنگی فوجوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے تمام چھوٹی چھوٹی مسلم ریاستوں کو بہت خطرہ محسوس ہوا اس لیے انہوں نے صلح کے لیے ان سے خط و کتابت کی۔ فرنگیوں نے اصرار کیا کہ انہیں ہر مسلم ریاست

طرف سے ایک مقررہ خراج اور تحائف کے طور پر پیش کی ہونے۔ قلعہ حلب کے حاکم رضوان نے صلح کے عوض پچیس ہزار دینار دینا منظور کیا اس کے علاوہ یہ بھی منظور کیا کہ وہ فرنگیوں کو ایک مقررہ تعداد میں گھوڑے اور کپڑے بھی فراہم کرے گا۔

صور کے حاکم نے سات ہزار دینار ادا کرنے منظور کیے۔ شیزر کے حاکم ابن منقذ پر چار ہزار دینار مقرر ہوئے حماۃ کے حاکم الکردی کے ذمے دو ہزار دینار مقرر ہوئے۔ صلح کی مدت جو کی فصل کے کٹنے تک تھی۔

اس کے بعد فرنگی کشتیاں مصری تجارتی کشتیوں سے متصادم ہوئیں تو انہوں نے قیمتی تجارتی کشتیوں کو پکڑ لیا اور ان کے تاجروں کو قیدی بنا لیا۔

بارگاہ خلافت میں فریاد: (شامیوں کی اس بری حالت کو دیکھتے ہوئے) حلب سے علماء اور عوام کا ایک وفد بغداد فریادی کی حیثیت سے پہنچا وہ جمعہ کے دن بادشاہی جامع مسجد آیا۔ انہوں نے اس وقت نہایت دردناک فریاد و زاری سے مسلمانوں پر ظلم کی داستانیں بیان کیں۔ انہوں نے اس قدر شور کیا کہ جمعہ کی نماز نہیں پڑھنے دی۔ انہوں نے اس موقع پر مسجد کے منبر کو بھی توڑ دیا آخر کار سلطان نے ان سے بے سالاری لشکر بھیجنے کا وعدہ کیا وہ دار الخلافہ سے اس شاہی جامع مسجد کے لیے منبر بھجوایا ہے۔

جامع مسجد میں ہنگامہ: دوسرے جمعہ کو ایک بہت بڑا مجمع محل کی جامع مسجد پہنچا دربان نے انہیں اندر آنے سے روکا۔ مگر وہ زبردستی جامع مسجد میں گھس گئے انہوں نے محراب کی لکڑیاں توڑ دیں اور اس قدر شور و غل مچایا کہ جمعہ کی نماز نہیں ہو سکی۔ آخر کار خلیفہ نے بھی سلطان کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ مسلمانوں کے ان دردناک واقعات کا تدارک کرے چنانچہ سلطان نے تمام سلطان حکام کو حکم دیا کہ وہ جہاد کے لیے تیار ہو جائیں۔ اس نے اپنے فرزند مسعود کو امیر مودود حاکم موصل کے ساتھ بھیجا کہ تمام مسلم حکام اپنے لشکروں کو لے کر اس کے ساتھ تیار ہو جائیں اور سب مل کر متحد ہو کر فرنگیوں کے خلاف جہاد کرنے کے لیے اکٹھے ہو جائیں۔

جہاد کے لیے متحدہ فوج: جب سلطان کا فرزند مسعود حاکم موصل کے ہمراہ جہاد کے لیے روانہ ہوا تو اس کے لشکر میں دوسری مسلم ریاستوں کے مندرجہ ذیل حکام اپنی فوج کے ساتھ جہاد کے لیے شریک ہونے۔ (۱) آرمینیہ کا حاکم سقمان القطبی (۲) برسق کے دونوں فرزند زنگی حاکم ہمدان (۳) حاکم مراغہ امیر احمد یل (۴) اربل کا حاکم ابوالہیجا (۵) ایلغازی ابن ارتق ان کے ساتھ آنے والوں کا بھی ذکر ملتا ہے۔

مسلم فوجوں کی یلغار: جب مسلم حکام اپنی فوجیں لے کر پہنچے اور فرنگیوں کے کئی قلعے فتح کر لیے۔ پھر یہ رہا کے شہر پہنچے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ بعد میں دریائے فرات کے قریب فرنگی لشکر سے مل کر فرنگیوں نے جنگ شروع کرنے میں پیش قدمی کی۔ مسلمان فوجیں پیچھے ہٹ کر حران کی طرف آ گئیں تاکہ فرنگی پیش قدمی کر کے دریائے فرات کو عبور کریں۔ مگر فرنگی فوجیں مسلمانوں کی توقع کے مخالف واپس پلٹ گئیں۔ اب انہوں نے فرنگیوں کا تعاقب کیا اور مسلمانوں نے جنگ شروع کر کے فرنگیوں کو وہاں سے نکال دیا۔

فرنگیوں سے مقابلہ: پھر فرنگی فوجیں دریائے فرات کو پار کر کے حلب کے علاقے میں گھس گئیں۔ کیونکہ جب فرنگی

فوجیں الجزیرہ کے علاقے میں گئی تھیں تو حاکم حلب رضوان نے ان سے وہ قلعے واپس لے لیے تھے جن پر ان فرنگیوں نے قبضہ کیا تھا۔ اس لیے فرنگی فوجیں اب انہیں دوبارہ فتح کرنے کے لیے پہنچیں۔ انہوں نے وہاں پہنچتے ہی تباہی مچا دی۔ اسی حالت میں سلطان کی متحدہ فوج آ پہنچی۔ وہاں انہوں نے فرنگی فوجوں سے جنگ کی مگر ناکام رہے۔ پھر مسلمان فوجوں نے دریائے فرات کو عبور کیا اور قلعہ تل باشر کا ڈیڑھ مہینے تک محاصرہ کیا مگر اسے فتح نہیں کر سکیں۔

سقمان کی وفات پھر وہ سب حلب پہنچیں۔ وہاں حاکم حلب نے ان سے ملاقات کی۔ اسی عرصے میں دیار بکر کا حاکم سقمان القطبی بیمار ہو گیا۔ اس لیے اس کی فوجیں واپس ہو گئیں۔ سقمان القطبی بالس کے مقام پر فوت ہو گیا اور اس کی لاش اس کے شہر پہنچائی گئی۔

اسلامی فوجوں کا انتشار سلطان کا متحدہ لشکر معرۃ النعمان کے قریب خیمہ زن ہوا اس وقت دمشق کا حاکم طغتکین مودود حاکم موصل کے پاس آتا جاتا تھا مگر اسے ان سلجوقی حکام کے بارے میں کچھ شک و شبہ ہوا تو اس نے پوشیدہ طور پر فرنگیوں کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ پھر یہاں سے متحدہ فوجیں الگ الگ ہو گئیں اور صرف امیر مودود طغتکین کے ساتھ دریائے عاصی پر رہا۔ دوسری طرف فرنگیوں نے ان کی نااتفاقی سے فائدہ اٹھایا اور وہ افامیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

پھر شیزر کا حاکم سلطان بن منقذ نکل کر مودود اور طغتکین کے پاس آیا اور انہیں اپنے علاقے شیزر کی طرف لے گیا اس طرح فرنگیوں کا کام آسان ہو گیا۔ ان کے ہاں خوراک کی رسد کم ہو گئی تھی اس لیے وہ کوچ کرنے لگے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے انہیں دور بھگا دیا۔

شہر صور کا محاصرہ جب بادشاہی فوجیں منتشر ہو گئیں تو بیت المقدس کا فرنگی حاکم بغدوین نکلا اور اس نے اپنی فرنگی فوجیں اکٹھی کیں اور ماہ جمادی الاولیٰ ۵۰۵ھ میں شہر صور کا محاصرہ کر لیا جو مصری فاطمی حکومت کے وزیر امیر افضل کے قبضے میں تھا۔ وہاں اس کا جانشین حاکم عز الملک تھا۔ انہوں نے وہاں برجوں اور منجنیقوں (قلعہ شکن آلات) کو نصب کر دیا تھا۔ اس نے اہل طرابلس میں سے جن کی تعداد ایک ہزار تھی بہت نیزہ بازوں کو بلایا۔ انہوں نے سخت حملہ کیا اور وہ فصیل کے متصل برج تک پہنچ گئے اور اسے جلا دیا۔ دوسرے برجوں پر جتنی فوج تھی اس کا قتل [فقط] چھوڑ کر تمام کو قتل کیا۔ یوں گھمسان کی جنگ جاری رہی۔

طغتکین کا مقابلہ اہل صور نے طغتکین حاکم دمشق کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کی مدد کرے اس کے بدلے میں وہ شہر اس کے حوالے کر دیں گے۔ چنانچہ وہ بانیاس کے مقام پر آیا اور انہیں دو سو سوار بھیجے۔ اس کے بعد بھی شدید جنگ جاری رہی۔ شہر کے حاکم نے طغتکین کو پھر پیغام بھیجا کہ وہ بہت جلد یہاں پہنچے تاکہ وہ شہر کو اس کے حوالے کر دے۔

ادھر طغتکین فرنگی عملداری پر حملے کر رہا تھا اور دمشق نے علاقے میں ان سے ایک قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے ان کے پاس خوراک اور صیدا کا راستہ بھی بند کر دیا تھا چنانچہ فرنگی بحری راستے سے خوراک کی رسد حاصل کرتے تھے۔

کہ اس نے [illegible] جنگ کی اور [illegible] نقصان پہنچایا [illegible] تو فرنگیوں [illegible] طرف [illegible] ان شہروں پر قبضہ کر لے اس لیے انہوں نے [illegible] کا محاصرہ ختم کر دیا اور [illegible] چلے گئے اس کے بعد [illegible] نے [illegible] امداد کی [illegible] میں مشغول ہو گئے۔

مودود کی پیش قدمی: [illegible] مودود [illegible] فرنگیوں [illegible] کے [illegible] جلا دیا [illegible]

اس کے بعد [illegible] فرنگی [illegible] کیا اور [illegible] ہو گیا۔

[illegible] مودود [illegible] فرنگی [illegible] ہو گئے۔

فرنگیوں کو شکست: مسلمان فوجوں نے [illegible] اور بہت [illegible] فرنگی فوجیں [illegible] چنانچہ [illegible] فرنگیوں کو شکست ہوئی [illegible] ان میں سے بہت سے [illegible] دریا [illegible] غرق ہو گئے۔ مسلمانوں نے کافی مال غنیمت حاصل کیا۔

فرنگی علاقے کا صفایا: جب فرنگی فوجیں شکست کھا کر واپس [illegible] فرنگی علاقے کا صفایا کر دیا۔

چونکہ مسلمانوں کی فوجیں [illegible] فرنگی [illegible] ہو گئے۔

مودود کا قتل: جب مودود [illegible]

(شیعہ) کے ایک فرد نے اس پر خنجر سے حملہ کر دیا اور وہ اسی دن (زخموں کی تاب نہ لا کر) فوت ہو گیا۔ اس کے بعد حاکم دمشق ظفر کیمن پر یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے اسے قتل کرایا تھا۔

نئے مسلم سپہ سالار کا تقرر: مودود کے مقتول ہونے کے بعد سلطان محمد نے اس کے آقسنقر برسقی کو مجاہدین کے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا اور فرنگیوں سے جہاد کرنے کے لیے اس کے ساتھ اپنے فرزند مسعود کو بھی روانہ کیا۔ سلطان نے دیگر علماء امراء کو یہ پیغام دیا کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔

چنانچہ (مسلم حکام میں سے) عماد الدین زنگی بن آقسنقر اور حاکم سنجار تمیرک (جہاد میں) شریک ہوئے اور یہ لشکر جزیرہ ابن عمر کی طرف روانہ ہوا اور اسے مودود کے نائب کے قبضے سے چھڑا لیا گیا۔

پھر وہ ماردین کی طرف روانہ ہوئے اور اس کا محاصرہ کر لیا تا آنکہ اس کا حاکم ایلغازی ان کا مطیع ہو گیا اور اس نے اپنے فرزند ایاز کو اس لشکر کے ساتھ روانہ کیا پھر یہ مجاہدین رہا گئے اور ماہ ذوالحجہ ۵۰۸ھ میں ستر دن وہ اس کا محاصرہ کرتے رہے مگر اسے فتح نہیں کر سکے اور مسلمانوں کے پاس خوراک کی رسد کم ہو گئی۔ اس لیے وہ شمشاط اور سروج کی طرف کوچ کر گئے اور ان علاقوں کو خوب تباہ کیا اور اسی اثناء میں مرعش کیسوم اور رعبان کا فرنگی حاکم ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کی بیوی حاکم ہوئی۔ اس نے فرنگیوں کے برخلاف برسقی کی اطاعت کرنے کا پیغام بھیجا۔ لہٰذا اس نے وہاں خاتون حکمران کی طرف خابور کے حاکم کو بھیجا تو اس (ملکہ) نے اس کے ہاتھ مال و دولت اور تحائف بھیجے اور مسلمانوں کی اطاعت کا اقرار کیا۔ اس لیے اس کے پاس جو فرنگی تھے وہ انطاکیہ چلے گئے۔

سلطانی لشکر کا جہاد: سلطان محمد دمشق کے حاکم ظفر کیمن سے ناراض تھا کیونکہ وہ مودود کے قتل کا ملزم تھا۔ لہٰذا وہ باغی ہو گیا اور سلطان کا مخالف بن گیا۔ ماردین کے حاکم ایلغازی نے مخالفت میں اس کا ساتھ دیا کیونکہ اس کے اور برسقی کے درمیان دشمنی تھی لہٰذا سلطان کو ان دونوں کی مخالفت اور فرنگیوں کی جنگ کی وجہ سے بہت پریشانی ہوئی کیونکہ فرنگیوں کی طاقت بہت زیادہ ہو گئی تھی۔

لہٰذا اس نے حاکم ہمدان امیر برسق کے ساتھ مل کر فوجوں کو تیار کیا اس کے ساتھ امیر جیوش بیگ، امیر کسری اور موصل و الجزیرہ کی فوجیں بھی تھیں۔ سلطان نے انہیں حکم دیا تھا کہ ایلغازی اور ظفر کیمن کی سرکوبی کے بعد فرنگیوں سے جہاد کریں۔

متحدہ لشکر کی فتوحات: چنانچہ وہ ماہ رمضان المبارک ۵۰۹ھ میں جہاد کے لیے روانہ ہوئے انہوں نے رقہ کے مقام پر دریائے فرات کو عبور کیا اور حلب پہنچے۔ وہاں رضوان کے بعد لؤلؤ الخادم حاکم حلب تھا اور وہاں کی فوج کا سردار شمس الخواص تھا۔ اسلامی لشکر نے ان دونوں کے سامنے سلطان کے وہ خطوط پیش کیے جن میں شہر کو ان کے حوالے کرنے کے لیے لکھا گیا تھا۔ انہوں نے جواب کو ٹالا اور ایلغازی و ظفر کیمن سے فوجی امداد طلب کی۔ چنانچہ وہ دونوں دو ہزار سواروں کو لے کر وہاں پہنچے اور اس کے ذریعے مجاہدین کے لشکر کا مقابلہ کیا۔ یہ حالت دیکھ کر امیر برسق حماۃ چلا گیا جو ظفر کیمن کے ماتحت تھا اس نے اسے فتح کر کے تین دن تک اسے لوٹا اور پھر اسے حاکم حمص امیر قرجان کے حوالے کر دیا۔ اس طرح وہ سلطان کے حکم کے مطابق ہر شہر فتح کرنے لگے۔ یہ بات دیگر حکام کو بہت ناگوار گزری اور ان کی نیتیں خراب ہونے لگیں۔

[illegible] جنگ کا منصوبہ [illegible] کی مدافعت کے لیے فوج طلب کی [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] کیا جو فرنگیوں کے قبضہ میں تھا۔

[illegible]

[illegible] [illegible]

فرنگیوں کی دہشت [illegible] اور شام کے علاقوں کے مسلمان [illegible] سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔

[illegible] کی جنگ [illegible]

[illegible]

نے اس پر قبضہ کر لیا۔

فرنگی بادشاہ کی موت: بیت المقدس کا فرنگی حاکم بغدوین ۵۱۲ھ کے آخر میں فوت ہو گیا۔ اس نے دیار مصر کو فتح کرنے کے لیے لشکر کشی کی تھی جب اس نے تنیس پہنچا تو رات کے وقت وہ بیمار ہو گیا اور وہ بیت المقدس لوٹ گیا۔ یہاں دم [illegible] گیا۔ اس وقت وہاں پر کوئی فرنگی حاکم بھی موجود تھا جو مسلمانوں کی قید میں تھا اور جسے بادشاہ نے رہا کیا تھا۔ مگر وہ اپنے علاقہ کی طرف لوٹ گیا۔

طغرتکین کی یلغار: حاکم دمشق طغرتکین فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا تھا اور جب [illegible] پہنچا تو فرنگی حاکم نے اس کی طرف صلح کا پیغام بھیجا تو طغرتکین نے یہ شرط رکھی کہ وہ جنگی گروہ سے الگ ہو کر علاقہ چھوڑ دے۔ مگر اس فرنگی نے یہ شرط قبول نہیں کی۔ اس لیے طغرتکین طبریہ پہنچا اور وہاں کے گردونواح میں غارت گری کی۔ پھر وہاں سے عسقلان پہنچا تو اس کا مقابلہ مصری سپاہ سے تیز رفتاری سے ہوا جو بغدوین کے تعاقب میں آئی تھیں۔ تنگ آ کر اس نے [illegible] سے کوچ کیا تو انہیں [illegible] کیا ان کے حاکم نے طغرتکین سے مقابلہ کرنے کا حکم دیا تب ادھر طغرتکین نے ان کا تعاقب کیا اور دمشق واپس چلا گیا۔

مسلمانوں کی شکست: اس کے بعد [illegible] فرنگی فوج اذرعات پہنچ گئی تھی اور وہاں کے ایک قلعہ پر قبضہ کرنے کے ارادے سے خیمے لگا لیے۔ چنانچہ اس نے تاج الملوک بوری کو فوج دے کر ان کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ اس نے ان فرنگیوں کو وہاں ایک پہاڑ میں محصور کر دیا یہاں تک کہ جب وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے جان پر کھیل کر دوبارہ حملہ کیا اور مسلمانوں کو شکست دے دی۔ اس کے بعد قتل و غارت گری کی۔ مسلمانوں کی یہ شکست خوردہ فوج دمشق واپس آ گئی۔

متحدہ حملے کی کوشش: اس واقعہ کے بعد طغرتکین حلب گیا تاکہ ایلغازی سے فوجی امداد حاصل کرے۔ اس نے اس کے ساتھ فوج کشی کرنے کا وعدہ کیا تھا مگر انہی دنوں یہ خبر آئی کہ فرنگیوں نے دمشق کی عملداری پر قبضہ کر لیا ہے اور حوران کو لوٹ کر اس کا صفایا کر دیا ہے۔ اس لیے طغرتکین بہت جلد دمشق چلا گیا اور ایلغازی ماردین چلا گیا تاکہ دونوں فوجوں کو اکٹھا کرے اور دونوں متحد ہو کر فرنگیوں کے خلاف جنگ کر سکیں۔

اہل حلب کی مصالحت: ۵۱۳ھ میں فرنگی لشکر حلب کے قریب پہنچ گئیں۔ انہوں نے عزاز پر قبضہ کر لیا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار شہر والوں نے اپنی جو پیداوار میں آدھی شرکت دے کر ان کے ساتھ صلح کی۔

شدید جنگ: پھر ایلغازی ماردین سے ترکمانوں، قبیلوں اور رضاکاروں پر مشتمل بیس ہزار فوج لے کر متوجہ ہو کر حلب سے آیا۔ اس کے ساتھ اسامہ بن مالک بن شبل الکلابی اور ایاز کے ساتھ امیر طغان ارسلان بن المکین بھی شریک جنگ تھے۔ فرنگی فوجیں اثارب کے قریب [illegible] کے مقام کی طرف روانہ ہو گئیں اور ایک تنگ جگہ پر پڑاؤ ڈال دیا۔ جہاں سے باہر نکلنے کے راستے مسدود تھے۔ انہوں نے جنگ کے لیے [illegible] مگر ایلغازی ان کے پاس پہنچ گیا جب کہ صبح [illegible]

[illegible] فوج [illegible] بھیج دیا۔

[illegible] نے [illegible] کے [illegible] مارے گئے۔ اس کے [illegible]
زخمی ہو کر [illegible] جان [illegible] ان کے [illegible] قیدی بنا لیے گئے۔

ترکیوں کو دوبارہ شکست [illegible] نے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کر کے [illegible] لیا۔

جوگین کی شکست [illegible] کے [illegible] اس [illegible] اور [illegible] کے [illegible] نے [illegible] اپنے [illegible] کر لیا [illegible] ان کے [illegible] نے [illegible] کیا۔

[illegible] اس کے [illegible] نے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کیا۔

جوگین کی گرفتاری [illegible] بہرام [illegible] بھائی [illegible] نے [illegible] کیا [illegible] کے [illegible] کی طرف [illegible] بہرام [illegible] نے [illegible] کر [illegible] اپنے [illegible] بہرام [illegible] کے [illegible] کر دیا۔ اس کے ساتھ
اس کا خالہ زاد بھائی [illegible] بہت بڑا [illegible] تھا اور دوسرے [illegible] بھی قید تھے۔

قلعہ [illegible] پر قبضہ [illegible] بہرام [illegible] کے [illegible] ان کے قلعہ [illegible] کے [illegible] بہرام نے [illegible] اور ان کے [illegible] کے [illegible] کے ساتھ [illegible]

[illegible] فتح کر لیا۔

فرنگی حکام کا فرار [illegible]

[illegible] مقرر کیا۔

مصر کی سیاسی حکومت [illegible]

[illegible]

[illegible]

مصر پر فرنگی حملہ [illegible]

فتح مصر [illegible]

[illegible] کی فتح و شکست [illegible]

برسقی حلب پہنچا اور وہاں اس نے اپنے فرزند مسعود کو اپنا جانشین بنایا۔ خود دریائے فرات کو عبور کر کے موصل پہنچ گیا تاکہ فوجی کمک حاصل کرے اور پھر وہاں جا کر ان سے جہاد کرے مگر اسی عرصے میں کسی نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بجائے اس کا فرزند عز الدین مسعود تھوڑے عرصے کے لیے حاکم ہوا مگر ۵۲۱ھ میں وہ بھی فوت ہو گیا۔

زنگی خاندان اس کے بعد سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر اس کے بجائے موصل، الجزیرہ اور دیار بکر کا حاکم ہوا۔ چاروں طرف زنگی کا نام گونجنے لگا اور اس کے بعد اس کی سلطنت پر اس کے فرزند قابض ہوئے اور اپنے کارناموں کی وجہ سے ایک عظیم سلطنت بن گئی۔ جس کا ذکر الگ تفصیل سے کیا جائے گا۔

زنگی خاندان کی سلطنت سے ایوبی سلطنت قائم ہوئی چنانچہ فرنگیوں کی ان صلیبی جنگوں کا جو ان دونوں سلطنتوں کے زمانے میں ہوئیں ہم متعلقہ سلطنت کے حالات کے ساتھ ساتھ بیان کریں گے اور مختصر بیان نہ دیکھیں۔ یہاں ہم صرف وہ واقعات بیان کریں گے جن کا تعلق ان دونوں سلطنتوں سے نہیں ہے۔

صلیبی جنگجوؤں کا حملہ دمشق پھر فرنگی فوجیں ۵۲۳ھ میں اکٹھی ہوئیں اور دمشق کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوئیں۔ پھر وہ مرج الصفر آ کر خیمہ زن ہو گئیں۔ دمشق کے حاکم ظہیر الدین نے ترکمان وغیرہ کے ترکمانی سرداروں سے فوجی امداد طلب کی۔ چنانچہ یہ لوگ اس کی مدد کے لیے آئے۔

ظہیر الدین بذات خود ۵۲۳ھ کے آخر میں فرنگیوں کے مقابلے کے لیے نکلا اور بڑی بہادری سے ان سے جنگ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ میدان جنگ میں گھوڑے سے گر پڑا۔ اس کے ساتھیوں نے سمجھا کہ وہ مر گیا ہے اس لیے وہ سب بھاگ گئے۔ ظہیر الدین پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور شکست خوردہ فوج کے ساتھ شامل ہو گیا۔

صلیبیوں کا فرار فرنگیوں نے مسلمانوں کی فوج کا تعاقب کیا۔ انہوں نے ترکمانوں کی پیدل فوج کو بہت نقصان پہنچایا تھا۔ جب فرنگی فوجیں تعاقب میں روانہ ہوئیں تو ترکمانوں کی پیدل فوج فرنگیوں کے خیموں کی طرف پلٹ گئی اور وہاں ان کا تمام مال و سامان لوٹ لیا اور وہاں جو لوگ موجود تھے انہیں قتل کر کے دمشق پہنچ گئے۔

جب فرنگی لشکر شکست خوردہ فوج کا تعاقب کر کے واپس آیا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے خیمے لٹ گئے ہیں۔ وہ بڑی ابتری کی حالت میں بھاگ گئے۔

دشمن کی متحدہ فوج سے مقابلہ ۵۴۳ھ میں جب کہ زنگی حاکم دمشق کو فتح کرنے کا ارادہ کر رہے تھے دمشق میں معین الدین انر صاحب کا وقت نہ تھا۔ فرنگی حکام کو اس کے قتل پر بہت افسوس ہوا اور بیت المقدس اٹھایا۔ فرانس کے فرنگی حکام اور وہ فرنگی جو سمندر کے راستے سے تجارت یا زیارت کے لیے آئے تھے سب اکٹھے ہوئے اور ایک بہت بڑی فوج لے کر دمشق روانہ ہو گئے۔ اس متحدہ لشکر میں دو ہزار سوار تھے اور پیدل فوج بے شمار تھی۔

معین الدین نے عربوں اور ترکمانوں کی فوج میں سے آٹھ ہزار سوار فوج اکٹھی کر لی تھی۔ فرنگی ربیع الاول کے آخر تک دمشق پہنچے اور دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے دمشق کے گرد و نواح میں ایک دن حملہ کرنے کے لیے فوجیں تیار کیں

ہو گیا اور [illegible] نے فتح کیا۔

فرنگیوں کو شکست

اسی سنہ میں تاج الملوک کو معلوم ہوا کہ فرنگی فوج کا ایک دستہ حوران میں گھس آیا ہے اس نے اپنے ایک مخصوص [illegible] شمس الخواص [illegible] کو فرنگی فوج کے مقابلے کے لیے بھیجا اس نے فرنگی فوجوں پر حملہ کیا اور ان کا [illegible] سامان [illegible] لے کر دمشق واپس آ گیا۔

فرنگی [illegible] کو جب اس کی شکست کی خبر ہوئی تو [illegible] قافلہ کا سامان [illegible] دمشق سے بھاگ گئے [illegible] ان کا تعاقب کر کے بہتوں کو قتل کیا اور قیدی بنا لیا۔

اس واقعہ کے بعد تاج الملوک [illegible] [illegible] فتح کر لیا۔

فرنگی حاکم کی شکست

جمادی الآخر [illegible] میں [illegible] ترکمانی فوجیں جمع ہوئیں اور انہوں نے [illegible] کیا [illegible] فرنگی حاکم [illegible] نے ان کے مقابلے کے لیے نکلا۔ انہوں نے اسے [illegible] شکست دی اور اسے بہت نقصان پہنچایا۔ وہ فرنگی حاکم [illegible] کے قلعہ [illegible] کی طرف بھاگ گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔ جب ترکمانوں نے اس کا محاصرہ کیا [illegible] وقت [illegible] فوج [illegible] کے ساتھ نکل کر طرابلس چلا گیا اور ہر طرف سے فرنگیوں کو مدد کے لیے اکٹھا کیا اور انہیں لے کر ترکمان فوج کے مقابلے کے لیے گیا اور ان سے جنگ کی [illegible] ترکمانوں نے فرنگیوں کو شکست دی [illegible] کی طرف بھاگ گئے۔ چونکہ ترکمان فوج ان کا تعاقب نہیں کر سکتی تھی اس لیے واپس چلے گئے۔

بانیاس کی فتح

[illegible] تاج الملوک بوری [illegible] میں فوت ہو گیا [illegible] اس کا فرزند شمس الملوک [illegible] فرنگیوں نے [illegible] کی [illegible] مسلمان [illegible] پہنچتا فرنگیوں [illegible] شمس الملوک نے [illegible] انہوں نے [illegible] شمس الملوک [illegible] بانیاس کے قریب پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں نے اس کی فصیل میں نقب لگا کر اسے فتح کر لیا اور وہاں کے فرنگیوں کا صفایا کیا۔ [illegible] شکست [illegible] قلعہ میں محصور ہو گئی [illegible] [illegible] مقابلہ کرنے کے لیے اکٹھے ہو گئے [illegible] [illegible] ہو گئے۔

شمس الملوک کے مجاہدانہ کارنامے

[illegible] شمس الملوک [illegible] [illegible] فرنگیوں [illegible] [illegible] [illegible] مسلمان اور فرنگی دونوں [illegible] رہتے تھے [illegible] ایک دوسرے کے [illegible] خواہش کر لیتا تھا۔

شمس الملوک نے [illegible] فتح کرنے [illegible] [illegible] میں [illegible] فرنگیوں [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] کے افریقہ پر حملے [illegible]

[illegible] کے عزائم [illegible]

جزیرہ سسلی پر قبضہ [illegible]

روجر ثانی [illegible]

روجر ثانی کے حملے [illegible]

گزار دیتے تھے انہیں وہاں برقرار رکھا اور خود ان پر حکومت کرنے لگے۔

فرنگی قلعوں کی تسخیر: ۵۲۷ھ میں حاکم دمشق شمس الملوک اسماعیل نے امیر خرواش کے زیر قیادت مسلمان فوجیں طرابلس الشام کی طرف بھیجیں اس کے ساتھ ترکمانی فوج اور رضاکار تھے۔ طرابلس کا فرنگی حاکم مقابلے کے لیے آیا۔ مسلمانوں نے جنگ کر کے اسے شکست دی اور اس کی فوجوں کا تعاقب کر کے اسے طرابلس میں محصور کر دیا مسلمانوں نے اس کے بیرونی علاقے کو تباہ کر دیا اور اس کے قلعوں میں سے وادی ابن الاحمر کے قلعہ کو فتح کر لیا اور وہاں کے فرنگیوں کو قتل کیا۔

صلیبیوں کو عسقلان میں شکست: پھر ۵۲۵ھ میں فرنگی فوجیں عسقلان گئیں اور اس کے گرد و نواح کے علاقے کو تباہ کرنے لگیں۔ ان سے مصری فوجیں نکل کر مقابلے پر آ گئیں انہوں نے فرنگیوں کو شکست دی اور وہ ان پر غالب آ گئیں اور وہ شکست کھا کر واپس چلے گئے۔ اس طرح اللہ نے مسلمانوں کو ان کے شر سے بچا لیا۔

طرابلس الغرب میں صلیبی جنگ: جب افریقیہ میں صنہاجی سلطنت کا زوال ہوا اور طرابلس الغرب سے ان کا اقتدار جاتا رہا تو یہاں کے باشندے خود مختار ہو گئے تھے۔ خاندان بنو بادیس کا آخری بادشاہ حسن بن علی بن یحییٰ مہدیہ میں حکمران تھا مگر طرابلس الغرب میں ابو یحییٰ بن مطروح خود مختار حاکم ہو گیا تھا اور یہاں کے لوگوں نے حسن بن علی اور خاندان بنو بادیس کی ماتحتی قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا یہ واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جب فرنگی چاروں طرف اقتدار حاصل کرنے کے لیے کوشش کر رہے تھے چنانچہ شاہ روجر نے اسے فتح کرنے کا ارادہ کیا اس نے بحری بیڑا بھیجا اور ۵۳۷ھ کے آخر میں وہاں جنگ کی اور اس کی فصیل میں نقب لگائی۔

صلیب پرستوں کو شکست: یہاں کے باشندوں نے عربوں سے فوجی امداد طلب کی۔ چنانچہ عربوں نے انہیں فوجی کمک پہنچائی اور وہ فرنگیوں کے مقابلے کے لیے پہنچے۔ انہوں نے فرنگیوں کو شکست دی اور ان کے ہتھیاروں اور مویشیوں کو لوٹ لیا۔

دیگر افریقی مقام پر حملے: فرنگی فوجیں جزیرہ سسلی (صقلیہ) واپس آ گئیں۔ پھر وہ مغرب کی طرف روانہ ہوئے اور بجایہ کے ساحلی مقام جیجل پر حملہ کیا۔ یہاں کے باشندے پہاڑ کی طرف بھاگ گئے انہوں نے اس مقام میں گھس کر اسے لوٹ لیا اور اس محل کو تباہ کر دیا جسے یحییٰ بن العزیز بن حماد نے تعمیر کرایا تھا اور اس کا نام القصر رکھا تھا۔ پھر وہ اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے۔

دوبارہ جنگ: راجر نے دوبارہ ۵۴۱ھ میں ایک بحری بیڑا بھیجا جو طرابلس الغرب پر لنگر انداز ہو گیا اور ان کے جنگجو سپاہی وہیں خیمہ زن ہو گئے انہوں نے بری اور بحری دونوں راستوں سے اس کا محاصرہ کر لیا اور تین دن تک جنگ کرتے رہے۔

خانہ جنگی کے برے نتائج (یہ حقیقت عبرتناک ہے کہ) شہر والے فرنگیوں کی آمد سے پہلے باہمی اختلافات میں

مشغول تھے انہوں نے بنو مطروح کو نکال دیا تھا اور امرائے قوم میں سے ایک ایسے شخص کو اپنا حاکم بنا لیا تھا جو اپنی قوم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نکلا تھا انہوں نے اسے اپنا حاکم تسلیم کیا تھا۔

چنانچہ جب شہر والے فرنگیوں کے ساتھ جنگ کرنے میں مشغول تھے تو اس وقت بنو مطروح کے حامیوں نے موقع غنیمت سمجھا اور انہوں نے اسے اور اس کی فوج کو شہر میں داخل کرا دیا۔ یوں شہر کے اندر خانہ جنگی شروع ہو گئی۔

طرابلس پر فرنگی قبضہ: جب فرنگی فوجوں کو اس خانہ جنگی کا علم ہوا تو انہوں نے بعجلت تمام فصیلوں پر سیڑھیاں لگا دیں اور ان کے ذریعے فصیلوں پر چڑھ کر وہ شہر میں گھس گئے اور اسے فتح کر لیا اور خوب لوٹ مار کی اور شہریوں کو قیدی بنا لیا۔ بہت سے باشندے عرب اور بربری بستیوں کی طرف بھاگ گئے۔

طرابلس کی آباد کاری: جب فرنگیوں نے قتل عام بند کیا اور عام معافی کا اعلان کیا تو مسلمان شہر واپس آئے اور فرنگیوں کو خراج دینا منظور کیا مسلمانوں نے چھ مہینے کے اندر فصیلوں اور شکستہ مقامات کی مرمت کر لی اور ابن مطروح کو اپنا حاکم بنا لیا اور اسے اطاعت کرنے کا پابند بنا لیا پھر صقلیہ (سسلی) میں اعلان کیا گیا کہ جو طرابلس جانا چاہے چلا جائے۔ چنانچہ وہاں لوگ آ گئے اور اس کی آبادی مکمل ہو گئی۔

افریقہ کی اسلامی سلطنت کا زوال: جب صنہاجہ سلطنت کا نظام بگڑ گیا تو قابس کے شہر پر بھی کچھ لوگوں نے قبضہ کر لیا اور دوسرے علاقے بھی خود مختار ہو گئے۔ انہی خود مختار امراء میں سے ابن کامل بن جامع بھی تھا۔ جو قبیلہ ہلال کی ایک شاخ قبیلہ ریاح سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ وہ قبیلہ تھا جسے مصر میں فاطمی حکومت کے خلیفہ المستنصر کے وزیر جرجرائی نے معز بن بادیس اور اس کی قوم کے خلاف بھیجا تھا انہوں نے سلطنت کو کمزور کیا اور اس کا انتظام خراب کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ علاقوں پر انہوں نے قبضہ کر لیا اور کچھ علاقوں پر دوسرے قابض ہو گئے۔

مسلم حکام کی خانہ جنگیاں: انہی خود مختار حکام میں قابس کا حاکم بھی تھا یہاں کا حاکم رشید تھا۔ وہ ۵۴۲ھ میں فوت ہو گیا اس کے بعد اس کے آزاد کردہ غلام یوسف نے اس کے چھوٹے بیٹے محمد بن رشید کو حاکم بنایا اور اس کے بڑے فرزند معمر کو نکال دیا اور چھوٹے بیٹے محمد کو اپنے ماتحت رکھا۔ وہ پوشیدہ طور پر زنان خانے (حرم سرائے) میں بھی آمد و رفت رکھتا تھا۔ جہاں رشید کی بیوی بھی ہوتی تھی۔

یہ لوگ حاکم مہدیہ کے پاس اس کی شکایت لے کر گئے اور مہدیہ کے حاکم حسن بن علی نے یوسف سے اس بارے میں خط و کتابت کی مگر وہ نہیں مانا بلکہ اس نے دھمکی دی کہ وہ فرنگیوں کو قابس میں بلا لے گا۔

فرنگیوں سے ساز باز: اس لیے حاکم مہدیہ نے اس کے خلاف فوجیں بھیجنے کا ارادہ کیا۔ ادھر یوسف نے طرابلس الغرب کے فرنگی حاکم کو اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا اور یہ درخواست کی کہ وہ اسے قابس کا اسی طرح حاکم بنا دے جس طرح اس نے ابن مطروح کو طرابلس الغرب کا حاکم بنایا ہے۔

یوسف کی ہلاکت قابس شہر کے باشندوں کو فرنگی حکام سے ان کی سختیوں کا علم ہو گیا تھا۔ چنانچہ جب حسن بن علی کی فوجیں وہاں پہنچیں تو اہل شہر نے ان فوجوں کے ساتھ مل کر اس کے خلاف اعلان بغاوت کر دیا۔ ایسی حالت میں یوسف محل میں محصور ہو گیا مگر اہل شہر نے محل پر بھی زبردستی قبضہ کر لیا اور یوسف کو گرفتار کر کے رشید کے بڑے بیٹے معمر کو قابس کا حاکم بنا دیا جو اپنے چھوٹے بھائی محمد کی جگہ پر حاکم مقرر ہوا تھا۔

یوسف کو مختلف انواع و اقسام کی تکالیف دی گئیں۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ یوسف کا بھائی عیسیٰ اور اس کا فرزند صقلیہ (سسلی) کے بادشاہ راجر کے پاس پہنچ گئے اور اس کی پناہ میں آ گئے۔

افریقہ میں قحط سالی: ادھر افریقیہ میں ۵۳۷ھ میں سخت گرانی ہو گئی تھی اور یہاں کے اکثر باشندے صقلیہ (سسلی) چلے گئے تھے۔ لوگ ایک دوسرے کو کھانے لگ گئے تھے۔ موت کے علاوہ وبا کی کثرت ہو گئی تھی۔ ایسی حالت میں راجر نے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔

دشمن کے بحری بیڑے کی روانگی: راجر نے اس معاہدہ صلح کو توڑ دیا جو اس کے اور حاکم مہدیہ حسن بن علی کے درمیان کئی سالوں سے قائم تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے بحری بیڑے کو ڈھائی سو کشتیوں سے تیار کیا اور انہیں جنگجو سپاہیوں اور ہتھیاروں سے مسلح کیا۔ اس بحری بیڑا کا افسر جرجی بن میخائیل تھا جو بھاگ کر آیا تھا اور جس کا حال ہم صقلیہ اور مہدیہ کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

اس نے قوصرہ کا قصد کیا۔ وہاں اس نے مہدیہ کی ایک کشتی دیکھی۔ اس نے اسے روک لیا۔ اس نے وہاں کبوتر دیکھے تو اس نے ان کے پنجوں پر اس خبر کو باندھ کر مہدیہ بھیجا کہ "فرنگیوں کا بحری بیڑا قسطنطنیہ سے روانہ ہو کر بندرگاہ کے قریب بحر [illegible] پہنچ گیا ہے۔"

بحری بیڑہ کی ناکامی: مگر اللہ تعالیٰ نے ایسی ہوا چلائی کہ وہ مہدیہ کے قریب نہیں جا سکا۔ یوں اس کا قصد پورا نہ ہو سکا۔ اس لئے اس نے حسن بن علی حاکم مہدیہ کو یہ لکھ بھیجا کہ وہ صلح کے معاہدے پر قائم ہے۔ وہ محض اس لئے آیا ہے کہ محمد بن رشید کے انتقام کا مطالبہ کرے اور اسے اس کا شہر قابس واپس کرے۔

حسن بن علی کا فرار یہ سن کر حسن بن علی نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے مشورہ کیا۔ لوگوں نے جنگ کرنے کا مشورہ دیا مگر اس نے جنگ سے گریز کیا اور خوراک کی کمی کا عذر پیش کیا۔ اس کے بعد وہ اہل و عیال کے ساتھ مسلمانوں کو لے کر شہر سے نکل گئے۔ دوسرے باشندے بھی اپنے اہل و عیال اور ہلکا سا سامان لے کر چلے گئے۔ بہت سے مسلمان گرجوں میں چھپ گئے۔

فتح مہدیہ اس کے بعد فرنگیوں کے بحری بیڑہ کے لئے موافق ہوا چلی اور وہ مہدیہ کی بندرگاہ پہنچ گئے۔ وہ کسی مزاحمت کے بغیر شہر میں داخل ہو گئے۔ بحری بیڑا کا افسر جرجی شاہی محل میں داخل ہوا تو اس حالت میں محل میں سامان سے بھرا ہوا

[illegible]

حسن بن علی کا فرار [illegible]

[illegible] [illegible]

شمالی افریقہ میں مزید فرنگی فتوحات [illegible]

صلیبیوں کی شکست [illegible]

[illegible] کے باہمی اختلافات [illegible]

روجر ثانی کی موت [illegible]

نے قتل عام کیا مگر علماء اور دینی پیشواؤں کو چھوڑ دیا اس لیے وہ اپنے اہل و عیال اور مال و دولت لے کر دیہاتوں میں چلے گئے وہاں وہ دس دن تک رہا۔ پھر وہ مہدیہ ہوتے ہوئے سسلی واپس آ گیا۔

روجر ثانی نے بونہ میں مسلمانوں کے ساتھ امیر البحر کی نرمی کو ناپسند کیا۔ اس لیے اس نے اس کو قید کر دیا۔ پھر اس نے اس پر خلاف مذہب الزامات بھی لگائے چنانچہ بڑے بڑے عیسائی پادریوں نے جمع ہو کر اسے زندہ جلا دیا۔

اس سال کے آخر میں روجر ثانی بیس سال تک حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا تو اس کے بجائے اس کا فرزند ولیم (غلیالم) تخت نشین ہوا۔ وہ بذات خود نیک خصلت تھا۔ مگر اس نے اپنا وزیر مائق البرقانی کو بنایا۔ اس کا انتظام بہت خراب تھا۔ اس لیے سسلی کے قلعہ داروں اور قلوریہ کے باشندوں نے اس کی مخالفت کی اور ان کے امراء نے افریقی باشندوں پر زیادتیاں کیں۔

صلیبیوں کی فتح عسقلان: عسقلان کا شہر فاطمی حاکم ظافر العلوی کے ماتحت تھا۔ فرنگی فوجیں بار بار اس کا محاصرہ کرتی تھیں۔ مصر کے وزراء اس شہر کی مدافعت مال، فوجوں اور ہتھیاروں کے ذریعے کرتے تھے کیونکہ وزراء کا فاطمی خلفاء پر قبضہ تھا۔

جب ۵۴۸ھ میں ابن السلار مارا گیا تو مصر کی سیاسی حالت ابتر ہو گئی۔ یہاں تک کہ عباس وزیر مقرر ہوا۔ اس ابتری کی حالت میں فرنگی فوجیں شام کے علاقے سے روانہ ہوئیں اور انہوں نے عسقلان کا محاصرہ کر لیا مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکے پھر شہر والوں میں اندرونی اختلافات ہونے لگے یہاں تک کہ خانہ جنگی کی نوبت پہنچ گئی چنانچہ فرنگیوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور انہوں نے شہر کو فتح کر لیا اور اس کے بعد وہاں لوٹ مار کی۔

سسلی کی سلطنت کا زوال: روجر ثانی کے مرنے کے بعد اس کا فرزند ولیم (غلیالم) سسلی کا بادشاہ ہو گیا تھا۔ مگر اس کے وزیر کا انتظام درست نہیں تھا اس لیے لوگوں میں اختلاف برپا ہو گیا۔ اس اختلاف کی خبر افریقہ کے ان مسلمانوں کو بھی ہو گئی جو ان کے محکوم تھے۔

روجر نے شہر صفاقس کو فتح کرنے کے بعد مسلمانوں پر انہی کے ایک شخص ابوالحسین الفریانی کو حاکم بنا دیا تھا۔ وہ بڑا عالم اور بیدار تھا۔ جب وہ حکومت نہیں کر سکا تو اس نے اپنے بیٹے عمر کو حاکم بنانا چاہا تو روجر نے اسے حاکم بنا دیا اور ابوالحسین کو سسلی بلوا کر یرغمال کے طور پر رکھ لیا۔ ابوالحسین نے اپنے فرزند عمر کو یہ ہدایت کی تھی:

> "اے میرے پیارے فرزند! میں عمر رسیدہ ہوں اور میری موت قریب ہے اس لیے جب تمہیں موقع ملے تو تم مسلمانوں کو دشمن کے قبضے سے چھڑا لو اور میرے بارے میں کوئی اندیشہ نہ کرو۔"

اسلامی شہروں کی آزادی: چنانچہ جب موجودہ بادشاہ سسلی کے نظام حکومت میں خلل آ گیا تو عمر نے صفاقس کے باشندوں کو ہموار کر کے انہیں فرنگی حکام سے بغاوت پر آمادہ کیا چنانچہ وہ باغی ہو گئے اور انہوں نے ۵۵۱ھ میں فرنگیوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد ابو یحییٰ بن مطروح طرابلس میں اور محمد بن رشید قابس میں واپس آ گئے (اور وہاں حکومت کرنے لگے)۔

(مغرب کے بادشاہ) عبدالمومن کا لشکر بونہ پہنچا اور اسے فتح کر لیا۔ اس طرح مہدیہ اور سوسہ کے علاوہ افریقہ سے

فرنگی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

اہل زویلہ کو پیغام آزادی: عمر الفریانی نے اہل زویلہ کو جو مہدیہ کے قریب رہتے تھے یہ پیغام دیا کہ وہ ان فرنگیوں پر حملہ کر دیں جو ان کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان فرنگیوں پر حملہ کر دیا۔ ان کے آس پاس کے لوگوں نے بھی ان کی مدد کی۔ انہوں نے مہدیہ کے فرنگیوں کے ساتھ بھی جنگ کی اور ان کی خوراک کی رسد منقطع کر دی۔

ابوالحسین کی شہادت: سسلی کے بادشاہ کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے عمر الفریانی کو سفاقس پیغام بھیجا اور اس کے باپ کے انجام سے ڈرایا۔ عمر نے اس کے قاصد کے سامنے ایک نقلی جنازہ دکھا کر یہ کہا: "میں نے اسے دفن کر دیا ہے۔"

جب وہ قاصد یہ پیغام لے کر فرنگی بادشاہ کے پاس پہنچا تو اس نے ابوالحسن کو سولی پر چڑھا دیا اور وہ بھی شہید ہو گیا۔

اہل زویلہ کا قتل عام: سفاقس کے باشندے اور اہل عرب زویلہ کے مقام پر پہنچے اور وہاں کے باشندوں کے ساتھ مل کر مہدیہ کا محاصرہ کر لیا۔ سسلی کے بادشاہ نے مہدیہ والوں کو خوراک اور اسلحہ فراہم کیے اور اہل عرب کو مال و دولت دینی چاہی کہ وہ اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ پھر وہ جنگ کے لیے نکلے تو اہل عرب کو شکست ہوئی۔ اسی حالت میں اہل سفاقس بھی بحری راستے سے اپنے شہر چلے گئے مگر فرنگیوں نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں زویلہ کے قریب پکڑ کر قتل کیا۔ پھر وہ زویلہ کے شہر میں بھی گھس گئے اور وہاں جو موجود تھے ان کا قتل عام کیا۔

سلطان عبدالمومن کا جہاد: اہل زویلہ کے ساتھ فرنگیوں نے جو وحشیانہ سلوک کیا تھا اس کے بارے میں وہ فریاد کرنے کے لیے مغرب کے بادشاہ عبدالمومن کے پاس پہنچے اور امداد کے لیے درخواست کی۔ بادشاہ نے ان کی فریاد رسی کی اور ان کی امداد کرنے کا وعدہ کیا۔ یہ لوگ اس کی مہمان نوازی اور لطف و کرم سے مستفید ہوتے رہے پھر اس نے فوج کشی کی تیاری کی اور اپنے حکام کو ہدایت کی کہ وہ پیداوار وصول کریں اور ترقی زراعت کے لیے کنویں کھدوائیں۔

فتح تونس: پھر وہ ماہ صفر ۵۵۴ھ میں ایک لاکھ فوج لے کر روانہ ہوئے۔ اس کی اگلی فوج مہدیہ کے حاکم حسن بن علی کی زیر قیادت تھی۔ اس فوج نے تونس کا اسی سال کے درمیانی عرصہ میں محاصرہ کر لیا۔ وہاں باقی ماندہ صنہاجی سلطنت کا ایک حاکم احمد بن خراسان حکومت کرتا تھا۔ شاہ عبدالمومن کے بحری بیڑے نے اس کا سمندر کی طرف سے بھی محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد شہر کے دس معزز افراد سیڑھیوں کے ذریعے شہر پناہ سے اترے اور انہوں نے نہ صرف اپنے لیے بلکہ تمام اہل شہر کے لیے پناہ کی درخواست کی۔ لہذا بادشاہ نے شہر والوں کو اس شرط پر پناہ دی کہ وہ اپنے مال میں انہیں بھی شریک کریں گے اور حاکم شہر احمد بن خراسان کو اس کے حوالے کر دیں گے۔

مہدیہ کا محاصرہ: جب یہ معاہدہ مکمل ہو گیا تو بادشاہ اپنی فوج لے کر مہدیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کا بحری بیڑہ

سمندر میں ان کے آگے تھا۔ وہاں یہ فوج اسی سال کے ماہ رجب کی چودہ تاریخ کو پہنچ گئی۔ وہاں فرنگیوں کے شہزادے اور سپہ سالار تھے فرنگیوں نے مہدیہ سے تھوڑے فاصلے پر زویلہ کے مقام کو ویران کر دیا تھا لہٰذا شاہ عبدالمومن نے اسی وقت اسے آباد کر دیا اور مہدیہ کا بیرونی میدان اس کی فوج سے بھر گیا۔ اس نے چند دنوں تک شہر کا محاصرہ کیا چونکہ خشکی کے راستے سے میدان جنگ بہت تنگ تھا اور سمندر اسے گھیرے ہوئے تھا۔ اس لیے یہ شہر سمندر میں ایسے ہاتھ کی مانند تھی جس کا بازو خشک زمین میں ہو۔ بہرحال، بادشاہ کے بحری بیڑے نے سمندر میں اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔

شاہ عبدالمومن بذات خود حسن بن علی کے ساتھ بحری بیڑے میں سوار ہو کر سمندر میں چاروں طرف شہر کا معائنہ کرتا رہا تو معلوم ہوا کہ وہ شہر بحری راستے سے بہت محفوظ ہے اس لیے اس نے محاصرہ کو طول دے دیا اور خوراک کی رسد جمع کر لی۔

افریقی حکام کی اطاعت: نیز صفاقس، طرابلس اور جبال نفوسہ کے باشندوں نے اس کی اطاعت قبول کرنے کے پیغام بھیجے۔ تاہم اس نے قابس کی طرف ایک لشکر بھیج کر اسے فتح کر لیا اس نے اپنے فرزند عبداللہ کو آس پاس کے علاقوں میں فوج دے کر بھیجا۔ چنانچہ اس نے وہاں بہت سے شہر فتح کر لیے۔

پھر بادشاہ کے پاس قفصہ کا حاکم یحییٰ بن تمیم اپنے معززین اور کبار سلطنت کے ساتھ آیا اور اپنی اطاعت کا اقرار کر لیا۔ اس پر شاہ عبدالمومن نے انعام کے طور پر اسے ایک ہزار دینار دیے۔

بحری جنگ: جب ماہ شعبان کا آخری دن ہوا تو سسلی (صقلیہ) سے ڈیڑھ سو کشتیوں کا ایک مسلح بحری بیڑہ وہاں ایک جزیرہ میں پہنچا اور اسے تاراج کر دیا اس کے بعد حاکم صقلیہ نے پیغام بھیجا کہ اس کا بحری بیڑہ مہدیہ کا قصد کر رہا ہے۔ جب وہ بندرگاہ کے قریب پہنچا تو شاہ عبدالمومن کے بحری بیڑوں نے اس وقت حملہ کیا جب کہ اس کی فوج خشکی پر موجود تھی۔

سلطان کی دعا کا اثر: یہ حالت دیکھ کر شاہ عبدالمومن سجدہ میں گر پڑا اور اپنے چہرہ کو خاک آلود کر کے خدا سے (فتح و نصرت کی) دعا مانگنے لگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرنگی بحری بیڑہ کو شکست ہوئی اور وہ واپس چلے گئے مسلمانوں کا بحری بیڑہ فتح مند ہوا اس کے بعد مہدیہ کے باشندے فوجی امداد سے مایوس ہو گئے تاہم وہ سال کے آخر تک اس محاصرہ کو صبر کے ساتھ برداشت کرتے رہے جب وہ اس محاصرہ سے بہت تنگ آ گئے تو انہوں نے شاہ عبدالمومن کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ شاہ موصوف نے فرنگیوں کو مسلمان ہونے کی دعوت دی۔

صلیب پرستوں کی واپسی: مگر انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تاہم زبانی طور پر وہ اطاعت کا اقرار کرتے رہے آخرکار شاہ موصوف نے انہیں پناہ دی اور (وہاں سے چلے جانے کے لیے) انہیں کشتیاں دیں۔ اور وہ ان کشتیوں میں سوار ہو گئے۔ مگر چونکہ ان دنوں موسم سرما تھا اس لیے سمندر میں طوفان آ گیا اور وہ فرنگی ڈوب گئے اور بہت کم لوگ بچ سکے۔

فتح مہدیہ: آخر کار شاہ عبدالمومن ماہ محرم ۵۵۵ھ کو مہدیہ میں داخل ہو گیا۔ اس طرح فرنگیوں کی وہاں بارہ سال کی

حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

شاہ موصوف وہاں تین دن رہا۔ اس نے شہر کے معاملات کو درست کیا اور وہاں فوج کے جو دستے متعین کیے اور ان لوگوں نے بکثرت سامان خوراک مہیا کیا اور اپنے ایک ساتھی کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اس کے ساتھ (سابق حاکم) حسن بن علی کو بھی رکھا اور اس کے اور اس کی اولاد کے لیے جاگیریں مقرر کیں اور اپنے حاکم کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس کے مشورہ اور رائے کے مطابق کام کیا کرے۔

شیر کوہ کا حملہ مصر: سلطان نور الدین العادل نے ۵۵۹ھ میں سلطان صلاح الدین کے چچا اسد الدین شیر کوہ بن شادی کو فوج دے کر بھیجا تاکہ وہ فاطمی خلیفہ العاضد کے وزیر شاور کی مدد کرے جو اپنے حریف ضرغام کے ساتھ جنگ کر رہا تھا۔

اس نے مزید ساتھ سلطان نور الدین خود بھی دمشق سے اپنی فوجیں لے کر فرنگیوں کے علاقے کی طرف روانہ ہوا تاکہ وہ فوجیں اسد الدین شیر کوہ کے خلاف جنگ کرنے سے رک جائیں۔ جب اسد الدین شیر کوہ مصر پہنچا تو ضرغام کا بھائی ناصر الدین مصری فوجیں لے کر مقابلہ کے لیے نکلا۔ اسد الدین شیر کوہ نے اسے تل بسطہ کے مقام پر شکست دی اور پھر اس کا تعاقب کیا پھر اس نے اس سال کے درمیانی زمانے میں قاہرہ فتح کر کے شاور کو مصر کا وزیر بنا دیا۔

وزیر مصر کی غداری: مگر شاور نے جلد ہی معاہدہ کی خلاف ورزی کی کیونکہ وہ اسد الدین شیر کوہ سے خائف تھا اس لیے اس نے پوشیدہ طور پر فرنگیوں کو اس کے خلاف جنگ کرنے کے لیے بلایا اور انہیں بہت مال و دولت کا لالچ دلوایا۔ لہٰذا وہ فرنگی مصری علاقوں کو فتح کرنے کا ارادہ کرنے لگے۔

بیت المقدس کا فرنگی بادشاہ فرنگی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا اس کے ساتھ مسلمانوں کی فوجیں بھی شامل ہو گئیں اور وہ سب اسد الدین شیر کوہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے روانہ ہو گئیں اور بلبیس کے مقام پر انہوں نے شیر کوہ کا محاصرہ کر لیا اور تین ماہ تک محاصرہ کرتے رہے مگر کامیاب نہیں ہو سکے۔

صلح کی درخواست: پھر انہیں یہ اطلاع ملی کہ نور الدین العادل نے ان کے ساتھی فرنگیوں کو حارم کے مقام پر شکست دے کر اسے فتح کر لیا ہے اور اس کے بعد وہ بانیاس روانہ ہو گیا ہے۔ اس خبر کو سن کر ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور انہوں نے اسد الدین شیر کوہ سے مصالحت کی درخواست کی۔ لہٰذا وہ بلبیس سے شام کی طرف روانہ ہوا (اور ان سے صلح کر لی)۔

دوبارہ حملہ: سلطان اسد الدین شیر کوہ دوبارہ ۵۶۲ھ میں مصر آیا۔ اس نے دریائے نیل کو اطفیح کے مقام سے عبور کیا اور جیزہ میں اتر گیا۔ یہ خبر سن کر وزیر مصر شاور نے فرنگیوں سے فوجی امداد طلب کی تو وہ اپنی فوجیں لے کر اس کی طرف روانہ ہو گئے اور اسی وقت اسد الدین شیر کوہ بالائی مصر تک پہنچ گیا تھا اس لیے مصری اور فرنگی فوجیں اس کے تعاقب میں روانہ ہوئیں اور اسے جا پکڑا۔

شیرکوہ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا۔ وہ سب جنگ کرنے پر متفق تھے۔ جب مصری اور فرنگی فوجیں وہاں پہنچیں تو وہ صف بندی کر رہا تھا۔

شیرکوہ کی کامیاب جنگی چال چنانچہ اس نے فوج کے قلب (مرکزی حصہ) میں زنگی فوجوں کے حصے کے اندر سے اپنا قائم مقام مقرر کر دیا اور خود اپنے منتخب دلیر ساتھیوں کے ساتھ میمنہ (دائیں طرف کی فوج) میں شامل ہو گیا۔

فرنگیوں نے اس کے قلب (مرکزی حصہ کی فوج) پر حملہ کیا اور اس حصہ فوج کو شکست دے کر اس کا تعاقب کیا۔

(اسد الدین شیرکوہ نے یہ چال چلی کہ) اس نے فرنگیوں کی غیر موجودگی میں ان کی فوج کے پچھلے حصہ پر جسے وہ چھوڑ گئے تھے حملہ کر کے اسے پسپا کر دیا اور ان کا قتل عام کیا۔ چنانچہ جب فرنگی فوجیں اس کے مرکزی حصے (قلب) پر حملہ کرنے کے بعد واپس آئیں تو شکست کھا گئیں اور ان کے ساتھی سب کو پسپا ہونا پڑا اور وہ سب مصر واپس چلے گئے۔

مشروط مصالحت اسد الدین شیرکوہ نے اسکندریہ پہنچ کر مصالحت کے ساتھ اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے بھتیجے غازی صلاح الدین یوسف کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ جب فرنگی فوجوں نے اس کا محاصرہ کیا تو اس کا چچا شیرکوہ بالائی مصر کی طرف چلا گیا۔ آخرکار فرنگیوں نے صلح کا پیغام بھیجا تو شیرکوہ نے مصالحت کے لیے یہ شرط رکھی کہ فرنگی اسے پچاس ہزار دینار (تاوان کے طور پر) دیں اور شہر میں کوئی فرنگی مقیم نہیں رہے گا اور وہ شہر کی کسی چیز پر قبضہ نہیں کریں گے۔

فرنگیوں نے یہ شرائط قبول کر لیں اور وہ شام واپس چلے گئے۔

صلیب پرستوں کا معاہدہ پھر اہل مصر نے اسکندریہ پر قبضہ کر لیا اور اہل مصر اور فرنگیوں کے درمیان یہ معاہدہ ہوا کہ قاہرہ میں ان کی نگران فوج رہے گی اور انہیں یہ اختیار حاصل ہو گا کہ وہ قاہرہ کے پھاٹک کھولنے اور بند کرنے کا انتظام کریں اور انہوں نے یہ شرط بھی رکھی کہ مصر کے خراج میں سے فرنگیوں کو ایک لاکھ دینار سالانہ دیے جائیں گے۔

یہ معاہدہ طے کرنے کے بعد فرنگی فوج شام کے ساحل پر اپنے شہروں کی طرف واپس چلی گئی۔

مصر کا محاصرہ قاہرہ میں فرنگیوں کے جو نگران تھے انہوں نے فرنگیوں کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ آ کر مصر پر قبضہ کر لیں وہ اس سلسلے میں ان کا کام آسان کر دیں گے۔

اس زمانے میں شام کے فرنگیوں کا بادشاہ مری تھا۔ اس جیسا بہادر اور عقلمند بادشاہ ان میں سے اس سے پہلے کوئی نہیں آیا تھا۔ اس نے یہ مشورہ دیا کہ "مصر سے خراج وصول کرنا ہمارے لیے اسے فتح کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور ممکن ہے کہ وہ مجبور ہو کر نور الدین کو اپنا مالک بنا دیں۔ پھر ہمیں اس سے پہلے اس کے بادشاہ کو اس سے جنگ اور مصالحت کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی۔"

مگر فرنگیوں نے اس کا یہ مشورہ تسلیم نہیں کیا۔ وہ بولے:

"مصر کو فتح کر کے ہماری طاقت بڑھ جائے گی۔"

مجبور ہو کر اس کے بادشاہ نے ان کی رائے پر عمل کیا اور وہ سب مل کر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ فرنگی فوجیں وہ

مصر (فسطاط) کی طرف بڑھیں تنیس کے مقام پر پہنچ گئیں۔ اور اسے فتح کر کے وہاں لوٹ مار کی۔ پھر انہوں نے قاہرہ کی طرف کوچ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

آتش زدگی مصر کے وزیر شاور نے مصر (فسطاط) کو آگ لگانے کا حکم دیا اور یہ حکم بھی دیا کہ اس کے باشندے قاہرہ منتقل ہو جائیں۔ چنانچہ وہ شہر جل گیا اور وہاں کے باشندوں کا مال لوٹ لیا گیا۔ یہ آگ فرنگیوں کی آمد سے دو دن پہلے لگائی گئی تھی مگر یہ دو مہینے تک بھی نہیں بجھ سکی۔

فرنگیوں سے مصالحت: مصر کے فاطمی خلیفہ عاضد نے سلطان نورالدین کے پاس امداد کے لیے اپنا فریادی بھیجا۔ تاہم جب محاصرہ سخت ہو گیا تو وزیر مصر شاور نے فرنگیوں کے بادشاہ کو دس لاکھ دینار پر صلح کر لینے کی تجویز پیش کی اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ دھمکی بھی دی کہ بصورت دیگر سلطان نورالدین کی فوجیں وہاں پہنچ جائیں گی۔

فرنگیوں نے اس کی یہ تجویز مان لی اور مصری حکومت کی طرف سے ایک لاکھ دینار دے دیے گئے اور بقایا رقم مال کی وصولی کے بعد دینے کا وعدہ کیا گیا مگر وہ وصول نہیں ہو سکا اس لیے فرنگی بقایا رقم کا تقاضا کرتے رہے۔

شیرکوہ کی روانگی مصر: اس درمیانی مدت میں اہل مصر نے سلطان نورالدین کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ وہ فرنگیوں کے خلاف ان کی فوجی امداد کرے اور وہ اسد الدین شیرکوہ کو ایک لشکر دے کر بھیجے جو مصر میں قیام کرے اور اس کے بدلے میں اہل مصر مصر کی آمدنی کا تہائی حصہ ادا کریں گے اور اسد الدین شیرکوہ کو جاگیریں دی جائیں گی اور فوج کے اخراجات برداشت کریں گے۔

(اس پیغام کے جواب میں) سلطان نورالدین نے اسد الدین شیرکوہ کو حمص سے بلوایا جہاں اس کی جاگیر تھی اس نے فوراً حکم دیا کہ وہ مصر کی طرف فوج کشی کرے۔ سلطان نے مویشی گھوڑوں اور ہتھیاروں کے علاوہ دو لاکھ دینار مزید اخراجات کے لیے دیے اور اسے فوج اور خزانوں کا خود مختار سپہ سالار بنا دیا۔ (وہ جنگی ضروریات کے لیے جو چاہے خرچ کر سکتا ہے)

چنانچہ شیرکوہ چھ ہزار فوج لے کر روانہ ہوا۔ اس نے فوج کی تمام خامیوں کو دور کیا اور ہر فوجی سوار کے لیے بیس دینار مقرر کیے اس کے ہمراہ دیگر امراء اور حکام بھی شامل تھے جن میں سے ان کا آزاد کردہ غلام عزالدین جردیک، عزالدین قلج، شرف الدین برغش، عین الدولہ یاروقی، قطب الدین ینال بن حسان اور اس کے بھائی ایوب کا فرزند غازی صلاح الدین یوسف قابل ذکر تھے۔

شیرکوہ کا استقبال جب اسد الدین شیرکوہ مصر کے قریب پہنچا تو (اس لشکر کی آمد کی خبر سن کر) فرنگی فوجیں وہاں سے رخصت ہو گئیں اور اپنے شہروں کی طرف روانہ ہو گئیں۔ شیرکوہ اس سال کے درمیانی عرصے میں مصر میں داخل ہو گیا تو خلیفہ عاضد نے (اس کا اور اس کی فوجوں کا استقبال کیا اور) اسے خلعت فاخرہ عطا کیا اور اس کی فوجوں کے بہت وظائف مقرر کیے۔

شاور کا قتل: مصر کے وزیر شاور نے اس دفعہ بھی متفقہ معاہدہ کو پورا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیا اور شیرکوہ کو گرفتار کر کے اس کی فوجوں کو فرنگیوں کے مقابلے میں استعمال کرنے کی سازش کی مگر یہ سازش کامیاب نہیں ہو سکی۔ کیونکہ اسد الدین شیرکوہ نے اس کے برے ارادوں کو بھانپ لیا تھا۔ لہٰذا اس کے بھتیجے صلاح الدین اور اس کے آزاد کردہ غلام عز الدین جردیک نے اسے امام شافعی کے مزار کے قریب پکڑ کر اسے قتل کر دیا۔

شیرکوہ کا انتظامِ سلطنت: اس کے بعد فاطمی خلیفہ عاضد نے اپنی سلطنت کا انتظام اسد الدین شیرکوہ کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد فرنگی فوجیں وہاں نہیں پہنچ سکیں۔

اسد الدین شیرکوہ کی وفات کے بعد سلطان صلاح الدین نے مصر کا انتظامِ سلطنت سنبھالا اور یہ اسلامی ملک فرنگیوں کی یلغار سے محفوظ ہو گیا۔ جیسا کہ ہم سلطان موصوف کے حالات میں بیان کریں گے۔

شہر دمیاط کا محاصرہ: جب اسد الدین شیرکوہ نے مصر کو فتح کر لیا تو فرنگیوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ شام اور ساحلِ شام پر ان کے مقبوضہ علاقوں پر بھی قبضہ کر لے۔ اس لیے انہوں نے اپنی قوم اور خاندان کے ان باشندوں کو خطوط لکھے جو جزائرِ سسلی (صقلیہ) اور فرانس میں تھے کہ وہ مصر کو فتح کرنے میں ان کی فوجی امداد کریں۔ انہوں نے بیت المقدس سے اپنے عیسائی پادریوں اور راہبوں کو بھی ان ممالک کی طرف بھیجا تاکہ وہ انہیں مذہبی جوش دلا کر انہیں اپنی حمایت پر آمادہ کریں۔ انہوں نے ان سے (فرنگی) شہزادوں سے مصر کے شہر دمیاط آنے کا وعدہ لیا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ اس شہر پر قبضہ کر کے سارے مصر کو فتح کرنے کا ذریعہ بنیں گے۔ لہٰذا وہ سب کے سب شہر دمیاط کے قریب جمع ہو گئے اور سلطان صلاح الدین کے ابتدائی عہدِ حکومت میں اس کا محاصرہ کر لیا۔

صلیب پرستوں کا مقابلہ: سلطان صلاح الدین نے اہلِ شہر کی فوج اور مال سے مدد کی اور وہاں بذاتِ خود پہنچا اس نے سلطان نور الدین کو بھی یہ پیغام بھیجا کہ وہ بہت جلد مصر فوجی کمک بھیجے کیونکہ مصر کو سخت خطرہ درپیش ہے۔ سلطان نور الدین نے اس پیغام کے بعد وہاں لگاتار فوجی کمک بھیجی اور خود بھی فوج لے کر شام کے فرنگی مقبوضات کی طرف کوچ کیا اور ان علاقوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ ادھر فرنگی فوجوں نے پچاس دن تک دمیاط کا محاصرہ کیا اور اس کے بعد انہوں نے محاصرہ اٹھا لیا۔

فرنگیوں نے شام میں زنگی خاندان کے عہدِ حکومت اور ایوبی خاندان میں جو حملے کیے تھے ان کا حال ان دونوں حکومتوں کے واقعات میں بیان کیا جائے گا۔ اب صرف وہ واقعات بیان کیے جا رہے ہیں جن کا تعلق روم کے قبضے سے قسطنطنیہ کے فتح کرنے سے ہے۔

فتح قسطنطنیہ

جب ان صلیب پرست فرنگیوں نے شام کے اسلامی شہروں پر قبضہ کر لیا تو ان کے تعلقات قسطنطنیہ کے رومی حکومت کے ساتھ بھی تبدیل ہوتے رہے۔ کبھی ان کے ساتھ بھی جنگ ہوتی تھی اور کبھی صلح ہو جاتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان فرنگیوں نے مسلمانوں کی ان سرحدوں پر قبضہ کیا تھا جو رومی سرحدوں کے قریب تھیں اور یہ علاقے پہلے رومیوں کے قبضے میں تھے اس لیے مسلمانوں کے برخلاف رومیوں نے جنگ میں ان فرنگیوں کی مدد کی تھی مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان صلیب پرستوں نے آخر میں قسطنطنیہ بھی فتح کر لیا اور یہ تخت شہر رومیوں کے ہاتھ سے نکل گیا اور ایک عرصہ تک صلیبی فرنگیوں کے قبضہ میں رہا۔ آخر کار ان کے ایک رومی بادشاہ اشکری نے اس شہر کو ان صلیبی فرنگیوں کے قبضہ سے چھڑایا۔

فتح کے اسباب واقعات یہ ہیں کہ شاہ روم نے ان فرنگی بادشاہوں کے ساتھ رشتہ قائم کر لیا یعنی ان کی ایک لڑکی کی شادی روم کے بادشاہ سے ہوئی اور اس کے بطن سے ایک فرزند تولد ہوا جس کا ماموں افرنسیس تھا۔ اس کے والد کا بھائی اس پر چڑھ آیا اور اس نے اس کے قبضہ سے ملک کو چھین کر اسے قید کر دیا۔

مگر اس کا لڑکا کسی طرح وہاں سے بھاگ کر فرنگی بادشاہ کے پاس جو اس کا ماموں تھا چلا گیا۔ وہ ایسے زمانے میں اس کے پاس پہنچا تھا جبکہ فرنگی فوجیں بیت المقدس کو مسلمانوں کے قبضے سے چھڑانے کی تیاریاں کر رہی تھیں کیونکہ سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس فتح کر لیا تھا لہٰذا بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لیے یورپ کے تین بادشاہ آئے ہوئے تھے ان میں سے ایک وینس کا بادشاہ تھا دوسرا وہ تھا جس کا بحری بیڑا تھا جس میں سوار ہو کر وہ اور اس کی فوج آئی ہوئی تھی وہ بہت بڑا عالم اور بوڑھا تھا اور ایک رہنما کے بغیر تو وہ سوار ہو سکتا تھا اور نہ چل سکتا تھا اور تیسرا شخص شاہ افرنسیس کا نمائندہ تھا جس کا نام مرکیش تھا۔ تیسرا بادشاہ ”کند افلید“ کے نام سے موسوم تھا۔ اس کی فوج کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔

شاہ افرنسیس نے اپنے بھانجے کو ان کے ساتھ بھیجا اور فوج کو یہ ہدایت کی کہ وہ قسطنطنیہ پر اس کی بادشاہت کی حمایت کریں۔

رومیوں سے جنگ: چنانچہ یہ فوج ماہ ذوالقعدہ ۵۹۹ھ میں قسطنطنیہ پہنچی اس لڑکے کا چچا (جس نے تخت پر قبضہ کر لیا تھا) مقابلے کے لیے نکلا اور فوج سے جنگ کرتا رہا۔ اس لڑکے کے حامیوں نے گروہ بنا لی تھی شہر میں آگ لگا دی جس کی وجہ سے اس کا لشکر پریشان ہو کر واپس چلا گیا۔ پھر اس کے حامیوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا اس طرح صلیبی فرنگی شہر میں گھس گئے اور اس لڑکے کا چچا بھاگ گیا۔ ان صلیبی فرنگیوں نے لڑکے کو بادشاہ بنا دیا۔

صلیبیوں کا قبضہ: فرنگیوں نے اس لڑکے کے والد کو قید خانے سے رہا کر دیا مگر حکومت پر خود قابض ہو گئے۔ انہوں نے عوام کا مال ضبط کر لیا اور فروخت کے مال پر بھی قبضہ کر لیا۔ وہاں کے گرجوں میں صلیبوں اور حضرت مسیح اور ان کے حواریوں کے بتوں پر جو سونا چڑھا ہوا تھا وہ سب انہوں نے نکال لیا اس طرح [illegible]

سے بھی روپیہ وصول کیا۔

اہل شہر کا محاصرہ: شہر کے رومیوں کو یہ حرکت بہت ناگوار محسوس ہوئی اس پر انہوں نے اس لڑکے کو پکڑ کر مار ڈالا اور شہر سے تمام صلیبی فرنگیوں کو نکال دیا۔ یہ واقعہ ہونے کے درمیانی عرصے میں ہوا۔ فرنگیوں نے شہر کے باہر ڈیرا جمایا اور شہر والوں کا محاصرہ کر لیا۔

رومیوں نے قونیہ کے بادشاہ رکن الدین سلیمان بن قلیج ارسلان سے اس کی فریاد کی مگر اس نے ان کی کوئی مدد نہیں کی۔

رومیوں کا قتل: شہر میں ان فرنگیوں میں سے بہت سے لوگ رہتے تھے جن کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی۔ جب رومی فوجیں باہر ان سے فرنگی محاصرین سے مصروف جنگ ہو رہی تھیں تو اندرون شہر فرنگی فوجوں نے شہر کے اندر بغاوت کر دی اور شہر میں دو روز تک لڑائی رہی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیرون شہر کی فرنگی فوجیں اندر گھس آئیں اور شہر میں جا بجا آگ لگا دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیرون شہر کی فرنگی فوجیں اندر گھس آئیں اور بعض فرنگیوں نے نہایت بری حالت میں بہت سے رومی بھاگ کر گرجوں میں چھپ گئے ان کا سب سے بڑا گرجا صوفیا تھا۔ مگر ان سے بھی نہ بچ سکے یہ لوگ وہاں بھی قتل ہوئے قتل و غارت کو روکنے کے لیے آگے بڑھے پادری اور عیسائی پیشوا انجیل اور صلیب ہاتھ میں لے کر (مذہب عیسوی کا واسطہ دیتے ہوئے) باہر نکلے مگر ان فرنگیوں نے انہیں بھی قتل کر دیا۔

نیا بادشاہ: اس کے بعد جب فرنگی بادشاہوں کے درمیان قسطنطنیہ کی غنیمت کے بارے میں جھگڑا ہوا آخرکار قرعہ اندازی ہوئی اور قرعہ میں کونٹ فلینڈرز کا نام نکلا تو وہ قسطنطنیہ کا بادشاہ ہوا۔ مگر شہر یونان کے کئی جزیرے اور جنوبی علاقے (کریٹ اور دوسرے جزیرے وغیرہ) وینس کے بادشاہوں کے ماتحت رہے اور فرانسیسی نوابوں کے قبضہ میں مشرقی حصہ رہا۔ مگر کچھ ہی عرصہ بعد بالڈون قسطنطنیہ کا بادشاہ ہو گیا اور اپنی وفات تک اس کا بادشاہ رہا۔

دوبارہ قبضہ: قسطنطنیہ کے مشرقی حصہ پر روم کا ایک بطریق (جان بٹاتزیس) قابض ہو گیا تھا جس کا دارالحکومت نائسیا تھا۔ وہ فرنگی بادشاہ کے مرنے کے بعد قسطنطنیہ پر قابض ہو گیا تھا اور اس نے اس شہر کو یورپ کے فرنگیوں اور صلیبیوں کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔

باب : پنجم

دیار بکر کی سلطنت بنو ارتق

ارتق بن اکسک اسے اکسب بھی کہا جاتا ہے مگر اکسک زیادہ صحیح ہے۔ اصفہان ملک شاہ بن الپ ارسلان بن داؤد سلجوقی بادشاہ تھا تمام ترکمانیوں نے ان کی سلطنت میں قابل تعریف کارنامے انجام دیے۔ وہ حلوان اور اس کے قریبی اضلاع عراق کا حاکم تھا۔

ارتق کا حال: جب سلطان ملک شاہ نے ۴۷۷ھ میں موصل کا محاصرہ کرنے کے لیے فخر الدولہ بن جہیر کی سرکردگی میں فوجیں بھیجی تھیں تو اس نے ان کے بعد ارتق کی قیادت میں ایک دوسرا لشکر بھی اس مقصد کے لیے بھیجا۔ آمد کے مقام پر قریش نے شکست دی۔ پھر اس نے آمد کا محاصرہ کر لیا اور اندرونی طور پر اس نے [illegible] مال غنیمت دی جائے۔ اس کے بعد [illegible] پھر ارتق کو سلطان کی طرف سے خوف لاحق ہوا تو وہ سلطان تتش کے ساتھ مل گیا اور حلب کا محاصرہ کرنے کی [illegible] پر حملہ کیا۔ تتش نے اس کا مقابلہ کر کے اسے شکست دی۔ تاہم ارتق نے اس جنگ میں بڑی بہادری کے جوہر دکھائے۔

اس کے بعد تتش نے جب [illegible] کو فتح کر لیا [illegible] ارتق کو [illegible] دی اور اس نے اسے سلطان تتش سے پایا۔

ارتق کی وفات: جب بیت المقدس میں ارتق ۴۸۴ھ میں فوت ہو گیا تو اس کے دونوں فرزند ابو الغازی اور سقمان اس کے جانشین ہو گئے ان کے پاس رہا اور سروج کے علاقے تھے۔

انطاکیہ کا محاصرہ: جب ۴۹۱ھ میں فرنگیوں نے انطاکیہ کو فتح کر لیا تو شام کے امراء اور دیار بکر کے حکمرانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اس محاصرہ میں سقمان نے قابل تعریف کارنامے انجام دیے۔ پھر ان مسلمانوں کے نظام میں پھوٹ پڑ گئی اور وہ بھاگ گئے۔

بیت المقدس پر قبضہ: اہل مصر نے ان سے بیت المقدس کو چھیننے کا ارادہ کیا چنانچہ ملک افضل جو مصر کا خود مختار حکمران بن بیٹھا تھا فوجیں لے کر پہنچا اور اس نے چالیس دن تک ان کا محاصرہ کیا اور منجنیقیں لگا کر اس پر قبضہ کر لیا۔ ارتق کے دونوں فرزند سقمان اور ابو الغازی اور ان کا بھتیجا یاقوتی اور ان دونوں کا چچا زاد بھائی سونج (اس کے استقبال کے لیے) نکلے۔

افضل نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ پھر وہ بیت المقدس پر قبضہ کر کے مصر لوٹ آیا۔

پھر فرنگی فوجیں آ گئیں اور بیت المقدس پر قابض ہو گئیں۔ جیسا کہ سلجوقی سلطنت کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

بنو ارتق کا حال: ابو الغازی عراق آ گیا اور وہاں بغداد کے کوتوال کے عہدہ پر سرفراز ہوا۔ اس کا بھائی سقمان رہا چلا گیا اور وہاں رہنے لگا، اس کی موصل کے حاکم کربوقا کے ساتھ بہت جھڑپیں ہوتی رہیں۔ ایک جنگ میں اس کا بھتیجا یاقوتی گرفتار کر لیا گیا تھا۔

کربوقا ۴۹۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد موسیٰ ترکمانی موصل کا حکمران ہوا، وہ قلعہ کیفا میں اس کا نائب تھا۔ جزیرہ ابن عمر کا حاکم جکرمش اس کے خلاف صف آرا ہوا اور اس نے اسے موصل میں محاصرہ کر لیا۔ اس موقع پر موسیٰ ترکمانی نے سقمان سے فوجی کمک طلب کی اور اس کے بدلے میں اس نے قلعہ کیفا دینے کا وعدہ کیا۔ اب سقمان فوج لے کر مدد کے لیے پہنچا اور جکرمش کو وہاں سے بھگا دیا۔ جب موسیٰ سقمان سے ملاقات کے لیے شہر سے باہر نکلا تو اس کے ایک ساتھی نے غداری کر کے موسیٰ کو قتل کر دیا۔ سقمان نے قلعہ کیفا جا کر اسے فتح کر لیا۔

متحدہ حملہ: پھر ابو الغازی اور کمشتکین الخصیری[1] کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا کیونکہ قیصری کو سلطان برکیارق نے بغداد کا کوتوال بنا کر بھیجا۔ ابو الغازی سلطان محمد کی طرف سے پہلے سے اس عہدہ پر فائز تھا۔ اس لیے اس نے قیصری کو بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ پھر اس نے اپنے بھائی سقمان سے فوجی امداد طلب کی۔ چنانچہ وہ قلعہ کیفا سے اپنی فوج لے کر وہاں پہنچا اور اس نے تکریت کو لوٹ لیا۔ پھر ابو الغازی بھی اس کے پاس گیا اور اس کے ساتھ حاکم حلہ صدقہ بن مزید بھی شامل ہو گیا اور ان سب نے مل کر بغداد کے گرد و نواح میں تباہی مچائی اور شہر والوں پر بھی حملہ کیا۔

خلیفہ نے انہیں صلح کا پیغام بھیجا اور یہ وعدہ کیا کہ قیصری واسط چلا جائے گا۔ چنانچہ وہ واسط چلا گیا۔ اس کے بعد ابو الغازی بغداد آ گیا اور سقمان اپنے شہر کی طرف چلا گیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔

سلطنت کی توسیع: پھر بلک بن بہرام جو سقمان کا بھتیجا تھا ۴۹۷ھ میں عرب کی قوم سے عانہ پر قابض ہو گیا۔ سروج کا شہر بھی اس کے قبضے میں تھا جسے فرنگیوں نے چھین لیا تو اس لیے وہ عانہ گیا اور اسے بنو یعیش بن عیسیٰ سے چھین لیا۔ انہوں نے صدقہ بن مزید حاکم حلہ سے فوجی کمک طلب کی تو وہ فوج لے کر وہاں گیا اور اس مقام کو بلک بن بہرام سے چھین کر انہیں یہ شہر لوٹا دیا اور خود (اپنے پایہ تخت) حلہ چلا آیا۔ اس کے واپس جانے کے بعد بلک نے پھر اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے ملک میں قائم رہا۔

اتحاد و اختلاف: پھر ۴۹۹ھ میں سقمان اور جکرمش حاکم موصل دونوں فرنگیوں کے ساتھ جہاد کرنے پر متحد اور متفق ہو

---

[1] ابن الاثیر نے یہاں کمشتکین القیصری لکھا ہے مگر دوسرے مقامات پر الخصیری کے بجائے القیصری ہی لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو تاریخ ابن خلدون ج ۵ ص ۱۰۔ (مترجم)

گئے۔ وہ حران کا محاصرہ کر رہے تھے۔ لہٰذا ایسی حالت میں انہوں نے باہمی تنازع کو موقوف کیا اور فرنگیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے نکلے۔ سقمان سات ہزار ترکمانی فوج کی قیادت کر رہا تھا۔ لہٰذا ان دونوں فوجوں نے فرنگیوں کو شکست دی اور رہا (اڈیسا) کے حاکم بردویل کو گرفتار کر لیا۔ اس کو گرفتار کرنے والے سقمان کے فوجی تھے مگر جکرمش کے ساتھیوں نے زبردستی کر کے اس فرنگی حاکم کو اپنا قیدی بنا لیا اور اس جھگڑے کی وجہ سے دونوں فوجیں ایک دوسرے سے الگ ہو گئیں اور وہ باہم ان میں جھگڑے اور اختلافات شروع ہو گئے۔

قلعہ ماردین کی تسخیر: ماردین کا قلعہ دیار بکر کے علاقے میں تھا۔ سلطان برکیارق نے اس کے تمام اضلاع سمیت اس کو اپنے ایک مغنی (گویے) کو جاگیر میں دے دیا تھا۔ یہ موصل کے صوبے سے متعلق تھا اور یہاں کردوں کی قوم آ کر راستے میں فتنہ فساد برپا کرتی تھی۔

یاقوتی کی گرفتاری: موصل کا حاکم کربوقا ایک دفعہ شہر آمد کا محاصرہ کرنے کے لیے روانہ ہوا جو کسی ترکمانی سردار کے قبضہ میں تھا۔ اس کے حاکم نے سقمان سے فوجی کمک طلب کی تو وہ اس کی مدد کے لیے گیا۔ مگر کربوقا نے سخت جنگ کے بعد اسے شکست دی۔ اس کا بھتیجا یاقوتی بن ارتق گرفتار ہو گیا تھا اور اسے مغنی کے پاس قلعہ ماردین میں مقید کیا گیا۔ چنانچہ وہ ایک طویل مدت تک وہاں مقید رہا۔ اس عرصے میں کردوں کی لوٹ مار میں اضافہ ہوتا رہا۔

کردوں سے مقابلہ: ایسے حالات میں یاقوتی نے قلعہ کے حاکم مغنی کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے رہا کر دے تاکہ وہ شہر سے باہر رہ کر کردوں کا مقابلہ کرے۔ مغنی نے اسے رہا کر دیا اور وہ کردوں کی بستیوں پر خلاط کے علاقے تک حملہ کرتا تھا۔ قلعہ کے بعض سپاہی بھی اس کے ساتھ مل کر ان حملوں میں شریک ہوتے تھے (اس قسم کے حملوں کا عادی بننے کے بعد) اس نے قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ کردوں پر چھاپے مارنے کے بعد جب وہ واپس آیا تو اس نے قلعہ کے سپاہیوں کو بھی پکڑ لیا اور قلعہ کے قریب آ کر اس نے یہ اعلان کیا کہ اگر قلعہ کا دروازہ نہ کھولا گیا تو وہ ان کے سپاہیوں کو قتل کر دے گا۔ لہٰذا اہل قلعہ نے دروازہ کھول دیا تو اس نے داخل ہو کر قلعہ پر قبضہ کر لیا پھر اس نے لشکر اکٹھا کر کے نصیبین کی طرف کوچ کیا اور جزیرہ ابن عمر پر حملہ کر دیا جو جکرمش کے ماتحت تھا۔

یاقوتی کا قتل: جکرمش اور اس کے ساتھیوں نے جنگ میں اسے شکست دی اور اسے مار ڈالا۔ پھر خود جکرمش اس کے مرنے پر رو دیا۔

یاقوتی کی بیوی اس کے چچا سقمان کی بیٹی تھی وہ اس کے قتل کے بعد اپنے والد کے پاس چلی گئی اور اس نے ترکمانی فوج کو اکٹھا کرنا شروع کیا۔ سقمان ان ترکمانی فوجوں کو لے کر نصیبین پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس نے (اپنے بھتیجے کا) انتقام لینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ جکرمش نے اس کے خون بہا (دیت) کے طور پر اس قدر مال و دولت دی کہ وہ خوش ہو گیا اور اپنے وطن لوٹ گیا۔

سقمان کی حکومت: یاقوتی کے مرنے کے بعد اس کا بھائی علی جکرمش کے ماتحت ماردین کا حاکم بن گیا۔ مگر سقمان نے

[illegible] بھتیجے کو قتل [illegible] کے قلعہ [illegible] اپنی حکومت [illegible] کر لیا۔ اس کے بعد [illegible] کے علاوہ اس نے حصن کیفا کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

سقمان کی وفات چونکہ فخر الملک بن عمار [illegible] نے سقمان بن ارتق سے فرنگیوں کے خلاف فوجی امداد طلب کی۔ وہ مصر کے [illegible] جب [illegible] فرنگیوں نے شام کے ساحلی شہروں پر [illegible] اس نے ۴۹۸ھ میں سقمان سے امداد طلب کی۔ سقمان نے اسے فوجی مدد دینے کا وعدہ کیا۔ [illegible] طغتکین [illegible] دمشق [illegible] تھا۔ لہٰذا سقمان فوج [illegible] کے بعد دمشق جائے گا۔ جب وہ قریتین کے مقام پر پہنچا تو [illegible] اپنے ساتھیوں [illegible] جائے۔ [illegible] سقمان [illegible] انتقال [illegible]

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

ابوالغازی کا حال [illegible] ۴۹۵ھ میں [illegible] بغداد [illegible] ابوالغازی [illegible]

ابوالغازی کی معزولی صدقہ بن مزید [illegible] ابوالغازی [illegible] بغداد [illegible] ابوالغازی [illegible] معزول کر دیا۔

[illegible]

ماردین پر قبضہ: ابوالغازی شام چلا گیا۔ اس نے وہاں پہنچ کر حلب کے حاکم رضوان بن تتش کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ جکرمش کے مقبوضہ شہر نصیبین کا محاصرہ کرے۔ چنانچہ وہ دونوں فوج لے کر وہاں پہنچے اور شہر نصیبین کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت جکرمش نے رضوان کو ایک پیغام بھیجا جس میں رضوان کو ابوالغازی کے خلاف بھڑکایا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں کے تعلقات خراب ہو گئے اور نصیبین کا محاصرہ ختم کر کے وہ دونوں وہاں سے جدا ہو کر اپنے اپنے علاقوں کی طرف کوچ کر گئے۔ ابوالغازی قلعہ ماردین کی طرف چلا گیا۔ چونکہ اس کا بھائی سقمان مر چکا تھا۔ اس لیے اس نے آسانی کے ساتھ وہاں کا اقتدار سنبھال لیا۔

جکرمش کی حمایت۔ سلجوقی سلطان محمد نے ۵۰۲ھ میں مودود بن التونتکین کو جاولی سقاوہ کے بجائے موصل، جزیرہ اور دیار بکر کا حاکم بنایا۔ جاولی سقاوہ نے اس علاقے کو جکرمش سے چھینا تھا۔ جب مودود موصل پہنچا تو جاولی نصیبین چلا گیا۔ جو ان دنوں ابوالغازی کے ماتحت تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے تعاون اور فوجی امداد کے لیے ابوالغازی کو لکھا۔ پھر وہ اچانک ماردین ابوالغازی کے پاس پہنچ گیا اور اس سے فوجی امداد کے لیے درخواست کی۔ لہٰذا وہ اسے فوجی کمک پہنچانے پر مجبور ہو گیا۔ بلکہ وہ خود اس کے ساتھ فوج لے کر رحبہ آیا اور اس نے رحبہ کا ایک مدت تک محاصرہ کیا۔ جب وہ قابو پہنچا تو ابوالغازی بھاگ گیا اور وہاں سے نصیبین چلا آیا پھر وہ اپنے شہر واپس آ گیا اور جنگ کے معاملے میں پس و پیش کرتا رہا اور سخت اضطراب میں رہنے لگا۔

جہاد میں عدم شرکت۔ سلطان محمد نے ۵۰۵ھ میں امیر مودود کو فرنگیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے بھیجا اور یہ بھی حکم دیا کہ ہر علاقے کے حکام اس کے ساتھ جہاد میں شریک ہوں۔ ان میں دیار بکر کے حاکم سقمان القطبی، مراغہ کے حاکم احمد بیک، اربل کے حاکم ابوالہیجا اور ماردین کے حاکم ابوالغازی کے بیٹے شامل تھے۔ ابوالغازی کے سوا تمام حکام اس جہاد میں شریک ہوئے۔ تاہم ابوالغازی نے اپنے بیٹے ایاز کو لشکر دے کر وہاں بھیجا تھا۔

یہ تمام اسلامی فوجیں رہا کے مقام پر پہنچیں اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مگر انہیں کامیابی نہ ہوئی پھر وہ سروج کی طرف بڑھے تو وہاں بھی یہی حال رہا۔

مودود کا قتل: ۵۰۶ھ میں اسلامی لشکر نے فرنگیوں کے مقبوضہ شہروں کی طرف کوچ کیا اور طبریہ کے مقام پر انہیں شکست دی اور فرنگیوں کے شہروں کو تباہ کر دیا۔ اس کے بعد مودود دمشق واپس آ گئے اور مختلف علاقوں کی فوجیں منتشر ہو گئیں۔

امیر مودود موسم سرما گزارنے کے لیے حاکم دمشق طغتکین کے پاس مقیم ہوئے مگر اچانک انہیں قتل کر دیا گیا۔ طغتکین پر قتل کی سازش کا الزام لگایا گیا۔

اقسنقر کا تقرر: اس کے بعد سلطان محمد نے موصل کا حاکم اور مجاہدین کے لشکر کا سپہ سالار اقسنقر برسقی کو مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ فرنگی صلیب پرستوں کے ساتھ جنگ کرے۔ سلطان نے دیگر حکام کو اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا اور [illegible]

فرزند ملک مسعود کو ایک لشکر جرار دے کر بھیجا تا کہ وہ بھی اس جہاد میں شریک ہو۔

ابوالغازی کا فرار: اقسنقر (جہاد کے لیے) ۵۰۸ھ میں روانہ ہوا مگر ابوالغازی بھاگ گیا اس لیے اقسنقر نے اس کا قلعہ ماردین میں محاصرہ کیا۔ آخرکار ابوالغازی دوست ہو گیا اور اس نے اپنے فرزند ایاز کو فوج دے کر بھیجا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر نے رہا کا محاصرہ کیا اور اس کے مضافات کو تباہ کیا پھر سروج اور شمشاط کا بھی یہی حال کیا۔

مرعش اور کیسوم کے مقامات کے حاکم نے اطاعت قبول کر لی۔

فرزند کی گرفتاری: اقسنقر نے واپس آ کر ابوالغازی کے فرزند کو قید کر لیا اور ماردین کے دیہات کو لوٹ لیا۔ اس وقت ابوالغازی فوراً اپنے بھتیجے رکن الدولہ داؤد کے پاس گیا جو اس کے بھائی سقمان کا فرزند تھا اور قلعہ کیفا کا حاکم تھا اس نے اس سے فوجی امداد طلب کی۔ چنانچہ اس نے فوجی امداد دی اور دونوں مل کر ۵۰۸ھ کے آخر میں برسقی (اسلامی لشکر کے سپہ سالار) سے جنگ کرنے کے لیے آئے اور اسے شکست دے کر اس کے فرزند ایاز کو قید سے چھڑا لائے۔

فرنگیوں کے ساتھ ساز باز: سلطان نے ابوالغازی کو جنگ کی اطلاع کا پیغام بھجوایا تو وہ دمشق کے حاکم طغتکین کے پاس فریادی کی حیثیت سے پہنچا۔ چونکہ اس پر بھی مودود کے قتل کا الزام لگ چکا تھا۔ اس لیے طغتکین سلطان سے ناراض تھا۔ اس لیے دونوں نے فرنگیوں سے فوجی امداد حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور اس مقصد کے لیے انہوں نے انطاکیہ کے فرنگی حاکم کو پیغام بھجوایا۔ چنانچہ وہ ان دونوں سے ملنے کے لیے حمص کے قریب پہنچا اور ان سے باہمی امداد کا معاہدہ کر کے انطاکیہ چلا گیا۔

ابوالغازی کی گرفتاری: اس کے بعد ابوالغازی اپنے ساتھیوں کے ساتھ دیار بکر جا رہا تھا کہ حمص کا حاکم قیرجان راستے میں ملا۔ اس نے ابوالغازی کو گرفتار کر کے اسے قید کر لیا اور سلطان محمد کو اس کی اطلاع بھیج دی مگر وہاں سے کوئی جواب ابھی نہیں آیا تھا کہ اتنے میں طغتکین (حاکم دمشق) حمص پہنچا اور قیرجان کے پاس آیا (اور اس کی رہائی کا مطالبہ کیا) مگر قیرجان نے اس کو قتل کرنے پر اصرار کیا (تو طغتکین چلا گیا) بعد میں قیرجان نے (سلطان کی طرف سے کوئی جواب نہ آنے کی وجہ سے) ابوالغازی کو چھوڑ دیا اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ کبھی بھی مخالفت نہیں کرے گا۔

ابوالغازی کے خلاف جنگ: وہاں سے ابوالغازی حلب چلا گیا۔ پھر سلطان نے ہمدان کے حاکم برسق بن برسق اور دیگر حکام کی زیر قیادت ابوالغازی سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں بھیجیں۔ سلطان نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اس کے بعد فرنگیوں سے جہاد کریں۔

چنانچہ یہ فوجیں حلب پہنچیں۔ وہاں کا حاکم لولو خادم تھا جو رضوان بن تتش کا آزاد کردہ غلام تھا اس نے رضوان کی حکومت کے بعد اس کے فرزند الپ ارسلان کو اپنی کفالت میں لے لیا تھا۔ اس کے بعد سپہ سالار شمس الخواص بھی (شریک حکومت) تھا اس لیے اس اسلامی لشکر نے ان دونوں سے مطالبہ کیا کہ وہ دونوں سلطان محمد کے تحریری حکم کے مطابق حلب کا

شیراز کے حوالے کر دیں۔

حماۃ کی تباہی مگر ابو الغازی اور طغتکین بہت جلد ان دونوں کی مدد کے لیے فوج لے کر آ پہنچے۔ اس وجہ سے حلب فتح نہیں ہو سکا البتہ یہ لشکر حماۃ پہنچا جو طغتکین کے ماتحت تھا اور وہیں اس کے ذخائر تھے۔ اسلامی لشکر نے اس شہر کو فتح کر کے اسے تباہ کیا اور وہ شہر حمص کے حاکم امیر قیرجان کے حوالے کر دیا۔ اس کے بدلے میں اس نے ابو الغازی کے فرزند ایاز کو (جو اس کے پاس یرغمال کے طور پر تھا) ان کے حوالے کر دیا۔

امداد کی درخواست: اس اثناء میں ابو الغازی، طغتکین اور شمس الخواص انطاکیہ کے فرنگی حاکم روجیل کے پاس پہنچے تھے تاکہ وہ شہر حماۃ کی مدافعت کے لیے ان کی امداد کرے۔ اس وقت ان کے پاس بیت المقدس کا فرنگی حاکم بغدوین اور طرابلس کا حاکم القمص وغیرہ بھی آئے ہوئے تھے۔ ان سب کا متفقہ فیصلہ یہ تھا کہ وہ جنگ کو طول دیتے رہیں تاکہ موسم سرما آنے پر یہ لشکر متفرق ہو جائے۔

فوجوں کی واپسی: فرنگیوں کا لشکر افامیہ میں موجود رہا اور جب یہ لشکر منتشر نہیں ہوا تو فرنگی فوجیں واپس چلی گئیں۔ طغتکین بھی اپنی فوج کے ساتھ دمشق واپس چلا گیا اور ابو الغازی ماردین واپس آ گیا اور فرنگی فوجیں بھی اپنے شہروں کی طرف واپس چلی گئیں۔

مسلمانوں کو شکست: اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں نے کفر طاب کا مقام فتح کر لیا۔ انہوں نے حلب جانے کا ارادہ بھی کیا تھا مگر راستے میں انہیں انطاکیہ کا حاکم روجیل ملا جو پانچ سو سوار لے کر کفر طاب کی فرنگی فوجوں کی مدد کے لیے آیا تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں کا سپہ سالار برسق اور اس کا بھائی شکست کھا کر اپنے شہروں کی طرف لوٹ گیا۔

ایاز کا قتل ابو الغازی کا فرزند ان کے پاس مقید تھا۔ ابن ... کی زیر نگرانی میں نظر بند تھا انہوں نے جنگ کے موقع پر اسے قتل کر دیا۔

لولو کی خود مختاری: حلب کا حاکم رضوان ۵۰۷ھ میں فوت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اس کی سلطنت کا انتظام لولو الخادم نے سنبھالا اور رضوان کے فرزند الپ ارسلان کو اس کا بادشاہ مقرر کیا۔ پھر اس سے ناراض ہو گیا اور اس کے بجائے اس کے بھائی سلطان شاہ کو بادشاہ مقرر کیا اور خود اس نے حکومت کے اختیارات سنبھال لیے۔

لولو الخادم کا قتل: ۵۱۱ھ میں وہ قلعہ جعبر گیا تاکہ وہ ملک بن سالم بن مالک سے ملاقات کرے۔ اس وقت ترکی غلاموں نے سازش کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس کا قتل خرت برت کے مقام پر ہوا اور انہوں نے اس کے خزانوں پر قبضہ کر لیا مگر اہل حلب نے ان کا تعاقب کر کے ان سے خزانے اور دوسری چیزیں جو انہوں نے چھینی تھیں واپس لے لیں۔

لولو الخادم کے بجائے شمس الخواص ایک سردار اتابک مقرر ہوا مگر ایک ماہ کے بعد وہ معزول ہوا۔ اس کے بجائے

ابوالمعالی ملک شاہ کی اتالیقی حکمران مقرر ہوا لیکن وہ بھی معزول ہو گیا اور [illegible] کی جانب [illegible] کر لی گئی۔

ابوالغازی کی حکومت حلب: جب حلب کی حفاظت خطرے میں پڑ گئی اور اہل حلب کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں فرنگی حلب کو فتح نہ کر لیں اس لیے انہوں نے ابوالغازی بن ارتق کو جو ماردین سے آیا اور شہر کی حکومت اس کے سپرد کر دی۔ یوں رضوان بن تتش کے خاندان کا خاتمہ کیا اور اس کے بعد اس خاندان نے کبھی دوبارہ حکومت نہیں کی۔

جب ابوالغازی حلب کا حاکم بنا تو وہاں کا خزانہ خالی تھا اس لیے اس نے [illegible] کے خاندان کا مال [illegible] بہت مالدار ہو گئے تھے [illegible] فرنگیوں سے مصالحت کر لی۔

پھر وہ ماردین کی حفاظت کے لیے وہاں گیا اور حلب میں اپنا جانشین اپنے فرزند [illegible] کو بنایا۔

فرنگیوں سے جنگ: جب ابوالغازی حلب کا انتظام کر کے یہاں سے چلا گیا تو فرنگیوں اور حلب پر حملہ کرنے کے لیے مناسب موقع تلاش کیا چنانچہ انہوں نے دو طرف فوج کشی کی اور حلب کے ماتحت علاقوں [illegible] وغیرہ فتح کر لیے۔ پھر حلب نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ایسے موقع پر اہل حلب کے لیے [illegible] کہ وہ ہر صورت میں اپنے شہر کی حفاظت کریں خواہ وہ جنگ کریں یا [illegible] صلح کرنے کی کوشش کریں۔

اسی حالت میں [illegible] کی طاقت نہ تھی انہوں نے فرنگیوں کو [illegible] دیا اور [illegible] تقسیم [illegible] جو شہر سے باہر تھیں [illegible] ساتھ ہیں۔

ابوالغازی کی پیش قدمی: پھر انہوں نے بغداد سے فوجی امداد حاصل کرنے کی کوشش کی مگر وہاں سے انہیں کوئی امداد نہیں ملی۔ اس لیے ابوالغازی نے مختلف مقامات سے فوجیں اور [illegible] جمع کیے جن کی تعداد تقریباً چالیس ہزار تھی۔ وہ فوجیں لے کر [illegible] کی طرف روانہ ہوا اس کے لشکر کے ساتھ [illegible] بھی تھے۔

فرنگیوں کو شکست: فرنگی سپہ سالار نے اثارب کے قلعے کے قریب پڑاؤ ڈالا ان کے ساتھ [illegible] سوار تھے اور [illegible] پیدل فوج تھی۔ [illegible] کے مقام پر صف آرا ہوئے جہاں مسلم بن قریش کو قتل کیا گیا تھا۔ وہ چاروں طرف سے پہاڑوں سے گھرا ہوا تھا [illegible] جب ان فرنگیوں کی ابوالغازی کے ساتھ جنگ ہوئی تو ابوالغازی کی [illegible] فرنگی ان حملوں [illegible] بہادری سے مقابلہ کیا اور مسلمانوں کے لگاتار حملوں کا مقابلہ کرتے رہے مگر آخر انہیں شکست کھا کر بھاگنا پڑا [illegible] ہر طرف سے مسلمانوں نے [illegible] تلواروں سے حملہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت کم فرنگی جان بچا سکے [illegible] اہل حلب نے [illegible]

دوبارہ شکست: جو فرنگی اس معرکے سے بچ نکلے تھے وہ فرنگیوں کی دوسری فوج کے ساتھ [illegible] دوبارہ حملہ آور ہوئے [illegible] مگر ابوالغازی نے انہیں شکست دی اور [illegible] کا قلعہ بھی فتح کیا۔

سلطان سے مصالحت: اس کے بعد وہ حلب واپس آ گیا اور شہر کے حالات درست کرنے کے بعد وہ دریائے فرات کو عبور کر کے ماردین آ گیا اس نے حلب پر اپنے فرزند سلیمان کو حکمران مقرر کیا۔ پھر جب ابن صدقہ ابو الغازی کے پاس پناہ لینے کے لیے پہنچا تو خلیفہ المسترشد باللہ نے سدید الدولہ کے ہاتھ ابو الغازی کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے نکال دے[1]۔

پھر ابو الغازی اور سلطان محمود کے درمیان ایک معاہدہ صلح ہوا اور اطاعت کے ثبوت میں ابو الغازی نے اپنے فرزند کو اس کے پاس یرغمال کے طور پر بھیج دیا۔ صلح کا یہ معاہدہ کرنے کے بعد ابو الغازی لوٹ آیا اور اس کے بعد وہ ۵۱۵ھ میں پھر فرنگیوں سے جہاد کرنے کے لیے روانہ ہوا اور حلب کے مضافات میں ان سے جنگ کی اور کامیابی حاصل کی۔

فرنگیوں کا محاصرہ: پھر وہ اور حاکم دمشق طغرکین نے فرنگی فوجوں کا مشیرہ کے مقام پر محاصرہ کر لیا۔ پھر اس خیال سے کہ وہ سب کے سب فنا ہو جائیں گے انہیں قلعہ سے نکلنے کا راستہ دے دیا کہ وہ اس قلعہ سے نکل کر چلے جائیں۔

طریقۂ جنگ: ابو الغازی کا طریقہ یہ تھا کہ وہ جنگی مقامات پر تھوڑے عرصہ تک ٹھہرا رہتا تھا کیونکہ اس کی فوج میں ترکمانی سپاہیوں کی اکثریت تھی وہ آٹے کے تھیلے اور بکری کا خشک گوشت لے کر آتے تھے۔ اس لیے وہ زاد راہ اور خوراک کے ختم ہونے کے اندیشہ سے جلد واپس ہونے کی کوشش کرتا تھا۔

بیٹے کی بغاوت: ابو الغازی نے اپنے فرزند سلیمان کو حلب کا حاکم مقرر کیا تھا مگر اس کے کم عمر دوستوں نے اسے اپنے والد کے خلاف بھڑکا دیا۔ یہ خبر سن کر ابو الغازی اس کے پاس پہنچا تو اس کے بیٹے نے معذرت پیش کی اس لیے اس نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی البتہ اس نے اس کے ان برے دوستوں کو گرفتار کر لیا جنہوں نے اس کے خلاف سازش کرانے میں حصہ لیا تھا۔ اس سازش کا سرغنہ ایک افسر تھا جسے اس کے والد نے بچپن سے اٹھا کر پالا پوسا تھا اور وہ اس کے گھر ہی میں پل کر جوان ہوا تھا۔ ابو الغازی نے اس کی آنکھ پھوڑ دی اور اس کی زبان کاٹ دی۔

سازش کا دوسرا سرغنہ حماۃ کا باشندہ تھا جسے ابو الغازی نے اہل حلب کے سامنے پیش کیا پھر اس کی زبان بھی کاٹ دی اور اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ جس کے بعد وہ مر گیا۔

ابو الغازی نے اپنے بیٹے کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر شفقت پدری غالب آئی (اور اسے چھوڑ دیا) سلیمان دمشق بھاگ گیا اور حاکم دمشق طغرکین نے اس کے حق میں سفارش کی مگر اس نے اس کی سفارش قبول نہیں کی۔

نیا حاکم حلب: پھر ابو الغازی نے اپنے بھائی عبد الجبار کے فرزند سلیمان کو حلب کا حاکم مقرر کیا اور اس کا لقب

---

[1] اس واقعہ کی تفصیل تاریخ کامل ابن اثیر میں یوں درج ہے "خلیفہ المسترشد نے سدید الدولہ ابن الانباری کے ہاتھ ابو الغازی کے لیے خلعت بھیجی اور فرنگیوں کے خلاف اس کے کارنامہ پر اس کا شکریہ ادا کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ دبیس کو نکال دے" ملاحظہ ہو

بدرالدولہ رکھا۔ پھر وہ ماردین واپس آ گیا۔ یہ تمام واقعات ۵۱۵ھ میں رونما ہوئے۔

دبیس کی سفارش: پھر ابوالغازی نے اپنے فرزند حسام الدین تمرتاش کو قاضی بہاء الدولہ ابوالحسن شہرزوری کے ساتھ (سلطان کے پاس) بھیجا تاکہ دبیس کے بارے میں سفارش کریں اور اس کے قصور معاف کرا اور رہنے کی ضمانت دے سکیں۔ مگر اس میں کامیابی نہیں ہو سکی۔ جب تمرتاش اپنے والد کی طرف واپس آنے لگے تو سلطان نے ان کے والد کو میافارقین کا شہر جاگیر میں عطا کیا۔ یہ شہر پہلے سقمان قطبی حاکم خلاط کے زیر حکومت تھا۔ لہٰذا ابوالغازی نے اس شہر پر قبضہ کر لیا اور یہ انہی کے ماتحت رہا تا آنکہ سلطان صلاح الدین بن ایوب نے ۵۸۰ھ میں اسے فتح کر لیا۔

فرنگی حاکم کی گرفتاری: (رہا) رہا اور سروج کے علاقوں کا حاکم جوسلین (فرنگی) تھا مالک بن بہرام نے عانہ کا شہر فتح کر لیا تھا۔ اس کے بعد وہ ۵۱۵ھ میں رہا کی طرف روانہ ہوا اور کئی دنوں تک اس شہر کا محاصرہ کرتا رہا مگر کامیاب نہیں ہو سکا۔ (اس لیے وہاں سے واپس چلا گیا) مگر شہر کے فرنگی حاکم نے فرنگی فوجوں کو اکٹھا کر لیا تھا اس لیے وہ مالک کی فوجوں کا تعاقب کرنے لگا۔ اس وقت مالک بن بہرام کی فوجیں منتشر ہو گئی تھیں اور اس کے ساتھ صرف چار سو سپاہی باقی رہ گئے تھے۔ فرنگی فوجیں اس کا تعاقب کرتے ہوئے نرم اور دلدلی زمین تک پہنچ گئیں۔ جہاں زمین کے اندر پانی جذب ہو چکا تھا۔ اس لیے فرنگی فوجوں کے گھوڑے دلدل میں پھنس گئے اور وہاں سے نہیں نکل سکے۔ ایسی حالت میں ملک بن بہرام کی فوجوں نے انہیں جا دبوچا اور انہیں گرفتار کر لیا اور انہوں نے فرنگی حاکم جوسلین کو بھی گرفتار کر کے اونٹ کی کھال میں بند کر دیا گیا۔ پھر اس سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ رہا کے شہر کو مسلمانوں کے حوالے کر دے مگر وہ اس پر رضامند نہیں ہوا۔ اس نے اپنی رہائی کے لیے زرفدیہ کے طور پر بہت سا مال دینا چاہا مگر مسلمانوں نے زرفدیہ قبول نہیں کیا اور اسے خرت برت کے مقام پر مقید کر دیا۔

ابوالغازی کی وفات: ماردین کا حاکم ابوالغازی ماہ رمضان ۵۱۶ھ میں فوت ہو گیا اس کے بعد اس کا فرزند حسام الدین تمرتاش ماردین کا حاکم ہوا اور دوسرا فرزند سلیمان میافارقین کا حاکم ہوا۔ حلب میں ان کے بھائی عبدالجبار کا فرزند سلیمان حاکم تھا۔ لہٰذا وہ حلب پر مستقل قابض ہو گیا۔

مالک بن بہرام کی فتوحات: مالک بن بہرام بن ارتق نے شہر حران کی طرف فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ پھر اسے یہ اطلاع ملی کہ اس کے چچا عبدالجبار کا فرزند سلیمان فرنگیوں کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہو گیا ہے اور اس نے فرنگیوں کو اثارب کا قلعہ دے دیا ہے۔ اس لیے اس نے ارادہ کیا کہ وہ خود اس کے علاقے پر قبضہ کر لے۔ چنانچہ ۵۱۷ھ میں بہار کے موسم میں اس نے حلب کی طرف فوج کشی کی اور شہر والوں کو پناہ دے کر حلب کو فتح کر لیا۔

فتح منبج: پھر مالک بن بہرام نے ۵۱۸ھ میں شہر منبج کی طرف کوچ کیا اور محاصرہ کرنے کے بعد شہر کو فتح کر لیا اور اس کے حاکم حسان بعلبکی کو مقید کر لیا۔ البتہ قلعہ کے باشندے قلعہ بند ہو گئے۔ اس لیے اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ جب فرنگیوں نے اس کی فتوحات کا حال سنا تو وہ اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے تو اس نے قلعہ کا محاصرہ کرنے کے لیے ایک فوجی

دوست مقرر کیا اور خود فرنگیوں کا مقابلہ کرنے چلا گیا۔ جنگ میں اس نے فرنگیوں کو شکست دی اور ان کا قتل عام کیا۔ پھر منبج کے قلعہ کا محاصرہ کرنے کے لیے وہ ابھی چلا گیا اس محاصرہ میں ایک دن اسے تیر لگا جو مہلک ثابت ہوا۔ اس واقعہ سے اس کے لشکر میں ابتری پیدا ہوگئی اور وہ منتشر ہوگئے۔ حاکم شہر حسان بھی قید سے چھوٹ گیا۔

مالک کی شہادت: ماردین کا حاکم تمرتاش ابن الغازی اس کے ساتھ منبج کے محاصرے میں شریک تھا۔ چنانچہ جب مالک بن بہرام شہید ہوا تو وہ اس کی لاش حلب لے گیا اور وہاں اسے دفن کیا۔ پھر اس شہر پر قبضہ کرلیا۔ بعد میں وہاں اپنا جانشین مقرر کر کے ماردین لوٹ گیا۔

حلب کا طویل محاصرہ: ادھر فرنگیوں نے شہر صور کی طرف فوج کشی کی اور اسے فتح کرلیا۔ اس کے بعد انہوں نے مسلمانوں کے دوسرے شہروں کو فتح کرنے کا قصد کیا۔ اتنے میں دبیس بن صدقہ خلیفہ مسترشد کے واقعہ کے بعد بھاگ کر فرنگیوں کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اس نے انہیں حلب کو فتح کرنے پر آمادہ کیا لہٰذا فرنگی حکام اسے لے کر روانہ ہوئے اور انہوں نے حلب کا محاصرہ کرلیا۔ محاصرہ کو طول دینے کے لیے انہوں نے شہر کے باہر مکانات تعمیر کرلیے تھے اس طرح یہ محاصرہ طویل ہوتا گیا اور خوراک کی قلت ہوگئی جس سے شہر والوں میں بے چینی پھیل گئی اور ان کا حاکم ان حالات کا مقابلہ کرنے میں ناکام ثابت ہو رہا ہے۔ ایسے موقع پر انہیں موصل کے حاکم برسقی سے بہتر کوئی شخص نظر نہیں آیا کیونکہ وہ اسلامی ریاستوں میں سب سے زیادہ طاقتور تھا اور اس کے پاس فوج بھی سب سے زیادہ تھی۔ اس لیے اہل حلب نے اپنی مدافعت کے لیے اسے بلایا اور اسے حکومت کرنے کی دعوت دی۔

برسقی کی حکومت: برسقی نے ان کے جواب میں یہ شرط رکھی کہ اس کے پہنچنے سے پہلے قلعہ پر قبضہ مل جائے تاکہ وہاں وہ اپنا دربان مقرر کر سکے۔ اس کے بعد وہ فوج لے کر روانہ ہوا۔ جب وہ فرنگیوں کی حدود کے قریب پہنچا تو وہ (اس کا مقابلہ کیے بغیر) اپنے شہروں کی طرف واپس ہوگئے۔ جب برسقی حلب پہنچا تو اہل حلب نے اس کا گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا۔ چنانچہ وہ شہر میں داخل ہو کر شہر اور اس کے متعلقہ اضلاع پر قابض ہوگیا۔ وہ اپنی وفات تک وہاں حکومت کرتا رہا۔

اس کے بعد اس کا فرزند عزالدین حلب کا حاکم مقرر ہوا۔ جب وہ بھی فوت ہوگیا تو سلطان محمود نے اتابک زنگی کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر حال بیان کریں گے۔

دیار بکر کے قلعوں کی تسخیر: حسام الدین تمرتاش ماردین واپس آگیا اور وہاں اس کی سلطنت قائم رہی۔ اس نے دیار بکر کے بہت سے قلعوں کو فتح کرلیا تھا یہاں تک کہ ۵۲۴ھ میں اس نے دیار بکر کا قلعہ ھانی بھی فتح کرلیا جو گذشتہ سلاطین بنو مروان کے قبضے میں تھا اور یہ ان کا آخری قلعہ تھا۔

طویل عہد حکومت: حسام الدین تمرتاش نے اپنے بھائی سلیمان سے میافارقین کا علاقہ بھی چھین لیا تھا اور یہ بھی اس کی مملکت میں شامل ہوگیا تھا۔ تمرتاش نے ماردین پر تیس سال تک حکومت کی یہاں تک کہ وہ ۵۴۷ھ میں فوت ہوگیا۔

تمرتاش کے جانشین- تمرتاش کی وفات کے بعد اس کا فرزند البی بن تمرتاش ماردین کا حاکم مقرر ہوا اور وہ اپنی وفات تک وہاں کا حاکم رہا۔ اس کے بعد اس کا فرزند ابوالغازی بن البی ماردین کا حاکم بنا۔ وہ بھی اپنی وفات تک حکومت کرتا رہا۔

مورخ ابن الاثیر نے ان دونوں کی تاریخ وفات نہیں تحریر کی ہے۔ مورخ حماۃ نے بھی یہ لکھا ہے کہ اسے بھی ان دونوں کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہے۔

جب ابوالغازی بن البی بھی فوت ہو گیا تو نظام الملک البقش نے انتظام سلطنت سنبھالا۔ اس نے اس کا جانشین تمرتاش (پوتے کا نام) اس کے فرزند حسام الدین یولق ارسلان بن ابوالغازی بن البی کو مقرر کیا۔ وہ بچہ تھا اس لیے خودمختار حاکم نظام الملک البقش ہی رہا اور وہ اپنی مرضی کے مطابق حکومت کرتا رہا۔ چونکہ نوعمر حاکم کے سارے اختیارات اس کے ہاتھ میں تھے اور یہ حالت اس وقت تک باقی رہی جبکہ حسام الدین ۵۸۰ھ میں فوت ہوا۔ اس وقت تک البقش حکومت کرتا تھا۔

مورخ ابن اثیر نے اس شخص کا لقب حسام الدین ناصر الملک بیان کیا ہے۔

ماردین کا محاصرہ: اسی زمانے میں سلطان العادل ابوبکر بن ایوب نے ماردین کا قصد کیا۔ الجزیرہ کے تمام حکام اس سے خائف تھے اور وہ اسے نہیں روک سکتے تھے۔ پھر مصر کا حاکم عزیز بن صلاح الدین بھی فوت ہو گیا اور اس کا بھائی افضل حاکم ہوا جبکہ سلطان العادل نے اہل مصر و دمشق اور اہل تبریز کے ساتھ اپنے فرزند کامل کو بھیجا۔ انہوں نے ماردین کا محاصرہ کر لیا (اور محاصرہ بہت طویل مدت تک جاری رہا) ایسی حالت میں البقش نے جو قلعہ کا نگران تھا اطاعت کرنے اور قلعہ کو مقررہ مدت کے اندر حوالے کرنے کا پیغام بھیجا بشرطیکہ اس دوران وہ قلعہ والوں کو سامان فراہم کریں۔

سلطان عادل نے اپنے فرزند کو اس کے دروازے پر مقرر کر دیا تاکہ قلعہ کے اندر ضرورت سے زائد خوراک نہ داخل ہونے پائے۔ مگر اہل قلعہ نے اس کے فرزند کو مال دے کر رضامند کر لیا اور قلعہ کو خوراک سے بھر لیا۔ اسی اثناء میں سلطان نورالدین بن قرا ارسلان ان کی مدد کے لیے پہنچ گیا اور جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ سلطان عادل کا لشکر شکست کھا گیا۔ اہل قلعہ نے بھی نکل کر اس کے فرزند کامل کے لشکر پر زبردست حملہ کیا جس کی وجہ سے وہ لشکر قلعہ سے کنارے ہو گئے۔

اس کے بعد حاکم ماردین حسام الدین یولق سلطان نورالدین کے پاس گیا اور اس سے ملاقات کر کے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اپنے قلعہ کی طرف واپس آ گیا۔

نورالدین بھی اس کے پاس ٹھہرا ہوا تھا پھر وہ وہاں سے حران جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا جیسا کہ ہم ان کی سلطنت کے حالات میں تفصیلاً بیان کریں گے۔

ارتق کی حکومت جب یولق ارسلان فوت ہو گیا تو لولو نظام نے اس کے بعد اس کے چھوٹے بھائی ناصرالدین ارتق ارسلان بن قطب الدین ابوالغازی کو حاکم مقرر کیا۔ مورخ ابن الاثیر نے اس کا سن وفات بھی تحریر نہیں کیا ہے۔ وہ بھی البقش کی نگرانی میں ۶۰۱ھ تک کام کرتا رہا۔ آخرکار ارتق اس کی نگرانی سے تنگ آ گیا۔ جب البقش ۶۰۱ھ میں بیمار ہوا تو

رکن الدین کی عیادت کے لیے آیا تو اسی وقت اس نے اس کے خادم ولولو کو اس کے قتل کرنے کے لیے کہا۔ ... بعد میں بھی اس نے ... پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ ماردین کا خود مختار بادشاہ بن گیا اور المظفر کا لقب اختیار کیا اور ۶۹۱ھ میں فوت ہو گیا۔

ارتق کے جانشین: اس کے بعد اس کا فرزند سعید نجم الدین غازی بن ارتق حاکم مقرر ہوا وہ ۷۱۲ھ میں فوت ہو گیا۔

اس کے بعد اس کا بھائی مظفر قرا ارسلان بن ارتق حکومت پر ... اس نے ایک سال یا اس سے کم عرصے تک حکومت کی۔ پھر اس کے بعد اس کے بھائی منصور نجم الدین غازی بن قرا ارسلان ... بیس سال تک حکومت کرتا رہا اور ۷۱۲ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا فرزند منصور احمد حاکم ہوا اس نے تین سال تک حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا فرزند الصالح محمود صرف چار مہینے تک حکمران رہا۔ ... کہ اس کا چچا ... فخر الدین ... المنصور ... کے ... سے ... روز ... اور خود حکومت کرنے لگا اور ۷۶۹ھ میں فوت ہوا۔

اس کے بعد اس کا فرزند مجد الدین عیسیٰ ماردین کا حاکم ہوا اور ابھی تک وہی ماردین کا بادشاہ ہے۔

تاتاریوں کی اطاعت: جب ہلاکو خان بن تولی بن چنگیز خان نے بغداد اور اس سے متصل علاقوں کو فتح کیا تو مظفر قرا ارسلان (حاکم ماردین) نے اس کی اطاعت قبول کی اور اپنی عملداری میں اس کے نام کا خطبہ (مساجد میں) پڑھوایا۔ اس کے جانشین بھی ... تاتاریوں کی اطاعت کرتے رہے۔ جب تاتاریوں کی حکومت کا ... ہوا جس کا نام ابو سعید بن خربندہ ہے تو ماردین ... اپنے ... سے خارج کر ... بادشاہ ... الملک الصالح ... سلطنت کے ... ماردین کا ... ہے۔

قلعہ کیفا کے حکام

داؤد بن سقمان اپنے والد سقمان اور اپنے بھائی ابراہیم کے بعد قلعہ کیفا کا حاکم ہوا۔ اس کی وفات کی تاریخ ہمیں معلوم نہیں ہے۔

نور الدین محمد: اس کے بعد نور الدین محمد بن قرا ارسلان ... قلعہ کیفا کا حاکم مقرر ہوا۔ اس کے اور سلطان غازی صاحب ... کے درمیان جو ... تھا اس نے سلطان صلاح الدین کو موصل کی جنگ میں اپنی امداد پہنچائی۔ ... سلطان صلاح الدین ... آمد کی لڑائی میں اس کی مدد کی ... چنانچہ صلاح الدین نے اس شہر کو ... ۵۷۹ھ میں ... آمد ابن نیسان سے چھین لیا ... پھر نور الدین محمد ... سلطان صلاح الدین کی فوجوں میں شامل ہو گیا جیسا کہ ہم سلطان صلاح الدین کے عہد کے واقعات میں اس کا ذکر کریں گے۔

قطب الدین سقمان: نور الدین محمد ۵۸۱ھ میں فوت ہوا۔ اس کے دو فرزند تھے چنانچہ اس کا بڑا فرزند قطب الدین

حکمران بادشاہ ہوا۔ اس کی سلطنت کا انتظام اس کے والد کے وزیر جمال الدین ابی اسحاق الاسعد کے سپرد ہوا۔ اس سے پہلے نور الدین محمد کا بھائی عماد الدین حکومت کا دعوے دار تھا مگر ہوا یہ کہ وہ اس وقت فوج لے کر موصل کے محاصرے میں سلطان صلاح الدین کی مدد کے لیے گیا ہوا تھا۔ جب اسے اپنے بھائی کی موت کی خبر ملی تو وہ یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کے بھائی نور الدین کی اولاد صغیر السن ہے شہر پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ ہوا مگر کامیاب نہیں ہو سکا اس لیے وہ خرت برت کے مقام پر حملہ آور ہوا اور اسے فتح کر کے اس کا مالک بن بیٹھا اور اس کے بعد یہ حکومت اس کے بیٹوں کو وراثت میں ملی۔

صلاح الدین کی حمایت: جب سلطان صلاح الدین موصل کی جنگ سے فارغ ہوا تو قطب الدین سقمان (حاکم کیفا) اس سے ملا۔ سلطان صلاح الدین نے قاعدہ بنا رکھا تھا کہ اس کے والد کی حکومت پر برقرار رکھا اور آمد کے شہر پر بھی اس کا تسلط برقرار رکھا جو اس نے اس کے والد کو فتح کر کے دے دیا تھا مگر یہ شرط رکھی کہ اس کے حالات سے وہ سلطان صلاح الدین کو مطلع کرتا رہے اور اس کے احکام پر عمل کرے۔ اس نے اس کے فرزند قرا ارسلان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو جس کا نام صلاح الدین تھا وہاں کا حاکم مقرر کیا اور اس نے وہاں کی سلطنت کے انتظامات سنبھال لیے۔

پھر قطب الدین سقمان قلعہ کیفا اور آمد اور اس کے مضافات پر حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ۵۹۷ھ میں فوت ہوا۔ اس کی موت قلعہ کیفا کے محل کے اوپر سے گرنے سے ہوئی۔

ولی عہد کا تقرر: اس کا بیٹا محمود اس کے بعد حاکم بننے کا امیدوار تھا مگر اس کا بھائی قطب الدین سقمان اس سے بے حد نفرت کرتا تھا۔ اس لیے اس نے اس کو اپنا آخری مقبوضہ قلعہ منصور کی طرف بھیج دیا تھا اور اس کے بجائے اپنے ایک غلام جس کا نام ایاس تھا اس کا انتخاب کر کے اس کا نکاح اپنی بہن کے ساتھ کر دیا اور اسے ولی عہد بنا دیا تھا۔

ناصر الدین محمود: لہٰذا جب قطب الدین سقمان فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا غلام ایاس اس کا جانشین ہوا۔ اس وقت بعض ارکان سلطنت خفیہ طور پر محمود کے پاس چلے گئے وہ فوج لے کر آمد آیا۔ اس سے پہلے آمد کی حفاظت کے لیے ایاس پہنچا تھا مگر وہ مقابلہ نہیں کر سکا۔ محمود نے آمد فتح کر لیا اور وہ تمام شہر پر مسلط ہو گیا۔ اس نے ایاس کو قید کر لیا تا آنکہ اس نے شاہ روم کی سفارش سے اسے چھوڑ دیا اور وہ روم چلا گیا اور وہاں کے امراء میں شامل ہو گیا۔

مسعود کی جانشینی: اب محمود کیفا اور آمد اور ان کے مضافات کا خود مختار حاکم ہو گیا تھا اس نے اپنا لقب ناصر الدین رکھا۔ وہ ظالم اور بد سیرت تھا نیز وہ فلسفیانہ علوم جاننے کا دعویٰ کرتا تھا۔ اس کی وفات ۶۱۹ھ میں ہوئی۔ اس کے بعد مسعود حاکم ہوا۔

مسعود کا محاصرہ: مسعود اور سلطان الکامل بن عادل کے درمیان ناچاقی ہو گئی اور جنگ چھڑ گئی تو اس نے اس کے برخلاف اپنے بھائی اشرف سے فوجی امداد اور موصل کی امداد لی اور وہ مصر سے فوج لے کر روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ داؤد اور حماۃ کا حاکم مظفر بھی تھا۔ انہوں نے آمد کے مقام پر اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر وہ نکل کر کامل کے پاس آیا تو اس نے اس کو قید کر لیا۔ وہ کامل کی وفات تک اس کی قید میں رہا۔ اس کے بعد وہ تاتاریوں سے جا ملا۔ پھر وہ

فوت ہو گیا۔

قلعہ خرت برت کے حکام: عماد الدین بن قرا ارسلان نے اپنے بھائی نور الدین کے فرزند قطب الدین سقمان سے خرت برت کے علاقہ کو چھین لیا تھا۔ یہ علاقہ اس کے قبضہ میں رہا۔ یہاں تک کہ وہ ۶۰۰ھ میں فوت ہوا۔ اس نے وہاں بیس سال تک حکومت کی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا نظام الدین ابوبکر حاکم بنا۔ اس کی اپنے چچا زاد بھائی ناصر الدین محمود حاکم آمد کیفا سے دشمنی تھی۔ اس لیے ناصر الدین محمود نے سلطان عادل بن ایوب کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کے فرزند اشرف کے ساتھ موصل کے محاصرہ میں بھی شریک ہوا تھا تاکہ وہ اس کے بعد فوج لے کر خرت برت روانہ ہو اور یہ علاقہ فتح کر کے اسے دے دے۔

یہ حالت دیکھ کر نظام الدین ابوبکر نے غیاث الدین کیخسرو سلطان روم سے فوجی مدد طلب کی۔

خرت برت کا محاصرہ: بادشاہان ۶۰۱ھ میں اشرف اور محمود فوجیں لے کر روانہ ہوئے اور انہوں نے خرت برت کا محاصرہ کر لیا اور اس کے بیرونی علاقے پر قبضہ کر لیا۔ ان کے مقابلے کے لیے روم کے علاقہ کے حاکم غیاث الدین نے نظام الدین کی مدد کے لیے ملطیہ کے حاکم افضل بن صلاح الدین کے زیر قیادت فوجیں روانہ کیں۔ جب یہ لشکر ملطیہ کے مقام پر پہنچا تو اشرف اور محمود خرت برت سے نکل کر نظام الدین کے صحرائی قلعوں کی طرف گئے اور دشمن کے قریب پہنچے اور ماہ ذوالحجہ ۶۰۱ھ میں انہیں فتح کر لیا۔

جب افضل سلطان غیاث الدین کے لشکر کو لے کر وہاں پہنچا تو اشرف محمود سے الگ ہو گیا۔ اس وقت نظام الدین بھی لشکر لے کر قلعہ کی طرف گیا۔ چنانچہ فتح کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا وہ قلعہ اسی کے پاس ہی رہا۔

پھر روم کے علاقے کے بادشاہ کیقباد نے خرت برت کا قلعہ اسی خاندان سے چھین لیا اور اس طرح اس علاقہ سے بنو سقمان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

شجرہ خاندان بنو ارتق اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں!

شجرہ خاندان بنو ارتق

ارتق بن اکسک مولی سلطان ملک شاہ سلجوقی

شجرہ خاندان بنو ارتق

ارتق بن اکسک مولی سلطان ملک شاہ سلجوقی

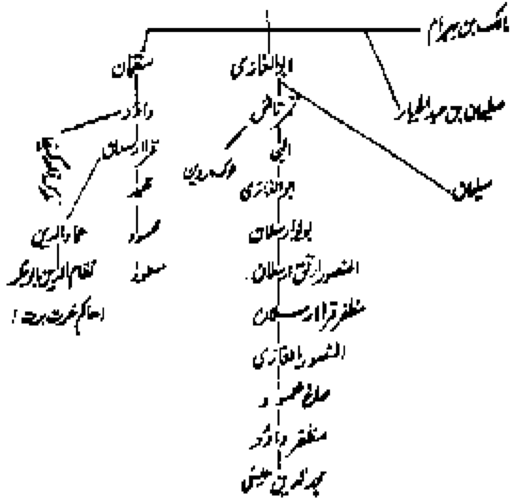
ملک بن بہرام
سلیمان بن عبدالجبار
سلیمان
ایلغازی
سقمان
تمرتاش
داؤد
[illegible]
البی
ایلغازی
یولق ارسلان
المنصور ارتق ارسلان
مظفر قرا ارسلان
المنصور ایلغازی
صالح محمود
مظفر داؤد
مجدالدین عیسیٰ
قرا ارسلان
محمد
محمود
مسعود
ابراہیم
عماد الدین
نظام الدین ابوبکر
حاکم خرت برت

باب : ششم

الجزیرہ و شام کی زنگی سلطنت

زنگی خاندان کا بانی آقسنقر سلطان ملک شاہ سلجوقی کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اس کا لقب قسیم الدولہ تھا۔

سلطان ملک شاہ نے وزیر فخر الدولہ بن جہیر کو دیار بکر فتح کرنے کے لیے بھیجا تو جزیرہ ابن عمر بھی ابن مروان کے قبضے سے چھڑا لے۔

ابن مروان نے موصل کے حاکم شرف الدولہ مسلم بن قریش عقیلی سے فوجی امداد طلب کی مگر شاہی لشکر نے انہیں شکست دی اور وہ آمد میں محصور ہو گیا۔

اس کے بعد سلطان نے عمید الدولہ بن فخر الدولہ بن جہیر کو شرف الدولہ کے خلاف فوج دے کر بھیجا۔ وہ جب کے علاقے پہنچا اور سلطان کے لیے تحائف پیش کیے تو سلطان اس سے خوش ہو گیا اور اسے اس کے شہر موصل کی طرف روانہ کر دیا۔ اس کے بعد جو واقعات پیش آئے جیسا کہ ہم نے بنو مروان کی سلطنت کے احوال میں بیان کیا تھا۔

حلب کی حکومت: جب حلب میں صالح بن مرداس الکلابی کے فرزندوں کی حکومت ختم ہو گئی تو اہل حلب تذبذب میں گرفتار ہو گئے۔ اس وقت اس کی حکومت کے تین امیدوار تھے:

(۱) شرف الدولہ مسلم بن قریش (۲) سلیمان بن قتلمش حاکم بلاد روم (۳) تتش بن سلطان الپ ارسلان۔

سلیمان بن قتلمش نے مسلم بن قریش کو قتل کر دیا پھر تتش نے سلیمان بن قتلمش کو قتل کر کے حلب پر قبضہ کر لیا مگر اس کے قلعہ کو فتح نہیں کر سکا۔ چنانچہ وہ اس کا محاصرہ کرتا رہا۔

آقسنقر کا تقرر: اہل حلب نے سلطان ملک شاہ کو پیغام بھیجا اور اس سے درخواست کی کہ وہ حلب کی حکومت سنبھال لے۔ چنانچہ سلطان خود وہاں پہنچ گیا۔ جب وہ وہاں پہنچا اس وقت تتش نے قلعہ کا محاصرہ ترک کر کے جنگل کا رخ کیا اور سلطان نے حلب کا اقتدار سنبھال لیا اور قسیم الدولہ آقسنقر کو حلب کا حاکم مقرر کیا۔ اس کے بعد وہ عراق واپس چلا گیا۔

آقسنقر نے حلب کو آباد کیا اور اس کے لیے مفید کام انجام دیے۔ سلطان ملک شاہ نے اپنے بھائی تتش کو ہدایت کی کہ وہ آقسنقر کے ساتھ جا کر علوی خلفاء کے مصر و شام کے مقبوضات کو فتح کرنے میں مدد کرے۔ چنانچہ آقسنقر نے اس کی ہمراہی میں بہت سے علاقے فتح کیے۔ اس سے پہلے ۴۷۹ھ میں اس نے شیزر کے مقام پر بنو منقذ کے خلاف فوج کشی کی تھی اور ان کا محاصرہ کر کے انہیں بہت تنگ کیا تھا اور آخر میں ان سے صلح کر کے واپس آ گیا تھا۔ آقسنقر سلطان ملک شاہ کی وفات تک

۴۸۵ھ تک حلب کا حاکم رہا۔

تتش کی سلطنت: سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد اس کی اولاد میں اختلاف برپا ہوا۔ اس کا بھائی تتش ایک عرصے سے شام کا حکمران ہو گیا تھا۔ جب اس کا بھائی ملک شاہ فوت ہو گیا تو تتش نے تمام سلجوقی سلطنت کا بادشاہ بننے کا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لیے اس نے فوجیں جمع کیں اور شام کے تمام امراء کو مطیع بنانے کے لیے اس نے دورہ کیا۔ وہ جب حلب گیا تو قسیم الدولہ آقسنقر نے اس کی اطاعت قبول کی اور انطاکیہ کا حاکم یاغی سیان اور حران کا حاکم بوزان بھی اس کی اطاعت پر اس وقت آمادہ ہوئے جب تتش نے سلطان ملک شاہ کی اولاد کے حالات اچھی طرح تحقیق کر لیے۔

تتش کی فتوحات: یہ امراء تتش کے ساتھ ہو گئے۔ اس نے اسے فتح کر کے وہاں اپنے نام کا خطبہ (مساجد) میں پڑھوایا۔ پھر وہ نصیبین کو فتح کرتے ہوئے موصل پہنچا اور وہاں کے حاکم ابراہیم بن قریش بن بدران کو شکست دی۔ اس کو شکست دینے کا سہرا آقسنقر کے سر پر تھا۔ اس نے قریش کے بیٹے ابراہیم کو قتل کر کے اس سے موصل کا علاقہ چھین لیا اور سلطان نے اس کے پھوپھی زاد بھائی علی بن مسلم بن قریش کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔

وہاں سے دیار بکر پہنچا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ پھر وہ آذر بائیجان گیا۔

ادھر سلطان ملک شاہ کا فرزند برکیارق رے سے ہمدان اس لیے آیا کہ تتش وہاں پر قابض ہو گیا تھا۔ اس لیے وہاں کی حفاظت کے لیے آیا۔

آقسنقر اور حاکم رہا بوزان برکیارق کے طرفدار ہو گئے کیونکہ تاج الدولہ زندہ تھا اور وہ اس کی فوج میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے سلطان تتش کو چھوڑ دیا تھا۔

آقسنقر کا قتل: ان کی اس حرکت پر تتش بہت ناراض ہوا چنانچہ جب وہ شام واپس آیا تو دوبارہ فوجیں جمع کر کے ۴۸۷ھ میں قسیم الدولہ آقسنقر سے جنگ کرنے کے لیے حلب پر حملہ آور ہوا۔ سلطان برکیارق نے آقسنقر کی مدد کے لیے کربوقا کو فوج دے کر بھیجا اور وہ مقابلے کے لیے نکلے۔ فریقین نے حلب سے چھ فرسخ کے فاصلے پر جنگ شروع کی۔ اس وقت آقسنقر کی کچھ فوجیں تتش کے لشکر میں چلی گئیں۔ جس سے آقسنقر کی صفوں میں خلل واقع ہوا اور اسے شکست ہوئی۔ شکست کے بعد آقسنقر قیدی بنا کر تتش کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔

کربوقا اور بوزان حلب کے شہر کے اندر چلے گئے۔ تتش نے ان کا تعاقب کیا اور محاصرہ کر کے شہر پر قبضہ کر لیا اور ان دونوں سپہ سالاروں کو قیدی بنا لیا۔ جیسا کہ اس کی سلطنت کے حالات میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

عماد الدین زنگی کے ابتدائی حالات: قسیم الدولہ آقسنقر بہت بڑا بااختیار اور بااثر حاکم تھا۔ آخر تک اس کے حالات میں امن و امان رہا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کا فرزند سلجوقی سلطنت کے زیر سایہ پرورش پاتا رہا۔ زنگی اس کا سب سے چھوٹا فرزند تھا۔ وہ بچپن ہی سے عزت و احترام کے ساتھ پرورش پاتا رہا۔

سلطان برکیارق اور اس کے بھائی محمد کی خانہ جنگی کے زمانے میں جب سلطان برکیارق کی طرف سے کربوقا موصل

کو ملا کر عماد الدین زنگی [illegible] تھا [illegible] کے زمانے میں [illegible] گیا تھا۔ اس وقت آمد کا حاکم [illegible] ابن ارتق [illegible] تھا تاہم وہ ان کے لشکر میں شامل تھا اور ان کے ساتھ [illegible] کی ایک بڑی جماعت تھی اس لیے [illegible] میں زنگی نے بھی حصہ لیا تھا۔

کربوقا کی فتح [illegible] کو شکست ہوئی تھی اور کربوقا نے [illegible] گرفتار ہو گیا تھا۔ کربوقا نے [illegible] ہم اس کے حالات کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں۔

حکام موصل کی تبدیلی [illegible] کے بعد [illegible] سلطان محمود [illegible] موصل [illegible] آق سنقر برسقی [illegible] عماد الدین زنگی [illegible] ہو گیا۔

جب سلطان محمود [illegible] موصل [illegible] ہو گیا تھا۔

دبیس کی بغاوت [illegible] دبیس بن صدقہ نے خلیفہ مسترشد [illegible] سلطان محمود [illegible] بغداد [illegible] عماد الدین زنگی [illegible] آق سنقر برسقی [illegible] جب وہ بغداد پہنچے تو برسقی نے ان کے ساتھ مصالحت کر [illegible]۔

بغداد کے قریب جنگ سلطان مسعود بغداد پہنچ گیا۔ طغرل بھی بغداد [illegible] دبیس بن صدقہ [illegible] دونوں کے درمیان بغداد کے قریب جنگ ہوئی۔ جیسا کہ [illegible] سلطنت کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

طغرل بغداد میں [illegible] اس نے سلطان محمود کی اپنے بھائی مسعود کے ساتھ [illegible] مصالحت [illegible] موصل سے [illegible] لیا۔

زنگی کی حکومت کا آغاز [illegible] میں جب برسقی کو قتل کیا گیا تو زنگی [illegible] کے ساتھ [illegible] خصوصیت حاصل ہوئی۔ سلطان محمود [illegible] برسقی کو موصل کی حکومت کے علاوہ [illegible]

بھی اس کے مددگار بن گئے۔ اس نے وہاں کا حاکم زنگی کو بنایا۔ اس طرح زنگی نے دونوں علاقوں میں اپنا اچھا اثر قائم کر لیا۔

زنگی کی شجاعت: جب دبیس بن صدقہ اور خلیفہ مسترشد کے درمیان جنگ چھڑی تو خلیفہ مسترشد بغداد سے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ موصل سے برسقی اور عماد الدین زنگی بھی آ گئے۔ دبیس کو شکست ہوئی اور عماد الدین نے اس معرکے میں بہادری کے کارنامے دکھائے[1]۔ پھر دبیس بصرہ گیا اور وہاں کی باقی ماندہ فوج کو اکٹھا کیا۔ انہوں نے بصرہ جا کر اس شہر کو لوٹ لیا اور اس کے حاکم کو قتل کر دیا۔

بصرہ کی حکومت: اس نے بصرہ پر عماد الدین زنگی کو مقرر کیا تو اس نے اس کی بڑی اچھی طرح سے مدافعت کی اور مضافات کے عربوں کو مغلوب کیا اور بدوی عرب وہاں سے بھاگ گئے۔

۵۱۸ھ میں برسقی کو بغداد کے عہدے سے معزول کر دیا گیا اور وہ موصل واپس آ گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے عماد الدین زنگی کو بصرہ سے بلایا تو وہ اس بات سے پریشان ہوا اور کہنے لگا: "موصل کے لیے ہر روز نیا حاکم ہوتا ہے اور ہمیں اس کے لیے بلایا جاتا ہے۔"

اس کے بعد وہ سلطان کے پاس گیا تاکہ وہ اسے اپنے ملازمین میں شامل کر لے۔ زنگی سلطان کے پاس اصفہان کے مقام پر پہنچا تو اس نے اپنی طرف سے اسے بصرہ کا حاکم مقرر کیا اور وہاں اسے جاگیر دی۔

برسقی کا قتل: برسقی نے ۵۱۹ھ میں شہر حلب کو فتح کر لیا۔ پھر وہ ۵۲۰ھ میں مارا گیا۔ اس کا فرزند عز الدین مسعود حلب میں تھا۔ اس نے وہاں سے جلد موصل پہنچ کر وہاں کا حاکم بن گیا۔

عفیف کو شکست: جب خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود سلجوقی کے درمیان مخالفت ہو گئی تو خلیفہ نے خادم عفیف کو واسط بھیجا تاکہ وہاں سے سلطان کے نائب کو نکال دے[2]۔ پھر عماد الدین زنگی بصرہ سے اس کے مقابلے کے لیے گیا اور اس کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد اسے شکست دی۔ عفیف خلیفہ مسترشد کے پاس چلا گیا۔

---

[1] اصل نسخہ میں یہاں بیاض (خالی جگہ) ہے۔ ابن اثیر کی تاریخ الکامل کی عبارت کے مطابق یہ عبارت مکمل ہوتی ہے: عماد الدین نے اس معرکے میں بہادری کے کارنامے دکھائے تھے۔ (الکامل فی التاریخ ج ۱۰ ص ۶۲۸ ... مترجم)

[2] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں واقعات کی تفصیل میں کچھ عبارت حذف ہو گئی ہے۔ تاریخ الکامل میں ہے: "خلیفہ نے مغربی جانب قیام کیا اور اس نے عفیف خادم کو جو اس کے خاص خادموں میں سے تھا لشکر دے کر واسط بھیجا تاکہ وہاں سے سلطان کے نائب کو نکال دے۔ سلطان نے اس کے مقابلے کے لیے عماد الدین زنگی کو بھیجا جو ان دنوں بصرہ میں تھا۔ جب عفیف واسط پہنچا تو عماد الدین زنگی اس کے مقابلے کے لیے گیا اور اسے پیغام بھیجا۔ عفیف کا لشکر جنگ کرنے کے لیے پہنچا تو عفیف کے لشکر کو شکست ہوئی اور ان میں سے بہت قتل ہوئے اور جو بچے وہ قید کر لیے گئے۔ زنگی نے عفیف سے تغافل کیا اور وہ بھاگ گیا۔" (تاریخ الکامل لابن اثیر ج ۱۰ ص ۶۳۲ مترجم)

عماد الدین زنگی نے واسط میں قیام کیا اور راستے تجویز کیا کہ وہ کشتیوں میں فوج سوار کرا کر دریائی راستے سے اور خشکی کے راستے سے بھی (بغداد) فوجیں لے آئے۔ چنانچہ زنگی نے بصرہ سے کشتیاں اکٹھی کیں اور تمام افواج سے بھر دیں۔ پھر وہ خشکی کے راستے سے سلطان کے پاس آیا۔ یہ تمام فوجیں تیار تھیں۔ یہ بہت خوش کن منظر تھا۔ اسے دیکھ کر خلیفہ مسترشد گھبرا گیا اور صلح کا پیغام بھیجنے لگا۔

عراق کا کوتوال مقرر چونکہ عماد الدین زنگی نے بصرہ اور واسط کے حاکم کی حیثیت سے نہایت عمدہ انتظامی صلاحیت اور تدبر کا ثبوت دیا تھا اور بغداد میں اس نے بیحد جرأت کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس لیے سلطان محمود نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے کے بعد ۵۲۱ھ میں عماد الدین زنگی کو بغداد اور عراق کا کوتوال مقرر کر دیا۔ سلطان کو یقین تھا کہ عماد الدین زنگی خلیفہ کے ساتھ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ نباہ سکے گا۔ اس کے بعد سلطان اپنے پایہ تخت اصفہان روانہ ہو گیا۔

موصل کی نئی حکومت: جب فرقہ باطنیہ کے لوگوں نے برسقی کو قتل کر دیا تو اس وقت اس کا فرزند عز الدین مسعود حلب میں اس کے نائب کی حیثیت سے مقرر ہو چکا تھا۔ چنانچہ وہ جلد موصل پہنچا اور وہاں کا انتظام حکومت اس نے سنبھال لیا۔ پھر اس نے سلطان محمود سے تقرری کی منظوری حاصل کی تو اس نے اسے اس کے والد کی جگہ پر مقرر کر دیا۔

وہ بہت بہادر انسان تھا اس لیے اس نے شام کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لیے پہلے وہ رحبہ پہنچا اور وہاں کا محاصرہ کر لیا۔ پھر اہل قلعہ نے اس سے پناہ طلب کی مگر اسی اثناء میں وہ بیمار ہو گیا اور اس کی یہ بیماری جان لیوا ثابت ہوئی اور وہ مر گیا۔

موصل میں بدنظمی مرنے کی خبر سنتے ہی اس کی فوج میں بدنظمی اور انتشار پیدا ہو گیا اور وہ ایک دوسرے کو لوٹنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ اس کی لاش کی تدفین کی طرف بھی متوجہ نہیں ہو سکے۔ تو امیر جاولی نے جو اس کے والد کا آزاد کردہ غلام تھا اور فوج کا افسر تھا۔ اس کے بجائے اس کے چھوٹے بھائی کو حاکم مقرر کیا۔ پھر اس نے اس کے تقرر کے بارے میں سلطان کو لکھا اور اس مقصد کے لیے حاجب صلاح الدین محمد یاغیسیانی اور قاضی ابوالحسن علی بن القاسم شہرزوری کو بھیجا۔

زنگی کی حمایت: صلاح الدین حاجب نے اپنے دوست نصیر الدین جقر سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ جقر عماد الدین زنگی کا طرفدار تھا۔ اس لیے اس نے صلاح الدین حاجب کو (جاولی کے) انجام سے ڈرایا اور قاضی اور اسے مشورہ دیا کہ وہ دونوں عماد الدین زنگی کو بھیجنے کا مشورہ دیں اور (ان خدمات کے صلے میں) اس نے جاگیریں اور حکومت کے عہدے دلوانے کا وعدہ کیا۔

وزیر سے گفتگو: اس مشورہ کے بعد قاضی اور حاجب دونوں وزیر شرف الدین انوشیروان بن خالد کے پاس پہنچے اور وزیر موصوف کو الجزیرہ اور شام کے حالات سے آگاہ کیا اور یہ بھی بتایا کہ "فرنگی حلب سمیت ان علاقوں کے اکثر حصوں پر ماردین سے العریش تک قابض ہو چکے ہیں۔ اس لیے موصل کو ایسے حاکم کی ضرورت ہے جو ان فرنگیوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک سکے۔ برسقی کے جس فرزند کو حاکم مقرر کیا گیا ہے وہ کمسن ہے وہ فرنگیوں کے بڑھتے

ہونے کے سبب اور بچے کے قابل نہیں ہے اور نہ وہ اپنے علاقے کی حفاظت کر سکتا ہے۔" اس کے بعد اس وفد نے وزیر نوشرواں سے خطاب کرتے ہوئے آخر میں کہا۔

"ہم نے آپ کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا ہے۔ اس لیے ہم اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتے ہیں۔"

زنگی کا انتخاب اس کے بعد وزیر نے ان دونوں کی گفتگو سلطان تک پہنچائی سلطان نے ان دونوں کا شکریہ ادا کیا اور موصل کے ان دونوں معززوں کو بلوایا اور ان سے مشورہ کیا کہ موصل کا حاکم کسے بنائے۔ کون ہو سکتا ہے ان دونوں نے چند لوگوں کے نام لیے جن میں عماد الدین زنگی بھی شامل تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے زنگی کی طرف سے بہت سا مال و دولت کا نذرانہ بھی سلطان کے سامنے پیش کیا۔

حاکم موصل کی حیثیت سے: سلطان نے ان کے مشورہ کو قبول کیا کیونکہ وہ زنگی کی انتظامی صلاحیت سے واقف تھا۔ چنانچہ اس نے موصل کے منصب پر زنگی کو حاکم مقرر کیا اور اس بارے میں اس نے تحریری فرمان بھی لکھا اور زبانی بھی اسے حاکم بننے کا حکم دیا۔

لہذا سلطان عماد الدین زنگی اپنے علاقے کی طرف روانہ ہوا راستے میں اس نے بوازیج کے علاقے کو فتح کیا۔ اس کے بعد وہ موصل پہنچا۔ جاولی اور اس کے لشکر نے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا۔

زنگی کے دورِ حکومت عماد الدین زنگی ماہ رمضان ۵۲۱ھ میں موصل پہنچا تھا۔ اس نے جاولی کو رحبہ کا حاکم بنا دیا تھا اور قلعہ کا حاکم نصیر الدین جقر کو مقرر کیا اور صلاح الدین یاغیسیانی کو اپنا حاجب مقرر کیا اور تمام شہروں کا قاضی بہاء الدین شہرزوری کو مقرر کیا۔ اس کی جاگیروں میں بھی اضافہ کیا چنانچہ زنگی کوئی کام اس کے مشورے کے بغیر نہیں کرتا تھا۔

جزیرہ ابن عمر کی تسخیر اس کے بعد زنگی جزیرہ ابن عمر کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں برسقی کے غلام برسر اقتدار تھے انہوں نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا تو زنگی نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ ان کی فوجوں اور شہر کے درمیان دریائے دجلہ حائل تھا اس لیے اس نے دریا پار کیا۔ یہاں تک کہ اس کے آگے وسیع میدان میں ان سے جنگ کی۔ جب شہر والوں کو شکست ہوئی تو وہ شہر میں قلعہ بند ہو گئے۔ پھر انہوں نے پناہ مانگی تو زنگی نے شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔

فتح نصیبین اس کے بعد زنگی نصیبین کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ یہ شہر حسام الدین تمرتاش بن ایلغازی حاکم ماردین کے زیر اقتدار تھا۔ اس نے قلعہ کیفا کے حاکم اور اپنے چچا زاد بھائی رکن الدولہ داؤد بن سقمان سے فوجی کمک طلب کی چنانچہ اس نے کمک بھیجنے کا وعدہ کیا۔ اور انہوں نے وعدے کے مطابق حسام الدین نے اہل نصیبین کو یہ پیغام بھیجا کہ "وہ بیس دن تک ثابت قدمی سے ڈٹے رہیں۔" چونکہ یہ پیغام شہر والوں تک نہیں پہنچ سکا تو اس کا یہ پیغام زنگی کی فوجوں کے ہاتھ لگ گیا۔ چنانچہ انہوں نے شہر فتح کر لیا۔

فتح سنجار و خابور: وہاں سے زنگی سنجار گیا۔ وہاں کے لوگوں نے پہلے مقابلہ کیا۔ پھر انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دیے اور اسے بھی فتح کر لیا گیا۔ وہاں سے زنگی نے ایک لشکر خابور کی طرف روانہ کیا۔ وہ بھی فتح ہو گیا اور اس کے تمام علاقے پر اس کا قبضہ ہو گیا۔

فتح حران: پھر زنگی حران پہنچا اس کے قریب رُہا، سروج اور البیرہ کے علاقے فرنگیوں کے قبضہ میں تھے اور ان کی وجہ سے حران کے باشندے پریشان تھے اس لیے انہوں نے بہت جلد اس کی اطاعت قبول کر لی۔ پھر زنگی نے فرنگی حاکم جوسلین کو صلح کا پیغام بھیجا تاکہ وہ اس کی طرف سے (حملہ کے اندیشہ سے) مطمئن ہو جائے لہٰذا ان دونوں کے درمیان صلح ہو گئی۔

حلب کے حکام: ۵۱۸ھ میں برسقی نے شہر حلب اور اس کے علاقے کو فتح کر لیا تھا اور وہاں اپنا جانشین بیٹے فرزند مسعود کو بنایا تھا جب فرقہ باطنیہ نے برسقی کو موصل میں قتل کر دیا تو اس کا فرزند بہت جلد موصل پہنچا اور حلب پر اپنا جانشین امیر قربان کو مقرر کیا۔ اس کے بعد اسے معزول کر دیا اور اس کے بجائے امیر قطلغ ابہ کو حلب کا حاکم مقرر کیا مگر قربان نے یہ کہہ کر حکومت اس کے حوالے نہیں کی

"میرے اور امیر مسعود کے درمیان (اصلی فرمان کی شناخت کرنے کے لیے) ایک نشانی ہوتی ہے جو اس فرمان میں موجود نہیں ہے۔"

قطلغ ابہ مسعود کے پاس گیا اس نے بتایا کہ وہ اس وقت الرحبہ[۱] . . . کر رہا تھا اس لیے وہ جلدی سے حلب کی طرف لوٹ گیا۔ شہر والے سلیمان بن ربیع کی قیادت میں اس کے طرف دار ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے اسے شہر میں داخل کر کے اسے حاکم بنا لیا اور قربان کو قلعہ سے منتقل کر کے اور ایک ہزار دینار دے کر اسے محفوظ مقام پر پہنچا دیا۔

اہل حلب کی بغاوت: قطلغ ابہ نے ۵۲۰ھ کے درمیانی عرصے میں قلعہ اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ مگر حکومت حاصل کرنے کے بعد اس کی عادتیں خراب ہو گئیں۔ وہ اس نے بے حد ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا۔ برے لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تھے اس لیے رعایا اس سے نفرت کرنے لگی اور اسی سال عید الفطر کے دن عوام نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور اس کے بجائے انہوں نے اپنے سابق حکمران بدر الدولہ سلیمان بن عبدالجبار بن ارتق کو اپنا حاکم بنا لیا اور انہوں نے قطلغ ابہ کا جو قلعہ میں تھا محاصرہ کر لیا۔

فرنگیوں کی فوج کشی: منبج کا حاکم حسان اور بزاعہ کا حاکم حسن دونوں حاکموں کے درمیان صلح کرانے کے لیے پہنچ کر

---

[۱] یہاں اصل نسخہ میں بیاض (خالی جگہ) ہے جبکہ الکامل میں اس موقع پر یہ عبارت مذکور ہے "قطلغ ابہ مسعود کی طرف لوٹ کر گیا وہ رحبہ کا محاصرہ کر رہا تھا اتفاقاً اسے معلوم ہوا کہ وہ (اچانک) مر گیا ہے (یہ حال دیکھ کر) وہ جلدی سے حلب کی طرف لوٹ گیا۔" (تاریخ الکامل لابن الاثیر ج ۹ ص ۲۲۲) [مترجم]

صلح نہیں ہوئی۔ پھر اتابک [illegible] عماد الدین زنگی [illegible] حلب پہنچا تو اہل حلب نے اس کا [illegible] سے [illegible] اس کے ہاتھ پر [illegible] پھر [illegible] فوج [illegible] کا محاصرہ [illegible] القلعہ [illegible] زنگی قلعہ [illegible] کا محاصرہ کر رہے ہے۔

زنگی کی اطاعت جب علاء الدین زنگی حران کے حاکم کے پاس پہنچا تو اس نے اپنے ساتھیوں میں سے [illegible] سے [illegible] حلب [illegible] شام زنگی کے حوالے کر دیے۔ جب اہل حلب نے [illegible] تو انہوں نے بھی اطاعت قبول کر لی اور [illegible] میں [illegible] قطلغ [illegible] زنگی کے پاس پہنچے۔ علاء الدین زنگی نے ان دونوں [illegible] اور دونوں زنگی کے [illegible] ہو گئے۔ پھر زنگی نے صلاح الدین محمد یاغی سیانی کی قیادت میں لشکر بھیج کر [illegible] اس نے انتظامات درست کئے [illegible] ۵۲۲ھ [illegible] حلب کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں زنگی نے [illegible] منبج کو فتح کیا اور [illegible] کے قبضہ سے [illegible] حاصل کی۔

زنگی کی آمد حلب اہل حلب نے زنگی کا [illegible] حلب کے [illegible] اپنے [illegible] اس کے بعد قطلغ ابہ [illegible] زنگی [illegible] چھوڑ دی [illegible] ہے۔

نجم الدین کا تقرر پھر [illegible] کے لئے وہاں چلا گیا۔ علاء الدین زنگی نے [illegible] حلب [illegible]

فتح حماۃ پھر عماد الدین زنگی [illegible] جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوا [illegible] دریائے فرات کو عبور کر کے [illegible] پہنچا [illegible] دمشق کے حاکم تاج الملوک بوری [illegible] سے مدد طلب کی۔ [illegible] اپنے فرزند سونج کی [illegible] طرف بھیجا [illegible] زنگی کی مدد کے لئے پہنچے۔ جب یہ فوجیں زنگی کے پاس پہنچیں تو اس نے ان کی تعظیم و تکریم کی۔ چند دن [illegible] ان کے ساتھ [illegible] اور سونج [illegible] حلب میں [illegible] ان کے [illegible] لے لیا۔ پھر [illegible] حماۃ پہنچا [illegible] زنگی کے ہاتھ [illegible] فتح کر لیا۔

وہاں سے وہ حمص کی طرف روانہ ہوا۔ [illegible] زنگی [illegible] ان کے [illegible] محاصرہ [illegible] زنگی [illegible] ہے۔

فرنگیوں کے خلاف جہاد: جب نور الدین زنگی موصل واپس آیا تو اس کی فوج نے چند دن آرام کیا۔ پھر زنگی نے جہاد کے لیے تیاری کی اور سنہ ۵۵۹ھ میں حلب کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے سب سے پہلے حارم کے قلعہ (جو شام میں ہے) کو فتح کرنے کا قصد کیا۔ یہ قلعہ حلب سے تین فرسخ کے فاصلے پر ہے یہاں فرنگی [illegible] رہتے تھے جو اہل حلب کو بہت پریشان کرتے تھے۔ اس لیے زنگی نے فوج کشی کر کے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ انطاکیہ سے فرنگیوں کی فوجیں ان کی مدد کے لیے آ گئیں اور جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئیں۔ زنگی نے قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر ان کے ساتھ جنگ کی۔ مسلمان اپنی جان پر کھیل کر جنگ کرتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرنگیوں کو شکست فاش ہوئی اور ان کے بہت سے سپہ سالار قیدی بنا لیے گئے اور بہت سے فرنگیوں کو مار ڈالا گیا۔ ان [illegible] کی تعداد دس ہزار تک [illegible] کہ ان کی ہڈیاں ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ تک وہیں پڑی رہیں۔

فرنگی قلعوں کی تسخیر: (فرنگیوں کو حارم میں شکست دینے کے بعد) زنگی قلعہ حارم کی طرف متوجہ ہوا اور اسے فتح کر کے مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ یہاں جو فرنگی اشخاص تھے ان کو قتل یا قید کر دیا گیا۔

پھر [illegible] قلعہ بانیاس[1] کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ یہ بھی فرنگیوں کا قلعہ تھا اس لیے زنگی نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار فرنگیوں نے نصف خراج ادا کرنے کی شرط پر زنگی سے صلح کر لی۔ اس کے بعد وہ واپس چلا گیا۔ ان فتوحات کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرنگیوں کے دلوں میں زنگی اور مسلمانوں کا رعب قائم ہو گیا اور ان کی ہوس ملک گیری کا خاتمہ ہو گیا۔

[illegible] کو شکست: جب زنگی [illegible] کے قلعوں کی فتح اور فرنگیوں کے ساتھ جہاد کرنے سے فارغ ہو چکا تو وہ الجزیرہ کی طرف [illegible] آیا اور اس نے شہر منبج کا محاصرہ کر لیا [illegible] تحت تھا۔ [illegible] اور [illegible] کا حاکم تھا اور [illegible] دونوں [illegible] کے نام ابو الفضائل [illegible] شہاب الدین [illegible] بن ابی [illegible] تحت تھے۔ [illegible] حاکم [illegible] عز الدولہ [illegible] مقابلے کے لیے [illegible] انہوں نے [illegible] زنگی کی فوج کے مقابلے کے لیے [illegible] زنگی نے ان سب کو شکست دی اور [illegible] کے شہر کو فتح کر لیا۔ [illegible] کے بعد [illegible] کے لیے [illegible] زنگی نے تعاقب کر کے [illegible] کی طرف بھگا دیا۔ [illegible] زنگی نے [illegible] فتح کرنے کے لیے [illegible] ہو گیا۔ [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] تھی۔

دمشق کی گرفتاری: پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ دمشق کا حاکم [illegible] جب [illegible] دیکھا تھا تو [illegible] شام [illegible]

---

[1] بانیاس [illegible] ایک چھوٹا سا شہر ہے جہاں بہت سے درخت اور چشمے ہیں۔ [illegible] ایک [illegible] ہے [illegible] بہت [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] (تاریخ ابو الفداء)

مرشد کی طرف روانہ ہو گیا تھا وہاں سے ایک لونڈی نے بلوایا تھا جسے حسن نے اس لیے چھوڑ رکھا تھا کہ وہ اس سے نکاح کرے۔

جب دبیس اس مقصد کے لیے غوطہ دمشق میں قبیلہ کلب کی ایک بستی میں سے گذر رہا تو قبیلہ کلب کے افراد نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے دمشق کے حاکم تاج الملوک کے پاس لے گئے یہ خبر اتابک زنگی تک بھی پہنچی وہ اس کا دشمن تھا۔ اس لیے اس نے تاج الملوک بوری حاکم دمشق کو اس بارے میں لکھا اور اس کے فرزند سونج و دیگر امراء کے متعلق تبادلہ کرنے کی پیشکش کی جو اس کے ہاں قید تھے۔ چنانچہ قیدیوں کی اس تبادلے کی تجویز کے مطابق بوری نے ان دونوں کا تبادلہ کیا اور ان کے بدلے میں بوری نے دبیس کو زنگی کے پاس بھیج دیا۔ دبیس کو اپنی ہلاکت کا یقین تھا مگر جب وہ وہاں پہنچا تو زنگی نے اس کی تعظیم کی اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس کی شکایات دور کیں۔

قاصدوں کی گرفتاری: ادھر خلیفہ مسترشد نے بھی بوری بن طغتکین حاکم دمشق کو دبیس کے بارے میں لکھا مگر جب یہ خط اس کے پاس پہنچا تو وہ دبیس کو زنگی کے سپرد کر چکا تھا۔ قاصدوں نے اس شخص پر زنگی کی برائی کی تو زنگی نے فوراً ان دونوں کو گرفتار کروا دیا۔ وہ دونوں قاصد یہ تھے (۱) سدید الدولہ ابن الانباری (۲) ابو بکر ابن بشر الجزری۔ زنگی نے ان دونوں کو قید کر لیا اور اس وقت چھوڑا جب کہ خلیفہ مسترشد نے ان کے بارے میں سفارش کی۔

دبیس زنگی کے پاس ہی رہا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ عراق آیا۔

محاصرہ بغداد: جب سلطان محمود ۵۲۵ھ میں فوت ہو گیا تو (بادشاہ بننے میں) اس کے بیٹے داؤد اور اس کے بھائی مسعود کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں داؤد نے مسعود کے مقابلے کی طرف پیش قدمی کی اور محرم ۵۲۶ھ میں تبریز کا محاصرہ کر لیا۔ پھر دونوں کے درمیان صلح ہو گئی اور مسعود تبریز سے نکل کر ہمدان چلا گیا۔ اس نے خلیفہ مسترشد کو پیغام بھیجا کہ خطبے میں اس کا نام شامل کیا جائے مگر خلیفہ نے انکار کر دیا۔ سلطان مسعود نے اتابک عماد الدین زنگی سے بھی فوجی کمک طلب کی۔ اس کے بعد سلطان مسعود نے بغداد کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

فریقین میں جنگ: مسعود سے پہلے اس کا بھائی سلجوق شاہ حاکم فارس و خوزستان اتابک قراجہ ساقی کے ساتھ بہت بڑا لشکر لے کر بغداد پہنچ چکا تھا اور خلیفہ مسترشد نے اسے دار الخلافہ میں ٹھہرایا تھا۔ مسعود کا لشکر عباسیہ میں خیمہ زن تھا۔

جب خلیفہ مسترشد کا لشکر اور سلجوق شاہ و قراجہ ساقی کا لشکر مسعود کے لشکر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نکلا تو انہیں یہ خبر موصول ہوئی کہ عماد الدین زنگی کی فوجیں ان کے پیچھے آ رہی ہیں اور یہ بھی اطلاع ملی کہ زنگی معشوق کے مقام پر پہنچ گیا ہے اس لیے قراجہ ساقی زنگی کے مقابلے کے لیے پیچھے کی طرف لوٹا اور سلجوق شاہ بقیہ لشکر لے کر اپنے بھائی مسعود کی فوجوں سے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔

زنگی کو شکست: قراجہ کا لشکر تیز رفتاری کے ساتھ روانہ ہوا اور ایک دن اور ایک رات میں فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ بھی معشوق پہنچ گیا اس نے حملہ کر کے زنگی کو شکست دی اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو قید کر لیا۔

زنگی شکست کھا کر تکریت پہنچا جہاں کا نائب سلطان صلاح الدین کا والد نجم الدین ایوب بن شادی تھا (وہاں سے اس نے دریائے دجلہ کو عبور کیا)۔

صلح نامہ: پھر خلیفہ مسترشد کے ساتھ ان شرائط پر صلح ہوئی کہ عراق ان کے پاس رہے گا اور بادشاہت مسعود کی ہوگی اور سلجوق شاہ ولی عہد ہوں گے۔ یہ معاہدہ صلح ۵۲۶ھ کے درمیانی عرصے میں ہوا۔

سلطان سنجر کی پیش قدمی: اس صلح نامے کے بعد سلطان سنجر نے اپنے بھتیجے سلطان طغرل بن محمود کی بادشاہت کا مطالبہ کیا۔ طغرل اس کے پاس رہتا تھا۔ لہٰذا (اس مطالبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے) سلطان سنجر خراسان سے روانہ ہوا اور ہمدان پہنچ گیا۔

سلطان مسعود اور سلجوق شاہ اس کے مقابلہ کے لیے تیار ہوئے اور مقابلہ کے لیے نکلے مگر جنگ کرنے میں اس لیے تاخیر کر رہے تھے کہ وہ خلیفہ مسترشد کے شامل ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔

خلیفہ مسترشد مغربی جانب.... [1] آیا اسے اطلاع ملی کہ اتابک زنگی اور دبیس بن صدقہ بغداد پہنچ رہے ہیں۔ دبیس نے دعویٰ کیا کہ سلطان سنجر نے اسے حلہ کا علاقہ دیا تھا۔ اس مقصد کے لیے اس نے منظوری حاصل کرنی چاہی مگر اس نے سفارش قبول نہیں کی۔ اتابک زنگی نے یہ بیان کیا کہ سلطان سنجر نے اسے بغداد کا کوتوال مقرر کیا تھا۔

اس عرصے میں سلطان مسعود اور اس کے بھائی سلجوق نے سلطان سنجر سے جنگ کی۔ جس میں مسعود کو شکست ہوئی۔ جیسا کہ گذشتہ ابواب میں بیان کیا جا چکا ہے۔

دوسری طرف مسترشد بغداد لوٹ گیا اور مغربی جانب عباسیہ میں مقیم ہوا اس کی فوجوں کا مقابلہ زنگی اور دبیس سے قلعہ براکلہ پر ہوا۔ جس میں ان دونوں کو ماہ رجب کے آخر ۵۲۶ھ میں شکست ہوئی۔ اس کے بعد اتابک زنگی موصل چلا گیا۔

فرنگیوں کا حملہ: اتابک زنگی کی غیر حاضری میں فرنگیوں کا بادشاہ بیت المقدس سے حلب کی طرف روانہ ہوا۔ اتابک زنگی کا نائب امیر اسوار مقابلہ کے لیے نکلا۔ اس نے اپنے لشکر کے ساتھ ترکمانی فوجوں کو بھی شامل کیا اور قنسرین کے مقام پر اس کے لشکر نے فرنگیوں سے جنگ کی۔ اس نے جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کیا تاہم مسلمانوں کو شکست ہوئی اور حلب واپس چلے گئے۔ فرنگیوں کا بادشاہ حلب کی عملداری میں کامیاب ہو کر گھس گیا۔

اس کے بعد جب فرنگی فوجوں کا ایک دستہ حلب کے علاقے میں غارت گری کے لیے آیا تو نائب امیر اسوار نے منبج کے حاکم کے ساتھ مل کر ان کا مقابلہ کیا اور فرنگیوں کو تباہ و برباد کر دیا اور جو باقی بچے انہیں قید کر لیا اور مسلمان جنگ میں

---

[1] یہاں بھی بیاض (خالی جگہ) ہے۔ تاریخ الکامل میں ہے: ”جب خلیفہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ جلد لوٹ آیا اور مغربی جانب عبور کر کے آ گیا اور عباسیہ میں قیام کیا۔ عماد الدین زنگی و دبیس کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو کر حضیرہ اور قلعہ براکلہ کے مقام پر ماہ رجب کو فریقین میں جنگ ہوئی۔“ (مترجم)

[illegible]

خلیفہ کا عتاب نامہ جب زنگی خلیفہ مسترشد سے مخالفت [illegible] خلیفہ مسترشد کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] زنگی [illegible] [illegible] زنگی [illegible] [illegible] [illegible] زنگی کے خلاف [illegible] [illegible]

[illegible] زنگی [illegible] [illegible]

محاصرۂ موصل خلیفہ مسترشد نے [illegible] [illegible] زنگی [illegible]

[illegible] خلیفہ [illegible] موصل [illegible] [illegible]

[illegible] زنگی نے خلیفہ [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

شہر حماۃ کا محاصرہ [illegible] زنگی نے [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اہم قلعوں کی تسخیر [illegible]

[illegible]

[illegible]

ترکی کا وزیر [illegible] انتقال ہو گیا۔

مفسدوں کی سرکوبی [illegible]

[illegible]

[illegible] کے قلعوں کی تعمیر مورخ ابن الاثیر کی روایت سے پتا چلتا ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

جب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

جب قلعہ [illegible] واپس آ گیا۔

[illegible] قلعوں پر قبضہ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کے مشہور قلعے [illegible] قلعے [illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible] (۶) [illegible] (۷) [illegible] (۸) [illegible]

ان قلعوں [illegible] ابن الاثیر کے قول کے مطابق [illegible] کی تاریخ معلوم نہیں ہے اس لیے ہم نے ان کا صرف تذکرہ کر دیا ہے۔

قلعوں کے بارے میں دوسری روایت: مورخ ابن الاثیر [illegible] [illegible] [illegible]

ایک قلعہ دار کی بحالی جب ابن ابی الہیجاء اور فرح کے قلعوں کا حاکم فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا فرزند ان قلعوں کا حاکم ہوا۔ اس کی والدہ خدیجہ بنت الحسن ابن ابیہ ... کی بیٹی تھی جو موصل میں زنگی امراء میں سے تھے۔ اس لیے اس کی والدہ نے اپنے فرزند علی کو اپنے مذکورہ بالا دونوں بھائیوں کے پاس بھیجا جو اس کے ماموں تھے۔ مقصد یہ تھا کہ وہ دونوں ماموں اسے امن و امان کی ضمانت دلائیں۔ چنانچہ وہ زنگی کے پاس گیا تو اس نے اسے ان قلعوں کی نگرانی پر برقرار رکھا۔ اس طرح ہکاریہ کے قلعے شہر زور پر فتح ہو گئے۔

قلعہ خفتیان کا حاکم ہکاریہ تھا اس کا نام حسن بن عمر تھا۔ اس نے اسے حاصل کر کے تباہ و برباد کر دیا کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

[illegible] کا نتیجہ نصیر الدین جقر نے (زنگی کا نائب) ابن ابی الہیجاء اور فرح کے قلعوں کے حاکم علی کو قید کر دیا تھا اس لیے اس نے زنگی سے اس کے خلاف شکایت کی کہ اسے قید کرنے کا مشورہ دیا تو اس نے علی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ پھر اسے اس فعل پر پشیمانی ہوئی اس لیے اس کی رہائی کا حکم دیا مگر معلوم ہوا کہ وہ (قید خانے میں) مر گیا ہے لہٰذا اس نے نصیر الدین کو اس کے قتل کا ملزم قرار دیا۔

دیگر قلعوں کی تسخیر پھر اس نے قلعہ حمیدی کی طرف فوج بھیجی۔ چنانچہ فوج نے جا کر وہاں کا محاصرہ کیا اور اس قلعہ کو فتح کر لیا۔ انہوں نے علی کے فرزند اور بھائیوں کو قید کر لیا کیونکہ اس کی والدہ خدیجہ وہاں موجود تھی اس لیے وہ بچ گئی۔ قاصد نے زنگی کے پاس جا کر اسے ربیعہ کے قلعہ کی فتح کی خوشخبری سنائی تو وہ بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد اس نے علی کے باقی ماندہ قلعوں کی تسخیر کے لیے بھیجا مگر وہ ان قلعوں سے فتح نہیں ہو سکا اس لیے علی کی والدہ خدیجہ کواشی کے حاکم کے پاس گئی جو ہکاریہ سے تعلق رکھتا تھا اور اس کا نام باؤ رہ تھا۔ خدیجہ نے اس سے درخواست کی کہ وہ کواشی کا قلعہ (فوجوں کے) حوالے کر دے تاکہ ان کے قیدی چھوڑ دیئے جائیں۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور قلعہ زنگی کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد قیدی بھی چھوڑ دیئے گئے۔ اس کے بعد ہکاریہ کے دیہاتی علاقے کا نظم و نسق درست ہو گیا۔

دمشق کے حاکم کا قتل دمشق کے حاکم شمس الملوک اسماعیل بن بوری کی سلطنت کا نظم و نسق خراب ہو گیا تھا اور اس کی حالت کمزور ہو گئی تھی اس لیے فرنگی (صلیب پرست) بار بار اس پر دست درازی کرنے لگے تھے۔ جب اسے اپنا انجام خراب نظر آیا تو اس نے اتابک زنگی کو پوشیدہ طور پر بلایا تاکہ وہ اسے دمشق کی حکومت حوالے کر کے خود حمص چلا جائے۔ اس کے ارکان سلطنت کو اس بات کا پتہ چل گیا تھا۔ انہوں نے اس کی والدہ سے اس کی شکایت کی۔ اس کی والدہ نے وعدہ کیا کہ وہ جلد ہی اس سے نجات حاصل کر لیں گے۔ چنانچہ اس کی والدہ نے اپنے غلاموں سے اس پر حملہ کروا کے اسے قتل کروا دیا۔

زنگی کا محاصرہ دمشق: اتنے میں اتابک زنگی بھی وہاں پہنچ گیا اس نے دریائے فرات کے کنارے سے اپنے قاصد بھیجے تو انہیں معلوم ہوا کہ شمس الملوک فوت ہو گیا ہے اور اس کے بجائے اس کا بھائی محمود نامی تخت نشین ہو گیا ہے اور تمام ارکان سلطنت نے اس کی حمایت کی ہے۔

یہ خبر لے کر روانہ ہوا جب زنگی کے پاس پہنچا یہ خبر سن کر وہ اس سے متاثر نہیں ہوا اور پیش قدمی کرتا ہوا دمشق کے باہر مقیم آ کر آمادہ ہوا۔ دمشق کے ارباب حکومت نے زنگی کا سخت مقابلہ کیا ان کا سپہ سالار معین الدین انر تھا جو [illegible] کا اتابک تھا۔

حاکم دمشق سے مصالحت: پھر خلیفہ مسترشد نے ابو بکر بن بشر جزری کو اتابک زنگی کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ حاکم دمشق سے صلح کر لے چنانچہ زنگی نے مصالحت کر لی اور ان کے درمیان میں وہاں سے کوچ کر گیا۔

مسعود کے خلاف متحدہ بغاوت: بہت سے امراء نے سلجوقی سلطان مسعود کے خلاف بغاوت پر متحد ہو گئے اور اس کے خلاف جنگ کرنے کے لیے تیاریاں کرنے لگے۔ چنانچہ داؤد بن سلطان محمود آذربائیجان سے ماہ صفر ۵۲۹ھ میں بغداد آیا اور [illegible] تخت میں مقیم ہوا۔ باقی امراء اس سے ملاقات کرنے لگے اور بعض امراء آپ سے جا ملے جن میں قزوین، اصفہان، اہواز اور اربل کے حکام اور اتابک زنگی حاکم موصل بھی شامل تھے۔ بغداد سے فوجیں ان کی طرف نکلیں۔ داؤد بن سلطان محمود بغداد کا حاکم مقرر ہوا اور خلیفہ کا شاہی جلوس وزیر جلال الدین الرضی نے [illegible] کیونکہ خلیفہ اس سے اور قاضی القضاۃ زینبی سے ناراض ہو گیا تھا۔

پھر خلیفہ راشد، سلطان داؤد اور اتابک زنگی نے مل کر ایک معاہدہ کیا اور ہر ایک نے ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لیے حلف اٹھایا اور خلیفہ راشد نے اتابک زنگی اور داؤد کو [illegible] بھیجے۔

اسی دوران سلجوقی شاہزادہ [illegible] اس نے [illegible] کا [illegible] تھا۔ اتابک زنگی [illegible] مدافعت کے لیے [illegible] میں [illegible] بغداد [illegible] تمام فوجوں کو [illegible] سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لیے تیار کی گئی تھیں، وہ خراسان کے راستے پر روانہ ہوا مگر جب یہ اطلاع ملی کہ سلطان مسعود بغداد کی طرف روانہ ہو گیا ہے تو وہ لوٹ آیا اور شاہ داؤد بھی لوٹ آیا۔

محاصرۂ بغداد: آخرکار سلطان مسعود بغداد کے قریب پہنچا اور اس کا پچاس دن سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ کیے رہا۔ پھر وہ نہروان کی طرف کوچ کر گیا جب حاکم واسط طرنطائی کشتیاں لے کر اس کے پاس آیا تو وہ بغداد پہنچا اور دریا کو عبور کر کے مغربی جانب آیا۔

خلیفہ راشد موصل میں: پھر (خلیفہ کی حامی) فوجوں میں بغداد میں آپس میں اختلاف پیدا ہوا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شاہ داؤد لشکر لے کر اپنی سلطنت آذربائیجان واپس چلا گیا۔ اس کے ساتھ جو امراء تھے وہ بھی منتشر ہو گئے۔ لہٰذا خلیفہ راشد اپنے ساتھیوں کو لے کر اتابک زنگی کے پاس چلا گیا جو مغربی جانب تھا۔ وہاں سے خلیفہ زنگی کے ساتھ موصل چلا گیا۔

خلیفہ کی معزولی: ان تمام اختلافات کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان مسعود پندرہ ذوالقعدہ ۵۳۰ھ کو بغداد میں داخل ہو گیا۔ وہاں وہ خود بھی مقیم ہوا اور اس کے ساتھ کا لشکر بھی رہنے لگا۔ اس نے تمام قاضیوں اور علماء کو جمع کیا اور ان کے سامنے خلیفہ راشد کا اس کے اپنے ہاتھوں سے یہ حلف نامہ پیش کیا کہ اگر وہ سلطان مسعود کے خلاف فوج جمع کرے گا یا اس کے

ساتھ جنگ کرنے لگے۔ یہ نکلا تو آپ نے [illegible] خلافت سے معزول کر [illegible] کا [illegible] خلیفہ راشد کو چھوڑ کر سب علماء نے اس کی معزولی کا فتویٰ دے دیا۔ [illegible] معزولی کے بارے میں ارکان سلطنت کی شہادتیں پیش ہوئیں اور انہیں تحریر کر لیا گیا۔ اس کی پشت پر علماء نے اس کی معزولی کا فتویٰ تحریر کیا۔ چونکہ قاضی القضاۃ خلیفہ راشد کے ساتھ موصل چلا گیا تھا اس لئے قاضی [illegible] نے [illegible] کا فیصلہ [illegible] خلافت کے لئے [1] [illegible] کا نام پیش کیا۔

زنگی کی طرف سے تصدیق: ۵۳۰ھ میں زنگی کی طرف سے قاضی کمال الدین محمد بن عبداللہ شہرزوری ایلچی بن کر بغداد گئے اور انہوں نے [illegible] خلافت [illegible] [illegible] زنگی [illegible] زنگی کے لئے خلیفہ کی طرف سے [illegible] اس سے پہلے کبھی [illegible] ان کی [illegible] کے ساتھ [illegible] کا [illegible] مقرر [illegible] قاضی [illegible] تھے۔ [illegible] کے مطابق [illegible] فیصلہ [illegible] کیا [illegible] موصل سے [illegible] کی طرف چلے گئے۔ [illegible] خلافت [illegible] کے [illegible] پا [illegible] ہے۔

عیسائیوں سے حلب کا جہاد: ماہ شعبان ۵۳۰ھ میں حلب [illegible] (جو زنگی کے ماتحت تھی) زنگی [illegible] کے ساتھ مل کر [illegible] زنگی کے [illegible] کے لئے [illegible] انہوں نے [illegible] کے شہروں کی طرف پیش قدمی کی اور ان کے [illegible] کر لیا [illegible] [illegible] ہزاروں [illegible] اور ان کے [illegible] مال غنیمت [illegible] انہوں نے [illegible] اور ان کے [illegible] پایہ [illegible] کر دیا۔

[illegible] زنگی کی طرف [illegible] شام [illegible] تو [illegible] کر [illegible] تھے [illegible] ان کی [illegible] ہوئی اور ان [illegible] ہو گئے۔

حمص کا محاصرہ: ۵۳۱ھ میں زنگی ماہ شعبان [illegible] حمص کی طرف [illegible] ہوا اور [illegible] دمشق کی طرف

---

[1] کتاب کے [illegible] (خلیفہ) [illegible] ابن الاثیر [illegible] [illegible] تاریخ الکامل لابن الاثیر [illegible] ۵۵-۳۳۳ (مترجم)

[illegible] [illegible] پانی [illegible] [illegible] (مترجم)

سے معین الدین بن القاسم حاکم تھا۔ حمص اس کی جاگیر تھی۔ زنگی نے اپنے ساتھی صلاح الدین یغیسیانی کو اس کی طرف بھیجا تا کہ وہ حمص کا شہر ان کے سپرد کر دے۔ اس نے معذرت کی اور شہر کو حوالے نہ کیا۔ یہ زیادتی تھی اس لیے زنگی نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ ایک مدت تک رہا مگر وہ لڑتے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے ہتھیار نہیں ڈالے تو زنگی نے وہاں سے کوچ کیا اور اسی سال شوال ۵۳۱ھ میں زنگی قلعہ بعرین کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ یہ قلعہ عیسائی فرنگیوں کے قبضے میں تھا۔

فرنگیوں کو شکست: فرنگیوں نے فوجوں کو اکٹھا کیا اور مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ آخر کار اللہ نے دشمن کو شکست دی اور مسلمانوں کو ان سے نجات ملی۔ فرنگیوں کے دستے بعرین کے قلعے کے اندر محصور ہو گئے تھے۔ ان پر زنگی نے محاصرہ سخت کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو گئیں۔ عیسائی ملکوں کی طرف کئی وفود زنگی کے خلاف مدد طلب کرنے گئے۔ انہوں نے رومیوں کو اس بات سے خبردار کیا کہ زنگی بعرین کے قلعے پر قبضہ کرنے کے بعد اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ سلطان ان سے بیت المقدس بھی واپس لے لیں گے۔

قلعہ بعرین کی تسخیر: اس کے بعد ۵۳۱ھ میں زنگی نے محاصرہ سخت کر دیا اور انہیں اس قدر تنگ کیا کہ وہ محاصرہ کی سختیاں برداشت نہیں کر سکے۔ آخر کار انہوں نے قلعہ حوالے کر دیا اور پچاس ہزار دینار ادا کرنا منظور کیا۔ زنگی نے یہ معاہدہ تسلیم کر لیا اور قلعہ فتح کر لیا۔

قلعہ کی تسخیر کے بعد انہیں پتا چلا کہ روم اور فرنگی فوجیں ان کی مدد کرنے کے لیے آ رہی ہیں۔

دیگر فتوحات: ۵۳۱ھ میں زنگی نے اس قلعہ کے محاصرہ کے دوران معرہ اور کفرطاب بھی فتح کر لیا تھا۔ یہ علاقے حلب اور شام کے درمیان تھے۔ ان کی فتح کے بعد فرنگیوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ پھر ۵۳۲ھ میں زنگی محرم ۵۳۲ھ میں بعلبک کی طرف روانہ ہوا اور دمشق کی عملداری کے ایک قلعہ المجدل کو فتح کر لیا۔ پھر بانیاس کے حاکم نے بھی اطاعت قبول کر لی۔

فتح حمص: جب شاہ روم کا حلب پر حملہ ہوا تو زنگی سلمیہ کی طرف چلا گیا۔ جب رومیوں کا حملہ ختم ہو گیا تو زنگی نے دوبارہ حمص کا محاصرہ کر لیا۔ اسی اثنا میں زنگی نے دمشق کے حاکم کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنی ماں زمرد خاتون بنت جاولی سے جس نے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا تھا اس کا نکاح کرا دے۔ چنانچہ دونوں کی شادی ہو گئی اور ماہ رمضان میں زمرد زنگی کے پاس پہنچ گئی۔ اس عرصے میں زنگی نے شہر حمص اور اس کے قلعے کو فتح کر لیا تھا۔

زنگی کا خیال تھا کہ اس سے نکاح کرنے کے بعد دمشق کی حکومت اس کے قبضے میں آ جائے گی مگر ایسا نہیں ہوا۔

شاہ روم کے حملے: جب بیت المقدس کے فرنگیوں نے عیسائی قوموں کے بادشاہ شاہ روم (قسطنطنیہ) سے فوجی امداد کی درخواست کی تو اس نے فوج جمع کی اور ۵۳۲ھ میں سمندر کے سفر پر روانہ ہوا۔ اس کے بعد فرنگی بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ پھر وہ قسطنطنیہ سے بزاعہ کی طرف روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ شہر والوں نے اس کے ساتھ صلح کر لی۔ وہاں سے وہ حلب اور شیزر کو گیا جو ابن منقذ کے تحت تھے۔ شاہ روم نے ان دونوں شہروں کا محاصرہ کر لیا۔

[illegible] فتح کر لیا۔ اس کے بعد اس نے حمص [illegible] پیش قدمی کی اور اسے بھی فتح کر لیا۔ اس نے [illegible] پر بھی قبضہ کر لیا اور [illegible] کے باشندے [illegible] منتقل کر دیا۔ [illegible] فتح کر لیا۔ وہاں کا حاکم [illegible] زنگی [illegible] شاہ روم نے ساتھ [illegible] کر لی تھی۔

[illegible] شاہ روم [illegible] اس نے [illegible] لیا اور [illegible] اطاعت قبول کر لی۔

[illegible]: شہنشاہ روم شام میں [illegible] داخل ہوا اس نے [illegible] کا محاصرہ کر لیا [illegible] فاصلے پر تھا۔ [illegible] زنگی سے فریاد کی [illegible] مدافعت کے لئے [illegible] بھیجیں تاہم شاہ روم نے [illegible] پر حملہ کر کے اور وہاں کے لوگوں کو پناہ دے کر [illegible] فتح کر لیا۔ [illegible] فتح کے بعد [illegible] ساتھ [illegible] بھی ہو گئیں۔

[illegible] حلب [illegible] کا محاصرہ [illegible] فتح نہیں کر سکے۔ [illegible] وہاں [illegible] قلعہ [illegible] کی طرف [illegible] جب شاہ روم وہاں پہنچا تو اس نے [illegible] وہاں سے [illegible] رومیوں نے [illegible] اور ان پر [illegible] حلب کے [illegible] کا علم ہوا تو اس نے فوج بھیج کر وہاں کے [illegible] قتل کر دیا [illegible]

[illegible] زنگی [illegible] فتح کے بعد [illegible] چلا گیا [illegible] رومیوں [illegible] کر کے [illegible] کر دی۔

زنگی کی فوجی سیاست [illegible] زنگی [illegible] کی [illegible] انہوں نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے [illegible] (فوجی) [illegible] وہاں کے [illegible] زنگی نے [illegible] فوج لے کر وہاں [illegible] قیام کیا [illegible] وہاں سے فوجی دستے بھیج کر [illegible] زنگی نے رومیوں [illegible] اس کی [illegible] تعاقب نہیں کیا۔

پھر زنگی نے رومیوں کو [illegible] کی کوشش کی [illegible]

[illegible] دن [illegible] رومی [illegible] شاہ روم وہاں سے کوچ کر گیا۔ زنگی نے ان کا تعاقب کیا اور [illegible] کر دیا۔

رومیوں کے خطرات [illegible] زنگی [illegible] پاس [illegible] [illegible] تھا۔

وہاں سے دمشق نے برخلاف فرنگی کمک طلب کی اور سلطان مسعود کی فوجوں کے تعاقب سے آ کر [illegible] انہوں نے حلب پر قبضہ کر لیا تو وہ دریائے فرات کے راستے سے بغداد پہنچ گئے۔

بغداد میں عوامی احتجاج: چنانچہ قاضی کمال الدین نے بغداد پہنچ کر یہ انتظام کیا کہ جب جمعہ کے دن سلطان [illegible] کی [illegible] اور منبر پر خطیب [illegible] صوفیوں نے [illegible] کی طرح سلطان کی شاہی مسجد میں چیخ و پکار [illegible] آواز بلند ہوئی اور ہر طرف سے [illegible] روتا ہوا [illegible] فریاد کرتے ہوئے سلطان کے محل تک پہنچ گئے [illegible] سلطان مسعود [illegible] اور سلطان [illegible] اثر ہوا اور اس نے [illegible] کے لیے بہت بڑا لشکر تیار کر لیا۔ یہاں تک کہ قاضی کمال الدین کو اس کے [illegible] سے محسوس ہوا [illegible] سلطان روم کے واپس چلے جانے کی خبر موصول ہوئی۔ چنانچہ قاضی موصوف نے سلطان مسعود کو اس کی خبر دی۔

بعلبک کی تسخیر: دمشق کے حاکم سلطان محمود کو قتل کر دیا گیا تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۵۳۳ھ میں رونما ہوا تھا۔ اس کی والدہ زمرد خاتون (مہر خاتون) کا آتابک زنگی سے نکاح ہو گیا تھا اس لیے اس نے زنگی کو جو کہ [illegible] میں تھا قتل کی اطلاع دی اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ دمشق جا کر اس کے بیٹے کا انتقام وہاں کے امراء اور حکومت سے لے۔

زنگی اس مقصد کے لیے روانہ ہوا اور اہل دمشق نے بھی محاصرے کے لیے تیاری کر لی مگر پہلے زنگی نے شہر بعلبک کا قصد کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ دمشق [illegible] جمال الدین محمد [illegible] دمشق کا بادشاہ [illegible] تھا اور اس کی والدہ [illegible] اس نے اپنی [illegible] جب زنگی دمشق کی طرف [illegible] اپنے بیٹے [illegible] کو اپنے پاس بھیج دیا تھا کہ وہ شہر زنگی کے حوالے کر دے [illegible] تمام [illegible] کر [illegible] اور ذوالحجہ [illegible] زنگی نے حلب کی طرف پیش قدمی کی اور اسی سال کے [illegible] اس کا محاصرہ کر لیا اور شہر کی فصیلوں پر (قلعہ شکن آلات) منجنیق نصب کر دیں۔ پھر اس کا محاصرہ سخت کر دیا۔ یہاں تک کہ اہل شہر نے تنگ آ کر [illegible] مگر قلعہ کی حفاظت [illegible] جب ہر طرف سے کمک سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے بھی پناہ طلب کی۔ مگر جب زنگی نے اس پر قبضہ کر لیا تو انہیں گرفتار کر کے سولی پر چڑھا دیا گیا [illegible] لونڈی سے نکاح کر لیا اور اسے حلب لے آیا۔

جب زنگی کا انتقال ہوا تو اس کے فرزند نور الدین محمود نے اس کی موت کے بعد اس لونڈی کو [illegible] واپس پہنچا دیا۔

---

۱ یہاں [illegible] (خالی جگہ) ہے۔ [illegible] ابن اثیر کی عبارت یہ ہے: [illegible] قاضی کمال الدین نے [illegible] زنگی کا نام [illegible] شام [illegible] اس بات کا علم ہوا تو اس نے کہا [illegible] یہاں تک [illegible] (مترجم)

محاصرۂ دمشق: اتابک زنگی بعلبک کی فتح سے فارغ ہونے کے بعد ماہ ربیع الاول ۵۳۴ھ میں دمشق کا محاصرہ کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ داریا کے مقام پر مقیم ہوا اور وہاں سے حاکم دمشق جمال الدین محمد کو یہ پیغام بھجوایا کہ وہ دمشق کا شہر اس کے سپرد کر دے اور اس کے بدلے میں وہ جو علاقہ چاہے گا اسے مل جائے گا۔ اس نے اس پیغام کا کوئی جواب نہیں دیا اس لیے وہ فوج کشی کرتا ہوا داریا کے مقام پر پہنچ گیا فریقین کی ہراول فوجوں میں مقابلہ ہوا جس میں فتح اتابک زنگی کی فوجوں کو حاصل ہوئی۔ انہوں نے مخالف فوج کا صفایا کیا مگر زنگی نے دس دن کے لیے جنگ بند کر دی۔ اس عرصے میں وہ حاکم دمشق سے گفت و شنید کرتا رہا۔ زنگی نے اسے (دمشق کے بدلے میں) بعلبک اور حمص دینے کا وعدہ کیا اور جو شہر وہ پسند کرے وہ دے دیئے جائیں گے حاکم دمشق ان باتوں کے لیے تیار ہو گیا تھا۔ مگر اس کے ساتھیوں نے انہیں قبول نہیں کیا اس لیے جنگ پھر شروع ہو گئی۔ اسی اثناء میں اسی سال کے ماہ شعبان میں دمشق کا حاکم جمال الدین محمد فوت ہو گیا۔ پھر معین الدین انز نے اس کے بجائے اس کے فرزند مجیر الدین ابق کو حاکم بنایا اور خود اس کی طرف سے حکومت کرتا رہا۔

فرنگیوں کی امداد: اتابک زنگی نے جب شہر کو فتح کرنا چاہا مگر کامیاب نہیں ہو سکا اسی اثناء میں معین الدین انز نے فرنگیوں سے یہ درخواست کی کہ وہ اتابک زنگی کے مقابلے میں اس کی فوجی مدد کریں۔ اس نے ان فرنگیوں کو زنگی کے خطرناک ارادوں سے آگاہ کر کے انہیں ڈرایا اور انہیں اس کے بدلے میں یقین دلایا کہ وہ بانیاس کو فتح کرانے میں ان کی اعانت کرے گا صلیبی فرنگیوں نے اس کی درخواست قبول کر لی۔

(جب زنگی کو فرنگیوں کے حملے کی اطلاع ملی تو) وہ اسی سال کے ماہ رمضان المبارک کے دوران حوران پہنچا تاکہ وہ فرنگیوں کا مقابلہ کرے۔ مگر وہ وہاں نہیں پہنچے۔ اس لیے وہ دمشق کا محاصرہ کرنے کے لیے دوبارہ آ گیا۔ دوبارہ اس کے دیہات کو نذر آتش کر کے اپنے ملک واپس چلا گیا۔

بانیاس پر صلیب پرستوں کا قبضہ: اس کے بعد فرنگی لوٹ گئے تو معین الدین انز دمشق کی فوجوں کو لے کر بانیاس کی طرف روانہ ہوا۔ یہ مقام اتابک زنگی کی عملداری میں تھا۔ تاہم اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ فرنگیوں سے مرتبہ اپنے معاہدہ کو پورا کرے۔ بانیاس کا نائب حاکم شہر صور پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوا تھا اسے راستے میں انطاکیہ کا حاکم ملا جو فوجی کمک لے کر دمشق جا رہا تھا (جب اس سے مڈبھیڑ ہوئی تو) بانیاس کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ مارے گئے۔ ان کی شکست خوردہ فوج شہر پہنچ گئی تھی مگر ان کے حوصلے پست ہو گئے تھے اس لیے معین الدین انز اور فرنگی فوج نے شہر کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا پھر اسے فرنگی فوج کے حوالے کر دیا۔

اہل دمشق سے مقابلہ: اس واقعہ پر زنگی بہت ناراض ہوا اور اس نے حوران اور دمشق کی عملداری میں اپنی فوجیں منتشر کر دیں اور خود وہ اچانک فوج لے کر دمشق پہنچ گیا اہل دمشق کو اس کی آمد کی خبر نہیں ہو سکی تھی تاہم وہ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلے اور جنگ کرتے رہے۔ اہل دمشق کی ایک بڑی جماعت ماری گئی مگر چونکہ زنگی کے ساتھ فوج کی تعداد

کرتی تھی اس لیے وہ پیچھے ہٹ کر اپنے مفتوحہ علاقوں کے استحکام میں مصروف رہا۔ جب سب فوجیں آ گئیں تو انہیں لے کر حلب واپس آ گیا۔

شہر زور کی تسخیر: شہر زور کا علاقہ ایک ترکمانی امیر قفجاق بن ارسلان شاہ کے تحت تھا۔ آس پاس کے حکام اس کی فرمانروائی میں داخل ہونے سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ یہ علاقہ دشوار گزار تھا اور اس میں بہت تنگ درے تھے اس وجہ سے اس حاکم کی طاقت بڑھ گئی اور بہت سے ترکمانی اس کی فوج میں شامل ہو گئے تھے۔

۵۳۴ھ میں زنگی نے اس علاقے کو فتح کرنے کے لیے فوج بھیجی۔ قفجاق نے مقابلہ کرنے کے لیے اپنی فوج کو اکٹھا کیا اور زنگی کی فوج کا مقابلہ کیا مگر جب زنگی کو فتح حاصل ہوئی اور اس نے دشمن کے جنگی دستوں کو مغلوب کر دیا تو اس نے دشمن کا تعاقب کیا اور اس کے قلعوں کا محاصرہ کر کے ان سب کو فتح کر لیا۔ آخر میں قفجاق نے بھیج کر امان طلب کی اور اسے پناہ دے دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قفجاق زنگی کا اور اس کے فرزندوں کا مطیع بن گیا اور زندگی بھر ان کی خدمت کرتا رہا۔

دیگر جنگی قلعوں کی تسخیر: ۵۳۵ھ میں زنگی اور حصن کیفا کے حاکم داؤد بن سقمان کے درمیان جنگیں شروع ہو گئیں جن میں داؤد کو شکست ہوئی اور زنگی نے اس کے قلعہ بہمرد کو فتح کر لیا اور پھر موصل واپس آ گیا۔

۵۳۶ھ میں زنگی نے شہر الحدیثہ کو فتح کر لیا اور آل مہارش کو جو وہاں مقیم تھے موصل منتقل کر دیا اور ان کی جگہ اپنے ساتھیوں کو وہاں بسا دیا۔ پھر آمد کے حاکم نے اس کے نام کا خطبہ (مساجد میں) جاری کیا اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس سے پہلے وہ زنگی کے برخلاف تھا اور داؤد بن سقمان کا حامی بنا ہوا تھا۔

۵۳۷ھ میں زنگی نے قلعہ اشب کی طرف لشکر بھیجا۔ یہ ہکاریہ کے علاقے میں کردوں کا سب سے بڑا قلعہ تھا اور یہاں ان کے اہل و عیال اور مال و ذخیرے محفوظ رہتے تھے اس لشکر نے اس قلعے کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اتابک زنگی نے اس قلعے کو تباہ و برباد اور ویران کر دینے کا حکم دیا اور اس قلعے کے بجائے (جنگی اہمیت کے پیش نظر) قلعہ عمادیہ تعمیر کرایا کیونکہ یہ قلعہ بہت بڑا تھا اور کردوں کی وجہ سے مناسب حفاظت نہیں ہو سکتی تھی اس لیے یہ قلعہ تباہ و ویران ہو گیا تھا۔ مگر اب اس کی دوبارہ تعمیر کرائی گئی۔

موصل کے نائب حاکم نصیر الدین نے بھی اکثر جنگی قلعے فتح کیے تھے۔

سلطان مسعود سے مصالحت: سلجوقی خاندان کا بادشاہ مسعود اتابک زنگی سے بہت زیادہ نفرت رکھتا تھا زنگی بھی سلطان مسعود سے اس مقصد سے تعلق پیدا رکھتا تھا کہ اسے اپنی طرف سے دور رکھے۔ پھر جب ۵۳۸ھ میں سلطان مسعود سب کاموں سے فارغ ہو گیا تو وہ اتابک زنگی کی سرکوبی اور موصل کا محاصرہ کرنے کے لیے بغداد آیا (زنگی کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو) اس نے اسے اپنی طرف مائل کرنے اور خیر سگالی بڑھانے کے لیے پیغام بھیجا اور یہ وعدہ کیا کہ اگر وہ واپس چلا جائے تو وہ اس کو ایک لاکھ دینار پیش کرے گا۔ چنانچہ اس نے اس رقم کی ادائیگی بھی شروع کر دی تھی اور اس میں سے بیس ہزار دینار ادا کر دیے۔ اس کے بعد خود سلطان ایک مصیبت میں مبتلا ہو گیا جس سے اسے اتابک زنگی کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے کی ضرورت ہوئی اس لیے اس نے باقی رقم معاف کر دی۔

زنگی نے بھی سلطان سے [illegible]

[illegible] زنگی نے اپنے [illegible]

[illegible]

زنگی نے سلطان کو یہ لکھا

"[illegible]"

زنگی اس تحریر سے [illegible]

دیار بکر کی فتوحات [illegible]

[illegible]

[illegible]

نصیر الدین جقری کا قتل [illegible]

[illegible]

قرامطیوں کی سرکوبی [illegible]

[illegible]

[illegible]

آئے۔ جب زین الدین علی ابن کچک آیا تو زنگی نے اس کو نصیر الدین کے بجائے قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ پھر موصل میں رہ کر محاذ جنگ کی خبروں کا انتظار کرتا رہا۔ اسے یہ اندیشہ تھا کہ وہ زنگی جو الجھ رہا ہے۔ تھم گئیں۔ ابا حاف آ گیا اس لیے زین الدین کے نجم الدین کو پیغام بھیجا گیا اور وہ قلعہ ان کے سپرد کر دیا گیا۔ یوں یہ مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔

قلعہ جعبر اور فنک کا محاصرہ: ۵۴۱ھ میں اتابک زنگی نے بلاد جعبر کے قلعہ کی طرف فوج کشی کی۔ اس کا نام دوسر بھی تھا اور یہ دریائے فرات پر واقع ہے اس کا حاکم سالم ابن مالک العقیلی تھا۔ سلطان ملک شاہ نے جب ان کے والد سے حلب حاصل کیا تھا تو اس کے بدلے میں سلطان مذکور نے اس کے والد کو یہ قلعہ جاگیر میں دیا تھا۔

اتابک زنگی نے جزیرہ ابن عمر سے دو فرسخ پر واقع قلعہ فنک کی طرف بھی ایک لشکر بھیجا تھا جس نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ ان دنوں فنک کے قلعہ کا حاکم حسام الدین کردی تھا۔

اتابک زنگی کا قتل: اتابک زنگی نے جعبر کے قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ حسان منبجی نے درمیان میں آ کر صلح کرانے کی کوشش کی (مگر کامیابی نہیں ہوئی) اور محاصرہ جاری رہا۔

قلعہ جعبر کے محاصرہ کے دوران یہ واقعہ پیش آیا کہ اتابک زنگی کے چند ترکی غلاموں نے اس کے خلاف سازش کر کے اچانک اسے قتل کر دیا اور پھر وہ جعبر کے قلعہ کے اندر پناہ گزین ہو گئے اور وہاں کے باشندوں کو اس کی اطلاع دی۔ چنانچہ انہوں نے شہر پناہ پر کھڑے ہو کر اس کے قتل کا اعلان کیا۔

یہ اعلان سن کر جب اس کے ساتھی اس کے پاس پہنچے تو وہ دم توڑ رہا تھا۔ اتابک زنگی کی شہادت کا واقعہ ربیع الآخر ۵۴۱ھ میں پیش آیا۔ اس وقت اس کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ اسے رقہ میں دفن کیا گیا۔

زنگی کی سیرت: اتابک زنگی اچھا سیاستدان اور مضبوط مزاج حاکم تھا۔ اس کا باپ [illegible] تھا۔ اس نے بہت سے شہر آباد کیے اور وہاں امن و امان قائم کیا وہ خدام کے برخلاف مظلوم کی داد رسی کرتا تھا وہ بہت دلیر اور خوددار حاکم اعظم تھا۔

زنگی کی شہادت کے بعد اس کا لشکر منتشر ہو گیا۔ ... اس کا حاکم مقرر تھا۔ ابن اثیر تحریر کرتا ہے: "میں نے ان کے بارے میں سنا کہ ان کی حکومت میں امن و انصاف کا طریقہ رائج تھا اور جو کوئی ان کے پاس پناہ کے لیے آتا تھا وہ اسے پناہ دیتے تھے۔ ان میں غیرت اور انصاف کا جذبہ بہت شدید ہے۔"

نور الدین حاکم حلب: اتابک زنگی کی شہادت کے بعد اس کے فرزند نور الدین محمود نے اپنے ہاتھ سے اس کی انگوٹھی اتار لی اور وہاں سے آ کر حلب پہنچا اور اس پر قبضہ کر لیا۔

سیف الدین غازی حاکم موصل: موصل میں ملک الپ ارسلان ابن سلطان محمود نے حاکم بننے کا دعویٰ کیا اور فوج کی ایک بڑی تعداد نے اس کی حمایت کی۔ اس نے موصل کا خود مختار بادشاہ بننا چاہا۔ اسی اثنا میں جمال الدین محمد بن علی ابن متولی قلعہ جعبر اور صلاح الدین محمد یاغیسیانی حاجب کے درمیان اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ سلطنت موصل کا ملک

کے بچے کو تخت پر بٹھایا تھا، اس لیے وہ امرائے سلطنت سے ناراض ہو گئے تھے۔ یہ امراء سیف الدین غازی بن اتابک زنگی کو حاکم تسلیم کرتے تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ دمشق اور حلب کو بھی موصل کے ماتحت سمجھتے رہیں۔

ان دونوں امرائے سلطنت نے اسماعیل کو بچہ سمجھ کر دولت لوٹی اور عیش و عشرت میں مشغول رہے چنانچہ وہ ویسی ہی زندگی بسر کرتا رہا۔

الپ ارسلان کی گرفتاری

اس وقت سیف الدین غازی کی عمر تیرہ برس تھی جو ان دنوں موصل میں تھا۔ اس نے زین الدین علی کو جسے نور الدین موصل میں نائب مقرر کر گیا تھا حکم دیا کہ جو علاقہ اس کے پاس ہے۔

ادھر شہزادہ الپ ارسلان نور الدین کی طرف روانہ ہوا۔ حاجب [illegible] کی جماعت بھی اس کے ساتھ تھی۔ انہوں نے وہاں کے حاکم کو پیغام بھیجا کہ وہ بیعت کر لے اور الپ ارسلان سے تاخیر کی معذرت کرے تاکہ وہ موصل پر قبضہ کر سکے۔ جب وہ حلب کی طرف روانہ ہوئے تو وہ شہر کے پاس سے گزرے۔ وہ شہر [illegible] تھا۔ انہوں نے الپ ارسلان کو مجبور کیا کہ وہ دمشق کو فتح کرنے سے باز رہے۔

پھر انہوں نے سیف الدین غازی کو اس کا واقعہ بتایا۔ یہ بات سن کر مظفر الدین کی فوج نے الپ ارسلان کو گھیر لیا۔ سیف الدین غازی نے اپنی فوج بھیج کر اسے گرفتار کر لیا اور اسے قلعہ موصل میں قید کر دیا۔

اب سیف الدین غازی موصل اور [illegible] کا حاکم تھا۔ اس کا بھائی [illegible] حلب کا حاکم ہو گیا تھا۔ صلاح الدین ایوبی بھی اس کے پاس پہنچ گیا تھا اور اس کی خلافت کا [illegible]۔

اہل رہا کی بغاوت

اتابک زنگی کی وفات کے بعد رہا پر افرنگی حاکم جوسلین نے قبضہ کر لیا۔ جوسلین اپنے مقبوضہ علاقوں میں مقیم تھا۔ اس کے ہاتھوں سے یہ علاقہ نکل گیا تھا، اس پر اس کا [illegible] تھا۔ اس نے یہاں کے عیسائیوں کو خفیہ طور پر بغاوت پر آمادہ کیا تاکہ وہ شہر اس کے حوالے کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کی بات مان لی اور اس سے انہوں نے ایک مقررہ دن کا وعدہ کیا چنانچہ جوسلین اپنا لشکر لے کر وہاں پہنچا اور شہر پر قبضہ کر لیا مگر قلعہ محفوظ رہا۔

بغاوت کی سرکوبی

جب نور الدین محمود کے پاس یہ خبر پہنچی تو اس نے تیزی کے ساتھ اس طرف پیش قدمی کی۔ جب وہ پہنچا تو افرنگی حاکم جوسلین بھاگ گیا۔ پھر شہر پر قبضہ کر لیا گیا۔ نور الدین نے شہر کو لوٹا اور اس کے باشندوں کو قیدی بنا لیا۔ پھر وہ کوچ کر گیا۔

سیف الدین غازی نے بھی اس کی مدد کے لیے فوج بھیجی تھی لیکن راستے ہی میں تھی کہ نور الدین کے لوٹ جانے کا علم ہوا تو وہ واپس چلی گئی۔ یہ واقعہ ۵۴۱ھ میں ہوا۔

فتح بعلبک

اتابک زنگی کی وفات کے بعد حاکم دمشق نے بعلبک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ بعلبک کا حاکم نجم الدین ایوب بن شادی حکومت کرتا تھا۔ چونکہ اس کی مدد کو کوئی نہ پہنچ سکا اس لیے اس نے حاکم دمشق سے صلح کر لی اور

بعلبک کا شہر اس کے سپرد کر دیا۔ اس کے بدلے میں اسے جاگیر اور مال و دولت ملی اور دمشق کے علاقے کے دس دیہات بھی ملے چنانچہ وہ خود بھی حاکم دمشق کے ساتھ دمشق منتقل ہو گیا اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

فرنگیوں سے جہاد ۵۴۴ھ میں نور الدین محمود حلب سے جہاد کے لیے فرنگیوں کے علاقے کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے ان کے شہر ارتاح کو فتح کر لیا اور دوسرے قلعوں کا محاصرہ کیا زنگی کی شہادت کے بعد فرنگیوں کا یہ خیال تھا کہ وہ اپنے چھینے ہوئے علاقے واپس لیں گے مگر اب انہیں معلوم ہوا کہ ان کا اندازہ غلط تھا۔

غازی کی تباہ کاری: اسی طرح ماردین اور کیفا کے حاکموں کو بھی یہ توقع تھی کہ وہ بھی اپنے علاقے واپس لے سکیں گے مگر جب سیف الدین غازی کی حکومت آئی تو وہ دیار بکر کی عملداری میں گھس گیا اور اس نے دارا اور دوسرے مقامات فتح کر لیے آگے بڑھ کر اس نے ماردین کا محاصرہ کر لیا اور اس کے گرد و نواح کو اس قدر تباہ کیا کہ وہاں کے حاکم حسام الدین تمرتاش کو اس کے مقابلے میں اتابک زنگی کی تباہ کاری ہیچ معلوم ہوئی حالانکہ وہ اس کا دشمن تھا بہر حال ان تباہ کاریوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے سیف الدین غازی سے صلح کر لی اور اپنی بیٹی کا اس کے ساتھ نکاح کر دیا مگر وہ رخصتی سے پہلے موصل چلا گیا۔ اس کے بعد وہ بیمار ہو کر رخصتی سے پہلے فوت ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے بھائی قطب الدین نے اس لڑکی کے ساتھ دوبارہ نکاح کیا۔

فرنگیوں کا محاصرۂ دمشق۔ ہم نے پہلے دقاق بن تتش کے موالی طغتکین کے حالات میں بیان کیا تھا کہ یورپ کے ملک جرمنی کا بادشاہ ۵۴۳ھ میں شام پہنچا تھا اور اس نے (صلیبی) فرنگی فوجیں لے کر دمشق کا محاصرہ کیا تھا اس وقت وہاں کا حاکم مجیر الدین بن ابق تھا جو معین الدین انز موالی (جو اس کے دادا طغتکین کا غلام تھا) کے زیر تربیت تھا۔

مسلمانوں کا متحدہ مقابلہ۔ معین الدین نے سیف الدین غازی حاکم موصل کو پیغام بھیجا کہ وہ مسلمانوں کو فوجی امداد دے لہٰذا غازی نے لشکر تیار کر کے شام کی طرف فوج کشی کی۔ اس نے اپنے بھائی نور الدین کو بھی حلب سے بلوا لیا تھا ان لوگوں نے حمص میں قیام کیا اور فرنگی فوجوں کو محاصرہ سے روکنے کے لیے چنانچہ دمشق کے مسلمانوں کو ان فوجوں کے آنے سے تقویت پہنچی۔

معین الدین نے شام میں بسنے والی فرنگی فوج اور نو وارد جرمن فوج کو الگ الگ پیغام بھیجنے شروع کیے اور دونوں فوجوں میں نا اتفاقی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس نے شامی فرنگی فوجوں کے لیے قلعہ بانیاس دینے کی پیش کش کی بشرطیکہ وہ وہاں سے کوچ کر جائیں۔ آخرکار اس کی سیاسی چالیں کامیاب ہو گئیں اور جرمنی کا بادشاہ دمشق سے چلا گیا اور قسطنطنیہ سے آگے شمالی سمت میں اپنے ملک لوٹ گیا۔ سیف الدین غازی اور اس کے بھائی نے مسلمانوں کی حمایت میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔

فرنگی بادشاہوں کی آمد جب جرمنی کا بادشاہ شام پہنچا تھا تو اس کے ساتھ یورپ کے عیسائی بادشاہ (جو طاقتور خاندان سے تعلق رکھتا تھا) اور فونش کا فرزند بھی تھا۔ اس کے دادا نے مسلمانوں سے طرابلس الشام کو چھین لیا تھا جبکہ

(صلیبی) فرنگی شام پہنچ چکے تھے۔

اب ان کا پوتا جرمنی کے بادشاہ کے ساتھ آیا تھا۔ اس نے قصر العریمہ کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد اس نے طرابلس الشام کو فرنگی حاکم القمص سے چھیننے کی کوشش کی۔ اس لیے اس نے نور الدین محمود اور معین الدین انز کو پیغام بھیجا۔ یہ دونوں جرمنی بادشاہ کے چلے جانے کے بعد بعلبک کے شہر میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

فرنگی بادشاہوں کے خلاف جہاد: انہوں نے ان دونوں مسلمان حکمرانوں کو بہکایا کہ بادشاہ الفونس کے فرزند کے خلاف جنگ کا اعلان کریں۔ وہ اس بات پر آمادہ ہو گئے کیونکہ مدد کو قلعہ اس کے قبضے سے چھڑانا ہے۔ چنانچہ یہ دونوں ۵۴۳ھ میں فوج لے کر روانہ ہوئے۔ وہاں سے سیف الدین غازی کو بھی اسی قسم کا پیغام بھیجا جو موصل میں تھا۔ اس نے ان دونوں مسلمان حکمرانوں کی مدد کے لیے فوج روانہ کرنے کا حکم دیا اور صلاح الدین یاغی سیانی کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا۔

فرنگی شہزادے کی گرفتاری: انہوں نے العریمہ کے قلعے کا چند دنوں تک محاصرہ کیا۔ پھر اس کی فصیل کو توڑ کر قلعے پر قبضہ کر لیا اور وہاں جو فرنگی باشندے تھے انہیں قید کر لیا۔ ان میں الفونس کا پوتا بھی شامل تھا۔ اس کے بعد سیف الدین کا لشکر واپس چلا گیا۔

صلیب پرستوں کو شکست: پھر نور الدین زنگی کو پتا چلا کہ فرنگی فوج تمام کے تمام مقام یغرا میں اکٹھی ہو رہی ہے تاکہ وہ حلب کے علاقے پر حملہ کریں۔ یہ سن کر وہ وہاں گیا اور انہیں شکست دے کر ان کا قتل عام کیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا۔ اس نے وہاں کے مال غنیمت اور قیدیوں کو اپنے بھائی سیف الدین غازی اور خلیفہ مقتفی میں بھی تقسیم کیا۔

سیف الدین غازی کی وفات: سیف الدین غازی حاکم موصل نے ۵۴۴ھ کے آخر میں بیماری کی وجہ سے وفات پائی۔ اس نے تین سال دو مہینے تک حکومت کی۔ اس کا صرف ایک ہی فرزند تھا جو اپنے چچا نور الدین محمود کے پاس پرورش پاتا رہا۔ وہ نوعمری ہی میں فوت ہو گیا تھا۔ اس طرح غازی کی نسل منقطع ہو گئی۔

سیف الدین غازی کی سیرت: سیف الدین غازی بہت فیاض اور بہادر حکمران تھا۔ اس کا دستر خوان بہت وسیع تھا۔ صبح و شام (ہر روز) کھانا کھلاتا تھا اور ہر روز (کھانے کے موقع پر) ایک سو بکریاں ذبح کی جاتی تھیں۔

وہ پہلا حاکم تھا جو اپنے سر پر علم بلند کرتا تھا۔ اس نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ تلواریں گلے میں لٹکانے کے بجائے پٹکے پر لٹکائی جائیں۔

اس نے فقہاء اور علماء کے لیے مدرسے تعمیر کرائے اور صوفیوں کے لیے خانقاہیں تعمیر کرائے۔

جب مشہور شاعر حیص بیص نے اس کی تعریف میں ایک قصیدہ پڑھا تو اس نے خلعت وغیرہ کے علاوہ ایک ہزار دینار انعام میں دیا۔

قطب الدین کی تخت نشینی: جب سیف الدین غازی فوت ہو گیا تو امیر جمال الدین اصفہانی وزیر اور زین الدین علی

نے بہت مستعدی دکھائی اور اس کے بھائی قطب الدین کو سلطان بنا دیا اور خلیفہ سے بادشاہ [illegible] کی جانشینی کا اعلان کر دیا۔ اس کی اطلاع کا خاطر خواہ اثر ہوا اور وہ تخت پر بیٹھا۔ اس وقت زین الدین اس کا نائب تھا۔ یہاں لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور حمص [illegible] ان کے بھائی کی عملداری میں رہنے والے سب باشندوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔

قطب الدین نے خاتون بنت حسام الدین تمرتاش حاکم ماردین سے نکاح کیا۔ اس لڑکی سے ان کے بھائی (سیف الدین غازی) کا نکاح ہو چکا تھا مگر وہ رخصتی سے پہلے فوت ہو گیا تھا۔ اس خاتون کے بطن سے قطب الدین کی تمام اولاد پیدا ہوئی۔

نور الدین کا سنجار پر قبضہ: قطب الدین مودود موصل پر حکمران ہوا تو اس کا بھائی نور الدین محمود شام میں فرمانروا تھا۔ وہ بڑا بھائی تھا۔ جب [illegible] اس وقت [illegible] ان کے بھائی غازی کے مرنے کے بعد امراء نے [illegible] بیعت [illegible] نے اس کے [illegible] خود [illegible] کی [illegible] امراء میں [illegible] کا نائب [illegible] اس لیے اس [illegible] (اطاعت قبول کرنے کے بارے میں) خط و کتابت کی گئی۔ چنانچہ وہ اپنے امراء میں سے [illegible] کو لے کر [illegible] کی طرف روانہ ہوا اور اپنے ساتھیوں سے پہلے [illegible] شہر میں داخل ہو گیا۔ لوگوں نے اسے [illegible] صرف [illegible] آگے [illegible] (شمس الدین) [illegible] پہنچا [illegible] کی اطاعت قبول کی۔ پھر اس کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے اور وہ سب [illegible] سنجار کی طرف روانہ ہوئے [illegible] اس کے ساتھ پیچھے [illegible] سنجار پہنچا [illegible] موصل کی طرف روانہ ہوا اور تلعفر پہنچ [illegible] فرزند شمس الدین [illegible] چھوڑ گیا تھا [illegible] یہاں [illegible] سنجار [illegible] کے حوالے کر دیا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔

اس نے رقہ کے حاکم فخر الدین قرا ارسلان [illegible] کو بلا بھیجا۔ وہ اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں پہنچے۔

سلطنت کی تقسیم کا فیصلہ: اتنے میں سنجار پر قبضہ کی خبر جا کر موصل میں قطب الدین اور اس کے وزیر جمال الدین اور سپہ سالار زین الدین کو بھی پہنچی تو وہ سب اکٹھے ہو کر نور الدین سے جنگ کرنے کے لیے سنجار کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ تل اعفر تک پہنچے تھے کہ انہوں نے اس سے جنگ کرنے سے گریز کیا۔ وزیر جمال الدین نے اسے مصالحت کرنے کا مشورہ دیا اور وہ صلح کرنے کے لیے بات چیت پر آمادہ ہوئے۔ [illegible] سنجار اپنے بھائی قطب الدین کو لوٹا دیا۔ اس کے بدلے میں اس کے بھائی سے حمص اور رحبہ اور شام کا علاقہ [illegible] لے لیا۔ اس طرح نور الدین محمود شام کا واحد حاکم ہو گیا اور اس کا بھائی قطب الدین الجزیرہ کے تمام علاقے کا واحد خود مختار حاکم تسلیم کیا گیا اور اب موصل پر دونوں نے اتفاق کر لیا۔ اس کے بعد نور الدین سنجار سے اپنے والد کے ذخیرہ کو لے کر حلب واپس چلا گیا۔

عہد نور الدین کے مشہور واقعات

انطاکیہ کے فرنگی حاکم کا قتل: نور الدین نے ۵۴۴ھ میں انطاکیہ پر حملہ کیا اور اس کے بہت سے قلعوں کو تباہ و برباد کر دیا جب وہ بعض قلعوں کا محاصرہ کر رہا تھا تو فرنگی فوجیں جمع ہو کر اس پر حملہ آور ہوئیں۔ نور الدین نے ان کا مقابلہ کیا اور اس موقع پر بڑے دلیرانہ کارنامے انجام دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرنگی (صلیب پرستوں) کو شکست ہوئی اور انطاکیہ کا حاکم پرنس مارا گیا۔ وہ بہت سرکش حاکم تھا۔

اس کے بعد اس کا نابالغ بیٹا مسند حاکم بنایا گیا اس کی والدہ نے ایک دوسرے پرنس بطلی سے نکاح کر لیا تاکہ وہ اس کے بیٹے کی نگرانی کر سکے اور ملک کا انتظام چلا سکے۔

نور الدین نے اس پر بھی حملہ کیا اور جنگ میں اس کو شکست دی اور پرنس ثانی بھی قیدی بنا لیا گیا۔ اس طرح نابالغ بیٹے کو حکومت کرنے کا موقع مل گیا۔

فتح افامیا: پھر نور الدین ۵۴۵ھ میں قلعہ افامیا کی طرف گیا جو شیزر اور حماۃ کے درمیان تھا اور بہترین قلعہ سمجھا جاتا تھا۔ نور الدین نے اس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور اس میں کافی فوجیں مقرر کیں اور ان کے لیے ہتھیاروں اور خوراک وغیرہ کا ذخیرہ جمع کر لیا۔

فرنگیوں سے صلح: ابھی وہ اس کام سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ وہ فرنگی جو شام میں تھے اکٹھے ہو کر مقابلہ کے لیے تیار ہوئے مگر جب انہیں (اس کی فتوحات کی) خبر ملی تو وہ مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے اور مصالحت کے لیے آمادہ ہو گئے چنانچہ نور الدین نے ان سے صلح کر لی۔

فرنگی قلعوں کی طرف پیش قدمی: اس کے بعد نور الدین فوج تیار کر کے فرنگیوں کے سرحد کے قلعوں کی طرف مجاہدانہ حملے کرنے کے لیے روانہ ہوا وہ حلب کے شمال میں تل باشر، عنتاب اور عزاز وغیرہ قلعوں کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا ان کے فرنگی حاکم جوسلین نے بھی فوجیں جمع کر کے اس کا مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آزمائش میں ڈالا اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور کافی تعداد میں مسلمان قیدی بنائے گئے۔

جوسلین کی گرفتاری: (اس شکست پر جوسلین بہت خوش ہوا اور) اس نے ملک مسعود بن قلج ارسلان کو پیغام بھیجا جس میں نور الدین کی شکست پر اس کی شرم دلائی گئی تھی کیونکہ وہ اس کا داماد تھا اس کا یہ پیغام اس کو بہت ناگوار گذرا اس لیے اس نے جوسلین کو گرفتار کرنے کی تدبیر سوچی اس نے اپنے گرد و نواح کے ترکمانی قبائل کو مال کی طمع دے کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اسے گرفتار کرنے کی کوشش کریں چنانچہ انہوں نے کوشش کی اور ان میں سے کچھ لوگ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گئے اس نے مال حاصل کر کے چھوڑ دینا چاہا مگر حلب کے ایک حاکم ابوبکر الدایہ نے ایک لشکر بھیجا جو اس قبیلہ سے متعلق تھا وہ لشکر جوسلین کو مقید کر کے حلب لے آیا۔

شام کے قلعوں کی تسخیر نورالدین نے اس کے بعد مندرجہ ذیل قلعوں کو فتح کر لیا

(۱) تل باشر (۲) عین تاب (۳) عزاز (۴) تل خالد (۵) قورس (۶) راوندان (۷) برج الرصاص (۸) حصن البارۃ (۹) کفر سود (۱۰) کفر لاثا (۱۱) دلوک (۱۲) مرعش (۱۳) نہر الجوز

اس سے ان قلعوں میں خوراک کا ذخیرہ [illegible] لیا فرنگیوں نے [illegible] کی کہ وہ ان کو مقابلہ کریں چنانچہ [illegible] پر ان سے جنگ ہوئی اس میں فرنگیوں کو شکست ہوئی [illegible] نے [illegible] جوسلین کے [illegible] قید کر لیا۔ پھر نورالدین نے دلوک کا قلعہ فتح کر لیا اور تل باشر فتح کر [illegible] اس وقت [illegible] اب نورالدین نے دمشق فتح کرنا چاہا [illegible] سے وہاں کے لوگوں نے یہ مطالبہ کیا تو اس نے ان کے پاس [illegible] انہوں نے [illegible] کے لیے [illegible] لیے یہ واقعہ [illegible] میں ہوا۔

فتح دمشق کا ارادہ صلیبی فرنگیوں نے [illegible] میں عسقلان [illegible] فاطمی خلفاء کے قبضے سے چھین لیا تھا ان دونوں حکومتوں کی [illegible] میں نورالدین کے لیے دمشق حائل تھا اس لیے اس کا فتح [illegible] ضروری ہو گیا تھا۔ عسقلان فتح کرنے کے بعد فرنگیوں نے دمشق پر بھی دست درازی شروع کر دی تھی اور اہل دمشق پر [illegible] مقرر کر دیا تھا۔ ان سے یہ معاہدہ بھی کیا تھا کہ وہ ان قیدیوں کو جو ان کے قبضے میں ہیں اپنے وطن جانے کا اختیار دیں یہاں تک کہ دمشق کا حاکم مجیر الدین [illegible] [illegible] تھا [illegible] اس لیے نورالدین [illegible] فرنگی دمشق کو فتح کر [illegible] [illegible] [illegible] فرنگیوں نے [illegible] طلب [illegible] اہل دمشق [illegible] کرتے تھے [illegible] دمشق کے [illegible] [illegible]

سیاسی جوڑ توڑ آخر کار بہت غور و فکر کے بعد اس نے مجیر الدین سے تعلقات بڑھانے شروع کیے یہاں تک کہ دونوں کے درمیان دوستانہ تعلقات مضبوط و مستحکم ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے اس کے ارکان سلطنت کے پاس [illegible] خط و کتابت شروع کی اور [illegible] لگا کہ وہ اس سے خط و کتابت کرتے ہیں [illegible] کے خلاف [illegible] [illegible] حاکم دمشق کے [illegible] سلطنت ختم ہو گئے وہاں کے امراء میں سے [illegible] باقی نہیں رہا [illegible] اس وقت سلطنت کا [illegible] نورالدین کے لیے [illegible] اور اس کی وجہ سے وہ دمشق کو فتح کرنے کا منصوبہ [illegible] کر سکتا تھا اس لیے اس نے مجیر الدین کو اس کے خلاف [illegible] یہاں تک کہ اس نے اس کو الگ کر کے قتل کر دیا۔

اس حرکت نے [illegible] دمشق اپنے محافظوں سے خالی ہو گیا [illegible] نورالدین [illegible] مجیر الدین کے خلاف [illegible] اظہار [illegible] فرنگیوں سے فوجی کمک طلب کی [illegible] بعلبک کا علاقہ ان کو [illegible] کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ فرنگی [illegible] اس مقصد کے لیے تیار ہو گئے

دمشق میں بغاوت سلطان نورالدین نے [illegible] میں دمشق کا محاصرہ [illegible] [illegible]

سے انہیں حمص دینے کا وعدہ کیا تھا اس لیے جب سلطان نور الدین وہاں پہنچا تو عوام نے مجیر الدین کے خلاف بغاوت کا اعلان کیا اور وہ قلعہ میں پناہ لینے پر مجبور ہوا۔

فتح دمشق: سلطان نور الدین نے دمشق فتح کر لیا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا اس نے مجیر الدین کو جاگیر دینے کا وعدہ کیا جس میں حمص کا شہر بھی شامل تھا چنانچہ مجیر الدین وہاں چلا گیا اور سلطان نور الدین نے قلعہ بھی فتح کر لیا۔

سلطان نور الدین نے بعد میں اسے حمص کے بجائے بالس کا علاقہ دینا چاہا مگر وہ اس پر رضامند نہیں ہوا اور بغداد چلا گیا۔ وہاں اس نے گھر تعمیر کیا اور وہیں رہنے لگا یہاں تک کہ اس نے وہیں وفات پائی۔

دیگر قلعوں کی تسخیر: جب سلطان نور الدین دمشق کی فتح سے فارغ ہوا تو حلب کے شمال میں جو فرنگی فوجیں تل باشر میں تھیں۔ انہوں نے یہ قلعہ حلب کے امراء کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ سلطان نور الدین کے ایک بڑے امیر حسان المنبجی نے اس قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

پھر وہ ۵۵۲ھ میں اعلیٰ کے قریب قلعہ بہرام کی طرف آیا یہ قلعہ فرنگی جو کہ حمص کے ہاتھ میں تھا اس نے اس کا محاصرہ کیا تو فرنگی فوجیں اس کی مدافعت کے لیے اکٹھی ہو گئیں پھر انہوں نے اس کا مقابلہ کرنے کا ارادہ تبدیل کر لیا اور سلطان نور الدین سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ (فرنگی) قلعہ حارم کا نصف علاقہ اسے دے دیں گے چنانچہ اس نے ان سے صلح کر لی اور واپس چلا گیا۔

قلعہ شیزر کی تاریخ: شیزر کا قلعہ شہر حماۃ سے نصف مرحلہ کے فاصلے پر ایک اونچے پہاڑ پر قائم ہے۔ وہاں تک پہنچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ اس پر بنو منقذ کنانیوں کی حکومت تھی جو صالح بن مرداس حاکم حلب کے زمانے میں ۴۲۰ھ سے اس قلعہ کے موروثی حاکم چلے آ رہے تھے۔

شیزر کے حکام: ابوالحسن علی بن منقذ کے بعد اس کا فرزند ابوالمرہب نصر بن علی حاکم ہوا جب ۴۹۱ھ میں وہ فوت ہونے لگا تو اس نے ابوسلمہ مرشد کو جو اس کا بھائی تھا حاکم مقرر کیا وہ علم قرأت اور ادب کا بہت بڑا عالم تھا سلطان بن علی نے اپنے بھائی مرشد کو حاکم مقرر کیا دونوں بھائیوں میں اس قدر اتحاد و اتفاق تھا جو کسی دوسرے میں نہیں ہو سکتا تھا۔ مرشد کے بہت سے فرزند پیدا ہوئے جو بڑے ہو کر سردار بنے ان میں سے عز الدولہ ابوالحسن علی مؤید الدولہ اسامہ اور اس کا فرزند بھی ابن اسامہ (زیادہ مشہور) ہیں۔ ان کی اپنے چچازاد بھائیوں سے عداوت ہوئی اور باہمی شکایت ہونے لگی مگر مرشد اور اس کے بھائی میں بے حد اتفاق و اتحاد کی بدولت ان میں نا اتفاقی نہیں ہوئی۔

جب مرشد ۵۳۱ھ میں فوت ہو گیا تو اس کے بھائی سلطان نے اس کی اولاد سے بدسلوکی کی اور انہیں قلعہ شیزر سے نکال دیا۔ چنانچہ وہ منتشر ہو گئے ان میں سے کچھ سلطان نور الدین کے پاس بھی پہنچے۔ اسے ان کی یہ حالت دیکھ کر بہت رنج ہوا۔ تاہم وہ فرنگیوں سے جنگ کرنے میں مشغول تھا اس لیے وہ ان کے لیے کچھ نہیں کر سکا۔

جب سلطان بھی فوت ہو گیا اور قلعہ کی حکومت اس کی اولاد کے قبضے میں آئی تو انہوں نے (بھی) فرنگیوں سے

[illegible]

شام کے زلزلے [illegible]

[illegible]

قلعہ شیزر کی تعمیر [illegible]

شیزر کے بارے میں [illegible]

[illegible]

حاکم شیزر کا خط

قلعہ شیزر کا حاکم [illegible]

جب میں نے [illegible]

میں نے [illegible]

پہنچا اور تیزی کے ساتھ اس پر قبضہ کر لیا۔ ان کے باشندوں نے یہاں کے رہنے والے مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ان کے ساتھ لطف و احترام کا برتاؤ اختیار کیا۔ میں نے ان دونوں کا بچا کھچا مال و دولت ان کے حوالے کر دیا تھا۔ ان کے دور میں گھرانوں کے معاہدوں کے ساتھ پورے پائے گئے تھے اور ان کی اولاد کے ساتھ ساتھ ان کے ناقوس بھی بجتے تھے۔

جب شہر کے اصلی باشندوں نے میرا یہ برتاؤ دیکھا تو وہ مجھ سے بے حد مانوس ہو گئے اور شہر یان کی نصف آبادی میرے پاس پہنچ گئی۔ میں نے بھی ان کی عزت و احترام میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔

جب مسلم بن قریش شیخ ان کے پاس پہنچا تو اس نے ان کی مخبری کی۔ یہ تقریبا تین برس تک رہا۔ جب مسلم بن قریش ان کے پاس سے چلا گیا تو انہوں نے قلعہ پر سے روانہ کر دیا۔"

یہاں پر علی بن منقذ کا خط ختم ہو جاتا ہے۔

دونوں روایات میں اختلاف: ابن منقذ اور ابن الاثیر کے بیانات میں تو بہت زیادہ اختلاف نظر آتا ہے تاہم ابن الاثیر کا بیان زیادہ صحیح ہے کیونکہ (مسیحی) فرنگیوں نے پانچویں صدی کے آخر میں شام کے کسی علاقے کو فتح نہیں کیا تھا۔

دیگر حالات

فتح بعلبک: بعلبک کا شہر ضحاک البقاعی کے ماتحت تھا (ابن اثیر کی بحث بعد میں ہے) اب یہ شہر حاکم دمشق کے تحت ہے۔ جب سلطان نور الدین نے دمشق فتح کیا تو ضحاک نے بعلبک پر اپنا قبضہ برقرار رکھا۔ سلطان نور الدین چونکہ فرنگیوں کے ساتھ جنگ کرنے میں مصروف تھا اس کی طرف توجہ نہ کر سکا۔ تاہم ۵۵۲ھ میں سلطان نور الدین نے اسے حکومت سے برطرف کر کے بعلبک کو فتح کر لیا۔

بھائی کی بغاوت: ۵۵۲ھ میں سلطان نور الدین حلب میں مقیم تھا وہاں اس کے ساتھ اس کا چھوٹا بھائی امیر میران بھی تھا۔ اسی اثناء میں نور الدین قلعہ میں بیمار ہوا اور اس کا مرض شدید ہو گیا تو اس کے بھائی نے فوج جمع کر کے قلعہ حلب کا محاصرہ کر لیا۔ سلطان نور الدین کا سب سے بڑا مشیر و امین شیرکوہ تھا جو حمص کا حاکم تھا۔ جب اس کو بغاوت کی خبر ملی تو وہ دمشق کی طرف روانہ ہوا تاکہ وہ دمشق پر قبضہ کر لے۔ دمشق کا حاکم اس کا بھائی نجم الدین ایوب (والد سلطان صلاح الدین) تھا۔ اس نے بھائی کو یہ اجازت نہیں دی۔ اور اسے حکم دیا کہ وہ حلب جا کر سلطان نور الدین کی موت و زیست کے بارے میں تحقیق حالات معلوم کرے۔

بغاوت کا انسداد: چنانچہ وہ تیز رفتاری کے ساتھ حلب پہنچا اور قلعہ پر چڑھ کر وہاں کی چھت سے سلطان نور الدین کو (زندہ حالت میں) عوام کے سامنے نمودار کیا۔ اسے دیکھ کر لوگ اس کے بھائی امیر میران سے الگ ہو گئے۔ اب اس کا

بھائی حران گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔

جب نور الدین تندرست ہوا تو اس نے اپنے بھائی سے حران کا علاقہ چھین کر اسے اپنے بھائی قطب الدین حاکم موصل کے نائب زین الدین علی کچک کے حوالے کر دیا اور پھر وہ رقہ کی طرف گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

سلیمان شاہ کا حال: سلیمان شاہ ابن سلطان محمد بن ملک شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس خراسان کے پاس رہتا تھا۔ اس نے اسے اپنا ولی عہد بنا لیا تھا اور خراسان کی مساجد کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا جب ۵۴۸ھ میں سلطان سنجر دشمن کے ہاتھوں قید ہو گیا اور سلیمان شاہ کے خلاف دشمن کی فوجیں جمع ہو گئیں تو وہ دشمن کے مقابلے کی تاب نہ لا سکا۔ اس لیے وہ خوارزم شاہ کے پاس بھاگ گیا اور تعلقات مستحکم کرنے کے لیے اپنی بھتیجی کا اس سے نکاح کر دیا مگر خوارزم شاہ کو بعض اطلاعات ایسی موصول ہوئیں جن کی وجہ سے سلیمان شاہ کی شخصیت مشتبہ ہو گئی اس نے اسے خوارزم سے نکال دیا۔

سلیمان شاہ کی بے بسی: پھر سلیمان شاہ وہاں سے اصفہان آیا مگر کوتوال شہر نے اسے داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ اس لیے وہ قاشان کی طرف روانہ ہوا تو اس کے بھائی محمود کے فرزند محمد شاہ نے ایک لشکر بھیج کر اسے داخل ہونے سے روک دیا۔ اس لیے وہ خراسان روانہ ہوا۔ مگر جب ملک شاہ نے اسے وہاں کی آنے نہیں دیا اس لیے اس نے نجف کا قصد کیا اور[1] ...... میں مقیم ہوا اور خلیفہ المقتفی (؟) کے پاس پیغام بھجوایا اور اپنے اہل و عیال کو اظہار اطاعت کے لیے یرغمال کے طور پر بھجوایا اور بغداد آنے کی اجازت طلب کی۔

خلیفہ کا استقبال: خلیفہ نے اس کی تعظیم و تکریم کی[2] اور اسے آنے کی اجازت دے دی۔ وزیر ابن ہبیرہ کا فرزند اسے جلوس کی شکل میں لانے کے لیے اس کے پاس پہنچا اس جلوس میں قاضی القضاۃ بھی شریک تھے چنانچہ وہ دونوں اس حالت میں بغداد پہنچے اور ۵۵۰ھ کے آخر میں سلیمان شاہ کو خلعت عطا کیا گیا۔

خلیفہ کی طرف سے فوجی امداد: چند دنوں کے بعد سلیمان شاہ کو محل میں حاضر کیا گیا اور قاضی القضاۃ اور ارکان سلطنت کے سامنے اس نے اطاعت کا حلف اٹھایا۔ اس کے بعد بغداد کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اسے اس کے والد کے القاب عطا کیے گئے اور یہ حکم دیا گیا کہ اسے تین ہزار سوار دیئے جائیں چنانچہ وہ فوجیں لے کر روانہ

---

[1] یہاں بھی عبارت ناقص ہے۔ تاریخ الکامل میں مذکور ہے "وہ نجف کے مقام پر مقیم ہوا اور اس نے خلیفہ المقتفی کے پاس ایک قاصد بھیجا جس کے ذریعے اس نے خلیفہ کو اپنی آمد کی اطلاع دی۔" (تاریخ الکامل لابن اثیر ج ۹ ص ۴۸) (مترجم)

[2] یہاں عبارت نامکمل ہے۔ تاریخ الکامل میں ہے "خلیفہ نے اس کی بیوی اور اس کے ساتھ آنے والوں کی عزت افزائی اور اسے بغداد آنے کی اجازت دی۔ سلیمان شاہ کے ساتھ ایک نہایت مختصر فوج تھی جو تین سو افراد پر مشتمل تھی۔" (تاریخ الکامل لابن اثیر ج ۹ ص ۴۸۔۴۹) (مترجم)

اتابک ایلدگز جو توقیچی کی جگہ بیٹھا محمد (ابوالفضل) کی طرف سے دار الخلافہ نے حلوان میں قیام پذیر ارسلان کے بھتیجے ملک شاہ دا کو دالیس سے امداد طلب کی چنانچہ اس نے دو ہزار سواروں سے مدد کی اس کے بعد میں سلیمان شاہ نے اسے اپنا ولی عہد بنایا۔ خلیفہ نے ان دونوں کو کافی مال و دولت اور تحفے وغیرہ دیے۔ پھر ملک شاہ ایلدگز بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اس طرح ان کی فوجوں کی تعداد بہت ہو گئی۔

سلیمان شاہ کی شکست۔ ادھر سلطان محمد نے حاکم موصل قطب الدین مودود اور اس کے نائب زین الدین علی کوچک سے تعاون و مدد کی درخواست کی چنانچہ اس کی مدد کے لیے لشکر بھیج دیا اور سلطان محمد سلیمان شاہ سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس جنگ میں سلیمان شاہ کو شکست ہوئی اور اس کی فوجیں منتشر ہو گئیں ایلدگز بھی اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

سلیمان شاہ کی گرفتاری (شکست کے بعد) سلیمان شاہ شہرزور کے راستے سے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ جب زین الدین علی کوچک کو اس کی خبر ہوئی تو وہ چند سواروں کے ساتھ روانہ ہوا اور شہرزور میں اس کا راستہ روکا۔ اس کے ساتھ امیر ابو بکر بھی تھے۔ جب سلیمان شاہ وہاں سے گزرا تو زین الدین نے اسے گرفتار کر لیا اور موصل لے جا کر عزت و احترام کے ساتھ نظر بند رکھا اور اس کی اطلاع سلطان محمد کو بھیج دی۔

سلیمان شاہ کی تخت نشینی جب سلطان محمد بن محمود توقیچی کی وفات ہو گئی تو ہمدان کے اکابر امرا نے قطب الدین اتابک کو پیغام بھیجا کہ وہ سلیمان شاہ کو بادشاہ بنانا چاہتے ہیں اور اس کے وزیر جمال الدین کو نائب شاہ کا وزیر بنانا چاہتے ہیں انہوں نے اس قسم کا معاہدہ بھی کیا تھا اس لیے قطب الدین نے سلیمان شاہ کو رخصت کیا اور اس کے ساتھ زین الدین علی کوچک کی زیر قیادت موصل کی فوجوں کو ہمدان تک بھیجا۔ جب یہ لوگ ہمدان کے قریب پہنچے تو وہاں کی فوجیں استقبال کے لیے پہنچ گئیں اور سلیمان شاہ کا استقبال کرنے کے بعد بادشاہ کی حفاظت میں سر راہ آ گئیں۔ اس حالت میں زین الدین کو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوا۔ اس لیے وہ اپنی فوجیں لے کر موصل واپس چلا گیا اور سلیمان شاہ ہمدان آ گیا۔

نورالدین کی جنگی سرگرمیاں۔ بعد نورالدین محمود نے مصر کی طرف توجہ دی اور قلعہ حارم کے فرنگیوں کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت فرنگی اس کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلے مگر بعد میں مقابلہ کرنے سے ڈر گئے اور جنگ نہیں کرتے تھے چنانچہ محاصرہ طویل ہو گیا اس لیے نورالدین محمود واپس آ گیا۔

نورالدین کی شکست جب اس نے ۵۵۸ھ میں طرابلس فتح کرنے کے لیے فوج کشی کی جب وہ حصن الاکراد کے نیچے بقیعہ کے میدان میں پہنچا تو فرنگی فوجوں نے اسے شکست دی اور مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ سلطان نورالدین اپنی شکست خوردہ فوج کے ساتھ پیچھے ہٹ کر حمص کے قریب ٹھہرا جہاں اس کی شکست خوردہ فوجیں جمع ہو گئی تھیں۔

نورالدین نے دمشق اور حلب سے مال و دولت خیمے اور ضروری سامان منگوا لیا اور لوگوں کی مدد اور

کمزور پایا اور انہیں فرنگیوں کو یہ علم ہو گیا تھا کہ دمشق میں دوبارہ [illegible] ان کے مقابلے کے لیے آ رہے ہیں تو انہوں نے صلح کی درخواست کی مگر انہوں نے یہ درخواست نامنظور کر دی۔ اس لیے فرنگی حصن الاکراد میں اپنے مورچے مقرر کر کے واپس چلے گئے۔

غریبوں کی امداد و ہمدردی نور الدین کے دربار میں ایک شخص برہان الدین بلخی کے نام سے مشہور تھا جو بڑا باکمال تھا۔ اس نے مصارف جہاد کی کثرت کی وجہ سے غرباء، علماء، صوفیاء اور فقراء کو زر اعانت دینے سے منع کیا تھا۔ اس پر سلطان نور الدین ناراض ہوا اور کہا: "خدا کی قسم! مجھے صرف انہی لوگوں کی وجہ سے نصرت اور فتح کی امید ہے۔ کیونکہ یہ فقراء بستروں پر میرے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔ وہ رات کے وقت میری حمایت میں دعاؤں کے تیر چلاتے ہیں۔ اس لیے میں ان کی امداد بند نہیں کر سکتا۔ بیت المال میں ان کا حق ہے اس لیے ان کی حق تلفی کرنا میرے لیے جائز نہیں ہے۔"

اسلامی حکام کا متحدہ جہاد نور الدین نے فرنگیوں سے انتقام لینے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جب فرنگی فوجیں مصر کی طرف روانہ ہو گئیں اس لیے اس نے یہ موقع غنیمت جانا کہ وہ ان کی غیر موجودگی میں ان شہروں پر حملہ کرے چنانچہ اس نے جہاد میں مدد دینے کے لیے مندرجہ ذیل حکام کے نام پیغام بھیجے۔

(۱) قطب الدین مودود حاکم موصل (۲) فخر الدین قرا ارسلان حاکم کیفا (۳) نجم الدین البی حاکم ماردین۔ چنانچہ ان سب حکام نے لشکر اسلام کی ترتیب کے وقت [illegible] درمیان میں اس کا بھائی قطب الدین تھا۔ دائیں حصہ پر [illegible] تھا۔ اس کے پیچھے حاکم کیفا تھا۔ نجم الدین حاکم ماردین نے بھی اپنا لشکر بھیجا تھا۔

فرنگیوں کا مشترکہ مقابلہ جب یہ سب امدادی فوجیں آ گئیں تو سلطان نور الدین قلعہ حارم کی طرف روانہ ہوا اور اس کے نواح میں پہنچا (قلعہ حارم انطاکیہ کے قریب [illegible]) شام کے علاقوں میں جو فرنگی تھے وہ سب اکٹھے ہو کر [illegible] جن میں سب سے آگے حاکم انطاکیہ [illegible] طرابلس اور (فرنگی حاکم) ابن جوسلین [illegible] تھا۔ ان کے علاوہ دوسری عیسائی قوموں سے بھی مدد طلب کی تھی اور وہ بھی شامل ہو گئے تھے۔ اس لیے نور الدین نے قلعہ حارم کا محاصرہ چھوڑ کر ارتاح کی طرف رخ کیا۔

فرنگیوں کی شکست فرنگیوں نے اب ان کے ساتھ جنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا اور وہ قلعہ حارم کی طرف آ گئے مگر سلطان نور الدین نے ان کا تعاقب کیا اور وہاں ان سے جنگ چھڑ گئی۔ اس لیے انہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں پر حملہ کر دیا تو حاکم حلب [illegible] (دائیں طرف کی فوج) تھی۔ انہوں نے ان کو شکست دی اور ان کا تعاقب کرنے لگے۔ اس وقت زین الدین نے موصل کی فوجوں کے ساتھ فرنگیوں کی صفوں پر حملہ کیا اور ان کا بہت نقصان ہوا تو فرنگیوں نے میمنہ کا تعاقب چھوڑ دیا اور جب وہ اپنی صفوں کی طرف لوٹے تو [illegible] فرنگیوں کے [illegible] اور انہیں شکست ہو گئی۔

صلیب پرست حکام کی گرفتاری: اب سلطان نور الدین نے فتح کے بعد فرنگی سرداروں کو گرفتار کر لیا

[illegible]

نورالدین کی بیوی کی نصیحت [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فاطمی حکومت کا خاتمہ [illegible]

[illegible]

وزیر شاور کی فریاد: ابھی اس کی وزارت کے سات مہینے گزرنے نہ پائے تھے کہ مصر کے حاجب ضرغام نے اس کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا اور اسے قاہرہ سے نکال دیا۔ شاور بھاگ کر شام چلا گیا اور نور الدین محمود زنگی کے پاس اپنی فریاد لے کر گیا۔ وہ وہاں سے فوجی امداد کا طالب ہوا۔ اس کے بدلے میں اس نے وعدہ کیا کہ وہ مصری محصول کی آمدنی کا تہائی حصہ ادا کرے گا اور سلطان نور الدین کی فوج امداد کے لیے وہاں مستقل رہے گی۔

شیرکوہ کی فوج کشی: لہٰذا سلطان نور الدین نے اس مقصد کے لیے اپنے امراء میں سے اسد الدین شیرکوہ (صلاح الدین کے چچا) کا انتخاب کیا جو حمص میں تھا۔ اس نے زبردست لشکر تیار کیا اور وہ لشکر ماہ جمادی الاولیٰ ۵۵۹ھ میں مصر روانہ ہو گیا۔ نور الدین اس کے بعد فرنگی علاقوں کی طرف روانہ ہوا تاکہ وہ فوجیں اس لشکر کی مزاحمت سے رک سکیں۔

اسد الدین شیرکوہ (مصری وزیر) شاور کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ سلطان صلاح الدین بھی گئے تھے جو اس کے بھائی نجم الدین کے فرزند تھے۔

مخالفوں کا قتل: جب یہ لشکر بلبیس کے مقام پر پہنچا تو ضرغام کا بھائی ناصر الدین مصری فوج کو لے کر مقابلے کے لیے آیا۔ مگر اسے شکست ہوئی اور وہ قاہرہ واپس چلا گیا۔ اسد الدین شیرکوہ نے اس کا تعاقب کیا اور اسے سیدہ نفیسہ کے مزار کے پاس قتل کر دیا۔ اس کا بھائی بھی مارا گیا اور شاور کو پھر وزارت پر متمکن کر دیا گیا۔

وزیر مصر شاور کی عہد شکنی: اسد الدین شیرکوہ نے اپنے لشکر کے ساتھ قاہرہ کے باہر قیام کیا اور شاور نے جنگ سے پہلے سلطان نور الدین سے جو معاہدہ کیا تھا اس کے ایفا کا انتظار کرتا رہا۔ مگر شاور نے عہد شکنی کی اور اسے یہ پیغام بھیجا کہ وہ واپس اپنے شہر چلا جائے۔ مگر شیرکوہ نے اپنا حصہ وصول کرنے پر اصرار کیا اور بلبیس اور مشرقی علاقوں کی طرف کوچ کر کے ان پر قبضہ کر لیا۔

فرنگیوں کی مدد: شاور نے فرنگیوں سے فوجی کمک طلب کی تو وہ فوراً امداد کے لیے روانہ ہو گئے کیونکہ ان کے دلوں میں نور الدین کا خوف و دہشت بہت غالب تھی اور انہیں توقع تھی کہ وہ مصر فتح کر لیں گے۔

ادھر سلطان نور الدین دمشق سے روانہ ہوا تاکہ وہ انہیں آگے بڑھنے سے روکے مگر وہ نہیں رکے اور وہ اپنے شہروں کے لیے کافی فوجیں چھوڑ کر روانہ ہو گئے۔

محاصرہ اور صلح: جب وہ مصر کے قریب پہنچے تو اسد الدین شیرکوہ مصری علاقے سے روانہ ہو گیا مگر فرنگیوں اور مصری فوجوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے تین مہینے تک اس کا محاصرہ جاری رکھا اور صبح و شام جنگ کرتے رہے۔ جب فرنگیوں کو یہ اطلاع ملی کہ قلعہ حارم اور دوسرے مقامات پر انہیں شکست ہوئی ہے اور نور الدین کو فتح و نصرت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے تو انہوں نے اسد الدین شیرکوہ سے مصالحت کے لیے سلسلہ جنبانی کی مگر انہوں نے شکست کی خبروں کو چھپائے رکھا۔ شیرکوہ نے ان کے ساتھ مصالحت کر لی اور مصری علاقہ کو چھوڑ کر شام چلا گیا۔ فرنگی فوجیں بھی راستوں میں اس کی حفاظت

میں لگی رہیں مگر وہ راستہ تبدیل کر کے اپنے وطن پہنچ گیا۔

شیر کوہ کی دوبارہ فوج کشی: سلطان نور الدین نے شیر کوہ کو دوبارہ ۵۶۲ھ میں مصر بھیجا اور وہ فوج لے کر موسم بہار میں روانہ ہوا اور اطفیح کے مقام پر قیام کیا۔ پھر دریائے نیل کو عبور کر کے وہ مغربی سمت سے قاہرہ کے قریب پہنچا اور جیزہ کے مقام پر دریائے نیل کے کنارے خیمہ زن ہوا اور قاہرہ کا پچاس دن تک محاصرہ جاری رکھا۔ شاور نے فرنگیوں سے کمک طلب کی۔

فتح اسکندریہ: وہ شیر کوہ کے مقابلہ کے لیے مصر کے بالائی حصے پر پہنچا۔ سال کے درمیانی حصے میں فریقین میں جنگ ہوئی تو اسد الدین شیر کوہ نے مصریوں کو شکست دی اور اسکندریہ کی سرحد کی طرف جا کر اسکندریہ کو فتح کر لیا اور اس پر اپنے بھتیجے صلاح الدین کو حاکم مقرر کیا پھر لوٹ کر شیر کوہ نے مصر کے بالائی حصہ (صعید) کو روند ڈالا۔

دوبارہ صلح: مصر اور فرنگیوں کی مشترکہ فوجوں نے اسکندریہ کی طرف پیش قدمی کی اور وہاں پہنچ کر انہوں نے غازی صلاح الدین کو محاصرہ میں لے لیا مگر جب اسد الدین شیر کوہ اپنی فوجوں کو لے کر وہاں پہنچا تو یہ بھی صلح پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ مصالحت کے بعد شیر کوہ شام کی طرف واپس آ گیا اور ان کے لیے اسکندریہ کو چھوڑ دیا۔

مصر پر فرنگی تسلط: شاور کے فرزند شجاع نے سلطان نور الدین کو تحریر کیا کہ وہ اور امرائے مصر آپ کی اطاعت قبول کرتے ہیں۔ مگر اس عرصے میں صلیبی فرنگیوں نے اہل مصر پر غلبہ حاصل کر لیا تھا اور انہوں نے قاہرہ پر اپنے محافظ فوجی دستے مقرر کر دیے تھے قاہرہ کے دروازے ان کے قبضے میں تھے لہٰذا انہوں نے شام میں اپنے بادشاہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ مصر کو فتح کر لے انہوں نے اہل مصر پر جزیہ (ٹیکس) بھی عائد کر دیا تھا۔

فتح مصر: یہ حالت دیکھ کر سلطان نور الدین نے فوری اقدامات کیے اور ۵۶۴ھ کے موسم بہار میں آپ نے اسد الدین شیر کوہ کو دوبارہ فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے مصر کو فتح کر لیا اور شاور کو قتل کر کے فرنگیوں کو مصر سے نکال دیا۔ خلیفہ عاضد نے پہلے کی طرح سے خود کو وزارت پیش کی۔

مصر میں صلاح الدین کی حکومت: جب اسد الدین شیر کوہ فوت ہوا تو اس کا بھتیجا غازی صلاح الدین ایوبی اس کا قائم مقام ہوا مگر وہ بھی بدستور سلطان نور الدین محمود کا مطیع اور فرمانبردار رہا۔ جب فاطمی خلیفہ عاضد فوت ہوا تو سلطان نور الدین نے غازی صلاح الدین کو یہ حکم نامہ بھجوایا کہ مصر میں عباسی خلافت کا سلسلہ جاری کرے اور خلیفہ مستضیٔ کے نام کا خطبہ (مساجد میں) پڑھوایا جائے۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ فاطمی خلیفہ کی زندگی ہی میں نور الدین نے یہ بات تحریر کی تھی جس کے بعد خلیفہ عاضد تقریباً بیس دن میں فوت ہو گیا تو اس کے بعد خلیفہ عباسی المستضیٔ کا خطبہ پڑھوایا گیا اس طرح مصر میں فاطمی سلطنت اور خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ واقعہ ۵۶۷ھ میں رونما ہوا۔

اس سے پہلے سلطان نور الدین اور حاکم قونیہ سلطان قلیج ارسلان بن مسعود کے درمیان ۵۶۵ھ میں جھگڑا ہو گیا تھا

مگر صالح بن رزیک نے قلیج ارسلان کو فتنہ و فساد سے روک دیا تھا۔

نور الدین کے مجاہدانہ کارنامے

فرنگی قلعوں کی تسخیر: ۵۶۲ھ میں سلطان نور الدین نے جہاد کے لیے اپنی فوج تیار کی اور اپنے بھائی قطب الدین کو بھی موصل سے بلوایا اور اس کے پاس حمص کے مقام پر پہنچا۔ پھر وہ دونوں بھائی فوج لے کر فرنگی علاقوں میں داخل ہوئے جب وہ حصن الاکراد سے گزرے تو اس کے گرد و نواح کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ پھر انہوں نے عرقہ کا محاصرہ کیا اور حلبہ[1] کو ویران کر دیا مسلمانوں نے العریمہ اور صافیتا کو فتح کر لیا۔ انہوں نے اپنے فوجی دستے مختلف علاقوں میں بھیجے جہاں انہوں نے فرنگی علاقوں کو نقصان پہنچایا (ان فوجی کارروائیوں سے فارغ ہو کر) مسلمان حمص واپس آ گئے اور وہاں ماہ رمضان تک قیام کیا پھر قلعہ بانیاس کی طرف منتقل ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے قلعہ ہونین[2] کا قصد کیا تو فرنگی وہاں سے بھاگ گئے۔ سلطان نور الدین نے اس قلعہ کی فصیل کو توڑ کر اس میں آگ لگا دی۔ اس نے بیروت کا قصد کیا تو اس کا بھائی قطب الدین موصل چلا گیا۔ لہٰذا سلطان نور الدین نے اسے دریائے فرات کے کنارے پر رقہ کا علاقہ دے دیا۔

شہر منبج میں غازی بن حسان نے بغاوت کی تو سلطان نے لشکر بھیج کر اسے فتح کر لیا اور یہ علاقہ غازی کے بھائی قطب الدین ینال بن حسان کو دے دیا گیا۔ چنانچہ یہ شہر اس کے ماتحت رہا۔ تا آنکہ اسے صلاح الدین بن ایوب نے اسے فتح کر لیا۔

حاکم جعبر کی گرفتاری: پھر قبیلہ بنو کلاب نے قلعہ جعبر کے حاکم شہاب الدین ملک بن علی العقیلی کو گرفتار کر لیا۔ پہلے اس قلعہ کا نام دوسر تھا۔ پھر قلعہ کے بانی کے نام پر اس کا نام جعبر رکھا گیا۔

جب سلطان ملک شاہ نے حلب فتح کیا تو اس نے اس قلعہ کو اپنے جد امجد کو حلب کے عوض دے دیا تھا اور یہ قلعہ اس کی نسل کے قبضے میں رہا۔ جب حاکم مذکور ۵۶۳ھ میں سیر و شکار کے لیے باہر نکلا تو بنو کلاب نے جو اس کی گھات میں تھے اسے گرفتار کر لیا اور وہ اسے حاکم دمشق سلطان نور الدین محمود کے پاس لے گئے۔ اس نے اسے عزت و احترام کے ساتھ نظر بند رکھا اور یہ کوشش کی کہ وہ برضا و رغبت یا خوف سے قلعہ جعبر سے دست بردار ہو جائے مگر وہ کسی صورت سے رضامند نہیں ہوا تو سلطان نے امیر فخر الدین بن ابی علی الزعفرانی[3] کے زیر قیادت لشکر بھیجا اس نے ایک عرصہ تک اس کا محاصرہ کیا مگر اسے

---

[1] یہاں حلبہ کا لفظ ہے مگر تاریخ کامل میں ہے "انہوں نے حلبہ کا محاصرہ کیا اور اسے فتح کر کے تباہ و برباد کر دیا۔" (تاریخ الکامل لابن اثیر جلد ۱۱ ص ۱۹۸) (مترجم)

[2] یہاں ہونین کا لفظ ہے مگر تاریخ الکامل میں ہے "انہوں نے ہونین کے قلعہ کا قصد کیا جو فرنگیوں کے مستحکم قلعوں میں سے تھا۔" (مترجم)

[3] یہاں نام غلط ہے اور واقعات کی تفصیل بھی ناقص ہے تاریخ الکامل میں ہے "سلطان نے اسے نظر بند کر لیا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور چاہا کہ وہ قلعہ اس کے حوالے کر دے مگر اس نے انکار کیا جب نرمی اور دھمکیوں سے بھی رضامند نہیں ہوا تو سلطان نور الدین نے امیر فخر الدین مسعود بن ابی علی الزعفرانی کے زیر قیادت ایک لشکر بھیجا اس نے اس کا محاصرہ کیا مگر اسے کوئی کامیابی نہیں ملی۔" (ج ۱۱ ص ۳۳۳) (مترجم)

کامیابی نہیں ہوئی پھر اس نے ایک دوسرا لشکر بھی (امداد کے طور پر) بھیجا اور پورے لشکر کا سپہ سالار اپنے رضاعی بھائی امیر فخر الدین ابوبکر ابن الدایہ کو مقرر کیا جو اس کے سب سے بڑے امراء میں سے تھا اس کا محاصرہ بھی کامیاب نہیں رہا۔ اس لیے دوبارہ اس کے حاکم کے ساتھ لطف و عنایت کا سلوک کیا گیا اس دفعہ وہ رضامند ہو گیا تو سلطان نور الدین نے اس کے بدلے میں سروج اور اس کے علاقے عطا کیے اس کے ساتھ رقہ حلب کا میدان مرغزار اور بیس ہزار دینار بھی دیئے۔ یوں ۵۶۴ھ میں قلعہ جعبر فتح ہو گیا اور یہاں سے بنو مالک کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

موصل کے واقعات

زین الدین کا تقرر: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اتابک زنگی کا موصل میں نائب نصیر الدین جقری تھا جب عماد الدین اتابک زنگی موصل سے باہر تھے تو سلطان محمود کے فرزند الپ ارسلان نے (جو وہاں موجود تھا) موصل کی سلطنت حاصل کرنے کی طمع میں ۵۳۹ھ میں اسے قتل کر دیا تھا۔ چنانچہ جب سلطان زنگی البیرہ کے محاصرے سے فارغ ہو کر موصل آیا تو اس نے اس کے بجائے زین الدین علی بن بکتگین کو قلعہ موصل کا نائب مقرر کر دیا تھا۔ وہ اتابک زنگی کے عہد حکومت میں پھر اس کے فرزند غازی اور دوسرے فرزند قطب الدین کے زمانے میں ۵۵۸ھ تک ان کے وزیر جمال الدین محمد بن علی اصفہانی کے ساتھ اپنے عہدے پر برقرار رہا۔ اس نے اس کو نظر بند کر دیا تھا اور وہ (وزیر) نظر بندی کے ایک سال بعد فوت ہو گیا تھا۔ اس کی لاش مدینہ منورہ لائی گئی اور اسے وہاں ایک خانقاہ میں دفن کیا گیا جو اس نے اسی مقصد کے لیے تیار کرائی تھی۔

اس کی وفات قطب الدین کے فرزند سیف الدین غازی کے زمانے میں ہوئی تو اس نے اس کے بجائے اس کے فرزند جلال الدین ابوالحسن کو اس عہدے پر مقرر کیا۔

زین الدین کی خود مختاری: زین الدین علی بن بکتگین جو کجک (کوچک؟) کے لقب سے مشہور تھا قطب الدین کے عہد میں خود مختار ہو گیا تھا اور مستقل طور پر سلطنت کا انتظام کرتا تھا اس کے قبضے میں اکثر شہر جاگیر کے طور پر آ گئے تھے جن میں یہ شہر اور قلعے شامل تھے: اربل، شہرزور، ہکاریہ کے قلعے مثلاً عمادیہ، حمیدیہ، تکریت اور سنجار وغیرہ۔

آخر عمر میں سبکدوشی: اس نے اپنے اہل و عیال اور مال و دولت کے ذخیرے اربل منتقل کر دیئے تھے اور خود نائب کی حیثیت سے قلعہ موصل میں رہتا تھا جب وہ بہت بوڑھا ہو گیا اور بینائی اور سماعت کی قوت باقی نہ رہی تو اس نے موصل چھوڑ کر اربل میں اپنے گھر جانے کا ارادہ کیا تو اس وقت اس نے اربل کے علاوہ اپنے تمام مقبوضہ شہر قطب الدین کے حوالے کر دیئے اور وہ اربل کی طرف ۵۶۳ھ میں چلا گیا۔

فخر الدین عبدالمسیح کا تقرر: قطب الدین نے اس کے بجائے فخر الدین عبدالمسیح کو مقرر کیا جو اس سے پہلے اتابک زنگی کا آزاد کردہ رومی غلام تھا انہوں نے اس کو اپنی سلطنت کا حاکم بنایا اس نے قلعہ میں قیام کیا اور اس کو از سر نو تعمیر کرایا کیونکہ زین الدین نے اس کی تعمیر نہیں کرائی تھی۔

نجم الدین ایوب کی روانگی: ۵۶۵ھ میں غازی صلاح الدین نے سلطان نورالدین محمود کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ ان کے والد نجم الدین ایوب کو ان کے پاس بھیج دے۔ چنانچہ نورالدین نے ان کے والد کو ایک فوج کی حفاظت میں بھیجا اس لشکر میں بہت سے سوداگر، اور سلطان صلاح الدین کے ساتھی بھی جانے کے لیے شامل ہو گئے۔

قلعہ کرک کا محاصرہ: سلطان نورالدین کو بعد میں خیال آیا کہ اس لشکر کا وہ راستہ جو صلیبی فرنگیوں کے علاقے میں سے گزرتا ہے وہ خطرناک ہے اس لیے آپ کی توجہ قلعہ کرک کی طرف متوجہ ہوئیں۔ اس قلعہ کی بنیاد برنس ارناط نے رکھی تھی اور راستے میں نہایت اہم جنگی نوعیت کا قلعہ بنا ہوا تھا اس لیے سلطان نورالدین نے اس کا محاصرہ کیا فرنگیوں نے بھی اس کی مدد کے لیے فوجیں جمع کرنی شروع کیں۔ مگر سلطان نورالدین نے ان کی فوجوں کے اجتماع سے پہلے ان کی ہراول فوج پر حملہ کر دیا۔ فرنگی فوجوں نے مقابلہ کرنے سے گریز کیا اور وہ الٹے پاؤں بھاگ گئیں لہٰذا سلطان نے ان کے شہروں پر قتل و غارت کر کے انہیں تباہ کر دیا اور راستے میں جو قلعے نظر آئے انہیں بھی تباہ و برباد اور ویران کر دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کے علاقے میں پہنچ کر عشترا کے مقام پر قیام کیا اور اس مقام سے سلطان نے نجم الدین ایوب کو مصر روانہ کیا۔ چنانچہ وہ ۵۶۵ھ کے درمیانی عرصے میں مصر پہنچ گئے جہاں خلیفہ عاضد سوار ہو کر ان کے استقبال کے لیے پہنچا ہوا تھا۔

فرنگی حاکم کا قتل: جب سلطان نورالدین عشترا میں تھا تو وہ قلعہ البیرہ کے حاکم شہاب الدین محمد بن الیاس بن الغازی بن ارتق سے ملاقات کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ جب وہ اللبوہ کے قریب پہنچا تو اسے راستے میں صلیبی فرنگیوں کا ایک فوجی دستہ ملا اس نے ان کے ساتھ جنگ کر کے انہیں شکست دی اور انہیں تباہ کیا۔ پھر جنگی قیدیوں اور مقتولوں کے سر سلطان نورالدین کے پاس لائے گئے تو اس نے ان کٹے ہوئے سروں میں سے حصن الاکراد کے فرنگی حاکم اصطبان (اسبتاریہ کے سردار) کا سر پہچان لیا جو مسلمانوں کے لیے بہت خطرناک تھا۔

قیامت خیز زلزلے: ابھی سلطان نورالدین اسی مقام پر تھا کہ اسے ان زبردست زلزلوں کی خبر موصول ہوئی جو شام، موصل، الجزیرہ اور عراق کے تمام علاقوں میں رونما ہوئے تھے اور ان کی وجہ سے ان علاقوں کے اکثر شہر تباہ اور ویران ہو گئے تھے چنانچہ نورالدین نے ان تباہ شدہ علاقوں کا گشت کیا اور یکے بعد دیگرے تمام علاقوں کی تعمیر و مرمت کا کام کرایا۔ یہاں تک کہ اس کی انتھک کوششوں کی بدولت تمام تباہ شدہ علاقے درست ہو گئے (صلیب پرست) فرنگیوں نے بھی اپنے شہروں کی تعمیر و مرمت کی۔ کیونکہ انہیں سلطان نورالدین کے حملوں کا اندیشہ تھا۔

موصل میں غازی کی حکومت: موصل کا حاکم قطب الدین مودود ماہ ذوالحجہ ۵۶۵ھ میں فوت ہو گیا اس نے ساڑھے اکیس سال حکومت کی تھی اس نے اپنا ولی عہد اپنے بڑے فرزند عماد الدین زنگی کو بنایا تھا اس وقت حکومت کا نگران فخر الدین عبدالمسیح تھا وہ نورالدین محمود کا بہت مطیع تھا اور عماد الدین سے اس کی بے رخی کا علم اسے تھا اس لیے اس نے اس کے بجائے اس کے بھائی سیف الدین غازی کو اس کی والدہ خاتون بنت حسام الدین بن ابو الغازی کے مشورہ اور حمایت کے مطابق موصل کا حاکم بنایا۔ تو عماد الدین مدد حاصل کرنے کے لیے اپنے چچا کے پاس چلا گیا۔ اس طرح فخر الدین عبدالمسیح

موصل کا خود مختار حکمران بن گیا اور وہی اس کے لیے سیاہ و سفید کا مالک بن گیا۔

نور الدین کی یلغار: جب سیف الدین غازی بن قطب الدین موصل کا برائے نام بادشاہ بنا اور فخر الدین عبدالمسیح اس پر حاوی ہو گیا تو اس کی خود مختاری کی خبر سے نور الدین محمود بہت ناراض ہوا اس لیے وہ اس کے خلاف لشکر لے کر موصل کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے ۵۶۶ھ کے آخر میں قلعہ جعبر کے قریب دریائے فرات کو عبور کیا اور شہر رقہ پر یورش کر کے اسے فتح کر لیا پھر خابور کا پورا علاقہ فتح کر لیا اس کے بعد شہر نصیبین کو تسخیر کیا یہ سب موصل کی عملداری میں تھے کیفا کا حاکم نور الدین محمد بن قرا ارسلان بھی اس کی مدد کے لیے آ پہنچا پھر اس نے سنجار کی طرف فوج کشی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے فتح کر کے اپنے بھتیجے عماد الدین بن قطب الدین کے حوالے کیا۔ اتنے میں موصل کے امراء کے خطوط ملے جس میں اس کی حمایت کی گئی تھی اس لیے وہ تیز رفتاری کے ساتھ شہر بلد پہنچا پھر اس نے دریائے دجلہ کو عبور کر کے موصل کے مشرقی سمت قلعہ نینوا میں قیام کیا۔ اب اس کے اور موصل کے درمیان صرف دریائے دجلہ حائل تھا۔ انہی دنوں موصل کی فصیل میں بھی بڑا رخنہ پڑ گیا تھا۔

موصل کا محاصرہ: ادھر موصل میں سیف الدین غازی نے اپنے بھائی عز الدین مسعود کو ہمدان، بلاد الجبل، آذربائیجان، اصفہان اور رے کے حاکم اتابک شمس الدین کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کے چچا نور الدین کے برخلاف اس کی فوجی امداد کرے۔ اس لیے اس نے اپنے سفیر ایلچی کو نور الدین کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے موصل پر حملہ کرنے سے منع کرے۔ نور الدین نے اس کا دھمکی آمیز سخت جواب دیا اور موصل کا محاصرہ کر لیا۔ موصل کے تمام امراء سلطان نور الدین کی اطاعت پر متفق ہو گئے فخر الدین عبدالمسیح (نگران حکومت) نے بھی قبضہ دلانے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ بشرطیکہ اس کا بھتیجا سیف الدین اپنے عہدے پر برقرار رہے۔

نور الدین کا موصل پر قبضہ: نور الدین نے اس کی یہ شرط تسلیم کر لی مگر یہ حکم دیا کہ وہ خود موصل سے نکل جائے اور اس کے ساتھ شام چلے جب یہ معاہدہ فریقین میں ہو گیا تو نور الدین نے ۵۶۶ھ میں ماہ جمادی الاول میں موصل پر قبضہ کر لیا اور شہر میں داخل ہو گیا۔ اس نے قلعہ کا حاکم ایک خصی غلام کو مقرر کیا جس کا نام گمشتگین تھا۔ اسے سعد الدین کا لقب دیا گیا۔

موصل کی جامع مسجد کی تعمیر: سلطان نے اس کے بھتیجے سیف الدین کو اپنے عہدے پر برقرار رکھا۔ جب سلطان موصل کا محاصرہ کر رہا تھا تو عباسی خلیفہ المستضی کی طرف سے اس کے پاس شاہی خلعت پہنچا اس نے موصل میں (ایک شاندار) جامع مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا جو اس کے نام سے مشہور ہوئی۔

دیگر انتظامات۔ سلطان نے سیف الدین (عبدالمسیح فخر الملک کے بھتیجے) کو حکم دیا کہ وہ گمشتگین کو تمام امور سلطنت میں مشورہ دیا کرے۔

اس نے اپنے بھائی قطب الدین کے (بڑے) فرزند عماد الدین کو سنجار کا شہر جاگیر میں دیا اس کے بعد وہ شام کی

طرف واپس چلا گیا۔

جہاد کے لیے پیش قدمی: غازی صلاح الدین ماہ صفر ۵۶۸ھ میں مصر سے فرنگی علاقوں میں جہاد کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا اور قلعہ شوبک پر قبضہ کیا۔[1] وہاں کے باشندوں نے ہتھیار ڈالنے کے لیے دس دن کی مہلت طلب کی جو انہیں دی گئی۔

سلطان نورالدین زنگی (اس نے جہاد کی ابتدا کی تھی) نے بھی دمشق سے دوسرے راستے سے فرنگیوں کے خلاف جہاد کرنے کے لیے فوج کشی کی۔

صلاح الدین کا اندیشہ: (غازی صلاح الدین کو جب یہ اطلاع ملی تو) اس کے ساتھیوں نے اسے یہ مشورہ دیا کہ "اگر آپ سلطان نورالدین کی فرنگیوں کے خلاف مدد کریں گے تو جب فرنگیوں کی طاقت ختم ہو جائے گی تو اس کے بعد سلطان نورالدین آپ پر دست درازی کرے گا۔ اس صورت میں آپ اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔"

نورالدین کی ناراضگی: (اس مشورہ کے بعد) سلطان صلاح الدین نے قلعہ شوبک کا محاصرہ ملتوی کر دیا اور مصر واپس چلا گیا۔ اس نے سلطان نورالدین کو یہ معذرت نامہ بھیجا کہ اسے اطلاع ملی تھی کہ مصر کے بعض شیعہ امراء اس کے خلاف بغاوت کرنا چاہتے ہیں اس لیے وہ مصر واپس چلا گیا۔ مگر سلطان نورالدین نے اس کا یہ معذرت نامہ قبول نہیں کیا اور اسے مصر کی حکومت سے معزول کرنے کا ارادہ کیا۔ اس حالت میں غازی صلاح الدین نے اپنے والد، اپنے ماموں شہاب الدین حارمی اور دوسرے رشتہ داروں سے بھی مشورہ لیا۔

صلاح الدین کو مشورہ: اس کے بھتیجے تقی الدین عمر نے یہ مشورہ دیا کہ وہ بغاوت کر کے مقابلہ کے لیے تیار ہو جائے مگر اس کے والد نجم الدین ایوب نے اس مشورہ کو پسند نہیں کیا اور اس سے کہا "ہم میں سے کوئی نہیں ہے جو سلطان نورالدین کا، اگر وہ خود آئے یا کوئی لشکر بھیجے، مقابلہ کر سکے۔" اس کے والد نے اسے یہ مشورہ دیا کہ وہ اطاعت کا خط لکھے اور "اگر وہ تم سے یہ علاقہ لینا چاہے تو تم اسے یہ علاقہ (خوشی سے) حوالے کر دو۔"

باہمی رنجش کا خاتمہ: جب مجلس برخاست ہوئی تو اس کے والد نے تنہائی میں یہ بات کہی "تم اس گفتگو سے دوسرے امراء کے لیے دست درازی کی راہ ہموار کر رہے ہو۔ اگر وہ تم پر حملہ کرنا چاہے تو میں پہلا شخص ہوں گا جو اس کا مقابلہ کرے گا مگر اس کے ساتھ نرمی اختیار کرنا بہتر ہے۔" چنانچہ غازی صلاح الدین نے اپنے والد کے مشورے کے مطابق نرم لہجے میں خط لکھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان نورالدین نے اس سے درگزر کیا اور اس کا مقابلہ کرنے کا خیال چھوڑ دیا

---

[1] ابن خلدون (تاریخ ابن خلدون) [illegible] میں عبارت یوں مذکور ہے کہ اس نے قلعہ شوبک پر حملہ کیا، اس کے باشندوں نے [illegible] دس دن کی مہلت طلب کی [illegible] (ابن خلدون [illegible])

سلطان صلاح الدین مصر پر حکومت کرتا رہا۔

صلیب پرستوں کی سرکوبی: اس کے بعد سلطان نور الدین نے فوجیں اکٹھی کیں اور فرنگیوں کے خلاف جہاد کے لیے پیش قدمی کی کیونکہ انہوں نے اس کے ملک کے باشندوں کی تجارتی کشتیاں لوٹ لی تھیں اور یہ خالص عہد شکنی کی گئی کہ دو کشتیاں لوٹ لی گئی تھیں۔ سلطان نے ان سے اس معاملہ کا تصفیہ طلب کیا اور ان کے خلاف فوج کشی کی اور ان کے شہر انطرطوس، طرابلس اور بیروت کے لیے سپہ سالار روانہ کیے۔

نور الدین نے عرقہ کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور اس کے بیرونی حصے کو ویران کر دیا۔ اس نے قلعہ صافیثا اور عریمہ کی طرف فوج بھیجی اور انہیں فتح کر کے ان دونوں قلعوں کو تباہ و ویران کر دیا۔ پھر سلطان عرقہ سے طرابلس کی طرف روانہ ہوا اور راستے میں جو فرنگی علاقے تھے ان کو لوٹتے ہوئے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرنگی خود اپنے آپ سے مصالحت کرنے پر مجبور ہوئے اور انہوں نے ہر جہت کا وہ مال واپس کر دیا جو انہوں نے مصر کے شہریوں سے چھینا تھا۔ اس کے بعد انہی جنگجو فرنگیوں نے عہد شکنی کی۔ ملک اسد الدین و سلطان صلاح الدین یوسف نے ان کے شہروں پر حملے کر کے ان کے مردوں کو قتل کیا۔ اور ان کا مال غنیمت حاصل کرنے کے بعد ان سے صلح کر لی۔

جلد خبر رسانی کا انتظام: سلطان نور الدین نے اس سال جلد خبر رسانی کے لیے کبوتروں کے ذریعے خطوط بھیجنے کا انتظام کیا کیونکہ اس کا ملک وسیع ہو گیا تھا اس لیے خبر رسانی کا انتظام نہایت ضروری تھا۔ اس نے ایسے پرندوں کے ذریعے انتظام کرنے والوں کے لیے مستقل تنخواہ مقرر کی تاکہ یہ پرندے اپنے ٹھکانوں پر پوری وفاداری کے ساتھ جلد خطوط پہنچا سکیں۔

فرنگیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ: پھر فرنگیوں نے دمشق کی عملداری میں حوران کے علاقے پر حملہ کیا جب سلطان نور الدین ان کے مقابلے کے لیے پہنچا تو وہ بھاگ کر سواد کی طرف بھاگ گئے۔ سلطان نے ان کا تعاقب کر کے ان کو نقصان پہنچایا۔ سلطان نے خود عشترا کے مقام پر قیام کیا اور وہاں سے فوجی دستہ طبریہ کے علاقے کی طرف بھیجا جنہوں نے اسے تباہ و برباد کر دیا۔ جب فرنگی فوجیں ان کی مدافعت کے لیے پہنچیں تو اس وقت تک مسلمان فوجیں دریا پار کر چکی تھیں۔ فرنگیوں نے مسلمان فوجوں کا تعاقب کرنے کے لیے دریا کو عبور کیا اور چھینا ہوا مال واپس لینے کی کوشش کی تو مسلمانوں نے ان سے سخت جنگ کی۔ آخر وہ (فرنگی) ناکام ہو کر لوٹ گئے۔

ارمنی سردار ابن لیون کے حالات: ارمنی سردار ملیح بن لیون جو صلیب پرستوں کا سرغنہ تھا سلطان نور الدین کا مطیع و فرمانبردار ہو گیا۔ سلطان نے اسے بار بار اپنی مہربانی و برکت کا مستحق بنایا یہاں تک کہ وہ سلطان کی فوجوں کے ساتھ جایا کرتا تھا اور جب فرنگیوں کے خلاف مسلمانوں کی مہموں میں شریک ہوتا تھا اور جب کبھی اسے اپنے دشمنوں کے خلاف مدد کی ضرورت ہوتی تھی تو مسلمان اس کی مدد کیا کرتے تھے۔

رومی علاقے پر قبضہ: ابن لیون کے علاقے کے آس پاس اذنہ، مصیصہ اور طرسوس کے شہر تھے جو قسطنطنیہ

سے ہوئی ہوئی [illegible] کے قبضے میں تھے اور قلیج ارسلان نے ان پر تسلط کر کے ان شہروں کو فتح کر لیا تھا اس لیے [illegible] کے بادشاہ نے ۵۶۸ھ میں [illegible] سے مدد چاہی چنانچہ [illegible] کی قیادت میں ایک بھاری لشکر بھیجا قلیج ارسلان نے سلطان نورالدین سے [illegible] کی مدد کے لیے [illegible] اس کے بعد [illegible] نے رومی فوجوں سے [illegible] جنگ کر کے انہیں شکست دے دی [illegible] سلطان [illegible] کے پاس آئے [illegible] اور [illegible] حالت [illegible] تھی اور [illegible] ہو گئے۔

رومی علاقے کی طرف پیش قدمی: رومی علاقے (جو [illegible]) [illegible] اور [illegible] ذوالنون [illegible] کے قبضے میں تھے [illegible] سلطان [illegible] اور اس کے بھائی [illegible] کے بعد [illegible] تھا اس لیے قلیج ارسلان نے [illegible] کے شہروں پر [illegible] کر لیا [illegible] سلطان نے [illegible] ایک [illegible] ان کے [illegible] سلطان نورالدین نے [illegible] قبول نہیں کی اس لیے سلطان نے اس کے علاقے پر فوج کشی کی اور ۵۶۸ھ کے ماہ [illegible] میں [illegible] فتح کر لیے [illegible] اور [illegible] اور [illegible]۔

پھر اس نے سیواس کی طرف فوج بھیجی اور اسے بھی فتح کر لیا۔

مشروط صلح: [illegible] قلیج ارسلان نے سلطان نورالدین سے [illegible] کی درخواست کی تو سلطان نورالدین نے اس شرط پر اس سے صلح کی [illegible] فرنگی فوجوں کے خلاف اس کی مدد کرے [illegible] اور [illegible] سلطان [illegible] فوج [illegible]۔

اس کے بعد سلطان نورالدین اپنے ملک واپس چلا گیا اور سیواس [illegible] کے قبضے میں نورالدین کی وفات تک رہا۔

نورالدین کی بادشاہت کی تصدیق: [illegible] سلطان نورالدین کا [illegible] بغداد سے آیا جس کا نام [illegible] الدین ابوالفضل محمد بن عبداللہ [illegible] تھا اور اپنے ساتھ [illegible] کو [illegible] سلطان نورالدین [illegible] اور [illegible] شام [illegible] اور [illegible] کا بادشاہ [illegible]۔

الکرک میں اجتماع کی تجویز: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان نورالدین اور صلاح الدین کے درمیان [illegible] کی [illegible] سلطان نورالدین نے [illegible] صلاح الدین [illegible] سے [illegible] کا [illegible] صلاح الدین نے [illegible] کا [illegible] پس [illegible] الکرک کے مقام پر اکٹھے ہوں گے [illegible] دونوں [illegible] پہنچ جائے گا وہ دوسرے کا انتظار کرے گا۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین [illegible] ۵۶۸ھ میں مصر سے [illegible] الکرک کے مقام پر پہنچ [illegible]۔

صلاح الدین کا ملاقات سے گریز: جب سلطان نورالدین کو صلاح الدین کی مصر سے روانگی کی اطلاع ملی تو اس نے اپنی فوجوں کو جمع کیا اور دمشق سے نکل کر کرک سے دو منزلوں کے فاصلے پر الرقیم کے مقام پر قیام کیا اس کی خبر جب سلطان صلاح الدین کو معلوم ہوئی تو اسے اندیشہ ہوا کہ ملاقات کے وقت وہ اسے معزول کر دے گا۔ اس نے اپنے والد نجم الدین ایوب کو مصر میں نائب مقرر کیا تھا۔ اس وقت اس کے پاس یہ اطلاع پہنچی کہ اس کا والد سخت بیمار ہو گیا ہے لہٰذا اس موقع پر سلطان نورالدین کی ملاقات سے گریز کرنے کا یہ بہانہ ہاتھ آیا اور وہ مصر واپس چلا گیا۔ اس نے تحفے تحائف کے ساتھ نورالدین کو معذرت نامہ بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ سلطنت مصر کی حفاظت اس کے لیے زیادہ اہم تھی۔

نجم الدین ایوب کی وفات: جب سلطان صلاح الدین مصر پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس کا والد فوت ہو چکا ہے وہ گھوڑ سواری سے گر گیا تھا اور زخمی حالت میں اسے گھر لے جایا گیا تھا۔ جہاں وہ چند دنوں کے بعد ماہ ذوالحجہ کے آخر میں اسی سال فوت ہو گیا۔

تمام مطالبات کی منظوری: سلطان نورالدین دمشق آ گیا اس نے اپنے ملک کے قاضی کمال الدین شہرزوری کو بغداد بھیجا تھا کہ وہ خلیفہ سے اپنے مقبوضات کا تقرر نامہ حاصل کرے اس کے مقبوضہ علاقے مصر، شام، الجزیرہ اور موصل تھے اور دیار بکر، خلاط اور روم نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

اس نے یہ درخواست بھی کی تھی کہ اس کے والد زنگی کو جو جاگیریں عراق میں تھیں وہ اسے دوبارہ دی جائیں۔ جو کہ یہ تھیں صریفین اور درب ہارون۔

اس نے یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ دریائے دجلہ کے کنارے موصل کے برابر ایک قطعہ اراضی دی جائے جہاں وہ فرقہ شافعیہ کے لیے ایک دارالعلوم تعمیر کرائے۔ چنانچہ اس کے یہ تمام مطالبات منظور کر لیے گئے۔

سلطان نورالدین کی وفات: سلطان نورالدین محمود بن عماد الدین زنگی نے ۱۱ شوال ۵۶۹ھ میں وفات پائی۔ اس نے ۲۸ سال حکومت کی۔ اس نے سلطان صلاح الدین ایوب سے مصری حکومت چھیننے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں اور اپنے بھتیجے سیف الدین کی قیادت میں فوجیں اس سے جنگ کے لیے تیار کی تھیں۔ اگر وہ زندہ رہتا تو اس کی سلطنت بہت وسیع ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ جب سیف الدین بن ایوب حاکم ہوا تو اس کے نام کا خطبہ یمن (کے دارالحکومت) صنعاء کی مساجد میں بھی پڑھا جاتا تھا۔

نورالدین کی سیرت: سلطان نورالدین مسلمانوں کے مفادات کا خاص طور پر خیال رکھتا تھا اور نماز اور روزے کا پابند تھا وہ امام ابوحنیفہ کے فقہی مسلک سے اچھی طرح واقف تھا اور بہت عادل اور انصاف پسند حاکم تھا۔ اس نے اپنے مقبوضہ علاقوں میں چنگی ٹیکس ختم کر دیا تھا۔

تعمیری کام: سلطان نور الدین نے (شام کے زلزلوں کے بعد) شام کے قلعوں کو مستحکم کیا اور اس کے شہروں پر فصیلیں تعمیر کرائیں۔ ان میں یہ شہر بھی شامل تھے۔ دمشق، حمص، حماۃ، شیزر، بعلبک، حلب۔

رفاہ عام کے کام: سلطان نور الدین نے فرقہ حنفیہ و شافعیہ کے بہت سے مدارس بھی تعمیر کرائے۔ اس نے موصل میں (عظیم الشان) جامع نوری تعمیر کرائی۔ اس نے بیمارستان اور شفاخانے بھی تعمیر کرائے اور راستوں میں سرائے اور صوفیائے کرام کے لیے خانقاہیں تمام ملک میں تعمیر کرائیں اور ان کے لیے بکثرت اوقاف مقرر کیے چنانچہ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ان کے اوقاف کی ماہانہ آمدنی نو ہزار دینار کے برابر تھی۔

سلطان نور الدین علماء اور دیندار حضرات کا بے حد عزت و احترام کرتا تھا اور ان کے لیے تعظیماً کھڑا ہو جاتا تھا اور محفل میں بھی ان سے بے حد محبت کرتا تھا اور ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا تھا۔

سلطان نور الدین نہایت متواضع، بارعب اور باوقار حکمران تھا۔

دمشق میں ملک صالح کی جانشینی: جب سلطان نور الدین کی وفات ہوئی تو دمشق میں تمام امراء، سپہ سالار اور ارکان سلطنت اکٹھے ہوئے اور ان سب نے اس کے فرزند ملک صالح اسماعیل کے ہاتھ پر بیعت کی جو اس وقت گیارہ سال کا بچہ تھا انہوں نے اس کی اطاعت کا حلف اٹھایا۔ شام کے عوام نے اور سلطان صلاح الدین نے مصر میں اس کی اطاعت قبول کی اور تمام ملک کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور سکے پر اس کا نام کندہ کرایا گیا۔

ملک صالح کا نگران اور اس کی سلطنت کا منتظم اور سربراہ امیر شمس الدین محمد بن عبد الملک المقدم مقرر ہوا۔ قاضی کمال الدین شہرزوری نے اسے یہ مشورہ دیا کہ وہ تمام معاملات میں سلطان صلاح الدین سے رجوع کیا کریں تاکہ وہ ان کی مخالفت سے روگردانی نہ کرے۔ مگر ان لوگوں نے اس مشورہ کو نہیں مانا۔

حاکم موصل کی خودمختاری: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان نور الدین نے الجزیرہ کو فتح کر لیا تھا اور اپنے بھائی قطب الدین کے فرزند سیف الدین غازی کو موصل کا حاکم مقرر کیا تھا۔ سلطان اپنے ساتھ فخر الدین عبدالمسیح کو لے گیا تھا جسے سیف الدین نے مقرر کیا تھا اور وہ خودمختار ہو گیا تھا۔

سلطان نے قلعہ موصل کا حاکم سعد الدین گمشتگین کو مقرر کیا تھا۔ سلطان نے مرنے سے پیشتر ان دونوں کو بلایا تھا۔ چنانچہ سیف الدین غازی اور گمشتگین دونوں لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ راستے میں انہیں سلطان نور الدین کی وفات کی اطلاع ملی تو اس وقت فوج کے اگلے حصے پر گمشتگین مقرر تھا وہ چھپ کر حلب بھاگ گیا۔

سیف الدین کی فتوحات: لہٰذا سیف الدین غازی نے اس کے سامان پر قبضہ کر لیا اور وہ بھی نصیبین کی طرف لوٹ گیا اور اسے فتح کر کے اپنی فوجیں خابور کی طرف بھیجیں جنہوں نے اسے بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد وہ حران پہنچا۔ وہاں کا حاکم سلطان نور الدین کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اس شہر کا چند روز تک محاصرہ کیا گیا۔ پھر سیف الدین غازی نے اس شرط پر اس سے ہتھیار ڈلوائے کہ وہ (اطاعت کرنے کے بعد) اسے حران کا مالک بنا دے گا مگر جب اس نے اطاعت

تحویل میں دے کر قتل کر دیا گیا اور حران پر قبضہ کر لیا گیا۔

جب سیف الدین غازی رہا پہنچا یہاں کا حاکم سلطان نور الدین کا ایک خادم تھا اس نے فوراً شہر حوالے کر دیا اور اس کے معاوضہ میں اسے جزیرہ ابن عمر کا قلعہ دے دیا گیا۔ بعد میں وہ بھی اس سے چھین لیا گیا۔

الجزیرہ پر قبضہ وہاں سے سیف الدین رقہ، سروج اور نصیبین بھی فتح کر لیا اور الجزیرہ کے تمام شہر اس نے فتح کر لیے تھے لیکن قلعہ جعبر فتح نہیں ہو سکا کیونکہ یہ مضبوط قلعہ تھا [illegible] کیونکہ وہاں کے [illegible] قطب الدین [illegible] نے قبضہ کیا تھا۔

شمس الدین علی بن الدایہ حلب میں تھا وہ سلطان نور الدین کا سب سے بڑا امیر تھا [illegible] تھیں مگر وہ سیف الدین اور فخر الدین عبدالمسیح کا مقابلہ نہیں کر سکا۔

فتح دمشق کا منصوبہ سلطان نور الدین نے فخر الدین عبدالمسیح کو اپنی وفات سے پہلے جلاوطن کر دیا تھا [illegible] کے پاس تھا جب نور الدین فوت ہوا تو وہ سیدھا سیف الدین غازی کے پاس چلا گیا جس نے اس کو اپنا وزیر بنایا تو سیف الدین اس وقت الجزیرہ کو فتح کر چکا تھا اس لیے فخر الدین نے اسے مشورہ دیا کہ وہ شام کا قصد کرے۔ اس کے دوسرے بڑے حاکم نے اس کی مخالفت کی مگر سیف الدین نے اسی کا مشورہ قبول کیا اور موصل لوٹ آیا۔

صلاح الدین کا پیغام غازی صلاح الدین نے ملک صالح اور اس کے ارکان سلطنت کو یہ پیغام بھجوایا کہ آپ نے سیف الدین کا مقابلہ کرنے کے لیے مجھے کیوں نہیں بلایا۔ صلاح الدین نے دشمن کے خطرات سے آگاہ کیا [illegible] سیف الدین کا مقابلہ کرنے سے بے پروا ہو گئے ہیں۔

بعد ازاں شمس الدین ابن الدایہ نے ملک صالح کو دمشق سے حلب آنے کا پیغام بھیجا تاکہ وہ دونوں مل کر الجزیرہ کو واپس لے سکیں۔ مگر ملک صالح نے امراء کے کہنے پر حلب جانے سے روک دیا کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ ابن الدایہ ان پر مسلط ہو جائے۔

فرنگیوں سے مصالحت سلطان نور الدین کی وفات کے بعد فرنگیوں نے فوج جمع کر کے قصبہ بانیاس کا محاصرہ کر لیا جو دمشق کی سرحد پر تھا۔ شمس الدین ابن المقدم نے [illegible] اس نے فرنگیوں سے [illegible] خطرہ تھا کہ [illegible] سیف الدین موصل اور صلاح الدین مصر سے حملوں کے [illegible] کیا گیا۔ اس لیے فرنگیوں سے [illegible] مال وصول کر کے صلح کر لی۔

صلیب پرستوں کا خطرہ غازی صلاح الدین کو جب ان باتوں کی اطلاع ملی تو اس نے [illegible] ملک صالح اور اس کے ارکان سلطنت کو لکھا کہ یہ بہت بڑی ذلت کی بات ہے۔ اس طرح فرنگیوں کے حملوں کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔

حقیقت یہ تھی کہ ابن المقدم نے فرنگیوں سے اس لیے صلح کی تھی کہ اسے سلطان صلاح الدین اور سیف الدین

غازی کے حملوں کا اندیشہ تھا۔

حلب پر حملے کا اندیشہ: جب سیف الدین غازی نے الجزیرہ کے شہروں کو فتح کر لیا تھا اس پر شمس الدین ابن المقدم کو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ حلب پر بھی فتح کر لے گا کیونکہ اس کے ہمراہ بھی گمشتگین خود سیف الدین غازی کے پاس سے بھاگ کر آیا ہوا تھا دمشق بھیجا تاکہ وہ ملک صالح سے ملاقات کرے یہ درخواست کرے جب گمشتگین دمشق کے قریب پہنچا تو ابن المقدم نے اس کے خلاف فوج کشی کی جس سے مجبور ہو کر وہ واپس حلب آ گیا۔

گمشتگین کی حکومت حلب: بعد ازاں ابن المقدم اور دمشق کے ارکان سلطنت نے یہ خیال کیا کہ ملک صالح کو حلب بھیجنا زیادہ مناسب ہے چنانچہ انہوں نے گمشتگین کو بلایا اور اس کے ساتھ ملک صالح کو بھیج دیا جب گمشتگین حلب پہنچا تو اس نے ابن الدایہ اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر لیا اور رئیس حلب ابن الخشاب اور ایک اور شخص کو بھی گرفتار کر لیا اور ملک صالح کے نام سے وہ حلب کا خود مختار حاکم بن بیٹھا۔

سیف الدین سے مصالحت: ابن المقدم اور دمشق کے امراء کو جب (ان کی خود غرضی) کی خبر پہنچی تو انہیں اس پر خطرہ محسوس ہوا۔ اس لیے انہوں نے سیف الدین غازی کو دعوت دی کہ وہ آ کر دمشق کا حکمران بنانا چاہتے ہیں سیف الدین نے وہاں جانے میں تامل کیا اور وہ سمجھا کہ شاید یہ کوئی چال ہے اس لیے اس نے اس کی اطلاع گمشتگین کو دی اور اس نے اسے وہ مال و دولت دے کر جو اس نے اس کے شہروں سے چھینا تھا صلح کر لی۔

اس سے اہل دمشق کے دلوں میں جو خوف و خدشات پیدا ہوئے اس لیے اب انہوں نے سلطان صلاح الدین ایوبی سے مداخلت کرنے کے لیے بلوایا۔

سلطان صلاح الدین کی فتح دمشق: سلطان صلاح الدین مصر سے شام کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں وہ فرنگیوں کو شکست دیتا ہوا بصریٰ پہنچا۔ اس کے حکمران نے اس کی اطاعت قبول کی وہاں سے وہ دمشق پہنچا تو وہاں کے ارکان سلطنت شمس الدین محمد بن عبدالملک کی قیادت میں اس کے استقبال کے لیے نکلے۔ یہ وہی شمس الدین ابن المقدم تھا جس کے والد نے سنجار کا علاقہ سلطان نور الدین کے سپرد کرنے میں مدد کی تھی غرض جب سلطان صلاح الدین دمشق میں داخل ہوا تو وہ دمشق میں [illegible] اپنے والد کے گھر میں ٹھہرا جو العفیفی کے نام سے مشہور تھا آج مدرسہ ہے۔

قلعہ دمشق کی تسخیر: قلعہ کا حاکم ریحان تھا جو سلطان نور الدین کا وفادار غلام تھا اس نے قلعے پر قبضہ کر رکھا تھا۔ سلطان صلاح الدین نے قاضی کمال الدین شہرزوری کے ذریعے اسے یہ پیغام بھجوایا کہ وہ (صلاح الدین) ملک صالح کا مطیع و فرمانبردار ہے اس نے اپنے ملک میں اسی کے نام کا خطبہ (منابر میں) پڑھوایا ہے۔ وہ یہاں محض اس لیے آیا ہے کہ وہ ان علاقوں کو واپس لے جو چھین لیے گئے ہیں۔

یہ پیغام آنے کے بعد ریحان نے قلعہ سلطان صلاح الدین کے حوالے کر دیا اور اس نے اس کے تمام مال و دولت

پر قبضہ کر لیا۔ یہ تمام کارروائی کرتے وقت سلطان صلاح الدین ملک صالح کی اطاعت کا اظہار کرتا رہا۔ اس نے خطبہ اور سکہ اسی کے نام پر برقرار رکھا۔

دمشق کا نیا حاکم: جب سلطان صلاح الدین نے دمشق ملک صالح کے نام پر فتح کیا تو اس نے وہاں اپنے بھائی سیف الاسلام طغتگین بن ایوب کو جانشین بنایا۔

زعفرانی کا فرار: حمص، حماۃ، قلعہ بارین، سلمیہ، تل خالد اور رہا (الرہا) الجزیرہ کے شہروں میں شمار ہوتا تھا اور یہ سلطان نور الدین کے ایک حاکم فخر الدین مسعود زعفرانی کے ماتحت تھے۔ البتہ ان کے قلعے دوسروں کے قبضہ میں تھے۔

جب سلطان نور الدین فوت ہوا تو زعفرانی اپنی بدکرداری کی بنا پر وہاں سے بھاگ گیا۔

فتح حمص: چنانچہ جب سلطان صلاح الدین نے دمشق فتح کیا تو اس کے بعد اس نے حمص کی طرف توجہ کی اور شہر پر قبضہ کر لیا مگر قلعہ اس کے حاکم کی وجہ سے فتح نہیں ہو سکا۔ اس لیے اس کے محاصرے کے لیے ایک لشکر تیار کیا گیا اور خود صلاح الدین حماۃ روانہ ہوا اور ماہ شعبان کی چودہ تاریخ کو اس کا محاصرہ کیا۔ اس کے قلعہ کا حاکم عز الدین جردیک تھا۔ سلطان صلاح الدین نے اسے یہ پیغام بھیجا کہ "وہ ملک صالح کا فرمانبردار ہے اور وہ یہاں محض اس لیے آیا ہے کہ اسے فرنگیوں سے محفوظ کرے اور الجزیرہ کے شہر اس کے چچا زاد بھائی سیف الدین غازی حاکم موصل سے واپس لے۔"

محاصرہ حلب: سلطان صلاح الدین نے اس علاقہ پر عز الدین کو نائب بنا کر اسے حلب میں ملک صالح کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کے ساتھ معاہدہ کرے اور شمس الدین علی، حسن اور عثمان بن الدایہ کو قید سے چھڑا لائے۔ چنانچہ عز الدین قلعہ پر اپنے بھائی کو جانشین مقرر کر کے حلب روانہ ہوا۔ جب وہ حلب پہنچا تو گمشتگین نے اسے گرفتار کر کے قید کر لیا۔ ایسی حالت میں اس کے بھائی نے حماۃ کا قلعہ سلطان صلاح الدین کے حوالے کر دیا اور صلاح الدین نے اس پر قبضہ کر لیا اور فوراً اس نے حلب کی طرف پیش قدمی کی اور حلب کا محاصرہ کر لیا۔ ملک صالح اس وقت نو عمر بچہ تھا تاہم وہ سوار ہو کر شہر میں گشت کرتا رہا اور اپنے والد کے حقوق جتا کر لوگوں سے امداد کا خواستگار رہا۔ اہل حلب اس کی درخواست سے بہت متاثر ہوئے اور سلطان صلاح الدین کی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے شہر سے باہر نکلے اور جاں نثاری کے ساتھ لڑے۔

گمشتگین کی چالیں: اس اثناء میں گمشتگین نے فرقہ اسماعیلیہ کے سردار کے پاس خفیہ پیغام بھیجا کہ سلطان صلاح الدین کو خفیہ طور پر اچانک طور پر قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ اس نے اپنے چند جانثاروں (فدائیوں) کو اسی مقصد کے لیے بھیجا مگر صلاح الدین کے ساتھیوں اور اس کے سپاہیوں کو اس خفیہ سازش کا پتہ چل گیا چنانچہ انہوں نے (اس سازشی گروہ کا) خاتمہ کر دیا اور صلاح الدین بدستور حلب کا محاصرہ کرتا رہا۔

گمشتگین نے (دوسری چال یہ چلی کہ اس نے) (صلیبی) فرنگیوں کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ سلطان صلاح الدین کے ملک پر حملہ کریں تاکہ وہ ان کے پاس سے کوچ کر جائے۔

فرنگیوں کی پیش قدمی: سلطان نور الدین زنگی کی قید میں نوجوان والیٔ طرابلس ریمنڈ کئی سال سے پڑا تھا قلعہ حارم کی جنگ میں گرفتار ہوا تھا اس وقت سے اب تک وہ حلب میں نظر بند تھا۔ نئے منتظمین نے (موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے) اس وقت ڈیڑھ لاکھ دینار اور ایک ہزار قیدیوں کے بدلے میں رہا کر دیا۔ اس کا فرنگیوں کے بادشاہ املری کے فوت ہونے کے بعد بہت بڑا اثر تھا اور وہ اس کی رائے کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے چنانچہ وہ صلیب کی [illegible] اور دوسری فرنگی فوجوں کو لے کر قلعہ حمص کی طرف روانہ ہوا۔

ایک قلعہ کی تسخیر: سلطان صلاح الدین نے [illegible] ان سے شہر فتح کر لیا اور وہ وہاں سے بھاگ گئے لیکن جب صلاح الدین قلعہ کا محاصرہ جاری رہا اور شعبان کے آخر میں اسے فتح کر لیا اس طرح وہ شہر کے علاوہ قلعے پر بھی قابض ہو گیا۔

فتح بعلبک: وہاں سے وہ بعلبک کی طرف روانہ ہوا جہاں کا حاکم سلطان نور الدین زنگی کے زمانہ سے یہاں میں سے ایک خصی تھا۔ اس شہر کو بھی محاصرہ کر لیا گیا۔ آخرکار اہل شہر نے ہتھیار ڈال دیئے اور سلطان صلاح الدین نے جنگ کے بغیر ماہ رمضان [illegible] تک فتح کر لیا اور شمس الدین محمد بن عبدالملک کے حوالے کر دیا کیونکہ اس نے دمشق کی فتح کے موقع پر اطاعت اور وفاداری کا ثبوت دیا تھا اور یہ شہر اسی کے حوالے کر دیا تھا۔

فوجی امداد کی درخواست: جب سلطان صلاح الدین نے حمص وغیرہ فتح کر لیے اور حلب پر دوسرا حملہ کیا تو الملک الصالح نے حلب سے اپنے چچا زاد بھائی سیف الدین غازی حاکم موصل سے بکمال لجاجت کے ساتھ فوجی امداد کی درخواست کی چنانچہ اس نے فوجیں اس مقصد کے لیے بھیجی تھیں۔ اس نے دوسرے بھائی عماد الدین زنگی حاکم سنجار سے بھی فوجی کمک طلب کی تھی مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ اس کے سلطان صلاح الدین سے گہرے تعلقات تھے کیونکہ اسی نے اسے سنجار کا حاکم بنایا تھا اس لیے اس سے مزید توقعات وابستہ کر رکھی تھیں۔

سیف الدین غازی کی امداد: لہٰذا سیف الدین غازی نے سلطان صلاح الدین کے مقابلے کے لیے [illegible] اپنے بھائی عز الدین مسعود کے ہمراہ [illegible] فوجیں بھیجیں اور خود سیف الدین غازی فوج لے کر حلب کی طرف روانہ ہوا اور سنجار پہنچ کر اپنے بھائی عماد الدین کا محاصرہ کر لیا مگر کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکا۔

موصل کی فوجوں کو شکست: جب دونوں فوجوں کا مقابلہ قرون حماۃ کے مقام پر ہوا تو سلطان صلاح الدین نے اس کے بھائی عز الدین اور اس کے لشکر کو شکست دے دی اس لیے وہ صلاح الدین سے صلح کر کے موصل واپس چلا گیا۔

متحدہ فوج کا دوبارہ مقابلہ: سیف الدین غازی نے دوبارہ اپنے بھائی عز الدین کو فوجیں دے کر [illegible] کی طرف بھیجا اور حلب کی طرف روانہ ہوا جب وہاں ان کا لشکر [illegible] کے ساتھ شامل ہو گیا اور وہ سب سلطان صلاح

[illegible]

[illegible] سلطان صلاح الدین [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] سلطان صلاح الدین [illegible]

[illegible] سلطان صلاح الدین [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

انہیں کوچ کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ ان کے پاس پہنچ گئیں پھر وہ دمشق سے کوچ کرتا ہوا سیف الدین اور گمشتگین کی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے پہنچا۔ دونوں لشکروں میں تل سلطان کے مقام پر مقابلہ ہوا تو دشمن کی فوجیں شکست کھا کر حلب واپس آگئیں۔ سیف الدین غازی نے اپنے بھائی عزالدین کو حلب میں اپنی فوج کی قیادت کے لیے چھوڑا اور خود دریائے فرات عبور کر کے موصل بھاگ گیا کیونکہ اس کو خیال تھا کہ سلطان صلاح الدین اس کا تعاقب کر رہا ہے۔

سپہ سالار کی معزولی: ملک صالح نے اپنے وزیر جلال الدین اور مجاہد الدین قائماز سے الگ ہو کر مشورہ کیا کہ وہ موصل سے فوج طلب کیا جائے مگر ان دونوں نے اس کی مخالفت کی۔ آخر اس نے قائماز کو سپہ سالاری سے معزول کر دیا کیونکہ وہ اس کے مشورہ پر عمل کرنے سے پہلو تہی کرتا تھا۔ اس کے بجائے عزالدین زلفندار کو سپہ سالار مقرر کیا۔

فتح بزاعہ و منبج: سلطان صلاح الدین (سیف الدین) کو شکست دے کر وہاں کا مال غنیمت حاصل کر کے بزاعہ کی طرف روانہ ہوا اور اسے فتح کر کے وہاں اپنا حاکم مقرر کیا۔ وہاں سے وہ منبج گیا۔ وہاں کا حاکم قطب الدین ینال بن حسان المنبجی تھا جو سلطان صلاح الدین سے شدید عداوت رکھتا تھا۔ جب سلطان صلاح الدین نے اس کا شہر فتح کر لیا اور اس کے قلعہ کا شدید محاصرہ کیا پھر اس کی فصیلوں میں نقب لگا کر قلعہ فتح کر لیا اور اسے اسیر کر لیا۔ پھر اس کا مال و متاع ضبط کر کے اسے چھوڑ دیا۔ وہ موصل بھاگ گیا جہاں سیف الدین نے رقہ کا علاقہ اسے عطا کیا۔

قلعہ اعزاز کی تسخیر: جب سلطان صلاح الدین منبج سے فارغ ہوا تو اس نے قلعہ اعزاز کی طرف پیش قدمی کی جو بہت ہی مستحکم قلعہ تھا۔ سلطان نے اس کا چالیس دن تک محاصرہ کیا۔ اس کے بعد اہل قلعہ نے ہتھیار ڈال دیئے اور عید الاضحیٰ کے دن قلعہ سلطان کے حوالے کر دیا۔

حلب کا محاصرہ و صلح: پھر سلطان نے حلب کی طرف کوچ کیا اور وہاں کا محاصرہ کر لیا۔ ملک صالح بھی وہاں تھا۔ اہل حلب نے سلطان سے جنگ کی اس لیے سلطان نے جنگ کو طول دیا۔ پھر مصالحت کی گفتگو کی بنا پر کہ سیف الدین حاکم موصل اور کیفا اور ماردین کے حکام بھی اس میں شامل ہوں۔ چنانچہ اس شرط پر معاہدہ طے ہو گیا اور ملک صالح کی ہمشیرہ سلطان صلاح الدین کے پاس آئی۔ سلطان نے اس کی تعظیم و تکریم کی اور اسے عطیات سے نوازا۔ ملک صالح کی ہمشیرہ نے سلطان سے قلعہ اعزاز طلب کیا جو سلطان نے اسے بخش دیا۔ بعد ازاں سلطان نے اسماعیلیوں کی طرف کوچ کیا۔

حاکم شہرزور کی نافرمانی اور اطاعت: مجاہد الدین قائماز اربل کا حاکم تھا اور اس کی شہرزور کے حاکم شہاب الدین محمد بن بوزان سے دشمنی تھی۔ چنانچہ جب سیف الدین نے مجاہد الدین کو موصل کا نائب مقرر کیا تو شہاب الدین کو اس سے خطرہ لاحق ہوا اس لیے اس نے سیف الدین کی اطاعت سے انکار کیا۔ واقعہ صلح کے بعد اتابک جلال الدین وزیر نے اسے دوستانہ خط لکھ کر سمجھایا اور اسے بغاوت کے انجام سے ڈرایا اور اطاعت پر آمادہ کیا چنانچہ اس کے سمجھانے بجھانے سے اس نے اطاعت قبول کر لی اور جلد موصل بغرض اطاعت چلا گیا۔

کمشتکین کا عروج و زوال: سعد الدین کمشتکین حلب میں ملک صالح کی حکومت کا نگران تھا۔ اس کا مخالف ابو صالح ابن العجمی تھا جس نے سلطان نور الدین اور ملک صالح کے ہاں بہت اثر و رسوخ حاصل کر لیا تھا اور وزیر کے مرتبے سے آگے بڑھ گیا تھا۔ اسے فرقہ باطنیہ کے کسی شخص نے حملہ کر کے قتل کر دیا تھا یوں کمشتکین کے لیے (حکومت کا) میدان خالی ہو گیا اور وہ ملک صالح پر بھی حاوی ہو کر خود مختار ہو گیا تھا۔ اس کے ظلم و استبداد کی بہت شکایتیں ہونے لگیں اور یہ بھی الزام لگایا گیا کہ اس نے وزیر کو بھی قتل کرایا تھا لہٰذا کمشتکین کو گرفتار کر کے اسے قید کر دیا گیا۔ سلطان نے اسے قلعہ حارم عطا کیا تھا۔ لہٰذا اس کے ساتھی وہاں قلعہ بند ہو گئے۔ ملک صالح نے چاہا کہ وہ قلعہ اس کے حوالے کر دیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔

قلعہ حارم کی تسخیر: جب کمشتکین قید خانے میں ہلاک ہو گیا تو اس قلعے کا محاصرہ کیا گیا آخر کار ملک صالح نے مال و دولت دے کر ان سے قلعہ حاصل کیا کیونکہ اس کے محاصرہ کے لیے جو لشکر بھیجا گیا تھا وہ محاصرہ سے عاجز آ گیا تھا۔ چنانچہ جب اس کے ساتھیوں نے قلعہ اس کے حوالے کیا تو اس نے اپنی طرف سے ایک حاکم مقرر کیا۔

ملک صالح کی وفات: ملک صالح اسمٰعیل بن نور الدین محمود حاکم حلب کا ۵۷۷ھ کے درمیانی عرصے میں انتقال ہو گیا اس نے آٹھ سال تک حکومت کی تھی۔ اس نے اپنا ولی عہد عز الدین مسعود حاکم موصل کو بنایا تھا۔ اس وقت بعض ارکان سلطنت نے عز الدین کے بڑے بھائی عماد الدین حاکم سنجار کو ولی عہد بنانا چاہا کیونکہ اس کی ملک صالح کی ہمشیرہ سے رشتہ داری تھی اور اس کا والد سلطان نور الدین بھی اسے زیادہ پسند کرتا تھا مگر اس نے انکار کیا اور عز الدین نے بھی یہ کہا تھا

"میں حلب کو سلطان صلاح الدین سے بچانے کی سب سے زیادہ صلاحیت رکھتا ہوں۔"

عز الدین کی جانشینی: بہر حال جب ملک صالح فوت ہو گیا تو امرائے حلب نے عز الدین مسعود کو بلوایا۔ چنانچہ وہ اور مجاہد الدین قایماز دریائے فرات پر پہنچے جہاں امرائے حلب نے ان کا استقبال کیا اور اسے اپنے ساتھ حلب لائے چنانچہ وہ اسی سال کے ماہ شعبان کے آخر میں شہر حلب میں داخل ہوا۔

سلطان صلاح الدین ان دنوں مصر میں تھا اور ان سے بہت دور تھا۔ اس کا بھتیجا تقی الدین عمر منبج میں تھا۔ جب اس نے ان کا خطرہ محسوس کیا تو وہ وہاں سے حماۃ پہنچا۔ اہل حماۃ نے اس کی مخالفت کی اور عز الدین کی حمایت میں نعرے لگائے۔

معاہدہ کی پابندی: اہل حلب نے عز الدین کو مشورہ دیا کہ وہ دمشق اور شام کے شہروں پر حملہ کرے۔ انہوں نے اسے (جنگ کا مراقی کی) ہمنوائی مگر اس نے اس وجہ سے انکار کیا کہ اس کے اور صلاح الدین کے درمیان (معاہدہ صلح) ہے عز الدین حلب میں کئی مہینے رہا۔ پھر وہاں سے رقہ کی طرف کوچ کیا۔

تبادلہ کی تجویز پر عمل: جب عز الدین حلب سے رقہ آیا تو وہاں اس کے پاس اس کے بھائی عماد الدین حاکم سنجار کے قاصد آئے اور یہ پیغام لائے تھے کہ عماد الدین چاہتا ہے کہ وہ اپنے علاقے سنجار کے بدلے میں حلب کی حکومت حاصل

کرے عزالدین نے اس کی یہ بات نہیں مانی تو عماد الدین نے اسے یہ پیغام بھیجا۔ (ایسی حالت میں) وہ سنجار کا علاقہ سلطان صلاح الدین کے سپرد کر دے گا۔

عماد الدین کی حکومت: اس موقع پر اس کے امراء نے عزالدین کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ سنجار کی حکومت قبول کر لے کیونکہ اس کا بھائی عزالدین کا مخالف نہیں ہے کیونکہ وہ بھی حاکم ہے اور اس کے پاس لشکر اور علاقے بھی کافی ہیں لہٰذا عزالدین نے اپنے بھائی سے سنجار کا علاقہ حاصل کر لیا اور اسے حلب کی حکومت دے دی چنانچہ عماد الدین حلب پہنچا اور وہاں کا حکمران بن گیا۔

سلطان صلاح الدین کے لیے اس کی حکومت مناسب و موافق تھی کیونکہ اسے عزالدین کی طرف سے دمشق پر حملہ کا خطرہ تھا۔

الجزیرہ کی طرف پیش قدمی: عزالدین حاکم موصل نے مظفر الدین کوکبری بن زین الدین کو حران اور رہا کا قلعہ دے دیا تھا جب سلطان صلاح الدین البیرہ کا محاصرہ کرنے کے لیے پہنچا تو مظفر الدین صلاح الدین کے ساتھ مل گیا اور اسے کامیابی کی امید دلائی اور اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ الجزیرہ پر حملہ کر دے چنانچہ سلطان صلاح الدین نے دریائے فرات کی طرف فوج کشی کی اور بظاہر یہ مشہور کیا کہ وہ حلب کا محاصرہ کرنا چاہتا ہے (مگر در حقیقت الجزیرہ پر حملہ کرنا چاہتا تھا) اس وقت مظفر الدین بھی دریا کو عبور کر کے صلاح الدین کے پاس پہنچ گیا تھا اور اس کے ساتھ قلعہ البیرہ تک آیا۔ البیرہ کا قلعہ بہت مستحکم تھا اور دریائے فرات کے کنارے الجزیرہ کی سرحد پر تھا اس کا حاکم اہل ماردین کے (شاہی خاندان) بنو ارتق سے تعلق رکھتا تھا اس نے سلطان صلاح الدین کی اطاعت قبول کی اور اس کے پل پر سے صلاح الدین نے اپنے لشکر کے ساتھ دریا کو پار کیا۔

اس وقت حاکم موصل عزالدین نے (قریبی رشتہ دار) مجاہد الدین کے ساتھ نصیبین کی طرف پیش قدمی کی تھی تاکہ وہ سلطان صلاح الدین کے مقابلے میں حلب کی مدافعت کرے مگر جب ان دونوں کو یہ اطلاع ملی کہ سلطان صلاح الدین نے دریائے فرات کو عبور کر لیا ہے تو وہ دونوں موصل واپس آ گئے اور رہا (اڈیسہ) کی طرف مدد کو فوجی دستے بھیجے۔

رہا کی تسخیر: سلطان صلاح الدین نے گرد و نواح کے بادشاہوں سے فوجی امداد کے لیے خط و کتابت کی اس سے پہلے صلاح الدین اور حاکم کیفا نور الدین بن محمد بن قرا ارسلان کے درمیان یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ اگر صلاح الدین آمد کے شہر کو فتح کر لے تو وہ اس کے حوالے کر دے گا لہٰذا جب اس نے حکام کو پیغام بھیجے تو کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلا شخص تھا جو اس کی امداد کے لیے پہنچا۔ اس وجہ سے اب سب سے پہلے سلطان صلاح الدین نے رہا کی طرف پیش قدمی کی اور ماہ جمادی الاولیٰ ۵۷۸ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا ان دنوں وہاں کا حاکم فخر الدین مسعود بن زعفرانی تھا جب محاصرہ سخت ہوا تو اس نے سلطان صلاح الدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور اس کے ساتھ مل گیا اس نے بھی قلعہ کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ اس کے نائب نے مقررہ مال لے کر قلعہ کو صلاح الدین کے حوالے کر دیا۔ سلطان نے یہ علاقہ مظفر الدین کوکبری حاکم حران کو دے دیا۔

مزید فتوحات: سلطان یہاں سے رقہ گیا جہاں کا حاکم قطب الدین ینال بن حسان المنبجی تھا، وہ وہاں سے موصل کی طرف بھاگ گیا اس لیے سلطان صلاح الدین نے آسانی کے ساتھ رقہ فتح کر لیا۔ یہاں سے وہ خابور کے علاقہ کی طرف روانہ ہوا جو قرقیسیا، ماکسین اور عربان کے مقامات پر مشتمل تھا۔ سلطان نے یہ تمام مقامات فتح کر لیے۔

فتح نصیبین: پھر اس نے نصیبین کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فوراً فتح کر لیا۔ البتہ قلعہ کا چند دنوں تک محاصرہ کیا گیا۔ پھر وہ بھی فتح ہو گیا۔ سلطان نے اس کا حاکم اپنے سب سے بڑے حاکم ابوالہیجاء السمین کو مقرر کیا اور حاکم کیفا کے ہمراہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔

موصل کی طرف پیش قدمی: سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ فرنگیوں نے دمشق کی طرف پیش قدمی کی ہے اور وہ داریا کے قریب پہنچ گئے ہیں مگر سلطان اس خبر سے متاثر نہیں ہوا اس نے کہا مظفر الدین کوکبری اور ناصر الدین محمد بن شیرکوہ نے اسے موصل پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا اور جزیرہ ابن عمر کی طرف پیش قدمی کرنے پر بھی آمادہ کیا چنانچہ اس نے (ان کے مشورے کے مطابق) موصل کی طرف پیش قدمی کی۔ موصل کا حاکم عز الدین اور نائب مجاہد الدین قیماز تھا۔ اس نے بہت فوجیں اکٹھی کر لی تھیں اور انہیں فیاضانہ طور پر عطیات دیئے تھے اور اچھی طرح شہر کی حفاظت کی تھی۔ [illegible] ان میں جزیرہ، سنجار، موصل اور اربل کے علاقے شامل تھے۔

موصل میں ناکام جنگ: سلطان صلاح الدین یہاں روانہ ہو گیا جب وہ موصل کے قریب پہنچا تو وہ مظفر الدین، ناصر الدین ابن شیرکوہ اور دیگر امراء فصیلوں کو دیکھنے کے لیے گئے تو بہت مستحکم پایا۔ اس وقت سلطان صلاح الدین نے مظفر الدین اور اپنے چچا زاد بھائی ناصر الدین بن شیرکوہ سے مخاطب ہو کر کہا:

"تم دونوں نے مجھے دھوکا دیا۔"

پھر سلطان نے شہر کے باہر خیمہ نصب کیا اور اس کے ساتھی جنگ کے لیے صف آرا ہو گئے اس نے منجنیق نصب کی مگر اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اس نے یہ (دشمن آلات) نصب کیے مگر شہر سے ایک جماعت نکلی اور وہ رات کے وقت شہر سے مشعلیں لے کر نکلتے تھے اور تمام حرکت کا اظہار کرتے تھے۔ سلطان صلاح الدین کو یہ معلوم ہوا کہ یہی دو شب خون مارنے والے ہیں چنانچہ اس نے جنگ کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

مصالحت کی ناکام کوشش: اس عرصے میں صدر الدین شیخ الشیوخ (سہروردی) خلیفہ ناصر کی طرف سے ان کے قزل بھی شاہ ارمن کی طرف سے فریقین میں مصالحت کرانے کے لیے پہنچ گئے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ سلطان صلاح الدین الجزیرہ کے شہر لوٹا دے۔ سلطان نے ان کے مقابلے میں یہ شرط رکھی۔ وہ عراق میں حلب کا علاقہ دے دے مگر اس کے لیے وہ تیار نہیں ہوئے پھر سلطان نے حلب لوٹانے کی شرط بھی ترک کر دی اور کہا کہ وہ حلب والوں کی امداد کرنا چھوڑ دیں۔ مگر اس کے لیے بھی وہ رضامند نہیں ہوئے۔

سنجار کا محاصرہ اس سلسلے میں حاکم آذربائیجان قزل ارسلان کے قاصد بھی پہنچ گئے تھے اور حاکم خلاط شاہ ارمن کا پیغام بھی پہنچا تھا۔ مگر فریقین میں سے کوئی تصفیہ نہیں ہو سکا۔ لہٰذا سلطان صلاح الدین نے موصل سے سنجار کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں عز الدین حاکم موصل کا بھائی امیر امیران ہندو اور خود عز الدین بھی لشکر لے کر موجود تھا شرف الدین نے سلطان سے مقابلہ کیا اور موصل سے بھی اس کی فوجی کمک پہنچی مگر سلطان نے اس کے درمیان حائل ہو کر اسے روک دیا اور زرزاریہ کے بعض کردی امراء نے اس میں مداخلت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان صلاح الدین نے اسے شکست دی اور وہ موصل بھاگ گیا۔

فتح سنجار: اب سلطان صلاح الدین نے سنجار فتح کر لیا تھا۔ یہ الجزیرہ کے تمام مفتوحہ علاقوں کے لیے حفاظتی سرحد ثابت ہوا سلطان نے اس کا حاکم سعد الدین ابن معین الدین انر کو مقرر کیا جو دمشق کا حاکم بن گیا تھا اور طغتکین کا آخری نائب تھا (وہ بہترین حاکم کی حیثیت رکھتا تھا)

حاکم نصیبین کی معزولی سلطان وہاں سے لوٹتے وقت نصیبین کے مقام سے بھی گزرا تو وہاں کے باشندوں نے (اس کے نئے حاکم) ابو الہیجاء السمین کی شکایت کی چنانچہ اس نے اسے معزول کیا وہاں سے وہ مظفر الدین کوکبری کے شہر حران پہنچا اور ۵۷۸ھ شروع میں وہاں کے قصر میں آرام کیا اور اپنی فوجوں کو رخصت ہونے کی اجازت دے دی۔

حاکم خلاط کی ناراضگی: اس اثناء میں حاکم موصل عز الدین نے خلاط کے حاکم شاہ ارمن سے فوجی امداد طلب کی تھی چنانچہ شاہ ارمن نے سلطان کے پاس سفارش کے لیے کئی قاصد بھیجے اور سب سے آخر میں اپنے آزاد کردہ غلام سکرجاہ کو بھیجا جب کہ سلطان سنجار کا محاصرہ کر رہا تھا۔ سلطان نے اس کی سفارش قبول نہیں کی چنانچہ وہ غضب ناک ہو کر وہاں سے چلا گیا۔

جنگ کی منسوخی: پھر شاہ ارمن (شاہ ارمن) حاکم ماردین قطب الدین کے پاس گیا وہ اس کا بھانجا اور عز الدین کا ماموں زاد بھائی تھا اس نے اس سے فوجی کمک طلب کی اور اس کے ساتھ کوچ کیا ان کے پاس عز الدین بھی موصل سے فوج لے کر آ گیا تھا ان سب نے سلطان صلاح الدین سے جنگ کا عزم مصمم کیا جب صلاح الدین کو یہ خبر ملی تو اس نے حمص اور حماۃ کے حاکم تقی الدین کو جو اس کا بھتیجا تھا بلایا اور خود ان کا مقابلہ کرنے کے لیے اس نے کوچ کیا اس نے فوج لے کر راس عین کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔

(جب دشمن کو یہ خبر ملی) وہ اس کا مقابلہ کرنے سے باز آ گئے اور ہر ایک اپنے شہر واپس چلا گیا۔ سلطان صلاح الدین بھی ماردین چلا گیا اور وہاں چند دن قیام کرنے کے بعد لوٹ آیا۔

فتح حلب و آمد: جب سلطان صلاح الدین نے ماردین سے کوچ کیا تو وہ آمد کے مقام پر آیا اور ۵۷۹ھ میں اس کا محاصرہ کرنے کے بعد اسے فتح کر لیا اور معاہدہ کے مطابق یہ شہر اس نے نور الدین محمد بن قرا ارسلان کے حوالے کر دیا پھر وہ

شام کی طرف روانہ ہوا اور حلب کے علاقے کے متعلق قلعوں کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور سلطان نے اسے ماہ محرم ۵۷۹ھ میں فتح کر لیا۔ وہاں سے اس نے عینتاب کی طرف کوچ کیا۔ یہاں کا حاکم سلطان نور الدین زنگی کے خادم اسماعیل کا بھائی ناصر الدین محمد تھا جسے سلطان نور الدین نے حاکم مقرر کیا تھا اور اس وقت سے وہی اس کا حاکم تھا۔ اس نے سلطان صلاح الدین کے سامنے اس شرط پر ہتھیار ڈالے کہ وہ اسے ہی قلعہ کا حاکم بحال رکھے گا۔ چنانچہ سلطان نے اسی کو حاکم مقرر کیا اور وہ اس کا مطیع و فرمانبردار بن گیا۔

یہاں سے سلطان صلاح الدین نے حلب کی طرف پیش قدمی کی۔ وہاں کا حاکم عماد الدین زنگی بن مودود تھا۔ سلطان نے وہاں چند دنوں تک میدان الاخضر میں قیام کیا۔ پھر ۱۶ محرم ۵۷۹ھ کو وہ جبل جوشن کی طرف منتقل ہو گیا۔

علاقوں کا تبادلہ حلب کا حاکم عماد الدین زنگی تنگ دستی کا شکار ہو رہا تھا اس لیے سلطان صلاح الدین نے اسے خفیہ طور پر پیغام بھیجا کہ وہ حلب کے بدلے سنجار، نصیبین، خابور، رقہ اور سروج کے علاقے لے لے۔ چنانچہ عماد الدین نے یہ بات منظور کر لی۔ سلطان صلاح الدین نے یہ شرط لگائی کہ عماد الدین سے جب فوجی خدمت لی جائے گی تو وہ اس کے لیے ہر وقت حاضر رہے گا۔ ۱۷ صفر ۵۷۹ھ کے مہینے میں عماد الدین مذکورہ بالا علاقوں کی طرف چلا گیا اور سلطان نے اس پر قبضہ کر لیا۔

سلطان صلاح الدین ۲۷ صفر ۵۷۹ھ کے آخر میں حلب میں داخل ہوا۔ حلب کی فتح کے بعد سلطان کا چھوٹا بھائی تاج الملوک بوری فوت ہو گیا کیونکہ اس کے گھٹنے میں چوٹ لگی تھی اور اسی کے صدمے اور تکلیف سے وہ فوت ہو گیا۔

قلعہ حارم کی تسخیر: حلب کی فتح کے بعد سلطان صلاح الدین نے قلعہ حارم کی طرف توجہ کی۔ یہاں سلطان نور الدین کا آزاد کردہ غلام سرخک حاکم تھا جسے ملک الصالح عماد الدین نے مقرر کیا تھا۔ جب اس نے سنا کہ حلب سلطان صلاح الدین کے حوالے کیا گیا تو سرخک قلعہ حارم میں قلعہ بند ہو گیا تھا (اور اس نے سلطان کی اطاعت قبول نہیں کی) اس لیے سلطان نے اس کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ دونوں کے درمیان قاصدوں کی آمد و رفت رہی۔ اسی دوران میں سرخک نے خفیہ طور پر فرنگیوں کو مدد کے لیے آنے کا پیغام بھیجا (لیکن اس کے ساتھیوں کو یہ بات معلوم ہو گئی) اس کے ساتھیوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ ہمیں فرنگیوں کے حوالے کر دے گا اس لیے انہوں نے اسے قید کر دیا اور سلطان صلاح الدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ سلطان نے اسے فتح کر کے اپنے ایک خاص خادم کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ سلطان نے تل خالد پر امیر دلدرم الیاروقی کو حاکم مقرر کیا جو تل باشر کا حاکم تھا۔

سلطان نے قلعہ اعزاز امیر علم الدین سلیمان بن جندر کو دیا۔ سابق حاکم عماد الدین نے اس قلعہ کو ویران کر دیا تھا۔ امیر سلیمان نے اسے دوبارہ آباد کیا۔

سلطان صلاح الدین نے حلب کے مختلف علاقے اپنے امراء اور فوج میں تقسیم کر دیے تھے۔

مجاہد کا زوال اور گرفتاری موصل میں مجاہد الدین قایماز کی حکومت بہت مستحکم تھی اس کے حریف حکام میں زین الدین یوسف اور مظفر الدین کوکبری اور عز الدین محمود زلفندار اس کے دشمن ہو گئے تھے۔ وہ دونوں ملک موصل پر

اس کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے اور اس کی شکایتیں کیا کرتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ موصل نے اسے الگ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر وہ اس کی گرفتاری کی ہمت نہیں رکھتا تھا کیونکہ مجاہد الدین بہت قوت والا تھا اور اس کے تعلقات اور شان و شوکت بہت زیادہ تھی لہٰذا اشارہ سے یہ تدبیر کی گئی کہ وہ [illegible] چونکہ مجاہد الدین خصی تھا اس لیے محل کی عورتیں اس سے پردہ نہیں کرتی تھیں۔ چنانچہ وہ شاہ کی عیادت کے لیے محل میں داخل ہوا تو اسی وقت بادشاہ نے اسے گرفتار کر لیا اور پھر اس کا [illegible] قلعہ پر قبضہ کر لیا جو اس کے پاس تھا اور اس کے [illegible] پر قبضہ کر لیا اور وہاں اپنا نائب مقرر کیا (ابن الاثیر) [illegible] کا فرزند تھا امیر حاجب مقرر کیا اور ان دونوں کی [illegible] کے اختیارات دے دیے۔

حکام کے ساتھ اختیارات۔ جو شہر اس کے قبضے میں تھے ان میں اربل کا شہر تھا جس کا حاکم زین الدین یوسف بن زین الدین علی کچک تھا اس سے زیر [illegible] اس کے قبضے میں جزیرہ ابن عمر بھی تھا جس کا حاکم بھی کچھ تھا اور ان کے زیر نگران تھا اس کا نام معز الدین سنجر شاہ بن سیف الدین غازی تھا ان کے اختیار میں [illegible] تھا اور [illegible] یہ کی تھی کہ ان تمام [illegible] میں اپنا نائب مقرر کرتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ جب سلطان صلاح الدین نے [illegible] فتح کر لیا تھا تو عز الدین مسعود والی موصل کے قبضے میں موصل کے علاوہ [illegible] تھا اس کا [illegible] الدین کے قبضے میں تھا اور وہی حقیقت میں موصل کا بادشاہ تھا لہٰذا جب عز الدین نے اسے گرفتار کر لیا تو اربل کا حاکم خود مختار ہو گیا۔ جزیرہ ابن عمر کے حاکم نے سلطان صلاح الدین کی اطاعت قبول کر لی۔

صلح کی دوبارہ تجویز کی ناکامی۔ اسی سال خلیفہ ناصر نے شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی [illegible] اور بشیر خادم کو عز الدین اور سلطان صلاح الدین کے درمیان صلح کرانے کے لیے بھیجا انہوں نے [illegible] کی مگر [illegible] اور سلطان صلاح الدین نے [illegible] مگر عز الدین نے یہ تجویز منظور نہ کی اور کہا [illegible] " یہ دونوں [illegible] سے [illegible] کر لیا گیا ہے۔"

اربل کی تباہی۔ اس کے بعد سلطان صلاح الدین نے موصل فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ اسی موقع پر شاہ عز الدین زلفندار اور شاہ عراق کے فرزند پر بہت ناراض ہوا کیونکہ ان دونوں نے مجاہد الدین کو [illegible] کی۔ اس نے [illegible] اپنے [illegible] کہا " مجھے تمہاری ضرورت ہے۔" مگر اس نے [illegible] اس کا [illegible] کیا اور [illegible] فوج [illegible] جب [illegible] ان کے [illegible] [illegible] کر لیا گیا۔

مجاہد الدین موصل واپس آ گیا۔

حاکم حران کی بحالی۔ سلطان صلاح الدین نے [illegible] حران [illegible] جب [illegible] اس نے مظفر الدین کوکبری کو گرفتار کر لیا [illegible] جب [illegible] اس نے [illegible]

یہ [illegible] اس لیے اس [illegible] کے خلاف [illegible]
حران اور رہا کی حکومت پر بحال رکھا۔

گوکبری کی گرفتاری جب سلطان حران سے [illegible]
[illegible]
[illegible] ہو گیا تھا۔

موصل کے وفد کی آمد [illegible] موصل کی طرف پیش قدمی کی۔ جب موصل کے قریب پہنچے تو [illegible]
[illegible]
[illegible]

محاصرۂ موصل اب سلطان صلاح الدین موصل پہنچا اور [illegible]
[illegible]

اسی دوران [illegible] عزالدین [illegible]
[illegible]
[illegible]

حاکم موصل کے انتظام کی درستی [illegible]
[illegible] عزالدین (حاکم موصل) [illegible]
[illegible]
[illegible]

میافارقین کی تسخیر سلطان صلاح الدین موصل کے [illegible]
[illegible] (۵۸۱ھ) میں [illegible]
[illegible] سلطان صلاح الدین [illegible]
[illegible] (۵۸۱ھ) [illegible] موصل [illegible]

شرائط صلح کی تکمیل: اب فریقین کے [illegible]
[illegible]

بڑھوایا جائے گا اور اس نے قلعہ پر بھی اس کا نام کندہ کروایا۔ اس وقت سلطان صلاح الدین یہ دیکھ گیا اور دوران آنچ گیا کہ کے ملجی صلح کی شرائط کی تکمیل کرائے۔ وہ یہ اس کے پاس پہنچا کہ خیمن نے [اس معاہدہ کی تکمیل کے لیے] سلطان سے ... تھا۔ پھر سلطان نے ان علاقوں پر قبضہ کرنے کے لیے یک ... خود اس علی بیماری کی حالت میں رہا۔ اس کے ساتھ اس کا بھائی عادل اور اس کے چچا شیرکوہ کا پوتا ناصر الدولہ محمد تھے۔ اس صلح کے بعد موصل میں اس کی ملازمت ختم ہو گیا۔

نسلی فسادات پھر ترکمان اور کرد قوموں کے درمیان جزیرہ، موصل، ولایت دیار بکر، شہر زور اور آذربیجان میں زبردست فسادات ہو گئے۔ ان فسادات میں بے شمار لوگ مارے گئے اور یہ فسادات کا سلسلہ کئی سالوں تک چلتا رہا۔ ان فسادات کا سبب یہ تھا کہ ترکمان قوم کی ایک دلہن کو رخصت کر کے اس کے شوہر کے پاس لے جایا جا رہا تھا جب یہ لوگ زوزان اور ... کے قلعہ کے پاس سے گزرے تو وہاں کے لوگوں نے عام دستور کی عادت کے مطابق ان سے ولیمہ کی دعوت کی فرمائش کی جس کا انہوں نے سخت جواب دیا۔ (اس پر مشتعل ہو کر) کرد قوم نے اس کے شوہر کو قتل کر دیا اس کے جواب میں ترکمان قوم کردوں پر ٹوٹ پڑی اور انہیں قتل کر دیا۔

فسادات کا خاتمہ آخر کار مجاہد الدین نے دونوں قوموں میں صلح کرانی اور انہیں خوب عطیات دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں قومیں متحد ہو گئیں اور یہ فسادات ختم ہو گئے۔

حاکم اربل کی وفات زین الدین یوسف بن علی کوچک سلطان صلاح الدین کا مطیع ہو گیا تھا۔ اس کا علاقہ اربل میں تھا اور اس سلسلے میں اس کے اور عز الدین کے درمیان وہ جنگ پیش آئی تھی۔ وہ اپنا لشکر لے کر سلطان صلاح الدین کے پاس گیا تھا تو بیمار ہو گیا اور اسی سال کے ماہ رمضان کے آخر میں فوت ہو گیا۔

نئے حاکم کا تقرر اس کا بھائی اس کی زندگی ہی میں اس کے ساتھ ... تھا اور وہاں ... نے ... کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا تھا جس میں حران کا حاکم قلعہ ... بھی شامل تھا اس نے سلطان صلاح الدین سے یہ درخواست کی کہ وہ اسے اس کے بھائی کی جگہ اربل کا حاکم مقرر کرے۔ چنانچہ سلطان نے اسے اربل کا حاکم مقرر کیا اور اس کی شہر زور کا علاقہ، ... اور ... کا علاقہ بھی شامل کر دیا۔

اہل اربل نے مجاہد الدین قایماز سے خط و کتابت کر کے اس سے درخواست کی کہ وہ اسے حاکم بنانا چاہتے ہیں۔ مجاہد اس وقت موصل میں تھا۔ اس نے سلطان صلاح الدین کے خوف سے ان کی درخواست منظور نہیں کی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جب عز الدین نے اسے قید سے رہا کیا تھا اور اسے اپنا نائب بنایا تھا تو اس وقت سے اس نے پہلے جیسے اختیارات اسے نہیں دیئے تھے بلکہ اس کے ساتھ اپنے کسی غلام کو حکومت میں شریک کر دیا تھا جس کا اسے بہت افسوس تھا لہٰذا جب اہل اربل نے اس سے خط و کتابت کی تو اس نے کہا:

"خدا! میں ایسا کام نہیں کروں گا کہ میرے ساتھ فلاں شخص بھی شریک حکومت ہو جائے۔"

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زین الدین کے بھائی مظفر الدین نے اربل پر قبضہ کر لیا۔

[illegible] سیف الدین غازی [illegible] سلطان صلاح الدین [illegible]

عکا کا [illegible] محاصرہ [illegible] سلطان صلاح الدین [illegible]

جزیرہ ابن عمر کا محاصرہ [illegible]

[illegible]

[illegible] کی تبدیلی سلطان صلاح الدین [illegible]

[illegible] سے خط و کتابت [illegible]

[illegible]

مختلف فتوحات۔ [illegible]

ملک عادل کے خلاف جنگ آزمائی [illegible]

موصل میں ارسلان شاہ کی حکومت [illegible]

عز الدین کی وفات [illegible]

قطب الدین کی جانشینی [illegible]

باہمی اختلافات [illegible]

بھی اس نے اسی طرح جواب دیا۔ قاصد نے جو اتابک زنگی کے عہد کا یادگار تھا، اسے نصیحت کی مگر وہ اس کے ساتھ درشت کلامی سے پیش آیا۔

نصیبین پر حملہ: ایسی حالت میں نور الدین حاکم موصل نے نصیبین پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ تھوڑے عرصے کے بعد یہ خبر موصول ہوئی کہ عماد الدین فوت ہو گیا ہے اور اس کے بجائے اس کا فرزند قطب الدین حاکم مقرر ہوا ہے۔ ایسے موقع پر نور الدین نے نصیبین پر حملہ کرنے کا ارادہ مصمم کر لیا اور ماہ جمادی الاولیٰ ۵۹۴ھ میں اس مقصد کے لیے روانہ ہو گیا۔

قطب الدین کی شکست: قطب الدین بھی فوج لے کر پہنچا مگر نور الدین اس سے پہلے فوج لے کر پہنچ چکا تھا چنانچہ جب مقابلہ ہوا تو نور الدین نے اسے شکست دی اور وہ شکست کھا کر قلعہ بند ہو گیا۔ وہاں سے وہ اپنے نائب مجاہد الدین برنقش کے ساتھ حران پہنچا۔ اب ان لوگوں نے سلطان عادل سے امداد کے لیے درخواست کی۔

اس اثناء میں سلطان نور الدین نصیبین میں مقیم رہا۔ جب سلطان عادل الجزیرہ پہنچا تو وہ موصل چلا گیا اور اسی سال کے ماہ رمضان میں وہاں پہنچ گیا۔ اس کے روانہ ہونے کے بعد قطب الدین وہاں واپس آ گیا۔

قایماز کی وفات: اس موقع پر سلطان نور الدین کے لشکر میں بہت آدمی مارے گئے اور موصل کے بہت امراء بھی فوت ہو گئے چنانچہ مدبر سلطنت مجاہد الدین قایماز بھی فوت ہو گیا۔

ماردین کا محاصرہ: جب نور الدین موصل چلا گیا اور قطب الدین نصیبین واپس آ گیا تو سلطان عادل نے بھی وہاں سے کوچ کر کے ماردین کا محاصرہ کیا اور پھر اسے تحت محاصرہ کرنے کے بعد لوٹ گیا۔

سلطان عادل خود واپس چلا گیا تھا مگر اپنے فرزند کامل کی قیادت میں محاصرہ کے لیے فوج چھوڑ گیا تھا۔ اس بات سے الجزیرہ اور دیار بکر کے حکمرانوں کو ناگوار گذری اور انہیں اندیشہ ہوا کہ وہ اسی طرح ان کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لے گا۔

جب سلطان عادل خود نور الدین کے مقابلے کے لیے پہنچا تو اس وقت ان علاقوں کے حکام میں سے کوئی اس کے مقابلے کے لیے نہیں پہنچا تھا کیونکہ اس وقت اس کا لشکر بہت زیادہ تھا مگر جب وہ دمشق لوٹ گیا اور صرف اس کا فرزند کامل ماردین میں رہ گیا تو انہوں نے اب اس کا مقابلہ کرنا آسان سمجھا علاوہ ازیں اس مقابلے کے لیے سلطان صلاح الدین کے فرزند ظاہر اور افضل نے بھی انہیں بھڑکایا کیونکہ وہ اپنے چچا عادل کے مخالف تھے۔

متحدہ فوج کا مقابلہ: چنانچہ موصل کا حاکم نور الدین ارسلان شاہ سب سے پہلے یکم شعبان ۵۹۵ھ میں مقابلہ کے لیے روانہ ہوا اور دنیسر پہنچ گیا۔ وہاں اس کے ساتھ اس کا چچا زاد بھائی حاکم سنجار قطب الدین محمد بن زنگی اور دوسرا چچا زاد بھائی سنجر شاہ بن غازی حاکم جزیرہ ابن عمر بھی فوج لے کر آ گئے۔ عید الفطر گذرنے کے بعد یہ سب فوجیں روانہ ہوئیں اور ماردین کے قریب کامل کا مقابلہ کرنے کے لیے آگے بڑھیں۔

کامل کو شکست: اس وقت اہل ماردین محاصرہ سے بہت تنگ آ گئے تھے چنانچہ ان کے سرداروں نے کامل کے پاس صلح کا

[illegible] کی اجازت [illegible]

[illegible] واپس [illegible]۔

نور الدین کی واپسی: [illegible] نور الدین [illegible] حلب سے ظاہر بن سلطان صلاح الدین کا قاصد [illegible] سلطان [illegible] آیا۔

الجزیرہ کی طرف فوج کشی: ملک عادل نے [illegible] اپنے بھتیجے افضل بن سلطان صلاح الدین سے [illegible] سلطان حلب ظاہر اور حاکم ماردین [illegible] انہوں نے حاکم موصل نور الدین سے [illegible] ملک عادل نے [illegible] الجزیرہ [illegible] فتح کرنے کے لیے [illegible] کیا۔

فرنگیوں سے مصالحت: [illegible] قطب الدین [illegible] لشکر [illegible] فرنگیوں [illegible] سلطان عادل [illegible] نور الدین [illegible] واپس آ گیا۔

نور الدین کا حملہ نصیبین: اس کے بعد سلطان عادل [illegible] قطب الدین [illegible] مظفر الدین [illegible] نور الدین [illegible] نصیبین [illegible]

وہ سنجار کے قلعہ تک جا پہنچا اور اس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔

اس عرصے میں موسیٰ بن عادل حران سے راس العین تا حاکم سنجر کی مدد کے لیے فوج لے کر پہنچا اس کی حمایت حاکم اربل مظفر الدین، حاکم کیفا و آمد اور حاکم جزیرہ ابن عمر نے بھی کی۔ انھوں نے نیز دیگر لوگوں نے بہت جلد لشکر میں شامل ہونے کا وعدہ کیا۔

نور الدین کی شکست: جب نور الدین نے نصیبین سے کوچ کیا تھا تو وہ سب اکٹھے ہو گئے تھے ان کے ساتھ موسیٰ بن عادل کا بھائی نجم الدین حاکم میافارقین بھی شامل ہو گیا۔

یہ صورت حال دیکھ کر نور الدین تل اعفر سے کفر زمان پہنچا۔ اس کا مقصد جنگ کو طول دینا تھا (تاکہ دشمن کا لشکر منتشر ہو جائے) مگر اس کے ایک مخبر کا خط آیا جس میں دشمن کی تعداد کو کم اور ناقابل اعتبار بتایا گیا تھا۔ وہ دشمن کے (معتبر) آزمودہ کار اور قابل اعتماد تھا اس لیے اس نے اس پر بھروسہ کرتے ہوئے دشمن کی طرف کوچ کیا۔ یہ مقام دشمن کی فوجوں کے قریب تھا۔ اس لیے فریقین صف آرا ہو گئے اور جنگ ہونے لگی۔ اس میں نور الدین (حاکم موصل) کو شکست ہوئی اور وہ قلیل شکست خوردہ فوج کے ساتھ بھاگ نکلا۔ دشمن کے لشکر نے کفر زمان میں قیام کیا اور انھوں نے شہر نینوا اور اس کے متعلقہ دیہاتوں کو لوٹ لیا پھر وہاں وہ کچھ عرصے تک مقیم رہے۔

دونوں طرف سے صلح کی گفت و شنید کرتے رہے تھے کہ نور الدین تل اعفر کا علاقہ حاکم سنجار قطب الدین کو واپس کر دے۔ چنانچہ اس نے وہ علاقہ لوٹا دیا اور دونوں فریقین میں صلح ہو گئی اور ہر ایک حاکم اپنے شہر واپس چلا گیا۔

سنجر شاہ کے مظالم: سنجر شاہ بن غازی بن مودود اپنے باپ کی وصیت کے مطابق جزیرہ ابن عمر کے علاقے کا حاکم مقرر ہوا۔ وہ بدسیرت، بدخلق اور جابر حاکم تھا۔ اور صرف اپنی رعایا اور لشکر پر مظالم نہیں کرتا تھا بلکہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ بھی بدسلوکی کرتا تھا۔ وہ سب کے ساتھ بہت سختی کرتا تھا اور سخت انتقام لیتا تھا وہ اپنی اولاد پر بھی رحم و شفقت نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے دونوں فرزندوں محمود اور مودود کو زوزان کے علاقے کے قلعہ فرح کی طرف جلا وطن کر دیا تھا۔ اس کی وجہ محض لالچ اور شک و شبہ تھی۔

سنجر شاہ نے اپنے دوسرے فرزند غازی کو نکال کر اسے شہر کے ایک گھر میں نظر بند کر دیا تھا جہاں غازی کی حالت بہت خراب ہو گئی۔ وہ گھر بہت خطرناک تھا اس لیے وہ چپکے سے وہاں سے بھاگ گیا اور شہر میں پوشیدہ ہو گیا۔ اس نے حاکم موصل نور الدین کو بھی یہ پیغام بھیجا اس نے یہ بھی کہا کہ شاید وہ وہاں پہنچ گیا ہے۔ اس لیے آپ نے اس کے والد کے خوف سے اسے واپس بھیج دیا ہے۔

سنجر شاہ کا قتل: اس کے والد نے اسے تلاش کرنا چھوڑ دیا کیونکہ یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ وہ شام میں ہے۔ غازی (وہیں شہر میں رہ کر) موقع کی تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنے والد کے گھر میں (پوشیدہ طور پر) داخل ہو گیا اور اس کی لونڈیوں کے پاس چھپ گیا چنانچہ ایک رات جبکہ سنجر شاہ نشے کی حالت میں تھا تو وہ رات کو اس کے پاس پہنچا اور تلوار سے اس پر چودہ وار کر کے اسے زخمی کر دیا اور پھر اسے ذبح کر دیا اور زنان خانے میں رہنے لگا۔

محمود بن سنجر کی حکومت ۔ جب باہر امراء و اعیان کو اس (کے قتل) کی اطلاع ملی تو انہوں نے ارکان سلطنت کو جمع کر کے شاہی محل کے دروازے (باہر سے) بند کرا دیے اور لوگوں سے محمود بن سنجر شاہ کی حکومت کے لیے بیعت حاصل کی پھر انہوں نے محمود اور اس کے بھائی مودود کو قلعہ فرح سے بلوایا (جب یہ کام مکمل ہو گیا) تو انہوں نے محل سرائے میں داخل ہو کر غازی کو قتل کر دیا۔ جب محمود وہاں پہنچا تو انہوں نے اسے بادشاہ بنا کر اس کے باپ کا لقب معین الدین عطا کیا۔ اس نے ان لونڈیوں کو جنہوں نے اس کے والد کے قتل کی سازش کی تھی دریائے دجلہ میں ڈبو دیا۔

عادل اور نور الدین کی رشتہ داری قطب الدین محمد بن زنگی اور اس کے چچا زاد بھائی نور الدین ارسلان شاہ بن مسعود حاکم موصل کے درمیان بہت سخت عداوت تھی۔ اس قسم کے کچھ واقعات پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔ اس لیے ۶۰۶ھ میں جب سلطان عادل حاکم مصر و شام نے جب اپنی بیٹی کا رشتہ سلطان نور الدین کے لڑکے کے ساتھ طے کیا تو اس نے اپنے فرزند کی سلطان عادل کی صاحبزادی سے نکاح کر دیا (یوں ان کے ساتھ ان کے تعلقات مستحکم ہو گئے۔)

اتحاد و اتفاق۔ سلطان نور الدین جزیرہ ابن عمر پر قبضہ کرنا چاہتا تھا: اس لیے اس نے سلطان عادل کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ حاکم سنجار قطب الدین محمد کے خلاف اس کی امداد کرے تاکہ قطب الدین کا علاقہ جو سنجار، نصیبین اور خابور پر مشتمل ہے سلطان عادل کو مل جائے اور سنجر شاہ کا علاقہ (جزیرہ ابن عمر) سلطان نور الدین حاکم موصل حاصل کر لے۔ سلطان عادل نے اس کا مشورہ قبول کر لیا۔ اس نے نور الدین کو یہ پیغام دیا کہ وہ قطب الدین کے علاقے کو فتح کرنے کے بعد اس کے فرزند کو دے دے گا جو اس کا داماد بھی ہے چنانچہ ان دونوں نے اس مقصد کے لیے حلف اٹھایا اور سلطان عادل ۶۰۶ھ میں دمشق سے خابور کو فتح کرنے کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔

فتح خابور و نصیبین: نور الدین نے جب اس معاملے پر دوبارہ غور کیا تو پتہ چلا کہ وہ ایک الجھن میں پھنس گیا ہے اب وہ سنجر کے ان علاقوں کو فتح کر سکتا ہے چنانچہ اگر نور الدین الجزیرہ کی طرف روانہ ہوا تو عادل اس کے اور موصل کے درمیان حائل ہو سکتے ہیں۔ اور اگر نور الدین نے سرکشی کی تو وہ وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ اس لیے وہ اسی تشویش میں مبتلا رہا کہ اتنے میں سلطان عادل نے خابور اور نصیبین کو فتح کر لیا اس وقت قطب الدین نے یہ ارادہ کیا کہ وہ سنجار کو اس کے بدلے میں دے کر وہ علاقے حاصل کرے مگر اس کے والد کے آزاد کردہ غلام احمد بن برتقش نے اس کی مخالفت کی۔

اس عرصے میں نور الدین نے اپنے فرزند قاہر کے ساتھ مل کر سلطان عادل کو امداد دینے کے لیے لشکر تیار کیا۔ کیونکہ فریقین میں اس بات کا معاہدہ ہو چکا تھا۔

عہد شکنی: اتنے میں قطب الدین محمد نے اپنے فرزند کو اربل کے حاکم مظفر الدین کے پاس فوجی امداد کے لیے بھیجا۔ مظفر الدین نے سلطان عادل کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے معاف کر دے لیکن عادل نے اس کی سفارش قبول نہیں کی کیونکہ نور الدین اس کی مدد کر رہا تھا اس پر مظفر الدین ناراض ہو گیا اور اس نے نور الدین کو کہلا بھیجا کہ وہ ان کے مشترکہ دشمن (عادل) کا مقابلہ کرنے کے لیے ان کی مدد کرے۔ نور الدین نے ان کی بات مان لی اور سلطان عادل کی مدد کرنے سے دستبردار ہو گیا۔

امداد کا اعلان: پھر اس نے اور مظفر الدین دونوں نے حلب کے حاکم الظاہر بن صلاح الدین اور روم کی سلطنت کے حاکم کیخسرو بن قلج ارسلان سے فوجی امداد کی درخواست کی چنانچہ ان دونوں حکمرانوں نے ان کی درخواست منظور کر لی اور انہوں نے یہ اعلان کیا کہ اگر سلطان عادل نے ان کے علاقے سے پیش قدمی کی تو وہ اس کے علاقے پر حملہ کر دیں گے۔

فریقین میں مصالحت: ادھر (بغداد کے) خلیفہ ناصر نے بھی استاذ الدار ابو نصر ہبۃ اللہ بن المبارک بن الضحاک کو اپنے خاص آدمی اور غلام امیر اقباش کو اس مقصد کے لیے بھیجا کہ وہ سنجار کے علاقے کو خالی کرانے کے لیے کوشش کریں۔ ادھر سلطان عادل سے فریقین نے بھی سنجار کا محاصرہ ختم کرنے کی درخواست پیش کی۔ بالخصوص نصیبین اور دارا کے حاکم اسد الدین شیرکوہ نے کھلم کھلا اس کی کوشش کی۔ اس پر سلطان عادل نے صلح منظور کر لی اور یہ فیصلہ ہوا کہ سلطان عادل نے نصیبین اور بوزابد کے جو علاقے لئے تھے وہ اس کے قبضے میں رہیں گے اور خابور کا علاقہ قطب الدین کے پاس رہے گا۔ فریقین نے ان شرائط پر حلف اٹھایا اس کے بعد سلطان عادل حران چلا گیا اور سلطان مظفر الدین اربل واپس آ گیا۔

ارسلان شاہ کی وفات: نور الدین ارسلان شاہ بن مسعود عز الدین ۶۰۷ھ کے ماہ رجب میں فوت ہوا۔ اس نے موصل میں اٹھارہ سال حکومت کی۔ وہ دلیر بہادر اور بارعب حاکم تھا۔ اور اس نے اپنی رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ اس نے اس وقت اپنے آباؤ اجداد کی سلطنت کو ترقی دی جبکہ یہ سلطنت ختم ہو چکی تھی۔ وفات کے وقت اس نے اپنے فرزند عز الدین مسعود کو ولی عہد مقرر کیا جو دس سال کا تھا۔ اس نے یہ بھی وصیت کی کہ اس کا آزاد کردہ غلام بدر الدین لؤلؤ سلطنت کا انتظام کرے گا کیونکہ وہ بہت اچھا سیاست دان تھا۔ چنانچہ وہ مجاہد الدین قایماز کی وفات کے بعد سے انتظام سلطنت سنبھالے ہوئے تھا۔ اس نے اپنے چھوٹے فرزند عماد الدین زنگی کو قلعہ عقر الحمیدیہ اور قلعہ شوش کا حاکم بنا دیا تھا اور اسے عقر کی طرف بھیج دیا تھا۔

چنانچہ جب نور الدین فوت ہوا تو لوگوں نے اس کے فرزند عز الدین مسعود کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کا لقب القاہر رکھا۔ یوں وہ موصل اور اس کے مضافات کا حاکم ہو گیا اور بدر الدین لؤلؤ اس کی سلطنت کا انتظام کرنے لگا۔

القاہر کی وفات: سلطان القاہر عز الدین مسعود حاکم موصل نے ۶۱۵ھ میں ربیع الاول کے آخر میں وفات پائی۔ اس نے آٹھ سال تک حکومت کی۔ اس کا ولی عہد اس کا بڑا فرزند نور الدین ارسلان شاہ تھا (اس کی وفات کے وقت) اس کی عمر دس سال تھی۔

ارسلان شاہ ثانی: (جب وہ بادشاہ مقرر ہوا تو) اس کا سرپرست اور مدبر المملکت لؤلؤ مقرر ہوا۔ جیسا کہ اس کے باپ کے زمانے میں بھی وہی نگران سلطنت تھا۔ اسی کے مطابق رعایا نے بیعت کی اور بدر الدین نے بادشاہت کا انتظام سنبھال لیا۔

دوستانہ تعلقات یہ بغداد کے خلیفہ [illegible] [illegible] سے دوستانہ تعلقات قائم تھے۔

اس کا چچا عماد الدین [illegible]

نیک سیرت بادشاہ [illegible] بادشاہت [illegible]

عماد الدین کی بغاوت [illegible] اختیارات [illegible]

[illegible] پر قبضہ [illegible]

مظفر کی حمایت [illegible] مرتکب ہوا۔

[illegible] کو شکست [illegible]

[illegible] اور وہیں آ گئی۔ [illegible] کے قریب پہنچ گئے۔ [illegible] کے لشکر [illegible] شکست [illegible] موصل واپس آ گئی۔ اس کے بعد [illegible] الدین نے [illegible] کا پیغام بھیجا تو [illegible] اطاعت قبول [illegible]۔

اشرف موسیٰ کی زیر اطاعت جب عماد الدین نے [illegible] ان قلعوں کو فتح کر لیا [illegible] الدین [illegible] خطرہ لاحق ہوا [illegible] سلطان اشرف موسیٰ [illegible] کی اطاعت قبول کر لی [illegible] اس وقت حلب میں تھا [illegible] مظفر الدین [illegible] ان علاقوں [illegible] قبضہ [illegible]۔

اشرف موسیٰ کی مخالفت مظفر الدین نے [illegible] بدر الدین [illegible] اشرف موسیٰ [illegible] اطاعت [illegible] اشرف موسیٰ [illegible]۔

عماد الدین کی شکست جب موصل کا لشکر [illegible] واپس چلا گیا تو عماد الدین [illegible] کی طرف [illegible] ان علاقوں کو فتح [illegible]۔

(جب عماد الدین [illegible] موصل [illegible]) [illegible] عماد الدین [illegible] شکست [illegible] موصل [illegible] واپس آ گیا۔

صلح [illegible] [illegible] اشرف موسیٰ [illegible] موصل [illegible] مصالحت [illegible]۔

حاکم موصل کی وفات [illegible] بدر الدین [illegible] سلطنت [illegible]۔

موصل پر حملہ: نور الدین کی وفات اور ان کے بھائی ناصر الدین کی صغر سنی کی وجہ سے ان کے چچا عماد الدین اور حاکم اربل مظفر الدین نے دوبارہ موصل پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ وہ اس مقصد کے لیے تیار ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنے فوجی دستے موصل کے گرد و نواح میں بھیجے تاکہ وہ وہاں تباہی مچائیں۔

اس وقت لؤلؤ نے اپنے بڑے فرزند کو فوج دے کر موسیٰ اشرف کی امداد کے لیے بھیج رکھا تھا جو فرنگیوں کے ساحلی علاقوں پر حملہ کر رہا تھا تاکہ وہ دمیاط میں اپنے ساتھیوں کو کمک پہنچا سکیں۔

فوج کی آمد: ایسے موقع پر (جبکہ موصل پر دشمن کے حملہ کا خطرہ تھا) لؤلؤ نے جلدی سے اشرف کی اس فوج کو بلوایا جو حصکفی پر متعین تھی۔ چنانچہ وہ فوج تھوڑے سے درمیانی عرصے میں موصل آ گئی۔ اس کا سپہ سالار اشرف کا آزاد کردہ غلام ایبک تھا۔ بدر نے اس فوج کو ناکافی تصور کیا کیونکہ وہ اس کے اس لشکر کے برابر بھی نہ تھی جو اس نے شام بھیجا ہوا تھا بلکہ وہ اسے اس سے بھی کم نظر آئی۔

ایبک نے اصرار کیا کہ وہ دریائے دجلہ کو عبور کر کے اربل چلا جائے مگر لؤلؤ نے اسے چند دنوں تک روکے رکھا۔ جب اس نے مزید اصرار کیا تو لؤلؤ بھی ان کے ساتھ دریا پار کر گیا اور وہ موصل سے دو فرسخ کے فاصلے پر دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر صف آرا ہو گئے۔

سخت مقابلہ: مظفر الدین نے بھی لشکر اکٹھا کیا اور انہوں نے دریا عبور کر کے زاب پر قیام کیا۔ ایبک اپنے لشکر اور لؤلؤ کی فوج کے ساتھ پیش قدمی کرتا ہوا گیا اور ماہ رجب میں آدھی رات تک چلتا رہا۔ لؤلؤ نے اسے مشورہ دیا کہ وہ صبح کا انتظار کرے مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ رات کے وقت ہی ان پر حملہ کر دیا۔ ایبک نے عماد الدین زنگی کی میسرہ (بائیں طرف کی) فوج پر حملہ کر کے اسے شکست دی۔ اسی طرح لؤلؤ کا میسرہ بھی جو قلیل تعداد میں تھی شکست کھا گئی۔ پھر مظفر الدین نے پیش قدمی کر کے اسے شکست دے دی اور دریائے دجلہ کو عبور کر کے موصل پہنچ گیا اور وہاں تین دن رہا۔ پھر اسے یہ اطلاع پہنچی کہ لؤلؤ اس پر شب خون مارنا چاہتا ہے اس لیے وہ واپس چلا گیا پھر فریقین میں قاصدوں کا آنا جانا ہوا اور آخرکار اس بات پر صلح ہوئی کہ ہر ایک کے قبضے میں جو علاقہ ہے وہ اسی پر قابض رہے گا۔

حاکم سنجار کی وفات: حاکم سنجار قطب الدین محمد بن زنگی بن مودود ۸ صفر ۶۱۶ھ میں فوت ہو گیا۔ وہ نیک سیرت تھا اور اپنے حکام کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا۔ اس کے بعد اس کا فرزند عماد الدین شاہنشاہ حاکم سنجار ہوا اور وہ چند مہینوں تک حکومت کرتا رہا۔ ایک دفعہ وہ تل اعفر کے مقام پر گیا تو اس کا بھائی عمر ایک جماعت کو لے کر اس پر حملہ آور ہوا اور اس کو قتل کر کے خود حاکم بن بیٹھا۔ وہ کچھ عرصے تک حکومت کرتا رہا۔ آخرکار اشرف بن عادل نے ماہ جمادی الاولیٰ ۶۱۷ھ میں شہر سنجار پر قبضہ کر لیا۔

کواشی پر عماد الدین کا قبضہ: کواشی موصل کا بہترین اور اعلیٰ قلعہ تھا اور نہایت ہی مستحکم تھا جب عمادیہ کے باشندے خود مختار ہو گئے تو اس قلعہ کی فوج نے بھی خود مختاری کا ارادہ کیا۔ انہوں نے لؤلؤ کے نائب حاکم کو وہاں سے نکال

[illegible] اشرف کی طرف [illegible]

[illegible]

اشرف کے خلاف پروپیگنڈا [illegible] مظفر الدین [illegible] اشرف کے خلاف [illegible]

[illegible] مظفر الدین نے اپنے [illegible]

اشرف کے خلاف سازش [illegible] اشرف [illegible] مظفر الدین [illegible] اشرف [illegible]

سازش کی ناکامی [illegible] اشرف کے مقابلے [illegible]

ابن المشطوب کی شکست [illegible]

اخلاط کی تسخیر [illegible] ابن المشطوب [illegible] اشرف [illegible]

حاکم ماردین سے صلح: ادھر جب آمد کے حاکم نے اشرف کی اطاعت قبول کر لی تو وہ حران سے ماردین کی طرف روانہ ہوا اور دنیسر میں مقام کر کے ماردین کا محاصرہ کر لیا۔ اشرف کے ساتھ آمد کا حاکم بھی (محاصرہ میں) شریک تھا۔ اشرف اور حاکم ماردین کے درمیان قاصدوں کی آمد و رفت رہی۔ ماردین کے حاکم کی یہ شرط تھی کہ وہ راس العین کا علاقہ واپس کر دے۔ اشرف نے یہ علاقہ اس شرط پر دیا کہ وہ اسے تیس ہزار دینار دے اور حاکم آمد کو الموزر کا مقام دے (جو شہر ثمان کے قریب ہے)[1] آخر کار فریقین میں صلح ہو گئی۔

حاکم سنجار کا پیغام: اب اشرف دنیسر سے نصیبین کی طرف روانہ ہوا تا کہ وہ وہاں سے موصل جائے۔ راستے میں حاکم سنجار کے قاصد اس سے ملے اور اس کا یہ پیغام لائے کہ اشرف کو وہ سنجار کا علاقہ اس شرط پر حوالے کرنے کے لیے تیار ہے کہ وہ اسے اس کے بدلے میں رقہ کا علاقہ دے دے کیونکہ لؤلؤ نے تل اعفر پر قبضہ کر لیا ہے اس لیے اسے اب اس کی طرف سے بہت خطرہ ہے اور چونکہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا اس لیے اس کے ارکان سلطنت اس سے نفرت کرتے ہیں۔

علاقوں کا تبادلہ: اشرف نے اس کی بات تسلیم کر لی اور اسے رقہ کا علاقہ دے دیا اور خود ماہ جمادی الاولیٰ ۶۱۷ھ میں سنجار پر قبضہ کر لیا اور حاکم سنجار اپنے اہل و عیال اور خاندان کے ساتھ کوچ کر گیا۔ یوں زنگی خاندان کی حکومت چورانوے سال کے بعد اس علاقے سے ختم ہو گئی۔

مظفر سے مصالحت: جب اشرف نے سنجار پر قبضہ کر لیا تو وہ موصل روانہ ہو گیا وہاں مصالحت کرانے کے لیے خلیفہ عباسی ناصر اور حاکم اربل مظفر الدین کے ایلچی پہنچے ہوئے تھے۔ مظفر الدین موصل کی عملداری کے قلعے حاکم موصل لؤلؤ کو واپس کرنے کے لیے تیار تھا بجز دو قلعوں کے العمادیہ کا علاقہ زنگی کے قبضہ میں رہے گا۔ اس معاملہ پر دو مہینے تک گفت و شنید جاری رہی مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ لہٰذا اشرف نے اربل پر حملہ کرنے کے ارادے سے کوچ کیا یہاں تک کہ وہ زاب کے قریب پہنچ گیا۔ چونکہ لشکر مظفر الدین کے ساتھ حاکم آمد کی بدسلوکی سے تنگ آ گیا تھا اس لیے اس نے اس کی درخواست منظور کرنے کا مشورہ دیا اور اشرف کے ساتھیوں نے بھی اس کی تائید کی۔ لہٰذا صلح منظور ہو گئی العقر اور شوش کے قلعے اشرف کے نائبوں کو دے دیے گئے۔ یہ دونوں قلعے زنگی کے تھے اور یہ قلال کے علاقے میں تھے۔

اشرف ماہ رمضان ۶۱۷ھ میں سنجار لوٹ آیا مگر جب قلعوں پر قبضہ کرنے کے لیے آدمی بھیجے گئے تو وہاں کی فوج نے قلعوں کو ان کے حوالے نہیں کیا بلکہ مزاحمت کی تب عماد الدین زنگی نے شہاب بن العادل کی پناہ حاصل کی۔ اس نے اپنے بھائی اشرف سے اس کی سفارش کی تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور العقر اور شوش کے دونوں قلعے اسے دے دیے اور اپنے حکام کو وہاں سے واپس بلا لیا۔

جب لؤلؤ کو یہ معلوم ہوا کہ اشرف قلعہ تل اعفر بھی حاصل کرنا چاہتا ہے کیونکہ یہ قدیم زمانے سے سنجار کا ایک حصہ رہا

---

[1] الکامل لابن الاثیر ج ۹ ص ۳۴۴ (مترجم)

تھے تو اس نے اشرف کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے اس کے حوالے کر دے تاکہ وہ اس کا نام لیتا ہے۔

موصل کے قلعوں کی تسخیر: جب زنگی ہکاریہ، زوزان اور عمادیہ کے قلعوں پر قابض ہو گیا تو وہاں کی رعایا نے اسے دیکھا تو حیرت میں پایا جیسا کہ لؤلؤ تھا۔ اس لیے انہوں نے اسے ان قلعوں پر قبضہ کرنے کے لیے لکھا اس نے ان کی بات مان لی مگر جب اشرف سے اس نے اجازت لی تو اس نے اس کی اجازت نہیں دی۔ جب زنگی اشرف کے پاس سے آیا تو اس نے عمادیہ کا محاصرہ کیا مگر کامیاب نہیں ہوا اس وقت انہوں نے دوبارہ وکلا سے خط و کتابت کی تو لؤلؤ نے اشرف سے پھر اجازت مانگی اور اس نے اسے ایک نیا قلعہ [illegible] کا [illegible] اور دونوں حریفوں کے درمیان کی مصالحت عمل کی اور ان قلعوں کو فتح کرنے کی اجازت دے دی اور اپنے وکلا روانہ کیے۔ اس سے عمادیہ کی پوری پابندی کی۔ چنانچہ موصل کی سلطنت کے باقی قلعوں نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا اور ان سب نے لؤلؤ کی اطاعت قبول کی۔ اس طرح اس کی حکومت مستحکم ہو گئی۔

قلعہ سوش کی تسخیر: سوش کا قلعہ اور [illegible] کا قلعہ موصل سے بارہ فرسخ کے فاصلے پر ایک دوسرے کے قریب تھے۔ یہ دونوں قلعے عماد الدین زنگی بن نور الدین کے والد کی وصیت کے مطابق اس کے قبضے میں تھے وہ ان دونوں قلعوں کے ساتھ ہکاریہ اور زوزان کے قلعوں پر بھی قابض تھا جو موصل میں شامل ہوتے تھے۔

وہ [illegible] سلجوقی خاندان [illegible] اوزبک بن پہلوان [illegible] آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا اور اس کے ساتھ کوچ کرنے لگا۔ اس نے بھی اسے جاگیریں دیں اور وہ اس کے پاس رہنے لگا۔

یہ صورت حال دیکھ کر لؤلؤ نے موصل سے لشکر بھیجا اور اس کا محاصرہ کر لیا اس نے محاصرہ سخت کیا مگر کامیاب نہیں ہو سکا کیونکہ دشمن کا لشکر [illegible] کے ساتھ محاصرہ کا مقابلہ کرتا رہا اور [illegible] موصل واپس چلا جاتا [illegible] جب محاصرہ بہت سخت ہو گیا اور [illegible] تمام ذرائع منقطع ہو گئے تو وہاں کے باشندوں نے لؤلؤ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے انہوں نے جو شرائط پیش کیں وہ اس نے قبول کر لیں۔ اس کے بعد انہوں نے قلعہ اس کے حوالے کر دیا۔

اشرف کا موصل پر قبضہ: اب اشرف بن عادل موصل پر قابض ہو گیا تھا اور لؤلؤ نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ اس نے خلاط اور دیار بکر کے تمام علاقے کو فتح کر لیا تھا اور اسے اپنے بھائی شہاب الدین غازی کے ماتحت کر دیا تھا۔ پھر اس نے اسے اپنی سلطنت کا ولی عہد بنا دیا۔ اس پر ان دونوں بھائیوں کے درمیان خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ غازی نے اپنے بھائی معظم حاکم دمشق اور مظفر الدین کوکبری سے امداد طلب کی اور ایک دوسرے کو موصل کا محاصرہ کرنے کی دعوت دی چنانچہ ان دونوں کے بھائی [illegible] نے [illegible] کوچ کیا اور لؤلؤ کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس سے پہلے اس نے [illegible] معظم کو یہ پیغام بھیجا تھا [illegible] کی وجہ سے سخت تنگی تھی اس لیے وہ اپنے بھائی کی مدد نہیں کر سکا۔

شہاب الدین غازی نے مظفر الدین کوکبری حاکم اربل سے مدد طلب کی تو وہ موصل کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا تھا پھر اشرف کے [illegible] کی طرف سے روک دیا۔ دمشق کا حاکم معظم بھی اپنے بھائی غازی کی مدد کے لیے روانہ ہوا۔

موصل کا حاکم لولو محاصرہ کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا تھا چنانچہ مظفر الدین نے دس دن تک اس کا محاصرہ کیا مگر کامیاب نہیں ہو سکا اس لیے وہ ۶۲۱ھ کے درمیانی عرصے میں کوچ کر گیا۔ پھر اسے یہ اطلاع ملی کہ اشرف نے اپنے بھائی کے قبضے سے خلاط کو چھڑا لیا ہے تو وہ اپنے کیے پر سخت نادم ہوا۔

اہل عمادیہ کی بغاوت: قلعہ عمادیہ موصل کی عملداری میں تھا وہاں کے باشندوں نے ۶۲۲ھ میں بغاوت کی اور عماد الدین زنگی کے حامی ہو گئے پھر دوبارہ وہ لولو حاکم موصل کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور کچھ عرصے تک مطیع رہے پھر وہ اپنی عادت سے مجبور ہو کر سرکش ہو گئے اور لولو کو مجبور کیا کرتے اپنے نائب حاکم کو معزول کرے چنانچہ یکے بعد دیگرے وہ اپنے حاکموں کو معزول کرتا رہا۔ پھر خواجہ ابراہیم اور اس کا بھائی اپنے حامیوں کے ساتھ خود مختار ہو گئے۔ انہوں نے اپنے مخالفوں کو قلعہ سے باہر نکال دیا اور لولو کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔

بغاوت کی سرکوبی: لولو ان کی سرکوبی کے لیے ۶۲۲ھ میں روانہ ہوا اور اس نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور ان کی خوراک کی فراہمی کا راستہ بند کر دیا اس نے قلعہ ہروران کی طرف بھی لشکر بھیجا کیونکہ اہل عمادیہ کی طرح انہوں نے بھی بغاوت کر دی ان کا محاصرہ کیا گیا تو وہ مطیع ہو گئے اور یہ قلعہ فتح کر لیا گیا۔

فتح عمادیہ: لولو نے پھر اپنے نائب امین الدین کی قیادت میں عمادیہ کی طرف فوجیں بھیجیں اور خود موصل واپس آ گیا۔ یہ محاصرہ اس سال کے ماہ ذوالقعدہ تک جاری رہا آخرکار اہل عمادیہ نے امین الدین سے مال و جاگیر اور قصبوں کا معاوضہ دیے اور مصالحت کے لیے خط و کتابت کی اور لولو (حاکم موصل) نے اسے تسلیم کر لیا تھا امین الدین اس سے پہلے یہاں کا حاکم رہ چکا تھا اس لیے یہاں اس کے اندرونی حامیوں کی ایک جماعت تھی جو اس کی امداد کے لیے تیار تھے اور اس سے خط و کتابت کرتے تھے اس عرصے میں اکثر اہل شہر خواجہ ابراہیم کی اولاد کی حرکتوں سے ناراض ہو گئے تھے کیونکہ ان کا یہ خیال تھا کہ انہوں نے مصالحت کرنے میں اپنا مفاد مقدم رکھا ہے اور انہیں نظرانداز کر دیا ہے لہٰذا امین الدین کے اندرونی حامیوں کو ان پر تسلط اختیار کرنے کا موقع مل گیا انہوں نے پوشیدہ طور پر امین الدین کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ شہر پر رات کے وقت حملہ کر کے اہل شہر سے مصالحت کر لے چنانچہ اس نے ان سے مصالحت کر لی اور اہل شہر نے خواجہ ابراہیم کی اولاد پر حملہ کر دیا اور لولو کی حمایت میں نعرے بلند کیے یہ سن کر لشکر قلعہ پر چڑھ گیا اور امین الدین نے قلعہ کو فتح کر لیا اور اس سے پہلے کہ لولو اولاد خواجہ کے وفد سے کوئی معاہدہ صلح کرے۔ اس نے فتح کی اطلاع اسے بھیج دی۔

جلال الدین کی دوبارہ آمد: جلال الدین منکبرنی بن خوارزم شاہ کے ساتھ ۶۱۷ھ میں: تاتاریوں کی خوارزم خراسان اور غزنہ میں جنگ ہوئی تو ان جنگوں میں جلال الدین کو شکست ہوئی اور وہ ہندوستان کی طرف بھاگ گیا پھر وہ وہاں سے ۶۲۲ھ میں واپس آیا اور عراق و آذربائیجان کے علاقوں پر قابض ہو گئے وہ اشرف بن عادل کے خلاط اور جزیرہ کے علاقوں کے قریب پہنچ گیا تھا اس لیے ان دونوں کے درمیان تصادم شروع ہو گیا اشرف کے قریبی علاقوں کے حکام نے اسے پکارنا شروع کیا جن میں مظفر الدین حاکم اربل، مسعود حاکم آمد اور اس کا بھائی المعظم حاکم دمشق پیش پیش تھے یہ

سب ان کی فوقیت پر متفق ہو گئے تھے۔

جلال الدین کی پیش قدمی چنانچہ جلال الدین نے خلاط کی طرف پیش قدمی کی اور مظفر الدین نے موصل کی طرف فوج کشی کی۔ دونوں جب ایک دوسرے کے قریب پہنچے تو جلال الدین نے [illegible] کا انتظار کیا [illegible] مگر اتفاق سے [illegible] کی طرف روانہ ہوا۔

جلال الدین کی واپسی ادھر تاتاریوں نے موصل کے لیے اتر سے فوجی امداد طلب کی۔ چنانچہ [illegible] پہنچے [illegible] جب [illegible] بغاوت اتحادی قوت [illegible] کے ساتھ [illegible] خلاط کے علاقے [illegible] وہاں سے چلا گیا۔

تاتاریوں کی مراجعت [illegible] وہ علاقے جو [illegible] جب [illegible] پہلے [illegible] کے قریب پہنچ گیا تو [illegible] کی [illegible] تھا [illegible] اپنے شہروں اور [illegible] پیچھے [illegible] اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گئے۔

قتل عام تاتاری فوجوں نے جب ۶۲۸ھ میں جلال الدین خوارزم شاہ پر آمد کے مقام پر حملہ کیا [illegible] سے قتل کر دیا [illegible] ان کی [illegible] اور ان کی [illegible] کے [illegible] میں [illegible] سب سے پہلے انہوں نے [illegible] کے علاقے کو تباہ [illegible] لوٹ لیا پھر [illegible] کے [illegible] بہت تباہی مچائی۔

تاتاریوں کی واپسی تاتاریوں کا ایک گروہ موصل کی طرف [illegible] اس کے علاقے کو [illegible] پھر وہ وہاں پہنچا اور [illegible] بدر الدین نے [illegible] ان کے [illegible] کے حاکم [illegible] تاتاری [illegible] اس لیے وہ [illegible] اپنے [illegible] لوٹ گئی۔

مظفر الدین کی وفات مظفر الدین کوکبری [illegible] نے ۶۳۰ھ میں وفات پائی۔ ان کی [illegible] کے بعد [illegible] بھائی [illegible] الدین [illegible] چوالیس سال تک حکومت کی مگر چونکہ ان کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی اس لیے [illegible] اربل کی حکومت خلیفہ مستنصر [illegible] کے حوالے [illegible] اور [illegible] خلافت [illegible] میں شامل ہو گیا۔

خوارزم شاہ کی فوج کا انتشار جب جلال الدین خوارزم شاہ آمد کے مقام پر ہلاک ہو گیا تو اس کی فوج [illegible] ہو گئی [illegible] جب [illegible] کا [illegible]

ہوا تو اس نے ان کے سپہ سالار کو گرفتار کر لیا۔ باقی وہاں سے چلے گئے اور ملک کے اطراف میں بھاگ گئے۔

صالح نجم الدین ایوب: حران اور آمد میں اپنے والد الملک الکامل کی طرف سے نائب تھا اس نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ وہ (خوارزمیوں کی افواج) کو اپنے ساتھ ملا لے چنانچہ اس کے والد نے اسے اس بات کی اجازت دے دی اور وہ اس فوج کو اپنے کام میں لے آیا اور انہیں ملازم رکھ لیا۔

جب اس کا باپ ۶۳۵ھ میں فوت ہوا تو یہ فوج باغی ہو کر موصل چلی گئی۔ لولو نے انہیں ساتھ ملا لیا اور ان کے ساتھ فوج کشی کی۔

{یہ صورت حال دیکھ کر} ملک صالح نے سنجار میں اس فوج کا محاصرہ کر لیا اور انہیں یہ لالچ دے کر اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی کہ وہ انہیں حران اور رہا کا علاقہ دے گا کیونکہ وہ یہاں آیا ہوا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی اطاعت قبول کی اور اس نے حسب وعدہ انہیں یہ دونوں علاقے دے دیئے اور انہوں نے ان دونوں علاقوں پر قبضہ کر لیا پھر انہوں نے لولو کے تحت نصیبین کے علاقے پر بھی قبضہ کر لیا۔

اس زمانے میں بنو ایوب کے خاندان میں جو شام کے مختلف مقامات پر حکمران تھے بہت نا اتفاقی تھی چنانچہ ان کے اختلاف واختلاط کا حال آگے ہم ان کی سلطنت کے حال میں بیان کریں گے۔

اب سنجار کی حکومت جو یونس بن مودود بن العادل کے ماتحت ہوئی تھی اس نے یہ حکومت صالح نجم الدین ایوب سے دمشق کی حکومت کے بدلے میں حاصل کی تھی۔ لولو نے ۶۳۷ھ میں سنجار کی حکومت اس سے چھین لی۔

خوارزم کی فوج سے جنگ: پھر حاکم حلب اور خوارزمی فوجوں میں جنگ چھڑ گئی انہوں نے صفیہ خاتون بنت عادل سے مدد طلب کی تو اس نے معظم توران شاہ بن صلاح الدین کے زیر قیادت فوجیں بھیجیں مگر انہوں نے اس کے لشکر کو شکست دے کر اس کے سپہ سالار المعظم کو قید کر لیا اور حلب کے گردونواح کو تباہ کیا پھر انہوں نے منبج کو فتح کر لیا اور وہاں قتل وفساد برپا کیا اور انہوں نے رقہ سے دریائے فرات کو کاٹ دیا۔

فوجوں کا تعاقب: جب وہ واپس جانے لگے تو دمشق اور حمص کی فوجوں نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں شکست دے کر ان کا قتل عام کیا وہ بھاگ کر اپنے شہر حران چلے آئے تو حلب کی فوجیں بھی وہاں پہنچ گئیں اور انہوں نے حران کو فتح کر لیا خوارزمی فوجیں وہاں سے عانہ پہنچ گئیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر حاکم موصل لولو نصیبین پہنچا اور اس نے اس شہر کو ان کے قبضے سے چھڑا لیا۔

حاکم موصل کی شکست: صفیہ بنت العادل ۶۴۰ھ میں جب حلب میں فوت ہوگئی اس نے وہاں اپنے والد العزیز محمد بن الظاہر غازی بن صلاح الدین کے بعد حکومت کی تھی۔ اس کے بعد اس کا بھائی الناصر یوسف بن العزیز حاکم مقرر ہوا اس کا نگران اس کا آزاد کردہ غلام اقبال خاتونی مقرر ہوا۔ ۶۴۱ھ میں اس کے لشکر اور بدر الدین لولو حاکم موصل کے درمیان جنگ ہوئی جس میں لولو کو شکست ہوئی اور الناصر نے نصیبین، دارا اور قرقیسیا کے علاقے فتح کر لیے۔ لولو موصل آگیا۔

ہلاکو خاں کی اطاعت [illegible]

لولو کی وفات [illegible]

زنگی سلطنت کا خاتمہ [illegible] ختم ہو گیا۔

زنگی سلطنت کا شجرۂ نسب

قسیم الدولہ آق سنقر مولی سلطان ملک شاہ

زنگی سلطنت کا شجرۂ نسب

قسیم الدولہ آق سنقر مولی سلطان ملک شاہ

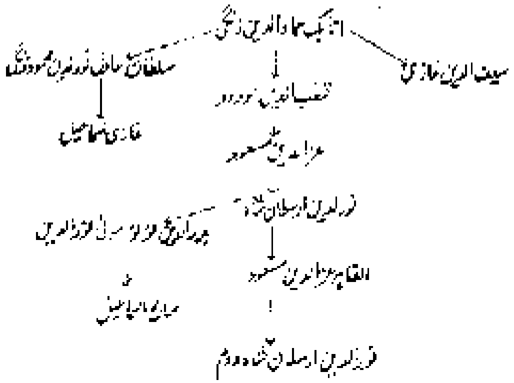
اتابک عمادالدین زنگی
سیف الدین غازی
قطب الدین مودود
سلطان الملک العادل نورالدین محمود زنگی
غازی [illegible]
عزالدین مسعود
نورالدین ارسلان شاہ
عمادالدین زنگی دوم [illegible]
القاہر عزالدین مسعود
[illegible]
نورالدین ارسلان شاہ دوم

باب : ہشتم

ایوبی خاندان کی سلطنت

[illegible]

[illegible]

خاندان کا بانی۔ [illegible]

نجم الدین ایوب [illegible]

ایوب کا کارنامہ [illegible]

زنگی کے دربار میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فاطمی سلطنت کا زوال [illegible]

[illegible]

[illegible]

ایوبی سلطنت کا آغاز [illegible]

کی حکومت قائم رہی مگر جب نورالدین محمود فوت ہوا اور سلطان صلاح الدین خود مختار حاکم ہو گیا تو یہاں خلفائے عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ سلطان صلاح الدین اس کے بعد سلطان نورالدین محمود کے فرزندوں پر بھی غالب آ گیا اور ان سے شام کا علاقہ بھی ان کے قبضے سے چھین لیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کے چچازاد بھائی مودود نے جہت جزیرہ کی بچائی تھی اس طرح سلطان صلاح الدین کی سلطنت وسیع ہو گئی اور اس کی وفات کے بعد بھی اس خاندان کی سلطنت میں توسیع ہوتی تا آنکہ یہ سلطنت بھی ختم ہو گئی۔

وزیر مصر کی فریاد رسی (واقعات کی تفصیل یہ ہے کہ) جب سلطان نورالدین محمود حاکم شام نے شاور کی فریاد پر اس کے ساتھ ایک لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ نے اس لشکر کا سپہ سالار اسد الدین شیرکوہ بن شادی کو منتخب کیا وہ اس وقت اس کے اکابر امراء میں شامل تھا۔ سلطان نے اسے حمص سے طلب کیا جہاں کا وہ حاکم تھا اور وہاں اس کی جاگیر تھی پھر سلطان نے اس کے لیے (مصر کی) فوج تیار کی اور ان کی فوجی خامیوں کو دور کیا۔

شیرکوہ کی روانگی شیرکوہ نے دمشق سے ماہ جمادی الاولیٰ ۵۵۹ھ میں پیش قدمی کی اس کے ساتھ ساتھ خود سلطان نورالدین بھی اپنی فوجیں لے کر (فرنگی صلیبیوں) کے علاقے کی طرف روانہ ہوا تاکہ وہ انہیں شیرکوہ کے لشکر کو روکنے یا حملہ کرنے کی مہلت نہ دے اور وہ حاکم مصر سے دوستانہ تعلقات اور معاہدہ کی وجہ سے اس کے لشکر کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔

ضرغام کا قتل جب اسد الدین شیرکوہ اپنی فوج کے ساتھ بلبیس کے مقام پر پہنچا تو وہاں ضرغام کے بھائی ناصر الدین نے اس کا مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور وہ قاہرہ کو بھاگ گیا پھر خود ضرغام ماہ جمادی الآخر کی آخری تاریخ کو مقابلے کے لیے نکلا مگر وہ سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے مزار کے قریب مارا گیا اور اس کا بھائی بھی مارا گیا۔

شاور کی غداری شیرکوہ نے شاور کو وزارت کے عہدے پر فائز کر دیا مگر وزیر بننے کے بعد اس نے شیرکوہ کو واپس جانے کا حکم دیا اور اس معاہدے سے روگردانی کی جو وہ پہلے تسلیم کر چکا تھا۔

جب اسد الدین شیرکوہ نے اس سے اپنے وعدوں کا مطالبہ کیا تو اس نے اسے منظور نہیں کیا اس لیے شیرکوہ بلبیس اور مصر کے مشرقی شہروں پر قابض ہو گیا۔

فرنگیوں کی امداد شاور نے (یہ صورت حال دیکھ کر) فرنگیوں سے فوجی امداد طلب کی اور انہیں (مراعات دینے کا) وعدہ کیا چنانچہ انہوں نے اس کی درخواست جلد منظور کر لی اور فرنگیوں کا بادشاہ مری فرنگیوں کی فوج لے کر روانہ ہو گیا جس نے ان فرنگیوں کو بھی اپنی فوج میں شامل کر لیا جو بیت المقدس کی زیارت کے لیے آئے تھے کیونکہ اسے یہ اندیشہ تھا کہ اسد الدین شیرکوہ مصر کو فتح کر لے گا۔

(یہ حالات دیکھ کر) سلطان نورالدین فوج لے کر گیا تاکہ انہیں جنگ میں مشغول رکھ کر فرنگیوں کو وہاں جانے سے روکے مگر وہ آگے بڑھ گئے تھے۔

مشترکہ فوج سے مقابلہ: اسد الدین شیرکوہ بلبیس کے مقام پر پہنچے تو مصری اور فرنگی فوجیں متحد ہو کر مقابلے کے لیے آ گئیں انہوں نے اس کا تین مہینوں تک محاصرہ کیے رکھا تاہم شیرکوہ صبح و شام ان سے جنگ کرتا رہا اور ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا (فرنگی اسے شکست نہ دے سکے) البتہ انہوں نے اس کی خبر رسانی کے ذرائع بند کر رکھے تھے۔ اس عرصے میں سلطان نور الدین نے جدوجہد زیادہ کر کے اور قلعہ حارم کے حکام کو جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور جب فرنگی فوجیں مقابلے کے لیے آ گئیں تو سلطان نے انہیں شکست دے کر ان کا صفایا کر دیا اور انطاکیہ و طرابلس کے حکام کو قیدی بنا لیا گیا۔ حارم جو حلب کے قریب تھا فتح کر لیا گیا۔ پھر سلطان بانیاس کے مقام پر پہنچا جو دمشق کے قریب تھا اسے بھی اس نے فتح کر لیا جیسا کہ سلطان نور الدین کے حالات میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

جب فرنگی فوجیں بلبیس کے مقام پر اسد الدین شیرکوہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھیں تو انہیں (شکست کی) یہ خبر موصول ہوئی۔ اس خبر سے ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ تاہم انہوں نے یہ خبر چھپا کر اسد الدین شیرکوہ سے مصالحت کی گفت و شنید شروع کی اور یہ شرط رکھی کہ وہ شام (اپنی فوجوں کو لے کر) واپس چلا جائے۔ چنانچہ اس نے ان سے صلح کر لی اور اسی سال کے ماہ ذوالحجہ میں شام واپس آ گیا۔

دوبارہ فوج کشی: اسد الدین شیرکوہ شام واپس آ گیا مگر شاور کی غداری کا وہ بدلہ لینا چاہتا تھا اس لیے وہ دوبارہ حملہ کرنے کے لیے فوج کشی کرتا رہا۔ یہ فوجی تیاری اس نے ۵۶۲ھ تک مکمل کر لی۔ جب اس نے فوج کشی کر لی تو سلطان نور الدین نے اس کے ساتھ (تجربہ کار) شہسواروں کی ایک جماعت بھیجی اور سلطان مجاہدوں کی حفاظت کے لیے بڑی تعداد میں لشکر بھیجا جو مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب شیرکوہ اطفیح کے مقام پر پہنچا تو اس نے وہاں سے مغربی علاقے کی طرف دریا کو عبور کیا اور جیزہ کے مقام پر قیام کیا اور وہاں پچاس دن تک مقیم رہا۔

فرنگیوں کی امداد: ادھر شاور نے حسب معمول فرنگیوں سے امداد طلب کی چونکہ فرنگیوں کو سلطان نور الدین اور شیرکوہ کی سلطنت کی توسیع و استحکام کا خطرہ تھا اس لیے وہ بہت جلد مصر پہنچ گئے اور انہوں نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ (دریائے نیل کو) عبور کر کے جیزہ میں قیام کیا۔ شیرکوہ اس وقت وہاں سے بالائی مصر کی طرف کوچ کر چکا تھا اور وہاں سے وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ چکا تھا جو بابین[۱] کے نام سے مشہور تھی۔

دشمن کی کثیر تعداد: دشمن کی فوجوں نے شیرکوہ کا تعاقب کر کے اسے اسی مقام پر جا پکڑا۔ یہ واقعہ ۵۶۲ھ کے درمیانی عرصے کا ہے۔

جب شیرکوہ نے دشمن کی تعداد بہت زیادہ دیکھی اور وہ جنگ کے لیے مکمل طور پر تیار تھے تو اس نے ساتھیوں کی

---

[۱] یہاں ترجمہ میں غلطی ہو گئی ہے۔ تاریخ الکامل ابن اثیر کے حوالے سے اس کی تصحیح کی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ الکامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۹۵ مترجم)

مشتبہ ہو گئی تھی۔ اس لیے اس نے ان سے مشورہ کیا۔ [illegible] مشورہ دیا کہ وہ [illegible] کے شرقی علاقے کی طرف چلے جائیں اور [illegible] ان کے [illegible] کی راہ میں [illegible] یہاں شاور کے ساتھ جنگ کی صورت میں [illegible] سلطان نور الدین کی طرف [illegible] کا اندیشہ تھا۔

صلاح الدین کی پیش قدمی: لیکن شاور [illegible] صلاح الدین نے [illegible] کی طرف پیش قدمی کی چنانچہ صف بندی کی اور [illegible] صلاح الدین کو [illegible] فوج میں [illegible] کیا اور [illegible] میں ان [illegible] کے [illegible] شاور [illegible] بھروسہ تھا۔

جنگی چال: دشمن نے صلاح الدین پر حملہ کیا تو اس نے اپنی صف بندی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ اسد الدین شیرکوہ نے اس کے بالکل مخالف سمت میں [illegible] کی پچھلی صفوں پر حملہ کیا اور [illegible] کی فوجوں کا صفایا کر [illegible] گرفتار کر لیے۔

دشمن کی شکست: یہ حالت دیکھ کر [illegible] جو صلاح الدین سے جنگ کر رہی تھیں [illegible] ہو گئی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ ان کو شکست ہو [illegible] پیچھے [illegible] انھوں نے دیکھا کہ اسد الدین شیرکوہ ان کی پچھلی صفوں کا صفایا کر [illegible] فوجیں [illegible] مصر واپس چلی گئیں۔

فتح اسکندریہ: اب [illegible] اسد الدین شیرکوہ [illegible] کے باشندوں نے [illegible] چنانچہ شیرکوہ نے صلاح الدین [illegible] کو اپنا جانشین [illegible] اور خود مصر کے بالائی حصے (صعید) کی طرف [illegible] فتح کر لیا اور اپنے [illegible] کا [illegible] کے لیے [illegible] دیا۔

دشمن کی پیش قدمی: ادھر مصری فوجیں اور فرنگیوں کا لشکر [illegible] انھوں نے اپنی [illegible] کر کے اسکندریہ کی طرف پیش قدمی کی اور وہاں انھوں نے صلاح الدین کا محاصرہ کر لیا [illegible] کے لیے بہت تکلیف دہ ثابت ہوا۔

فرنگیوں کے ساتھ مصالحت: اب اسد الدین شیرکوہ مصر کے بالائی حصے سے [illegible] فوجی امداد کے [illegible] انھوں نے لشکر [illegible] ہو گئے [illegible] جھگڑے [illegible] لہٰذا [illegible] کے [illegible] مصالحت کرنے کے لیے [illegible] کہ وہ اسکندریہ [illegible] شیرکوہ [illegible] شیرکوہ نے [illegible] کے ساتھ [illegible] فوجیں اپنے [illegible] کی طرف واپس چلی جائیں اور مصر کے [illegible] ان کا قبضہ [illegible] یہ معاہدہ [illegible] سال [illegible] شوال کی درمیانی تاریخوں میں عمل [illegible] ہوا۔

اگلی مصر پر حملہ: اسد الدین شیرکوہ [illegible] فوجیں [illegible] القعدہ [illegible] دمشق [illegible] فرنگیوں نے [illegible] مصر کے [illegible] شرط [illegible] ان کی حفاظت

[illegible] فرنگیوں نے [illegible] قبول کر لیا اس کے بعد فرنگیوں کی فوجیں اپنے شہر سے ساحلی شہروں کی طرف واپس چلی گئیں مصر میں وہ اپنے افسروں کی ایک جماعت چھوڑ گئیں۔

فتح کا منصوبہ جب فرنگیوں نے [illegible] مصر پر [illegible] انہوں نے ۵۶۴ھ [illegible] پر ان کا قبضہ ہو گیا تو وہ [illegible] کسی طرح [illegible] ہو گئے انہوں نے وہاں اپنے افسروں کی ایک جماعت بھی مقرر کر دی جنہوں نے اپنی حیثیت [illegible] مستحکم کر لی [illegible] کے پوشیدہ مقامات سے واقف ہو گئے اس کے بعد وہ ملک کو فتح کرنے کے منصوبے باندھنے لگے اور اس سلسلے میں انہوں نے اپنے بادشاہ سے [illegible] شام [illegible] [illegible] فرنگیوں [illegible] [illegible] ارادے [illegible] اپنا [illegible] سمجھا [illegible] فتح کرنے کے بعد [illegible] کے ان تمام [illegible] [illegible] کر دی۔

سلطان نور الدین کو جب اس کی [illegible] کا علم ہوا تو اس نے بھی اپنی فوجیں [illegible] فوجیں مقرر [illegible] بلا لیا۔

فرنگیوں کا محاصرہ مصر فرنگیوں کی فوج [illegible] کی طرف روانہ ہوئی انہوں نے [illegible] [illegible] انہوں نے مصر کی طرف [illegible] کا محاصرہ کر لیا۔

آگ لگانے کا حکم (یہ صورت حال دیکھ کر) شاور نے مصر کے شہر [illegible] کو آگ لگا دینے کا حکم دیا [illegible] باشندے [illegible] کی طرف منتقل [illegible] آگ [illegible] دن جاری رہی۔

صلح کی درخواست وزیر [illegible] خلیفہ عاضد [illegible] [illegible] فرنگیوں کے بادشاہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور اپنے تعلقات [illegible] سلطان نور الدین [illegible] [illegible]

واپس ناکام پلٹ گئے صلح: چنانچہ فرنگیوں نے یہ دیکھ کر کہ قاہرہ کا فتح کرنا ناممکن ہے تو شاور سے اس شرط پر صلح کر لی کہ شاور فوراً ایک لاکھ دینار فرنگیوں کو ادا کر دے اس کے بعد ان کے لشکر چلے جانے کو کہا یہ لوگ واپس چلے گئے شاور نے یہ رقم جمع کرنی شروع کی مگر یہ رقم ادا نہیں ہو سکی۔

فاطمی خلیفہ کا پیغام: ادھر خلیفہ عاضد نے تو سلطان نور الدین کے پاس جب دوبارہ آئے تو یہ پیغام لائے کہ اب یہ اسد الدین شیر کوہ اور ان کی فوج محض فوجی لشکر کی حیثیت سے اس کے پاس رہیں۔ ان کے تمام اخراجات وہ خود ادا کرے گا اور سلطان نور الدین کو وہ مصری علاقوں کی آمدنی کا تہائی حصہ دیتا رہے گا۔

سپہ سالار دوبارہ کا تقرر: چنانچہ نور الدین نے اسد الدین شیر کوہ کو حمص سے طلب کیا اور اسے دو لاکھ دینار دیئے اور اس کے ساتھ ساتھ ضروری کپڑے گھوڑے اور اسلحہ فراہم کیے اور دیگر تمام ضروریات اور نقل و حرکت کے انتظامات کے لیے فوراً حکم مقرر کیا اور مدد کے لیے بھی سپاہ مقرر کئے۔ ان کے ساتھ اپنے امراء میں سے سپہ سالاروں میں سے مندرجہ ذیل حضرات کو بھی اس کے ساتھ روانہ کیا: (۱) عز الدین جردیک جو اس کا آزاد کردہ غلام تھا (۲) عز الدین قلیج (۳) شرف الدین برغش (۴) عز الدولہ الباروقی (۵) قطب الدین ینال بن حسان منبجی۔

شیر کوہ کی روانگی: سلطان نے صلاح الدین یوسف بن ایوب کو بھی اپنے چچا شیر کوہ کی مدد کے لیے روانہ کیا صلاح الدین نے پہلے معذرت کی مگر سلطان کے اصرار پر جانے کے لیے تیار ہو گئے اسد الدین شیر کوہ نے ماہ ربیع الاول کے نصف میں مصر کی طرف کوچ کیا جب وہ مصر کے قریب پہنچا تو اس وقت فرنگی فوج بھی اپنے وطن واپس جا چکی تھی۔ یہ خبر سن کر سلطان نور الدین بہت خوش ہوا اور اس نے شام میں اس خوشخبری کے بعد خوشی کی محفل منعقد کی۔

شاور کی غداری: اسد الدین شیر کوہ تو ماہ جمادی الآخر کے وسط میں قاہرہ پہنچ گیا تھا اور شہر کے باہر اس نے قیام کیا۔ خلیفہ عاضد نے اس سے ملاقات کی اور خلعت عطا کیے اور اس کے لشکر کو انعامات اور وظائف دیئے ادھر اسد الدین شیر کوہ اس بات کا انتظار کر رہا کہ معاہدہ کے مطابق اخراجات ادا کیے جائیں مگر (وزیر مصر) شاور ٹال مٹول کر رہا اور وعدوں پر وقت گزار رہا۔ پھر شاور نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اسد الدین شیر کوہ کو گرفتار کر کے لشکر کو اپنے ملازم رکھ لے مگر اس کے بیٹے نے اسے اس ارادہ سے باز رکھا اسی لیے اس نے یہ ارادہ ملتوی کر دیا۔
ادھر شیر کوہ کے ساتھی شاور سے تنگ آ چکے تھے۔ انہوں نے اس کے قتل کے بارے میں باہم مشورہ کیا۔ اس کا بھتیجا صلاح الدین اور عز الدین جردیک اس بات پر متفق تھے کہ شاور کو قتل کر دیا جائے۔ مگر شیر کوہ اس کے خلاف تھا۔

شاور کا قتل: ایک دن شاور حسب معمول شیر کوہ کے خیمے میں (اس سے ملاقات کے لیے) آیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت امام شافعی کے مزار کی زیارت کے لیے گیا ہوا ہے اس وقت صلاح الدین اور عز الدین جردیک موجود تھے وہ اس کے ساتھ شیر کوہ کی ملاقات کے لیے نکل کھڑے ہوئے مگر انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور فوراً شیر کوہ کو اس سے مطلع کیا گیا

عاضد نے بھی شاور کا سر بھیجا کر اسے قتل کر دیا جائے لہٰذا انہوں نے اس کا سر کاٹ کر اس کے پاس بھیج دیا۔ خلیفہ عاضد نے اس کے محلوں کو لوٹنے کا حکم دیا چنانچہ لوگوں نے اس کے محلات لوٹ لیے۔

وزارت پر تقرر: اب شیرکوہ خلیفہ عاضد کے محل پر آیا تو خلیفہ نے اسے وزارت کا خلعت عطا کیا اور اس کا لقب الملک المنصور امیر الجیوش (سپہ سالار) مقرر کیا۔ قصر خلافت میں قاضی فاضل بیسانی کے قلم سے ایک فرمان جاری ہوا جس میں خلیفہ کے دستخط سے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

فاطمی خلیفہ کا فرمان: "یہ وہ فرمان ہے جو اس سے پہلے کسی وزیر کے لیے جاری نہیں کیا گیا اس لیے آپ اس منصب پر فائز ہیں جس کا استحقاق اور اہلیت امیر المومنین آپ کو اہل سمجھتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے آپ پر حجت ہے کہ اس نے آپ کو اس کام کی طرف رہنمائی کی ہے (اس لیے) آپ امیر المومنین کے فرمان پر اپنی پوری طاقت کے ساتھ قائم رہیں آپ کو یہ فخر کرنا چاہیے کہ آپ جیسا [illegible] خدمت کر رہے ہیں اور یہاں امیر المومنین نے اپنا مرتبہ آپ کے لیے ایک [illegible] راحت اختیار کر لیا ہے اپنے فیصلوں کو نافذ کرنے کے بعد اسے دکھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کا مستحق قرار دیا ہے۔"

شیرکوہ کی حکومت مصر: جب اسدالدین شیرکوہ وزارت کے عہدے پر جہاں شاور بیٹھتا تھا وہاں بیٹھ کر وزارت کے احکام نافذ کرنے لگا اور امور سلطنت انجام دینے لگا۔ تو اس نے فوج کو جاگیریں عطا کیں اس نے امن و امان قائم کر کے اہل مصر کو اپنے شہر واپس آنے کی اجازت دی جو اپنے گھروں میں آ کر رہنے لگے پھر اس نے سلطان نور الدین کو بھی تمام واقعات کی تفصیل لکھ کر بھیجی اور وہ اپنے کام انجام دینے لگا۔

شیرکوہ کو خراج تحسین: جب شیرکوہ خلیفہ عاضد کے پاس آیا تو وہاں مصر کے سب سے بڑے استاد جوہر الخصی نے اس کے بارے میں تعریف کرتے ہوئے کہا "میرے آقا (خلیفہ عاضد) آپ کے بارے میں یہ فرماتے ہیں" جب سے آپ آئے ہیں اس وقت سے ہم آپ کے منصب اور مقام کو بہت پسند کرتے ہیں اس وقت کا آپ کو بھی علم ہے لیکن یقین ہے کہ خدا نے ہماری مدد کے لیے آپ کو ہمارے دشمنوں پر غالب آنے کے لیے ذریعہ بنایا ہے۔"

اس پر اسدالدین شیرکوہ نے خیر خواہی اور سلطنت سے وفاداری کا حلف اٹھایا پھر استاد موصوف نے خلیفہ عاضد کی طرف سے کہا "اب تمام اختیارات آپ کے ہاتھ میں ہیں۔"

مشیر خاص کا عہدہ: اس کے بعد شیرکوہ کو مزید خلعت عطا کی گئی شیرکوہ نے [illegible] کو اپنا جانشین اور مشیر مقرر کیا جو مصر کے قاضی القضاۃ اور (فاطمی تحریک کے) سب سے بڑے مبلغ (داعی الدعاۃ) تھے۔ شیرکوہ نے ان کو بہت پسند کیا اور اپنا مشیر خاص بنا لیا۔

شاور کا فرزند کامل اپنے تمام بھائیوں کے ساتھ محل میں پناہ گزین ہو گیا۔ شیرکوہ نے اس پر اظہار افسوس کیا کیونکہ اس نے اپنے والد (یعنی شاور) کو غداری سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔

شیرکوہ کی وفات: اسد الدین شیرکوہ ۵۶۴ھ میں ماہ جمادی الآخر میں فوت ہو گیا اور صرف دو مہینے وزیر رہا۔ وفات کے قریب اس نے اپنے ساتھی بہاؤ الدین قراقوش کو یہ وصیت کی "خدا کا شکر ہے کہ ہم اس ملک میں اپنے مقاصد اور مرادوں میں کامیاب ہوئے اور یہاں کے باشندے ہم سے خوش ہیں۔ اس لیے تم قاہرہ کی فصیل سے باہر نہ نکلو اور بحری بیڑے کے انتظام میں کمی کوتاہی نہ کرنا۔"

زنگی کے امراء میں اختلاف: جب شیرکوہ فوت ہو گیا تو وہ امراء اور حکام جو اس کے ساتھ آئے تھے اس کے بجائے وزیر بننے کی کوشش کرنے لگے۔ ان امیدواروں میں یہ امراء شامل تھے:

(۱) عز الدولہ الیاروقی (۲) شرف الدین المشطوب الہکاری (۳) قطب الدین ینال بن حسان المنبجی (۴) شہاب الدین الحارمی (یہ صلاح الدین کے ماموں تھے)۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرنے لگا۔

جوہر کا مشورہ: قصر شاہی کے افراد اور سلطنت کے خاص ارکان نے اس بارے میں مشورہ کیا تو استاد جوہر نے یہ مشورہ دیا کہ وزارت کا عہدہ خالی رکھا جائے اور غز قوم کی فوج میں سے کچھ بڑے امیروں کا انتخاب کر کے ان کا سپہ سالار قراقوش کو بنا دیا جائے اور انہیں شرقی علاقے میں جاگیریں دی جائیں۔ چنانچہ یہ فوج وہاں رہ کر فرنگیوں کے حملوں کی مدافعت کرے گی اس طرح کوئی شخص خلیفہ پر حاوی اور غالب نہیں ہوگا بلکہ وہ خلیفہ اور عوام کے درمیان ایلچی اور واسطہ کا کام کرے گا۔

صلاح الدین پر اتفاق: دوسرے لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ صلاح الدین کو اپنے چچا کا قائم مقام بنا دیا جائے۔ سب لوگوں نے اس کی تائید کی اور قاضی القضاۃ نے بھی عجلت اور تامل کے ساتھ صلاح الدین کی حمایت کی۔ اس کی وجہ محض اس کی کمزوری تھی اور اس میں خود غرضی کا وہ رجحان نہیں پایا جاتا تھا جو اس کے دوسرے ساتھیوں میں موجود تھا۔ ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ اس کی حکومت میں لوگوں کو خیال و رائے کی آزادی حاصل ہوگی۔

صلاح الدین کی وزارت: لہٰذا (خلیفہ نے) اس کو بلا کر وزارت کا خلعت پہنایا اور اس کا لقب الملک الناصر رکھا۔ اس تقرر پر صلاح الدین کے دوسرے ساتھی اس کے مخالف ہو گئے اور انہوں نے اس کی اطاعت قبول نہیں کی۔ امام عیسیٰ الہکاری اس کا زبردست حامی و مددگار تھا اس نے اس کے ساتھیوں کو اس کا طرفدار بنا لیا۔ البتہ الیاروقی ناخوش رہا اور وہ سلطان نور الدین کے پاس شام پہنچ گیا۔

صلاح الدین کی مقبولیت: اس کے بعد سلطان صلاح الدین کے قدم مصر میں جم گئے اور وہ مصر میں سلطان نور الدین کا نائب تھا اور سلطان نور الدین بھی خط و کتابت میں اسے امیر اسفہسلار لکھا کرتا تھا اور مصر کے تمام امراء کے ساتھ اس سے یکساں ہی خطاب ہوتا تھا۔

یوں سلطان صلاح الدین اس قدر خوش اسلوبی کے ساتھ مصری سلطنت کا انتظام کرتا رہا کہ عوام اس سے مطمئن ہو

گئے۔ بد گمانیوں سے بچنے کی کوشش کرتا تھا مگر اس نے زمانے کے ساتھ اپنا نظام بنا لیا۔ یوں خلیفہ عاضد کا خاتمہ ہوتا گیا۔ اس نے سلطان نور الدین سے درخواست کی کہ وہ اس کے بھائیوں اور اس کے اہل و عیال کو مصر بھیج دے۔ چنانچہ سلطان نے انہیں شام سے یہاں بھیج دیا۔ اس طرح اس کے قدم مضبوط ہو گئے اور وہ روز افزوں ترقی کرتا رہا۔

مؤتمن الخلافت کی سازشیں خلیفہ عاضد کے محل میں ایک خصی حاکم تھا جو داروغہ محل تھا۔ وہ مؤتمن الخلافت کے لقب سے موسوم تھا جب ارکان سلطنت نے صلاح الدین کی وزارت کو تسلیم کر لیا تو اس نے کچھ لوگوں کے ساتھ سازش کی اور فرنگیوں سے خفیہ خط و کتابت کرنے لگا انہیں (حملہ کرنے کے لیے) لکھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ جب صلاح الدین ان سے لڑنے جائے گا تو یہ پیچھے سے حملہ کر دیں اور پھر اس کا تعاقب کریں۔ اس صورت میں فرنگی اس پر حملہ کر کے اس کا خاتمہ کر دیں گے۔

سازش کا انکشاف اس (سازشی) جماعت نے ایک خط ایک تیز رفتار قاصد کے ہاتھ بھیجا جس نے اس خط کو اپنے جوتوں میں رکھ لیا۔ راستے میں ایک ترکمانی شخص ملا۔ اس نے نئے جوتے دیکھ کر وہ اس سے چھین لیے۔ پھر اس کو ان جوتوں پر شک ہوا تو وہ انہیں صلاح الدین کے پاس لے آیا۔ اس نے انہیں پھاڑا تو اندر سے وہ خط نکلا جو اس نے پڑھ لیا۔ جب اس خط کے کاتب کو بلایا گیا تو اس نے اصل حقیقت سے مطلع کیا۔ صلاح الدین نے اس بات کو پوشیدہ رکھا اور موقع کا منتظر رہا چنانچہ جب مؤتمن الخلافت سیر و تفریح کے لیے اپنے کسی گاؤں کو روانہ ہوا تو صلاح الدین نے اس کے پیچھے ایک شخص کو بھیجا اور اس کا سر کاٹ کر لے آئے۔

قراقوش کا تقرر صلاح الدین نے اس کے بعد حبشیوں سے محل کی خدمت واپس لے لی۔ چنانچہ بہاء الدین قراقوش کو خواجہ سراؤں کے معاملات کی دیکھ بھال کے لیے مقرر کیا اور محل کے تمام معاملات اس کے سپرد کر دیے۔

سیاہ فام افواج کی بغاوت مصر کے سیاہ فام فوجی مؤتمن الخلافت کے قتل پر بہت ناراض ہوئے۔ چنانچہ پچاس ہزار سیاہ فام سلطان صلاح الدین سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور سلطان نے بازار القصرین میں ان سے بڑی شدت سے مقابلہ کیا۔ سلطان نے ان کے مرکزی مقام منصورہ کو آگ لگوا دی جہاں ان کے اہل و عیال رہتے تھے انہوں نے جب یہ خبر سنی تو شکست کھا کر بھاگ گئے مگر ایک گروہ کو وہاں سے نکال دیا گیا۔

بغاوت کا خاتمہ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور امان طلب کی اور دریا عبور کر کے جیزہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ مگر سلطان صلاح الدین کے بھائی شمس الدولہ معظم نے وہاں بھی پہنچ کر ان کو تباہ و برباد کر دیا۔

فرنگیوں کی جنگی تیاری (صلیبی) فرنگیوں کو صلاح الدین کے مصر پر قبضے سے بڑا افسوس ہوا اور اس پر وہ بہت رنجیدہ ہوئے کیونکہ اس سے پہلے وہ مصر کو اپنے قبضے میں سمجھتے تھے۔ اب انہیں مصر پر صلاح الدین کے تسلط کی وجہ سے اپنی ہلاکت کا اندیشہ تھا اس لیے انہوں نے سسلی اور اندلس کے عیسائیوں کو مدد کے لیے لکھا اور ۵۶۵ھ میں دمیاط پر حملہ کر دیا

بیت المقدس کی حفاظت کریں۔ انہوں نے سسلی (صقلیہ) اور اندلس (ہسپانیہ) کے فرنگیوں سے بھی مدد طلب کی تاکہ وہ بھی ہماری فوج بھیجیں چنانچہ یہ سب ان کی امداد کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور (ان سب ممالک کے رضاکار) ۵۶۵ھ میں شام کے ساحلی علاقے میں اکٹھے ہو گئے وہ ایک ہزار جنگی جہازوں میں سوار تھے اور یہ سب فرنگی دمیاط کی طرف بھیجے گئے تھے تاکہ وہ اسے فتح کر کے مصر کے قریب پہنچ جائیں۔

محاصرہ کا مقابلہ سلطان صلاح الدین نے دمیاط کا حاکم شمس الخواص منکبرس کو مقرر کیا تو اس نے ان کی آمد سے مطلع کیا تو سلطان بہاء الدین قراقوش کو (فوج دے کر) بھیجا اور خود قوم کے امراء کو حکم دیا کہ وہ خشکی کے راستے سے پیچھے امداد کریں۔ اس نے کشتیوں میں ہتھیار اور سامان خورد و نوش ہر طرح مہیا کر دیا تھا۔

سلطان صلاح الدین نے نور الدین سے بھی امدادی فوج طلب کی اس نے یہ بھی تحریر کیا کہ مصر کے ارکان سلطنت کی شورش کے اندیشے کی وجہ سے وہ خود وہاں نہیں جا سکتا۔

فرنگی شہروں کی تباہی لہٰذا سلطان نور الدین زنگی نے امدادی فوج بھیجی اور بذات خود بھی ایک لشکر لے کر روانہ ہوا مگر فرنگی فوجوں کے راستے کے برخلاف وہ لشکر لے کر ساحل شام پر ان کے شہروں پر حملہ آور ہوا اور انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

دمیاط کا محاصرہ جب فرنگی فوجیں دمیاط کا محاصرہ کر رہی تھیں تو انہیں (اس تباہی کی) خبر ملی۔ اس وقت وہ دمیاط کے شہروں کو فتح نہیں کر سکے تھے اور اس عرصے میں ان کے بہت سے آدمی مارے گئے تھے۔ اس لیے بچاؤ ان کے بعد انہوں نے محاصرہ اٹھا لیا۔ جب ساحل شام کے فرنگی اپنے شہروں کو واپس گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے شہر ویران پڑے ہیں۔

نور الدین زنگی کی امداد دمیاط کے معرکہ میں سلطان نور الدین نے جو امدادی فوج سلطان صلاح الدین کے لیے بھیجی تھی اس کے ساتھ ہتھیاروں اور اسلحہ کے علاوہ دس لاکھ دینار بھی ارسال کیے تھے۔

نجم الدین کی روانگی مصر سلطان صلاح الدین نے اسی سال کے درمیانی حصے میں سلطان نور الدین سے درخواست کی کہ وہ ان کے والد محترم نجم الدین ایوب کو ان کے پاس بھجوا دے لہٰذا سلطان نور الدین نے ایک لشکر کے ساتھ انہیں روانہ کیا ان کے ساتھ تاجروں کی ایک جماعت بھی روانہ ہوئی سلطان نور الدین کو راستے میں الکرک کے فرنگیوں کے حملہ کا اندیشہ تھا اس لیے وہ خود الکرک تک گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا

نجم الدین ایوب کا استقبال دوسری فرنگی فوجیں بھی اس سلسلے میں اکٹھی ہوئی تھیں لہٰذا سلطان نے ان کے مقابلہ کا قصد کیا مگر وہ بھاگ گئیں اور سلطان ان کے شہروں کے درمیان سے گزر کر عشترا کے مقام تک گیا اور نجم الدین ایوب (بخیر و عافیت) مصر پہنچ گئے اور خود خلیفہ عاضد سوار ہو کر ان کے استقبال اور ملاقات کے لیے پہنچا۔

فتح ایلہ [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] کی سرکوبی [illegible]

نور الدین کی وفات [illegible]

عباسی خلیفہ کے نام پر خطبہ [illegible]

خلیفہ عاضد کی وفات [illegible]

شاہی محل کے نوادرات [illegible]

کے موتی کا وزن سترہ مثقال تھا۔ اسی طرح زمرد کا ایک پارہ تھا جس کا طول عرض میں ایک بالشت تھا۔ اسی طرح ایک عجیب و غریب طبلہ (ڈھول) تھا جس کی خاصیت یہ تھی کہ اگر اس طبلہ کو بجایا جائے تو اس کے بجانے سے قولنج کی بیماری دور ہو جاتی تھی۔ یہ طبلہ جب محل میں ملا تو لوگوں نے اسے توڑ دیا مگر جب اس کا فائدہ بتایا گیا تو توڑنے والوں کو اپنے فعل پر پشیمانی ہوئی۔ محل میں نفیس اور نادر کتب بھی بے شمار تھیں۔

لونڈی غلاموں کی تقسیم: سلطان صلاح الدین نے خاندان کے تمام ممبروں کو محل سے چند کمروں میں منتقل کر کے ان پر نگران مقرر کر دیے۔ جو باقی لونڈی غلام تھے انہیں محل سے نکال دیا۔ ان میں سے کچھ لونڈی غلاموں کو فروخت کر دیا اور کچھ کو ساتھیوں میں بخشش کے طور پر تقسیم کر دیا اور کچھ کو آزاد کر دیا۔

فاطمی خلیفہ عاضد کا کردار: خلیفہ عاضد جب بیمار ہوا تھا تو اس نے سلطان صلاح الدین کو بلایا تھا مگر وہ نہیں گیا۔ اس نے اسے کسی مکر و فریب کی چال پر محمول کیا مگر جب وہ وفات ہو گیا تو اسے ندامت ہوئی کیونکہ سلطان اسے شریف النفس، نرم دل اور نیک سیرت سمجھتا تھا۔

فاطمی سلطنت کا خاتمہ: جب خلیفہ المستضیٔ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی خبر بغداد میں پہنچی (اور فاطمی سلطنت کے خاتمہ کی اطلاع ملی) تو بغداد میں خوشی کی محفلیں منعقد ہوئیں۔ عباسی خلیفہ المستضیٔ کے وزیر عضد الدولہ کے ہاتھوں سلطان نور الدین اور سلطان صلاح الدین کو خلعت بھیجے گئے۔ حضرت سلطان نور الدین نے ان کو پہنچا دیا۔ اس سے صلاح الدین اور مصر کے خطباء کے لیے خلعت بھیجے گئے اور سیاہ علم بھی بھیجے گئے۔

نور الدین سے ناچاقی: ہم سلطان نور الدین کے حالات میں یہ بیان کر چکے ہیں کہ سلطان نور الدین سے سلطان صلاح الدین کی ناچاقی ہو گئی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ سلطان صلاح الدین نے ۵۶۸ھ میں (صلیبی) فرنگیوں کے شہروں پر حملہ کیا تھا اور الکرک کے قریب قلعہ شوبک کا محاصرہ کیا اور انہوں نے ہتھیار ڈالنے ہی والے تھے جب اس کی خبر سلطان نور الدین کو ملی تو اس نے دوسری سمت سے فرنگیوں کے شہروں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا (اور اسے ملاقات کے لیے بلایا) سلطان صلاح الدین کو اس بارے میں شک و شبہ ہوا کہ اگر اس نے سلطان نور الدین سے ملاقات کر کے اطاعت کا اظہار کیا تو اس کے بعد وہ اسے کہیں معزول نہ کر دے۔ اس لیے وہ جلد مصر واپس چلا گیا اس نے یہ عذر کیا کہ فاطمی امراء کی بغاوت کے بارے میں اسے اطلاع ملی تھی اس لیے وہ جلد واپس چلا آیا۔

تعلقات کی بحالی: سلطان نور الدین کو اس کی یہ حرکت ناگوار گزری اور اس نے صلاح الدین کو معزول کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ سلطان صلاح الدین کو بھی اس کی اطلاع مل گئی تھی۔ اس لیے وہ اپنی مدافعت کے لیے تیار ہو گیا۔ اس کے والد نجم الدین ایوب نے اسے اس بات سے منع کیا اور اسے مشورہ دیا کہ وہ سلطان نور الدین سے نرم رویہ اختیار کرے اس سے خط و کتابت کرے نیز خط لکھے تو ناشائستہ باتوں کی اطلاع غلط ہے (معزولی کے ...) اور وہ ... سے گویا سلطان صلاح الدین نے اپنی ... پیش کیا۔ سلطان نور الدین نے اس سے مصالحت کر لی اور

ان دونوں کے ساتھ تعلقات خراب ہو گئے اور دونوں بادشاہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ دونوں مل کر الکرک کا محاصرہ کریں گے۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین نے ۵۶۸ھ میں اس مقصد کے لیے پیش قدمی کی۔ سلطان نورالدین نے بھی جنگی تیاری کے بعد دمشق سے کوچ کیا۔ جب وہ الکرک سے دو منزلوں کے فاصلے پر الرقیم کے مقام پر پہنچا تو سلطان صلاح الدین کو اس کی آمد کی خبر ملی تو وہ اس بات سے (اپنی حکومت کے بارے میں) خائف ہو گیا اور راستے ہی سے والد نجم الدین ایوب کی بیماری کی خبر پا کر وہ مصر چلا گیا۔ اس نے فقیہ عیسیٰ الہکاری کو سلطان نورالدین کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس سے اپنے والد کی بیماری کی اطلاع دے اور (معذرت پیش کرے) اور بتائے کہ وہ سلطان کا اس وجہ سے واپس چلا گیا ہے۔ سلطان نورالدین نے اس کی یہ معذرت تسلیم کر لی اور وہ بھی دمشق واپس چلا گیا۔

نجم الدین ایوب کی وفات: جب سلطان صلاح الدین مصر چلا گیا تھا تو اس وقت اس کا والد نجم الدین ایوب سلطان نورالدین کے پاس دمشق میں رہ گیا تھا۔ مگر جب سلطان صلاح الدین کی حکومت مصر میں قائم ہو گئی تو سلطان نورالدین نے ۵۶۵ھ میں اپنے لشکر کے ساتھ اسے مصر روانہ کیا اور خود شہر الکرک کا محاصرہ کرنے کے لیے روانہ ہوا لیکن کئی دن تک محاصرہ کرنے کے باوجود اس کو فتح نہ کر سکا۔

جب نجم الدین مصر پہنچے تو سلطان ناصر نے شہر سے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا اور وہ مصر میں عزت و احترام کے ساتھ رہے۔ جب سلطان صلاح الدین ۵۶۸ھ میں دوسری مرتبہ سلطان نورالدین کے وعدہ کو پورا کرنے کے لیے الکرک کی طرف روانہ ہوا تو نجم الدین مصر ہی میں مقیم رہا۔ اس زمانے میں وہ ایک مرتبہ گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے باہر نکلا۔ اس وقت گھوڑے نے شرارت اور شوخیاں کرتے ہوئے اسے گھوڑے سے گرا دیا اور وہ زخمی حالت میں گھر واپس آیا۔ چند دن بعد ذوالحجہ کے مہینے میں ۲۷ تاریخ کے روز ۵۶۸ھ میں فوت ہو گیا۔

نجم الدین نہایت نیک سیرت، نرم مزاج، عادل اور فیاض تھا اور سب سے بہت اچھا سلوک کرتا تھا۔

ایوبی حکومت طرابلس الغرب میں: قراقوش تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن نجم الدین ایوب کا آزاد کردہ غلام تھا جو سلطان صلاح الدین کا بھتیجا تھا۔ ایک دفعہ اس کا آقا کسی وجہ سے اس پر غصے ہوا تو وہ راتوں رات بھاگ کر مغرب ادنیٰ (افریقہ) کی طرف چلا گیا اور طرابلس الغرب کے گرد و نواح میں جبل نفوسہ میں مقیم ہو گیا اور وہاں کے قوموں کو اپنا ہمنوا بنا کر ان کو (خاندان ایوبی) کی اطاعت کی دعوت دیتا رہا۔

مسعود ابن زمام کا اثر: ان پہاڑوں کی ایک وادی میں مسعود بن زمام جو البلاط کے نام سے مشہور تھا اپنے قبیلہ ریاح کے ساتھ جو بنو ہلال بن عامر کے عربوں سے متعلق تھے مقیم تھا۔ اس نے سلطان عبدالمومن کی جو موحدین کا بادشاہ اور مہدی کا جانشین تھا اطاعت قبول نہیں کی تھی۔ اس لیے وہ مغرب اور افریقیہ سے اپنے قبیلہ کو لے کر اس وادی اور اس مقام میں پہنچا تھا۔

طرابلس الغرب کی فتح: قراقوش نے اسے اپنے آقا کے ایوبی خاندان کی اطاعت قبول کرنے پر آمادہ کیا۔

چنانچہ اس نے اس کی دعوت قبول کر لی اور اپنے قبائل سمیت قراقوش کے ساتھ طرابلس کی طرف روانہ ہوا۔ قراقوش نے طرابلس الغرب کا محاصرہ کر لیا اور اس کے بعد اس نے اس شہر کو فتح کر لیا اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ یہیں کا ہو رہنے لگا۔

دیگر فتوحات: پھر قراقوش اس کے پیچھے ہی قابس، توزر، نفطہ اور بلاد نفزاوہ پر جو افریقہ کے شہر تھے قبضہ کر لیا۔ اس طرح اس نے بہت سی دولت جمع کر لی اور اس کو شہر قابس میں رکھا۔ پھر ان عرب قبائل نے تحفظ کی وجہ سے وہیں رہ گئے تھے کیونکہ یہاں کے باشندے اپنے شہروں کی مدافعت نہیں کر سکتے تھے۔

ابن غانیہ کے ساتھ تعاون: اب قراقوش کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور وہ اب افریقیہ کے پورے علاقے کو فتح کرنے کے خواب دیکھنے لگا۔ اس نے یحییٰ بن غانیہ المیورقی سے تعلقات قائم کر لیے جو اس علاقے کے حالات سے واقف تھا۔ باقی امیر تھا چنانچہ ان دونوں کے اتحاد [illegible] سے موحدین کی سلطنت میں قابل ذکر [illegible] ابن غانیہ قراقوش نے مفتوحہ علاقوں پر تسلط جو کیا اور اس نے اس [illegible] کہ موحدین کی سلطنت کے [illegible] ہے۔

نوبہ کے قلعوں کی تسخیر: سلطان صلاح الدین ایوبی اور ان کا خاندان نورالدین سے بہت خائف تھا۔ انہیں اس پر پورا اطمینان نہیں تھا اس لیے ان کی یہ کوشش تھی کہ وہ مصر کے دور کے علاقوں پر قبضہ کر لیں تاکہ اگر ان پر کوئی مصیبت نازل ہو یا وہ مصر پر حملہ کرے تو وہ دوسرے مفتوحہ علاقوں میں چلے جائیں۔

اسی مقصد کے پیش نظر انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ نوبہ کے علاقوں کو اپنے قبضہ میں کر لیں۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین کے بڑے بھائی شمس الدولہ تورانشاہ نے نوبہ کی طرف پیش قدمی کی اور ۵۶۸ھ میں وہ حملہ کر کے وہاں پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس نے قلعہ ابریم کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ مگر جب اس نے اس علاقے کا دورہ کیا تو اسے وہاں آمدنی کے ذرائع نہیں ملے اور نہ وہاں غلہ اور مالیہ کے وصول ہونے کا امکان تھا کیونکہ وہاں کے باشندوں کی غذا صرف باجرہ تھی اور وہاں نہایت تنگ زندگی بسر کرتے تھے اور ہر وقت وہاں قحط پڑا رہتا تھا۔ اس لیے اس نے ابھی سرسری فتوحات پر اکتفا کیا اور آگے بڑھنے کے بجائے اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو لے کر واپس آ گیا۔

یمن کی طرف فوج کشی: جب وہ مصر واپس آیا تو تھوڑے عرصہ بعد سلطان صلاح الدین نے اسے یمن بھیج دیا۔ یمن پر ۵۵۴ھ میں علی بن مہدی خارجی غالب آ گیا تھا اور اب یمن کا حاکم اس کا فرزند عبدالنبی تھا اور اس کا پایہ تخت زبید تھا۔ وہاں کے کچھ حصے پر یاسر عدن والی قابض تھا جو صلیحیین ہمدانیوں کے خاندان سے تھے۔

عمارۃ یمنی شاعر جو مشہور شاعر اور مورخ (مرثیہ در مصر) کا صاحب تھا ان کے امراء میں سے تھا اس کا خاندان یمن سے تعلق رکھتا تھا وہ شمس الدولہ کا ملازم تھا اور اسے یمن فتح کرنے پر آمادہ کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ شمس الدولہ نے جنگی تیاریاں مکمل کرنے اور فوجی چھاؤنیاں درست کرنے اور مال و سامان فراہم کرنے کے بعد یمن کی طرف فوج کشی کی اور ۵۶۹ھ کے درمیانی عرصے میں مصر سے روانہ ہوا اور مکہ معظمہ سے گزرتا ہوا زبید پہنچا وہاں کا حکمران عبدالنبی بن مہدی تھا

ہو گیا تھا۔ وہاں سے مقابلہ کرنے کے لیے نکلا اور جنگ کرتا رہا۔ آخر کار اسے شکست ہوئی تو وہ شہر میں محصور ہو کر بیٹھ گیا۔ اب شمس الدولہ کے سپاہی اس کی فصیلوں پر چڑھ کر شہر میں گھس گئے اور شہر کو بزور شمشیر فتح کر لیا۔ انہوں نے حاکم شہر عبدالنبی اور اس کی بیوی کو قید کر لیا۔ شمس الدولہ نے شہر کے سرداروں سے مبارک بن کامل بن منقذ کو یہاں کا حاکم مقرر کیا جو اس کی فوج میں شریک تھا۔

عبدالنبی کی گرفتاری اس نے عبدالنبی کو مبارک کے حوالے کیا تاکہ وہ اس کے قبضے سے مال و دولت نکال سکے چنانچہ اس کے پاس سے بہت سے پوشیدہ خزانے نکالے گئے۔ بہت سا مال و دولت جمع کی۔ اس کی بیوی نے بھی کچھ خزانوں کا پتہ بتایا جن سے بہت زیادہ دولت ہاتھ آئی۔ پھر زبید کی مساجد میں عباسی خلیفہ کی خلافت کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

فتح عدن: وہاں سے شمس الدولہ روانہ ہو کر عدن پہنچا۔ وہاں کا حاکم یاسر بن بلال تھا۔ اس کا والد بلال بن جریر [illegible] حوالی ہو گیا تھا [illegible] اس نے بعد اس کا [illegible] حاکم ہوا۔ وہ مقابلے کے لیے آیا مگر شمس الدولہ نے اسے شکست دی اور اس کے لشکر نے شہر پر قبضہ کر لیا اور یاسر گرفتار کر کے شمس الدولہ کے پاس لایا گیا۔ جب وہ عدن میں داخل ہوا تو (حاکم یمن) عبدالنبی بھی اس کے ساتھ اسیری کی حالت میں تھا۔ شمس الدولہ نے [illegible] کا علاقہ بھی فتح کر لیا اور پھر زبید واپس آ گیا۔

قلعوں کی تسخیر پھر وہ کوہستانی قلعوں کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا۔ چنانچہ اس نے سب سے پہلے قلعہ تعز [illegible] اور دیگر قلعے فتح کر لیے۔

یمن کے مرکز کی تبدیلی اس نے عدن کا حاکم عز الدین عثمان بن زنجیلی کو مقرر کیا اور زبید کو اپنا تخت قرار دیا مگر (مرکز) [illegible] کے لیے [illegible] کا مقام انتخاب کر لیا [illegible] تعز کا مقام پسند آیا [illegible] سلطنت [illegible] آگے چل کر بیان کریں گے۔

سازشیوں کا قلع قمع مصر میں قاضی [illegible] عمارہ بن ابی الحسن یمنی (جو مشہور شاعر و ادیب تھا) عبدالصمد الکاتب، قاضی عویرس، ابن کامل [illegible] فوج کے کچھ افسر [illegible] شامل تھے جنہوں نے [illegible] فرنگیوں کو مصر پر حملہ کرنے [illegible] (ان کا منصوبہ یہ تھا کہ) اگر سلطان صلاح الدین فرنگیوں کے مقابلے کے لیے نکلے تو [illegible] بغاوت برپا کر دیں گے اور [illegible] کے مقابلے کے لیے فوج بھیجے تو [illegible] گرفتار کر لیں گے۔ اس سازش میں ان کے ساتھ سلطان صلاح الدین کے امرا کی ایک جماعت بھی شریک ہو گئی تھی۔ انہوں نے یمن میں ان کے بھائی توران شاہ کی موجودگی کو غنیمت جانا [illegible] اپنے اس منصوبے [illegible] کے لیے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مصر پر ترکیوں کا حملہ

[illegible]

ترکیوں کی شکست

[illegible]

[illegible]

کے درمیان مصر کے بالائی حصے کو تقسیم کر دیا تھا چنانچہ انہی سرداروں میں سے ابوالہیجاء السمین کے بھائی کو وہ علاقہ ملا جہاں کنز الدولہ رہتا تھا۔ ۵۷۰ھ میں کنز الدولہ نے بغاوت کا اعلان کیا۔ عرب اور حبشی اس کے ساتھ ہو گئے اور انہوں نے ابوالہیجاء السمین کے بھائی کے علاقے میں گھس کر اسے قتل کر دیا۔ ابوالہیجاء السمین سلطان صلاح الدین کا بڑا حاکم تھا اس لیے سلطان نے کنز الدولہ سے جنگ کرنے کے لیے اسے بھیجا اس کے ساتھ دو مقدم سپہ سالاروں اور ایک بڑے لشکر کو بھی روانہ کیا چنانچہ وہ سب اسوان روانہ ہوئے۔

بغاوت کی سرکوبی: یہ فوج صدر مقام کے قریب آئی تو فوج نے باغیوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کر لیا اور انہیں شکست دے کر ان کا صفایا کر دیا۔ پھر یہ فوج کنز الدولہ کی طرف بڑھی اور اس سے جنگ کرکے اسے شکست دی۔ کنز الدولہ مارا گیا اور اس کے ساتھیوں کا صفایا کر دیا گیا۔ اس کے بعد اسوان اور مصر کے بالائی حصہ صعید میں امن و امان قائم ہو گیا۔

نور الدین زنگی کی وفات: سلطان صلاح الدین مصر میں سلطان نور الدین زنگی کے ماتحت حکومت کرتا تھا۔ سلطان نور الدین ۵۶۹ھ میں فوت ہو گیا تو اس کا فرزند صالح اسماعیل شمس الدین محمد بن عبد الملک المقدم کی زیر نگرانی سلطان مقرر ہوا سلطان صلاح الدین نے اس کی اطاعت قبول کی مگر اس بات پر اظہار ملامت کیا کہ اس سے اس بارے میں مشورہ نہیں لیا گیا۔

الجزیرہ پر غازی کا تسلط: اس کے بعد حاکم موصل غازی بن قطب الدین نے نور الدین کے مقبوضہ الجزیرہ کے علاقوں میں سے نصیبین، خابور، حران، رہا اور رقہ پر حملہ کر کے انہیں فتح کر لیا۔ جب صلاح الدین کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو اس نے (نور الدین کی حکومت سے) سخت ناراضگی کا اظہار کیا کہ انہوں نے اسے اس کی اطلاع نہیں دی۔ ورنہ وہ ان علاقوں کی مدافعت کرتا۔

حلب کی خود مختاری: سلطان نور الدین نے سعد الدین گمشتگین کو قلعہ موصل کا حاکم بنایا تھا اور سیف الدین غازی کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے امور سلطنت میں اس سے مشورہ لیا کرے۔ جب نور الدین کی وفات ہوئی تو وہ حلب چلا گیا اور وہاں وہ شمس الدین علی بن الدایہ کے پاس رہنے لگا جو نور الدین کی وفات کے بعد وہاں کا خود مختار حاکم ہو گیا تھا۔ ابن الدایہ نے اسے ایک لشکر کے ساتھ دمشق بھیجا تاکہ وہ سیف الدین غازی کا مقابلہ کرنے کے لیے ملک صالح کو حلب لے کر آئے۔ وہاں کے ارکان سلطنت نے پہلے اس کی اس تجویز کو ناپسند کیا اور اسے ٹال دیا مگر (غور و فکر کے بعد) وہ اس تجویز کے حامی ہو گئے اور گمشتگین کو واپس بھیجا۔ چنانچہ وہ ملک صالح کو لے کر حلب آ گیا۔ حلب میں داخل ہوتے ہی اس نے ابن الدایہ اور حلب کے ارکان سلطنت کو گرفتار کر لیا اور ملک صالح کی زیر نگرانی وہ وہاں کا خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ اس کے اس اقدام سے دمشق کے امراء خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے سیف الدین غازی کو پیغام بھیجا کہ وہ اس شہر کو فتح کر لے۔ غازی نے اس (پیغام) کو اپنے چچا زاد بھائی کی طرف سے سیاسی فریب پر محمول کیا اور اس تجویز پر عمل نہیں کیا کیونکہ مقبوضہ شہروں کے

زمانے میں اس نے اپنے چچا زاد بھائی سے مصالحت کر لی۔

فتح دمشق: ان کے بعد امرائے دمشق نے یہی تجویز سلطان صلاح الدین کو لکھی۔ اس تجویز کا سب سے بڑا ذمہ دار شمس الدین ابن المقدم تھا۔ سلطان صلاح الدین نے (اس پیغام پر فوراً کاروائی کی اور) بہت جلد شام کی طرف پیش قدمی کر کے بصریٰ کو فتح کر لیا پھر وہ دمشق کی طرف روانہ ہوا اور ماہ ربیع الاول کے آخر میں ۵۷۰ھ میں سلطان صلاح الدین دمشق میں داخل ہو گیا اور وہاں اپنے والد کے گھر میں مقیم ہوا جو عقیقی کے نام سے مشہور تھا۔ سلطان نے قاضی کمال الدین ابن شہرزوری کے ذریعے قلعہ دمشق کے حاکم ریحان خادم کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ ملک صالح کا مطیع (فرمانبردار) ہے اور وہ صرف اس کی مدد کرنے کے لیے آیا ہے۔ اس پر ریحان نے قلعہ سلطان کے حوالے کر دیا۔ بعد ازاں اس نے دمشق پر اپنا جانشین اپنے بھائی سیف الاسلام طغتکین کو مقرر کیا اور خود حمص کی طرف روانہ ہو گیا۔

فتح حمص: وہاں پر مسعود زعفرانی کی طرف سے ایک حاکم مقرر تھا کیونکہ یہ شہر اس کی املاک میں شامل تھا سلطان نے جنگ کر کے شہر کو فتح کر لیا اور قلعہ پر حملے کے لیے لشکر چھوڑا اور وہاں سے حماۃ کی طرف روانہ ہوا (ماہ جمادی) سلطان نے اس امر کا اظہار کیا کہ وہ ملک صالح کا وفادار ہے اور وہ اس لیے جنگ کر رہا ہے کہ وہ ملک صالح کے علاوہ چھینے ہوئے علاقوں کو واپس حاصل کرے اس نے حماۃ کے قلعہ کے حاکم جردیک کو حلب بھیجا اور اسے اپنا جانشین بنا لیا۔

محاصرۂ حلب: سلطان صلاح الدین نے ملک صالح کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ گمشتکین سے ملک صالح کی امداد و تعاون حاصل کرائے اس نے حماۃ کے قلعہ پر اس کے بھائی کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ جب وہ حلب پہنچا تو گمشتکین خادم نے اسے قید کر لیا جب یہ خبر قلعہ میں اس کے بھائی کو پہنچی تو اس نے قلعہ سلطان صلاح الدین کے حوالے کر دیا۔ وہ حلب کی طرف روانہ ہوا اور جمادی الآخر کی تین تاریخ کو حلب کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کے باشندوں نے ملک صالح کی حمایت میں بہت بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا۔

فرنگی حاکم کی رہائی: حلب میں اس سے پہلے طرابلس کا حاکم ریمنڈ قید تھا اسے سلطان نور الدین نے حارم کی جنگ میں ۵۵۹ھ میں گرفتار کیا تھا۔ گمشتکین نے اس سے مال وصول کر کے اسے شہر کے قیدیوں کے تبادلے پر رہا کر دیا۔ تھا۔ اسی سال کے آغاز میں فرنگی بادشاہ مری وفات ہو گیا تھا اور ایک کوڑھی فرزند چھوڑا تھا جس کی کفالت ریمنڈ نے کی تھی اور ان کے علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔

قلعہ حمص کی تسخیر: جب سلطان صلاح الدین نے حلب کا محاصرہ کیا تو گمشتکین نے ریمنڈ (فرنگی حاکم) سے مدد طلب کی تو اس نے حمص کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ یہ دیکھ کر سلطان صلاح الدین نے حلب کا محاصرہ چھوڑ دیا اور اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ جب فرنگیوں نے سلطان کی روانگی کی خبر سنی تو وہ حمص سے بھاگ گئے مگر سلطان خود وہاں گیا اور جب وہ پہنچ گیا اور اس کے قلعہ کا محاصرہ کرنے کے بعد اسے اسی سال کے ماہ شعبان کے آخر میں فتح کر لیا۔

فتح بعلبک: یہاں سے وہ بعلبک کی طرف گیا جو نور الدین کے ایک خادم کے قبضہ میں تھا اس شہر کو بھی محاصرہ دے دیا گیا تو آخر اس نے ہتھیار ڈال دیے اور کئی سال کے بعد یہ شہر بھی فتح ہو گیا یوں سلطان صلاح الدین کے قبضے میں شام کے شہر دمشق، حماۃ اور بعلبک آ گئے۔ ان شہروں کے فتح ہونے کے بعد ملک صالح نے اپنے چچا زاد بھائی سیف الدین غازی حاکم موصل سے فوجی امداد طلب کی چنانچہ اس نے اپنے بھائی عز الدین مسعود کے ہمراہ ایک لشکر بھیجا اس کا سپہ سالار عز الدین زنگی تھا اس لشکر کے ساتھ حلب کی فوجیں سلطان صلاح الدین سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوئیں۔

متحدہ فوجوں کی شکست: اس وقت سلطان صلاح الدین نے سیف الدین غازی کو پیغام دیا کہ حمص اور حماۃ کے علاوہ [illegible] دمشق [illegible] حلب [illegible] اس نے انکار کیا [illegible] چنانچہ سلطان صلاح الدین نے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے فوج کشی کی اور ماہ رمضان ۵۷۰ھ کے آخر میں فریقین میں حماۃ کے گردونواح میں جنگ ہوئی۔ سلطان صلاح الدین نے انہیں شکست دی اور ان کا تمام سامان لوٹ لیا پھر ان کا تعاقب کرتے ہوئے حلب کی طرف بڑھا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ملک صالح [illegible] محاصرہ کے [illegible] شہروں پر سلطان کا قبضہ تسلیم کرنے کی شرط پر صلح کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان نے اس کے ساتھ صلح کر لی۔

ابن زعفرانی کی غداری: وہ حلب سے ماہ شوال میں واپس ہوا اور حماۃ لوٹ آیا وہاں فخر الدین مسعود بن الزعفرانی نور الدین کے امراء میں سے تھا وہ حمص و حماۃ [illegible] کے علاوہ [illegible] تھا جب سلطان نے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا تو وہ سلطان سے مل گیا [illegible] جب [illegible] ساتھ [illegible] اس کی توقعات پوری نہ ہوئیں تو وہ سلطان کو چھوڑ کر چلا گیا۔

مفتوحہ علاقوں پر حکام کا تقرر: جب سلطان صلاح الدین حلب کے محاصرہ کے بعد حماۃ واپس آیا تو اس نے بعلبک کی طرف کوچ کیا۔ اس کے حاکم نے ہتھیار ڈال دیے تو یہ علاقہ بھی فتح ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے اپنے ماموں شہاب الدین محمود کو حماۃ کا [illegible] حمص [illegible] شہر کو [illegible] مقرر کیا اور بعلبک کا حاکم شمس الدین ابن المقدم کو مقرر کیا اور دمشق کی حکومت [illegible] کو دی۔

صلاح الدین ایوبی کی مزید فتوحات: جب سیف الدین غازی کے بھائی کے لشکر کو شکست ہوئی تو سیف الدین غازی حاکم موصل نے ۵۷۱ھ میں دوبارہ فوج کشی کی اور دیار بکر [illegible] کی فوجیں اپنے ساتھ [illegible] امراء کے ساتھ روانہ ہوا اور اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں نصیبین پہنچا [illegible] جب غازی کا لشکر [illegible] سے نکل آیا تو اس نے حلب کی طرف کوچ کیا [illegible] ملک صالح کا لشکر گمشتگین خادم کی قیادت میں شامل ہو گیا۔ سلطان صلاح الدین دمشق سے ان کے مقابلے کے لیے پہنچا اور سلطان کے لشکر کے آنے سے پہلے

جنگ چھیڑ دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غازی نے شکست کھائی اور موصل کی جانب بھاگ گیا اور حلب تک کا علاقہ قبضہ میں آ گیا۔

آخر کار سیف الدین غازی شکست کھا کر موصل روانہ ہو گیا۔ اس نے اپنے بھائی عز الدین مسعود کو بھیج کر سلطان صلاح الدین سے ان کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد [illegible] فتح [illegible] کر لی [illegible] منبج کی طرف [illegible] ہو گیا۔ قطب الدین ینال بن حسان منبجی [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کی [illegible] بھاگ گیا تو سیف الدین غازی نے اسے شہر رقہ کا حاکم مقرر کر دیا۔

قلعہ عزاز کی تسخیر: پھر سلطان صلاح الدین نے قلعہ عزاز کی طرف رخ کیا اور اس کا [illegible] ذوالقعدہ کے [illegible] میں اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ [illegible] جاری رہا۔ آخر کار وہاں کے باشندوں نے ہتھیار ڈال دیئے تو سلطان نے اس پر قبضہ کر لیا۔

سلطان پر حملہ: جب [illegible] محاصرہ [illegible] ایک فدائی نے [illegible] سلطان پر حملہ کر دیا۔ سلطان نے [illegible] بچا [illegible] اس کے ساتھیوں [illegible] کر دیا گیا۔

حلب کا محاصرہ: سلطان [illegible] عزاز کی تسخیر کے بعد حلب پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ [illegible] ملک صالح [illegible] حلب [illegible] صلح [illegible] کے لیے [illegible] سلطان صلاح الدین کے پاس [illegible] اپنے [illegible] سلطان صلاح الدین نے اسے [illegible] بخش دیا اور پھر دمشق واپس آ گیا۔

فرنگیوں کا بعلبک اور شام پر حملے: جب سلطان صلاح الدین نے حلب [illegible] تو [illegible] فرنگیوں نے بعلبک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شہاب الدین [illegible] [illegible] سلطان [illegible] [illegible] [illegible] سلطان نے اپنے [illegible] [illegible] کر دی۔

تورانشاہ کا تقرر: سلطان کے بھائی تورانشاہ [illegible] [illegible] دمشق کا حاکم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سلطان نے اسے دمشق کا حاکم مقرر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مقرر کیا ہوا تھا۔

فصیل کی تعمیر: جب سلطان مصر پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ قاہرہ کے چاروں طرف مستحکم فصیل قائم کی جائے اور اس قلعے کے چاروں طرف بھی فصیل قائم کی جائے جو پہاڑ پر تھا۔ اس فصیل کا دور (احاطہ) انتیس ہزار تین سو گز تھا۔ چنانچہ یہ کام سلطان صلاح الدین کی وفات تک مسلسل جاری رہا۔ اس فصیل کی تعمیر کا نگران اس کا آزاد کردہ غلام قراقوش تھا۔

فرنگیوں پر اچانک حملے: فرنگیوں کی ایک جماعت نے حلب کے علاقے پر حملہ کیا تو بعلبک کا حاکم شمس الدین محمد بن المقدم ان کے مقابلے کے لیے گیا۔ وہاں پر حملہ کرنے کے لیے وہ وادی کے علاقوں میں چھپ گیا تھا اور اچانک ان پر حملہ کر کے انہیں بہت نقصان پہنچایا اور اس نے دو سو فرنگی قیدی سلطان صلاح الدین کے پاس بھیجے۔

اسی زمانے میں (سلطان کا بھائی) توران شاہ بن ایوب یمن سے واپس آ گیا تھا (اور دمشق کا حاکم ہو گیا تھا) اسے یہ اطلاع ملی کہ فرنگیوں کے ایک فوجی دستے نے دمشق کے علاقے پر حملہ کیا ہے تو فوراً اس نے کوچ کیا اور مرج کے مقام پر ان سے جنگ کی۔

توران شاہ کی شکست: مگر وہ ثابت قدم نہ رہ سکا چنانچہ فرنگیوں نے اسے شکست دی اس جنگ میں دمشق کا ایک سپہ سالار سیف الدین ابو بکر بن السلار (فرنگیوں کے ہاتھوں) گرفتار ہوا اس کے بعد فرنگیوں کی جرأت بڑھ گئی۔ وہ اس علاقے پر حملے کرنے لگے مگر جب سلطان صلاح الدین نے فرنگیوں کے علاقے پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے صلح کی تجاویز پیش کر دیں چنانچہ سلطان نے مصالحت کر لی۔

صلاح الدین کا عزم جہاد: سلطان صلاح الدین ماہ جمادی الاولیٰ ۵۷۳ھ میں فرنگیوں کے شہروں پر جو شام کے ساحل پر تھے حملہ کرنے کے لیے مصر سے روانہ ہوا۔ جب وہ عسقلان پہنچا تو اس نے اس کے تمام علاقے کا صفایا کر دیا مگر اسے فرنگیوں کا نام و نشان نہیں ملا۔ لہٰذا سلطان کی فوجیں ان کے شہروں میں گھس گئیں اور رملہ کی طرف پہنچیں تو کہا گیا کہ فرنگی لشکر اپنی فوجوں اور سرداروں کے ساتھ ان کی طرف چلا آ رہا ہے۔ اس وقت سلطان صلاح الدین کی فوجیں چھوٹے فوجی دستوں کی صورت میں ادھر ادھر منتشر ہو گئی تھیں (اور اس کے ساتھ مختصر فوج تھی)۔

دلیرانہ کارنامے: تاہم سلطان صلاح الدین اپنے محاذ پر ثابت قدم رہا اور گھمسان کا رن پڑا۔ اس وقت سلطان کے بھتیجے نے سلطان کی حفاظت نہایت بہادری اور جاں نثاری سے کی۔ تقی الدین بن شاہ کا ایک فرزند جس کا نام احمد تھا ابھی اس کی مونچھیں نہیں نکلی تھیں تاہم وہ بڑا دلیر اور بہادر تھا اس نے بھی اس جنگ میں نہایت دلیرانہ کارنامے انجام دے کر جام شہادت نوش کیا۔ مسلمانوں کو مکمل شکست ہوئی۔ کچھ فرنگی سپاہیوں نے سلطان صلاح الدین کی طرف بڑھنے کی کوشش کی مگر وہ مارے گئے۔ اس جنگ میں فقیہ عیسیٰ نے بہادری سے بھی جاں نثاری کے ساتھ مقابلہ کیا مگر بعد میں وہ گرفتار ہو گیا۔

مصر کی طرف واپسی: جب سلطان صلاح الدین (اس جنگ میں) ناکام ہو کر لوٹا تو اس وقت رات ہو گئی تھی۔ وہ اپنی مختصر بچی کھچی فوج کے ساتھ جنگل میں مصر جانے کے لیے گھس گیا۔ راستے میں وہ پیاس اور دیگر تکالیف میں مبتلا رہا۔ آخر کار وہ قاہرہ میں جمادی الآخر کی پندرہ تاریخ کو واپس پہنچا۔

سلطان صلاح الدین کا خط مورخ ابن الاثیر رقم طراز ہے کہ میں نے خود سلطان صلاح الدین کا ایک خط دیکھا ہے۔ اس نے اپنے بھائی توران شاہ کو دمشق بھیجا تھا وہاں واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے (پہلے دو عنوان خاص کے نیچے شاعر کا شعر لکھتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

"میں نے تمہیں اس وقت یاد کیا جب ہمارے درمیان تلواروں کی بوچھاڑ تھی اور گندم گوں نیزے
تیزی سے ہم پر حملہ کر رہے تھے۔"

آگے چل کر سلطان لکھتا ہے:

"ہم کئی مرتبہ ہلاکت اور تباہی کے کنارے تک پہنچ گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان خطرات سے بچایا۔ وہ
ہم سے وہی کام لینا چاہتا ہے اور اس کے علم کے مطابق ابھی وقت تمام اور پورا نہیں ہوا ہے۔"

سلطان صلاح الدین کے جو فوجی دستے فرنگیوں کے شہروں میں گھس گئے تھے ان میں سے کئی ایک شہید ہو گئے اور باقی گرفتار ہو گئے۔ فقیہ عیسیٰ ہکاری کا واقعہ یہ تھا کہ جب اسے شکست کی خبر ملی تو اس کے ساتھ اس کا بھائی ظہیر اور اس کے دوسرے ساتھی تھے یہ لوگ راستہ بھول گئے اور گرفتار کر لیے گئے۔ بعد ازاں سلطان صلاح الدین نے فقیہ ہکاری کی رہائی کے لیے ساٹھ ہزار دینار زر فدیہ ادا کیا۔

حماۃ پر فرنگیوں کے حملے جب سلطان صلاح الدین کو شکست ہوئی تھی تو اسی زمانے میں صقلی فرنگیوں کا ایک سردار ساحل شام پر پہنچا اس وقت تک سلطان صلاح الدین کا نائب توران شاہ بن ایوب بھی اپنے لشکر کے ساتھ دمشق واپس آ گیا مگر ان حالات کے باوجود وہ عیش و عشرت میں مشغول رہا۔ چنانچہ شہر حماۃ سے قاعدہ اٹھا کر اس فرنگی سپہ سالار نے شام کی فرنگی فوجوں کو جمع کر کے انہیں قریب پہنچ کر حماۃ کا محاصرہ کیا اور شہر ان کے سامنے تنگ ہو گیا۔ وہاں کا حاکم شہاب الدین محمود حارمی تھا جو سلطان صلاح الدین کا ماموں تھا وہ اس وقت بیمار تھا فرنگیوں نے سخت جنگ کی اور وہ سردار بھی سخت کر دیا تو انہوں نے شہر کے ایک حصے پر حملہ کر کے اس پر بھی قبضہ کر لیا تھا مگر مسلمانوں نے ان کا مقابلہ کر کے انہیں شہر سے نکال دیا اور شہر حماۃ میں انہیں گھسنے نہیں دیا۔ آخر کار چار دن کے بعد انہوں نے محاصرہ ختم کر دیا اور اب وہ حارم کی طرف چلے گئے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

جب فرنگی شہر حماۃ سے رخصت ہوئے تھے تو اسی وقت شہاب الدین حارمی فوت ہو گیا تھا۔ اس کے بیٹے فرنگیوں نے حارم کا محاصرہ جاری رکھا انہیں اس بات سے بھی تقویت حاصل ہوئی کہ ملک صالح حاکم حلب اور اس کے گمشتگین سلطنت کے انتظام کے درمیان ناچاقی ہو گئی تھی۔ آخر کار فرنگی مال و دولت لے کر رخصت ہو گئے۔

فرنگیوں کی پسپائی: پھر یہ فرنگی فوجیں ... شہر حمص پر حملہ آور ہوئیں اور اس کے گرد و نواح میں تباہی مچائی اور وہاں کے علاقوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ آخر کار شہری بھی مقابلے کے لیے نکلے اور انہوں نے فرنگی فوجوں کو شکست دے کر ان کا تعاقب کیا۔ انہوں نے (مقتولوں کے) سر اور قیدی سلطان صلاح الدین کے پاس بھیجے جو اس وقت حمص کے باہر موجود تھا۔ اس نے قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

حلب کی حکومت کے لیے جنگ جب سلطان صلاح الدین نے حلب [illegible] [illegible] امیر محمد بن عبدالملک المقدم [illegible] دمشق کا شہر سلطان کے [illegible] [illegible] سلطان کا بھائی [illegible] [illegible] حکومت [illegible] [illegible] سلطان [illegible] حکومت [illegible] اس بات [illegible] سلطان کو دمشق [illegible] سلطان کا [illegible] انہوں نے [illegible] سلطان صلاح الدین [illegible] [illegible] حکومت [illegible] پر قبضہ کر لیا۔

مسلمانوں کی فتح [illegible] ایک بہت بڑا لشکر [illegible] دمشق [illegible] صلاح الدین نے [illegible] [illegible] مسلمانوں [illegible] [illegible]

فرنگیوں کا بحری حملہ [illegible] صلاح الدین [illegible]

[illegible] قلعہ کا محاصرہ [illegible] صلاح الدین [illegible]

فرنگی سرداروں کی گرفتاری جب [illegible] سلطان [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

مستحکم قلعوں کی تعمیر [illegible]

[illegible]

قلج ارسلان سے جنگ [illegible]

حاکم آمد سے [illegible] [illegible]

صلاح الدین کی [illegible] [illegible]

[illegible]

قاصد کی نصیحت۔ ادھر قلیج ارسلان نے اپنے پیغام میں نورالدین کی حرکات کا حال بیان کیا کہ کس طرح اس نے اس کی بیٹی کو تکلیف پہنچائی۔ جب قاصد نے یہ پیغام پہنچایا تو سلطان بہت ناراض ہوا اور اس شہر پر حملہ کرنے کی دھمکی دی۔ قاصد نے اس وقت کوئی جواب نہیں دیا مگر جب سلطان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو وہ دوسرے دن اس کے پاس گیا اور تنہائی میں گفتگو کر کے اسے سمجھایا کہ "وہ حملہ کرنے کے ارادے سے باز آئے کیونکہ اس کی ایک معمولی بات پر بہت مال و دولت خرچ ہوگی (جانوں کا نقصان اس سے زیادہ ہے) بلکہ آپ کو قلیج ارسلان کی بیٹی کی حمایت کرنی چاہیے تاکہ اسے تکلیف نہ پہنچے۔"

دونوں حکام میں مصالحت۔ اب سلطان صلاح الدین کو یہ معلوم ہو گیا کہ قاصد ٹھیک کہہ رہا ہے لہٰذا اس نے قاصد سے کہا "نورالدین نے اپنا معاملہ میرے سپرد کیا ہے لہٰذا تم ان دونوں کے درمیان صلح کراؤ۔ میں تمہاری مدد کروں گا جس سے تم سب مطمئن ہو جاؤ گے۔"

چنانچہ سلطان صلاح الدین کے حسب ہدایت قاصد نے ان دونوں کے درمیان صلح کرا دی۔ اس کے بعد سلطان واپس شام چلا گیا اور نورالدین دیار بکر چلا گیا اور اس نے مقررہ مدت کے اندر جس کا اس نے قاصد سے وعدہ کیا تھا قلیج ارسلان کی بیٹی کی سوتن کو طلاق دے دی۔

قلیج بن الیون کی اہمیت۔ قلیج ابن الیون کے علاقے سے حلب کے راستے گذرتے تھے (اس لیے اس کے علاقے کی بڑی اہمیت تھی) سلطان نورالدین محمود زنگی نے اس کی خدمات حاصل کی تھیں اور شام کا کچھ علاقہ اسے دے دیا تھا اور وہ فوجی مہموں میں اس کے ہمراہ لشکر لے کر جایا کرتا تھا اس نے حاکم قسطنطنیہ کے علاقے پر دست درازی کر کے دار المصیصہ اور طرسوس کے علاقے رومی سلطنت سے چھین لیے تھے اور اس وجہ سے دونوں حکام کے درمیان جنگیں ہوا کرتی تھیں۔

ترکمان قوم پر ظلم۔ جب سلطان نورالدین فوت ہو گیا اور اس کی سلطنت تقسیم ہو گئی تو قلیج ابن الیون اپنے علاقے کا مستقل اور آزاد حاکم بن گیا۔ اس کے علاقے میں ترکمان قوم کے افراد اپنے مویشی چرایا کرتے تھے کیونکہ وہ علاقہ بہت کشادہ اور سرسبز تھا اور اس کے بہت شکر گذار تھے۔ ابن الیون نے ترکمان قوم کو وہاں مویشی چرانے کی اجازت دے رکھی تھی مگر ایک سال کے بعد اس نے ان لوگوں کے ساتھ غداری کی اور انہیں قتل کر کے ان کے مویشی چھین لیے۔

مظلوموں کی حمایت۔ جب سلطان صلاح الدین کو رعبان سے واپس آ رہا تھا تو اسے اس واقعہ کی اطلاع ہوئی سلطان نے اس کے شہروں کی طرف فوج کشی کی اور خود سلطان نے "دریائے سود" کے قریب قیام کیا اور اپنے فوجی دستے اس کے علاقے میں پہنچا دیے انہوں نے وہاں جا کر ان علاقوں کو تباہ کر دیا۔ ابن الیون نے اپنے ایک قلعے میں تمام مال و دولت کا ذخیرہ جمع کر رکھا تھا۔ اسے اس ذخیرے کے لٹ جانے کا اندیشہ ہوا تو اس نے اس قلعہ کو ویران کرنا چاہا مگر سلطان صلاح الدین اس سے پہلے وہاں پہنچ گیا اور اس نے اس کا تمام ذخیرہ مال غنیمت میں حاصل کر لیا۔ آخر کار ابن الیون مجبور ہو گیا وہ ترکمان قوم کے تمام مال و مویشی واپس کرے اور اگر سلطان مصالحت کے بعد وہاں سے چلا جائے تو وہ ترکمان کے قیدیوں کو بھی چھوڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ سلطان نے اس کی باتیں منظور کر لیں اور دونوں کے درمیان مدت

تھے وہاں سے واپس چلے آئے۔

الکرک کی تباہی: فرنگیوں کے شہر الکرک کا حاکم پرنس ارناط انتہائی مکار اور بدطینت شخص حاکم تھا۔ اس نے شہر الکرک کے دریا پار ایک قلعہ تعمیر کرایا تھا۔ اس نے پہلے اس کا نام و نشان مٹانا اس کا ارادہ تھا کہ وہ (نعوذ باللہ منہا) مدینہ منورہ پر حملہ کرے۔ عزالدین فرخ شاہ کو اس کے ارادوں کا علم اسی وقت ہو گیا تھا جب وہ دمشق میں تھا اس لیے اس نے فوج اکٹھی کی اور ۵۷۷ھ میں الکرک کی طرف فوج کشی کی اور وہاں پہنچ کر اس کے تمام زرعی علاقوں کو تباہ و برباد کر دیا وہ وہاں کچھ عرصے تک مقیم رہا تاکہ اگر ارناط اسلامی علاقوں پر حملہ کرنے کے لیے آئے تو اس کا قلع قمع کرے مگر جب اس کی امید منقطع ہو گئی تو فرخ شاہ دمشق واپس چلا گیا۔

توران شاہ کی یمن سے واپسی: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ شمس الدولہ توران شاہ نے ۵۶۹ھ میں یمن فتح کیا تھا اور شہر زبید کے ایک امیر مبارک بن کامل بن منقذ کو حاکم مقرر کیا تھا اور عدن کا حاکم عزالدین عثمان بن زنجیلی کو مقرر کیا تھا اس نے شہر تعز کو تعمیر کرا کے اسے اپنی حکومت کا پایۂ تخت قرار دیا تھا پھر ۵۷۱ھ میں اپنے بھائی صلاح الدین کے پاس آ گیا تھا۔ صلاح الدین جب شام سے مصر واپس آیا تو چونکہ اسے کافی مدت سے توران شاہ سے تعلق تھا اس لیے اس نے اسے دمشق کا حاکم بنا دیا اور خود مصر چلا گیا تھا۔

توران شاہ کی وفات: پھر اس کے بھائی سلطان صلاح الدین نے اسے شہر اسکندریہ کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ یمن کی حکومت اس کے علاوہ اس کو پہلے سے ملی ہوئی تھی چنانچہ زبید، عدن اور یمن کے دیگر صوبوں کی آمدنی بھی اسے معمول کے مطابق ملتی تھی ان سب کے باوجود وہ بہت زیادہ خرچ کی وجہ سے مقروض تھا۔ وہ ۵۷۶ھ میں فوت ہو گیا تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا تمام قرضہ اس کے بھائی صلاح الدین نے ادا کیا جب اسے اس کی وفات کی خبر ملی تو وہ مصر واپس آ گیا اور اس نے دمشق پر عزالدین فرخ شاہ بن شاہنشاہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔

یمن کے مزید حالات

حاکم زبید کی گرفتاری: زبید (یمن) کا نائب حاکم مبارک بن کامل اپنے صوبے میں خود مختار ہو گیا تو وہاں کے مال و دولت پر بھی اسے پورا اختیار حاصل تھا اور اس نے بہت زیادہ مال جمع کر رکھا تھا۔ جب شمس الدولہ یمن سے پہلے یمن جانے کی اجازت مانگی تو اس نے اجازت دے دی پھر اس نے اس کے بھائی حطان بن منقذ سے اجازت طلب کی اور شمس الدولہ کے ساتھ چلے گئے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو وہ سلطان صلاح الدین کی خدمت میں رہنے لگا اس نے بہت مال جمع کیا ہوا تھا چنانچہ سلطان سے لوگوں نے اس کے برخلاف شکایت پہنچائی کہ اس نے یمن کا (سرکاری) مال ضبط کر رکھا ہے۔ اسے سلطان نے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا۔ اسی مقصد کے لیے اس نے ان کے برخلاف منصوبے باندھ رکھے تھے

[illegible]

[illegible] کے اقدامات [illegible]

[illegible] کی حکومت [illegible]

[illegible] کی گرفتاری [illegible]

[illegible]

[illegible] امن و امان [illegible]

[illegible] کی حکومت [illegible]

تھی۔ اس کے بعد اس کا فرزند قلعہ البیرہ کا حاکم مقرر ہوا۔ جب سلطان نورالدین فوت ہوا تو اس نے عزالدین مسعود حاکم موصل کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد ماردین اور موصل کے حکام میں کچھ مخاصمانہ تعلقات قائم ہو گئے تو قطب الدین حاکم ماردین نے عزالدین حاکم موصل سے قلعہ البیرہ فتح کرنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اجازت دے دی۔

قلعہ البیرہ کا محاصرہ چنانچہ قطب الدین نے لشکر جرار جمع کیا، وہاں خود مقیم رہا اور لشکر کو قلعہ البیرہ کی طرف بھیجا جس نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

سلطان کی سفارش حاکم قلعہ البیرہ کے حاکم نے سلطان صلاح الدین سے فوری امداد طلب کی اور لکھ بھیجا کہ وہ اس کا اسی طرح مطیع و فرمانبردار ہے جس طرح اس کا باپ سلطان نورالدین کا مطیع تھا لہٰذا سلطان صلاح الدین نے حاکم ماردین قطب الدین کو (اس کی حمایت میں) سفارشی خط لکھا مگر اس نے سفارش کو قبول نہیں کیا تو سلطان نے اس سے جنگ کرنے کی دھمکی دی [illegible] قطب الدین کی فوجیں اس قلعہ سے چلی گئیں۔

البیرہ کی تسخیر اس کے بعد قلعہ البیرہ کا حاکم سلطان صلاح الدین کے پاس آیا اور اس نے اپنی وفاداری اور اطاعت کا اظہار کیا۔ اس طرح یہ قلعہ بھی سلطان صلاح الدین کی عملداری میں شامل ہو گیا۔

فرنگیوں کی تباہی اس کے بعد سلطان صلاح الدین ۵ محرم ۵۷۸ھ میں مصر سے روانہ ہو کر شام جا رہا تھا جب وہ ایلہ کے مقام پر پہنچا تو فرنگی فوج نے اس کا راستہ روکنا چاہا لہٰذا سلطان نے اپنا سامان اپنے بھائی تاج الملوک کے ذریعے دمشق بھجوا دیا اور خود لشکر لے کر آگے بڑھا اور ان کے شہروں کو تاخت و تاراج کیا اور [illegible] کو تباہ و برباد کیا اور وہاں سے [illegible] ماہ صفر کو یہ دمشق پہنچ گیا۔

قلعہ شقیف کی تسخیر فرنگی فوجیں جب ایلہ کے مقام پر منتشر ہو رہی تھیں تو وہ شام کے راستے سے اپنے شہروں میں داخل ہو گئیں۔ لہٰذا دمشق کے نائب حاکم عزالدین فرخ شاہ نے ان کا مقابلہ کیا۔ اس نے ان کے علاقوں کو تباہ کر کے ان کے دیہات کو ویران کر دیا۔ اس نے بہت سے فرنگیوں کو قتل کیا اور بہت سے افراد کو قیدی بنا لیا۔ اس کے علاوہ اس نے ان کے ایک قلعہ شقیف[1] کو بھی فتح کر لیا جو مسلمانوں کے لیے بہت خطرناک تھا۔ اس نے قلعہ شقیف کے فتح ہونے کی اطلاع سلطان صلاح الدین کو بھیجی تو وہ اس سے بہت خوش ہوا۔

فتح بیسان: سلطان صلاح الدین نے چند دن دمشق میں آرام کیا پھر وہ ربیع الاول ۵۷۸ھ میں فرنگیوں سے لڑنے کے لیے طبریہ کی طرف چل پڑا [illegible] خیمہ زن ہوا۔ فرنگیوں کی فوجیں طبریہ میں اکٹھی ہوئی تھیں اس لیے سلطان صلاح الدین نے اپنے بھتیجے فرخ شاہ کو بیسان کی طرف روانہ کیا۔ اس نے اس مقام کو فتح کر لیا اور [illegible] کو تباہ کر دیا۔ اس نے قریب کے قلعوں پر بھی حملہ کیا اور وہاں کے فرنگیوں کو قتل کیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا۔

---

[1] شقیف دمشق سے [illegible] کے قریب ایک مضبوط قلعہ ہے (مترجم)

فرنگی فوجوں سے مقابلہ جب فرنگی فوجیں بیروت سے نکل کر آگے بڑھیں تو سلطان صلاح الدین نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان کی طرف پیش قدمی کی۔ فرنگی فوجیں پہاڑوں میں محصور ہو گئیں اور انہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اسی حالت میں سلطان نے اپنے دونوں بھتیجوں تقی الدین عمر اور عز الدین فرخ شاہ کو فوجیں دے کر بھیجا۔ انہوں نے فرنگیوں سے سخت جنگ کی۔ پھر انہوں نے جنگ بند کر دی اور سلطان صلاح الدین دمشق آ گیا۔

بیروت کا محاصرہ: اب سلطان بیروت کی طرف روانہ ہوا اور اس کے گرد و نواح کو تباہ کر دیا۔ سلطان نے مصر سے بیروت کے محاصرے کے لیے بحری بیڑہ طلب کیا تھا۔ چنانچہ بحری بیڑہ وہاں پہنچ گیا اور اس کی مدد سے اس نے چند دنوں تک اس کا محاصرہ کیا۔

فرنگی جہاز کی تباہی اسی اثناء میں [illegible] کے مقام پر فرنگی مسافروں کی ایک بڑی کشتی بحری طوفان سے ڈوب گئی۔ اس میں فرنگی زائرین کی ایک جماعت سوار تھی۔ جو بیت المقدس کی زیارت کے لیے جا رہی تھی۔ دمیاط کے قریب ہوا میں طوفان آیا اور وہ کشتی تباہ ہو گئی اور فرنگیوں کے ایک ہزار چھ سو افراد قیدی بنا لیے گئے۔

آخر کار سلطان نے بیروت سے الجزیرہ کی طرف (فتوحات) وجوہات کی بنا پر کوچ کیا جس کا سبب ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

مظفر الدین کی خط و کتابت مظفر الدین کوکبری بن زین الدین علی کوچک کا باپ موصل کے قلعہ کا نائب حاکم تھا۔ خود مظفر الدین کوکبری سلطان مودود اور اس کے فرزندوں کے عہد حکومت میں بہت زیادہ رسوخ رکھتا تھا آخر میں حران کا حاکم بن گیا اور وہ بہت طاقتور ہو گیا۔

پھر جب موصل کے عز الدین نے مظفر الدین کو ناراض کر دیا۔ اس کی بجائے وہ سلطان صلاح الدین کے ساتھ مل گیا اور وہ اسے الجزیرہ کے شہروں کا حاکم بنانا چاہتا تھا اس لیے جب سلطان صلاح الدین بیروت کا محاصرہ کر رہا تھا تو اس نے اس سے خط و کتابت کی اور اسے ان شہروں کے فتح ہونے کی توقع دلائی اور اس سے درخواست کی کہ وہ فوراً وہاں پہنچ جائے۔

الجزیرہ کا قصد چنانچہ سلطان بیروت سے روانہ ہو گیا۔ اس نے یہ مشہور کیا کہ وہ حلب پر فوج کشی کر رہا ہے مگر اس نے دریائے فرات کا رخ کیا جہاں مظفر الدین اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور وہ سب قلعہ بیرہ کی طرف روانہ ہوئے جس کے حاکم نے عز الدین کی اطاعت ترک کر دی تھی۔

حاکم موصل عز الدین اور مجاہد الدین کو جب یہ اطلاع ملی کہ سلطان صلاح الدین نے شام کی طرف پیش قدمی کی ہے تو انہیں یہ خیال ہوا کہ وہ حلب پر (حملہ کرنے کا) قصد کر رہا ہے۔ اس لیے وہ اس کی مدافعت کے لیے روانہ ہوئے مگر جب سلطان نے دریائے فرات کو عبور کیا تو وہ موصل واپس آ گئے انہوں نے دارا کی طرف فوجی دستہ بھیجا۔

فتح رہا و حران: ادھر سلطان صلاح الدین نے دیار بکر وغیرہ کے حکام سے خط و کتابت کی اور انہیں (مختلف علاقے دینے کا) وعدہ کیا۔ کیفا کے حاکم نور الدین محمود سے اس نے یہ وعدہ کیا کہ وہ اسے آمد کی حکومت عطا کرے گا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس فوج لے کر پہنچ گیا اور وہاں سے سلطان کے ساتھ شامل ہو کر رہا کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس زمانے میں رہا کا حاکم امیر فخر الدین بن مسعود زعفرانی تھا۔ جب اس نے جنگ کی شدت محسوس کی تو اس نے ہتھیار ڈال دیئے اور شہر صلاح الدین کے حوالے کر دیا بلکہ اس کے ساتھ قلعے کے محاصرہ میں بھی شریک ہوا۔ یہاں تک کہ قلعے کے نائب حاکم نے مال و دولت حاصل کر کے قلعہ سلطان کے حوالے کر دیا۔ سلطان نے رہا اور حران دونوں شہروں کی حکومت مظفر الدین کے حوالے کی۔

فتح رقہ: پھر وہ سب لوگ فوج لے کر رقہ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کا حاکم قطب الدین ینال بن حسان منبجی تھا۔ وہ شہر چھوڑ کر موصل چلا گیا۔ اس طرح صلاح الدین نے رقہ بآسانی فتح کر لیا۔

فتح بلاد خابور: پھر سلطان قرقیسیا، ماکسین اور عربان کی طرف روانہ ہوا جو خابور کے شہر تھے وہاں اس نے ان تمام شہروں کو فتح کر لیا۔

فتح نصیبین: وہاں سے وہ نصیبین کی طرف حملہ آور ہوا۔ اس نے شہر تو فوراً فتح کر لیا۔ البتہ قلعہ کا محاصرہ چند دنوں تک جاری رہا۔ پھر وہ بھی تسخیر ہو گیا اور سلطان نے اس پر ابو الہیجاء السمین کو اس کا حاکم مقرر کیا۔

فرنگیوں کے اچانک حملے: ان شہروں کی فتح سے فارغ ہو کر سلطان صلاح الدین نے حاکم کیفا نور الدین کے ساتھ مل کر موصل پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر راستے میں یہ خبر موصول ہوئی کہ فرنگی فوجوں نے دمشق کے مقامات پر حملہ کر دیئے اور وہاں کے دیہات کو تباہ کر دیا ہے۔ ان کا ارادہ تھا کہ وہ داریا کی جامع مسجد کو تباہ کریں مگر دمشق کے نائب حاکم نے انہیں دھمکی دی کہ "اگر انہوں نے جامع مسجد کو تباہ کیا تو وہ (اس کے بدلے میں) ان کے گرجوں اور خانقاہوں کو تباہ و برباد کر دے گا" چنانچہ وہ اپنے ارادے سے باز آئے۔

جنگی تیاریاں: ان تمام خبروں کے باوجود سلطان صلاح الدین نے حملہ موصل کا ارادہ ملتوی نہیں کیا اور موصل کی طرف پیش قدمی کی۔ موصل کے حاکم نے بہت بڑا لشکر اکٹھا کر لیا اور محاصرہ کے لیے مکمل تیاری کر لی تھی اور اپنے نائب کو جنگی تیاریوں کے لیے مخصوص کر دیا تھا۔ چنانچہ شہرزور، اربل اور جزیرہ ابن عمر میں فوجی کمک، اسلحہ اور ضروری مال و دولت اکٹھی کی گئی۔

ناقابل تسخیر شہر موصل: جب سلطان صلاح الدین، مظفر الدین اور شیرکوہ کے فرزند کے ساتھ موصل کے قریب پہنچا تو شہر کی جنگی تیاریاں دیکھیں کہ وہ سب بہترین ہو گئی ہیں اور انہیں اس کے ناقابل تسخیر ہونے کا یقین ہو گیا۔ لہٰذا سلطان نے اپنے ان دونوں مشیروں کو برا بھلا کہا کیونکہ ان دونوں نے اسے موصل پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

موصل کی جنگ کا آغاز: سلطان صلاح الدین نے دوسرے سال جب حلب کے انتظامات [illegible] تو [illegible] لشکر [illegible] اور [illegible] الظاہر پر مقرر کیا [illegible] بھائی [illegible] اور [illegible] موصل سے جنگ کا آغاز ہو گیا [illegible] نکلے۔ انہوں نے [illegible] سلطان سے [illegible] ایک شخص [illegible] منصب [illegible] شہر [illegible] دوران [illegible] جنگ کے [illegible] سلطان [illegible] کے وقت [illegible] [illegible] واپس لوٹ گئے تھے۔

مصالحت کی کوشش: [illegible] موصل کی طرف سے حضرت [illegible] شیخ [illegible] مصالحت کے لیے [illegible] سلطان صلاح الدین [illegible] [illegible] سلطان نے [illegible] [illegible] [illegible] کے لیے تیار [illegible] [illegible] تھی۔

سنجار کا محاصرہ: [illegible] سلطان نے موصل کا محاصرہ چھوڑ کر سنجار کا قصد کیا۔ یہاں کا حاکم شرف الدین امیر امیران [illegible] تھا جو موصل [illegible] کا بھائی تھا۔ [illegible] سلطان صلاح الدین نے [illegible] سلطان [illegible] [illegible] سلطان نے [illegible] پر قبضہ کر لیا [illegible] کا نام سعد الدین بن معین الدین [illegible] [illegible] شامل ہو گئے۔

پھر سلطان صلاح الدین [illegible] [illegible] اپنے [illegible] [illegible] رہا۔

شاہ ارمن کا پیغام صلح: والی موصل عز الدین نے [illegible] شاہ ارمن سے سلطان صلاح الدین کے مقابلے کے لیے فوجی امداد طلب کی [illegible] سلطان [illegible] صلاح الدین سے [illegible]

منظور کر لے گا مگر اس نے اس کی بات نہیں مانی۔ اسے معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے اپنے ایک دوسرے آزاد کردہ غلام سیف الدین بکتمر کو اس وقت بھیجا جب سلطان سنجار کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ اس قاصد کے ذریعے سے اس نے یہ ہدایت کی تھی کہ سلطان محاصرہ ختم کر دے۔ سلطان نے اس کے پیغام کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ وہ ٹال مٹول کرتا رہا۔ کیونکہ اسے امید تھی کہ وہ سنجار کو فتح کر لے گا۔

آزاد کردہ غلام بکتمر (قاصد) نے اپنے آقا کی طرف سے اس کو دھمکی دی اور ناراض ہو کر چلا گیا۔ اس نے سلطان کا انعام واکرام بھی قبول نہیں کیا۔

مخالف فوجوں کا اجتماع قاصد نے (واپس آکر) شاہ ارمن کو سلطان کے خلاف بھڑکایا۔ چنانچہ شاہ ارمن جو خلاط کے پہاڑی علاقے میں خیمہ زن تھا۔ فوراً ماردین کی طرف روانہ ہوا۔ اس زمانے میں ماردین کا حاکم ان کا بھتیجا اور عزالدین (حاکم موصل) کا ماموں زاد بھائی اور ان کا داماد قطب الدین بن نجم الدین تھا۔ حاکم موصل اتابک عزالدین بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس وقت سلطان صلاح الدین سنجار سے لوٹتے ہوئے حران میں مقیم تھا اور اس نے تمام فوجوں کو منتشر کر دیا تھا۔

دشمن کا فرار جب اس نے سنا کہ یہ سب لوگ (اس کے خلاف) اکٹھے ہو رہے ہیں تو اس نے اپنے بھتیجے تقی الدین ابن شاہنشاہ کو حماۃ سے بلوایا اور راس عین کی طرف کوچ کیا۔ (یہ خبر سن کر) یہ متحدہ فوجیں منتشر ہو گئیں اور ہر ایک فوج اپنے اپنے علاقے کی طرف لوٹ گئی۔ پھر سلطان صلاح الدین نے ماردین کا قصد کیا اور وہاں چند دن قیام کرنے کے بعد واپس چلا گیا۔

فرنگیوں کے بحری حملے برنس ارناط (فرنگی) حاکم الکرک نے ایک بحری بیڑہ متفرق اجزاء کے ساتھ تیار کیا اور اس کے متفرق اجزاء لے کر ساحل ایلہ کے پاس گیا اور سب سے پہلے اس کے اجزاء جوڑ کر اسے بحر (قلزم) میں لنگر انداز کیا۔ پھر اس بحری بیڑہ کو جنگجو فرنگی فوجوں سے بھر کر اسے بحری حملوں کے لیے دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں سے ایک جماعت کا تقرر قلعہ ایلہ کے چاروں طرف کیا گیا تاکہ وہ چاروں طرف سے اس کی حفاظت کرے۔ ان میں سے ایک حصہ عیذاب کی طرف روانہ ہوا۔ انہوں نے وہاں کے بحری سواحل پر حملے شروع کر دیئے اور وہاں جو تجارتی جہاز اور کشتیاں نظر آئیں انہیں وہ اپنے قبضے میں لانے لگے۔ ان کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو ایسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا جس سے ان کا سابقہ پہلے کبھی نہ پڑا تھا۔ کیونکہ اس سمندر میں اس سے پہلے کوئی فرنگی تاجر یا فرنگی سپاہی داخل نہیں ہوا تھا۔

فرنگی بیڑوں کی تباہی اس زمانے میں سلطان صلاح الدین کے نائب کی حیثیت سے اس کا بھائی الملک العادل ابو بکر بن ایوب مصر کا حاکم تھا۔ اس نے (فرنگیوں کے بحری حملوں کو روکنے کے لیے) ایک بحری بیڑہ تیار کرایا اور اس میں جنگجو فوج کو سوار کرایا جو مصر کے امیر البحر حسام الدین لؤلؤ الحاجب کی قیادت میں بحری جنگ پر روانہ ہوئی۔ سب سے پہلے وہ ایلہ کے فرنگی بیڑہ کے مقابلہ کرنے کے لیے پہنچا جو چاروں طرف سے ایلہ کی حفاظت کر رہا تھا۔ چنانچہ (مسلمانوں کے اس بحری بیڑے نے) ان کے بحری بیڑہ کو بالکل تباہ و برباد کر دیا۔

فرنگی جہازوں کا تعاقب: (ابن اثیر [illegible]) [illegible] ناکامیابی حاصل کرنے کے بعد یہ اسلامی بیڑہ دوسرے فرنگی جہازوں کے تعاقب میں روانہ ہوا [illegible] عیذاب پہنچا وہاں انہیں ان کا پتہ نظر نہیں آیا اس لیے وہ رابغ ([illegible]) کی طرف لوٹ گیا۔ آخر فرنگی جہاز ساحل حوراء پر نظر آئے یہ دونوں شہروں (مکہ مدینہ) اور رکن کی طرف جانے [illegible] مسلمانوں پر حملہ کرنے کا قصد رکھتے تھے مگر جب انہوں نے [illegible] مسلمانوں کے جہاز [illegible] دیکھا تو انہیں اپنی شکست کا یقین ہو گیا۔ اس لیے وہ فرنگی ([illegible]) [illegible] پہاڑوں میں پناہ گزین ہو گئے۔

(امیر البحر) لؤلؤ نے اپنی کشتیوں سے اتر [illegible] گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کا تعاقب کیا [illegible] انہیں شکست [illegible] ان میں سے اکثر مارے گئے اور جو بچے وہ قیدی بنا لیے گئے۔ ان میں سے کچھ (حج کے موقع پر) منیٰ (میں) قربانی کے [illegible] بھیجے گئے۔ جہاں وہ قربانی کے لیے قتل کیے گئے باقی قیدیوں کو لے کر وہ مصر چلا آیا۔

فرخ شاہ کی وفات: اسی زمانے میں سلطان صلاح الدین کا بھتیجا عزالدین فرخ شاہ بن شاہنشاہ جو دمشق کا حاکم تھا فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے [illegible] بیمار ہوا [illegible] اس لیے وہ واپس آیا [illegible] جمادی الاولیٰ [illegible] میں فوت ہو گیا۔ یہ سلطان کے اہل و عیال کا نگران تھا اور سلطان اپنے تمام ساتھیوں سے زیادہ اس پر بھروسا رکھتا تھا۔ اسے اس کی وفات کی خبر اس وقت ملی جب وہ دریائے فرات کو عبور کر کے الجزیرہ اور موصل کی طرف جا رہا تھا۔ لہذا سلطان نے (سابق حاکم دمشق) شمس الدین محمد ابن المقدم کو دمشق کا حاکم مقرر کیا اور وہاں اسے [illegible] بنا کر [illegible] اپنی مہم پر روانہ ہو گیا۔

فتح آمد: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان صلاح الدین بلاد جزیرہ کی طرف گیا تھا اور وہاں اس نے [illegible] میں چند دن قیام [illegible] آمد کی طرف بھیجا اس نے نور الدین کو حکم دیا تھا کہ (اس پر قبضہ کرنے کے بعد) [illegible] لہذا سلطان نے [illegible] آمد کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کا حاکم بہاء الدین بن نیسان تھا [illegible] اس شہر کا انتظام اور حفاظت بہت خراب تھا اس نے عوام پر [illegible] کرنے سے اپنے ہاتھ [illegible] اس لیے عوام اس کی بد انتظامی اور ظلم سے تنگ آ گئے تھے اس نے ان کے لیے روزی اور معیشت کی راہیں بھی بند کر رکھی تھیں۔

ابن نیسان کی [illegible]: سلطان صلاح الدین نے [illegible] اور [illegible] کے دونوں پہلو تھے۔ لہذا جب [illegible] سے انکار کر دیا۔ اس لیے ابن نیسان نے اپنے [illegible] کو قاضی الفاضل کے ہمراہ سلطان کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ [illegible] کے لیے تین دن کی مہلت دے۔ سلطان نے اس کی درخواست منظور کر لی۔

سامان کی منتقلی: ابن نیسان نے تین دن [illegible] اپنے [illegible] منتقل کرنے لگا۔ [illegible] اس [illegible] منتقل [illegible] کے لیے [illegible] سلطان صلاح الدین [illegible]

سلسلے میں اہل حلب کی سلطان نے اسے چھپا لیے اور آزاد بھجوا دیے۔ اسی طرح اس نے حمص میں بھی سامان منتقل کر لیا۔ جب یہ مدت ختم ہو گئی تو اسے باقی سامان لے جانے سے روک دیا گیا۔

معاہدہ کی پابندی: آخرکار سلطان صلاح الدین نے عاشورہ محرم ۵۷۹ھ میں اس شہر کو فتح کر لیا۔ فتح کرنے کے بعد سلطان نے (معاہدے کے مطابق) یہ شہر آمد نور الدین کے حوالے کر دیا۔ اس نے سلطان کو یہ اطلاع دی کہ اس شہر میں مال و متاع کے (بہت سے ذخیرے موجود ہیں، جنہیں وہ اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں) مگر سلطان نے لے جانے سے انکار کر دیا اور کہا: "میری یہ عادت نہیں ہے کہ میں اصل چیز دے دوں اور اس کی شاخ (فرع) سے دریغ کروں۔"

جب نور الدین (حاکم کیفا) شہر میں داخل ہوا تو اس نے سلطان صلاح الدین اور اس کے امرا کو جشن فتح میں بلوایا جو اس نے ان کے اعزاز میں منعقد کیا تھا۔ اس جشن میں اس نے ان سب کے شایان شان تحفے پیش کیے۔ اس کے بعد سلطان وہاں سے واپس چلا گیا۔

فتح تل خالد و عنتاب: جب سلطان صلاح الدین آمد کی فتح سے فارغ ہوا تو وہ حلب کی عملداری میں داخل ہوا۔ اس نے تل خالد کا محاصرہ کر کے اس کی فصیلوں پر مجانیق (قلعہ شکن آلات) نصب کر دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور اس نے انہیں پناہ دے کر ماہ محرم ۵۷۹ھ میں فتح کر لیا۔

پھر اس نے عنتاب کی طرف کوچ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا وہاں کا حاکم ناصر الدین محمد تھا جو شیخ اسمٰعیل کا بھائی تھا۔ وہ سلطان نور الدین عادل کا خزانچی اور اس کا دوست تھا اور اسی نے اس کو وہاں کا حاکم بنایا تھا۔

اس نے سلطان سے درخواست کی کہ وہ اس کی اطاعت قبول کرتا ہے لہٰذا اسے اس کی جگہ حکومت پر بحال کرے۔ سلطان نے ایسا ہی کیا۔ مگر اس کی یہ بات رہی اور وہ سلطان کی خدمت میں رہنے لگا۔ اس فتح میں عساکر نے بہت مال غنیمت حاصل کیا۔

نصرت الٰہی کے واقعات

بحری جنگ میں فتح: ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ مصر کا بحری بیڑا روانہ ہوا اس کا سمندر میں فرنگیوں کے ایک بحری بیڑے سے مقابلہ ہوا جس میں چار سو مسلح فرنگی سپاہی سوار تھے اور ان کے ساتھ بہت مال و متاع تھا۔ یہ لوگ شام کے فرنگیوں کے پاس جا رہے تھے۔ مسلمانوں نے ان پر فتح حاصل کی اور جو کچھ ان کے پاس تھا وہ سب لوٹ لیا۔ پھر وہ مصر صحیح و سالم لوٹ آئے۔

باران رحمت: دوسرا واقعہ خشکی کی جنگ کا ہے۔ وہ یہ ہے کہ فرنگیوں کے ایک فوجی دستے نے داروم کے مقام پر حملہ کیا۔ مسلمانوں نے ایلہ کے مقام پر انہیں پکڑ لیا اور سمندر تک ان کا تعاقب کیا۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کو سخت پیاس لگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بارش برسائی اس کی وجہ سے وہ بہت سیراب ہو گئے پھر انہوں نے فرنگیوں سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور ان کا صفایا کر دیا۔ اس کے بعد فرنگی ٹھنڈے ہو گئے اور مسلمان صحیح و سالم مصر واپس آ گئے۔

ملک صالح کی وفات: ملک صالح اسمٰعیل بن نور الدین صرف حلب کا حکمران رہ گیا تھا۔ اس کے بعد وہ شام میں کوئی ما۔ اس نے بخوشی اس نے (اپنی زندگی میں) حلب کو سلطان صلاح الدین سے بچائے رکھا۔ وہ عز الدین سے شام فتح نہ کر سکے۔ اس نے اپنے چچازاد عز الدین صاحب موصل کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا چنانچہ اس کی وفات کے بعد عز الدین نے اپنے نائب کو بھیج کر حلب پر قبضہ کر لیا۔

سلطنتوں کا تبادلہ: اس کے بعد اس کے بھائی عماد الدین نے جو سنجار کا حاکم تھا حلب سے سنجار کا تبادلہ کرنا چاہا۔ عز الدین نے چچیرے بھائی کی تجویز منظور کر لی۔ اس نے اپنے بھائی سے سنجار کا علاقہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد وہ موصل واپس آ گیا۔ پھر عماد الدین حلب گیا اور اس پر قابض رہا۔

سلطان صلاح الدین کو سلطنتوں کا یہ تبادلہ ناگوار گزرا۔ اسے یہ اندیشہ ہوا کہ عماد الدین حلب پر قبضہ کرنے کے بعد اس کے خلاف فوج کشی کرے گا۔

محاصرۂ حلب: اس وقت سلطان مصر میں تھا، تبادلہ کی خبر سن کر شام پہنچا۔ وہاں سے جزیرہ پہنچا اور اس کے تمام علاقوں پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اس نے موصل کا محاصرہ کیا۔ مگر آمد کا محاصرہ کر کے اسے جلد ہی فتح کر لیا۔ پھر حلب آیا اور پہنچ کر وہ حلب کی طرف روانہ ہوا اور اس نے تل خالد اور عنتاب کے علاقے فتح کر لیے۔ پھر اس نے حلب کی طرف فوج کشی کی اور محرم ۵۷۹ھ میں شہر کا محاصرہ کر لیا۔ چند روز تک طرفین میں لڑائی ہوتی رہی۔ آخر میں عماد الدین صلح کی طرف مائل ہو گیا اور جان کی امان طلب کر لی۔

فتح حلب: عماد الدین کے لشکر والے اس سے تنگ آ گئے اور مطالبہ کیا اور روزانہ سے کب تک لڑتے رہیں گے اور حلب کا شہر اس کے پاس رہ جائے گا۔ اس نے اس مقصد کے لیے سلطان سے بات کی۔ رہبر بنایا صلاح الدین کا بھائی تھا۔ اس نے یہ قرار داد پیش کی کہ عماد الدین سنجار، نصیبین، رقہ اور سروج کے علاقے لے لے۔ اس کے بدلے میں وہ حلب کی حکومت سے دست بردار ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ قرار پایا۔ صفر ۵۷۹ھ کو ... اس کے دمشق کی طرف ... دن سلطان صلاح الدین حلب میں داخل ہو گیا۔ سلطان نے عماد الدین کے سامنے ... رکھی۔ جب وہ واپس آئے تو اس نے باقی ... سب ... عماد الدین جب حکومت سے دستبردار ہوا تو سلطان نے ... عماد الدین اپنے علاقوں کی طرف واپس چلا گیا۔

تاج الملوک کی وفات: حلب کے محاصرہ کے موقع پر ایک لڑائی میں سلطان صلاح الدین کا چھوٹا بھائی بھی شامل تھا جس کا نام تاج الملوک بوری تھا۔ اس کے گھٹنے میں تیر لگا تھا اور وہ اسی زخم کی وجہ سے فتح کے بعد اس سے پہلے کہ سلطان شہر میں داخل ہو فوت ہو گیا۔

قلعہ حارم کی تسخیر: حلب کی فتح کے بعد سلطان صلاح الدین نے قلعہ حارم کی طرف فوج روانہ کی۔ وہاں کا حاکم

طرف قلعہ تھا جو سلطان نور الدین زنگی کا آزاد کردہ غلام تھا۔ یہ قلعہ صاحب منبج کے ماتحت تھا۔ سلطان نے اس کا محاصرہ کیا پھر [illegible] کا [illegible] ہوا اگر قلعہ کے [illegible] کرنے سے صلح نہیں کی۔ اس کے برخلاف اس نے فرنگیوں سے فوجی امداد طلب کی۔ جب اس کی فوج کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے اپنے حاکم پر حملہ کر کے اسے قید کر لیا۔ پھر انہوں نے سلطان صلاح الدین سے صلح کر لی [illegible] سلطان نے یہ قلعہ فتح کر لیا اور اپنے ایک خادم [illegible] کو حاکم مقرر کر دیا۔

نئے حکام کا تقرر: سلطان نے قلعہ [illegible] [illegible] کیا تو عز الدین [illegible] نے ویران کر دیا تھا۔ اس کا حاکم سلطان نے سلیمان بن جندر کو مقرر کیا۔ سلطان نے حلب میں اس وقت تک قیام کیا جب تک کہ تمام کام پورے نہیں ہوئے۔ اس نے تمام علاقوں کے حکام مقرر کر کے دمشق کا راستہ لیا۔

حلب کا نیا حاکم: جب سلطان صلاح الدین حلب کے کاموں سے فارغ ہوا تو اس نے وہاں کا حاکم اپنے فرزند الظاہر غازی کو مقرر کیا۔ اس کی سرپرستی [illegible] سلطان نے امیر سیف الدین [illegible] کو اس کا نگران مقرر کیا جو امرائے اسدیہ میں سب سے بزرگ تھا۔

دوبارہ جہاد کی تیاری: جب سلطان دمشق پہنچا تو اس نے جہاد کی تیاری شروع کی اور شام، الجزیرہ اور دیار بکر کی فوجوں کو طلب کیا۔ پھر فرنگیوں کے شہروں کی طرف پیش قدمی کی۔ سلطان نے [illegible] کے درمیانی [illegible] کو عبور کیا۔ [illegible] ان علاقوں کے لوگ بھاگ گئے تھے۔ سلطان نے بیسان کی طرف پیش قدمی کی [illegible] اسے ویران کر کے جلا دیا۔ اس کے بعد سلطان نے تمام گردونواح پر حملہ کیا۔ وہاں فرنگی فوجیں جمع ہو گئی تھیں مگر سلطان کو دیکھ کر انہوں نے جنگ سے گریز کیا بلکہ پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لی اور چاروں طرف خندق کھود لی۔

فرنگی علاقوں کی تباہی: سلطان نے پانچ دن تک ان کا محاصرہ کیا اور [illegible] مقابلے کے لیے نہیں آئے۔ آخرکار سلطان وہاں سے واپس چلے گئے اور [illegible] کے گرد و نواح پر حملہ کر کے بہت مال غنیمت حاصل کیا۔ پھر وہ اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔

الکرک کا محاصرہ: جب سلطان [illegible] کی جنگ سے واپس آیا تو اس نے الکرک پر حملہ کرنے کی تیاری کی اور لشکر لے کر روانہ ہوا۔ سلطان نے اپنے بھائی ابوبکر الملک العادل کو جو مصر میں اس کا نائب تھا [illegible] الکرک کے قریب [illegible] سلطان سے حلب کی حکومت کی درخواست کی تھی جو اس نے منظور کر لی تھی۔ سلطان نے اسے یہ بھی حکم دیا تھا کہ وہاں سے اپنے اہل و عیال اور مال و دولت کو لے کر [illegible] منتقل ہونے کے ساتھ الکرک کے مقام پر [illegible] سلطان نے چند دنوں تک اس کا محاصرہ کیا [illegible] اس کے [illegible]

---

۱ [illegible] (مترجم)

علاقے فتح کر لیے تھے۔ انہوں نے خیبر، وادی [illegible] (قلعہ [illegible]) کی نسبت کر دیئے تھے۔

تاہم سلطان نے اس کے محاصرہ کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی تھی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ فرنگی فوجیں اس کی زبردست مدافعت کریں گی چنانچہ دو مہینوں کی پیہم جدوجہد کے بعد اس کا محاصرہ ختم کر دیا۔

مصر کے تاجدار: سلطان صلاح الدین نے اپنے بھائی الملک العادل کے بجائے اپنے بھتیجے تقی الدین ابن شاہنشاہ کو مصر کا حکمران مقرر کیا اور الملک العادل کو اپنے ساتھ دمشق لے گیا اور اسے حلب فتح کرنے کے بعد اس سے متعلقہ علاقوں کا حاکم مقرر کیا۔ اس نے اسی سال ذوالقعدہ رمضان المبارک میں اسے حلب بھیج دیا تھا اور اپنے فرزند الظاہر غازی کو حلب سے واپس بلا لیا۔

الکرک کا دوبارہ محاصرہ: سلطان ۵۸۰ھ میں ۔۔ ربیع الآخر میں الکرک کے محاصرہ کے لیے دوبارہ روانہ ہوا۔ اس سے پہلے اس نے قریبی علاقوں کو [illegible] کر لیا تھا۔ ان کے ساتھ الجزیرہ اور مصر کی فوجوں کو بھی بلا لیا تھا اور الکرک کے محاصرہ کے لیے تیاریاں کر لی تھیں۔ اس نے اس کے بیرونی علاقے پر منجنیقیں نصب کر کے اسے فتح کر لیا تھا۔ اب قلعہ فتح کرنے کے پیچھے صرف باقی رہ گئی تھی خندق جو بیرونی علاقے اور قلعے کے درمیان حائل تھی۔ سلطان نے [illegible] ساتھ [illegible] اس مقصد کے لیے تیر اندازی اور سنگ باری کا سلسلہ شروع ہوا۔ اہل قلعہ نے اپنے بادشاہ سے فوجی کمک طلب کی اور اپنی حالت بتائی۔ چنانچہ فرنگیوں نے فوج بھیجی اور اس قلعہ کی طرف کوچ کیا۔

سلطان بھی ان سے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوا اور ایک محفوظ جگہ پر پہنچ کر ان سے مقابلہ کا انتظار کرتا رہا مگر فرنگی فوجوں نے میدان جنگ سے بچنے کی کوشش کی اور سلطان کی فوج سے ڈر کر پیچھے ہٹ گئیں اور فرنگیوں کی فوجیں الکرک کی طرف بڑھ گئیں۔

فرنگی بستیوں کی تباہی: جب سلطان نے یہ دیکھا کہ الکرک کا قلعہ فوجی امداد کی وجہ سے زیادہ مستحکم ہو گیا ہے تو اس نے یہ محاصرہ بھی ختم کر دیا اور نابلس کی طرف کوچ کرنے کا اعلان کر دیا اور وہاں آگے نکل کر سبسطیہ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں حضرت زکریا علیہ السلام کا مزار مبارک تھا۔ سلطان نے وہاں سے مسلمان قیدیوں کو چھڑایا۔ پھر اس نے جینین کی طرف کوچ کیا اور اسے لوٹ کر ویران کر دیا۔

سلطان نے وہاں سے ہر طرف فوجی دستے بھیجے اور راستے میں جو بستی ملی اسے لوٹ کر تباہ کر دیا۔ یوں اسلامی لشکر نے بہت مال غنیمت حاصل کیا۔ پھر سلطان فتح و نصرت کے ساتھ دمشق واپس آ گیا۔

الجزیرہ کی طرف پیش قدمی: پھر سلطان صلاح الدین دمشق سے الجزیرہ کی طرف ۔۔ ذوالقعدہ ۵۸۱ھ میں روانہ ہوا۔ راستے میں [illegible] سے مظفر الدین کوکبری کی طرف سے [illegible] پیغام آیا کہ [illegible] حاکم [illegible] نے بھی [illegible] کہ جب سلطان وہاں آئے گا تو وہ اس کا ساتھ دے گا اور اس کے ساتھ تعاون کرے گا۔

جب سلطان حران پہنچا تو اس نے [illegible] وعدہ پورا نہیں کیا اس لیے سلطان نے اسے گرفتار کر لیا [illegible] لیکن [illegible] حران اور [illegible] علاقہ واپس دے دیا۔

موصل پر حملے کی تیاری: سلطان نے ربیع الاول میں کوچ کیا تو اس کے لشکر میں حاکم کیفا نورالدین اور جزیرہ ابن عمر کے حاکم معزالدین سنجر شاہ بھی شامل ہو گئے۔ معزالدین سنجر شاہ نے مجاہدالدین نائب حاکم کے زوال کے بعد اپنے چچا عزالدین حاکم موصل کی اطاعت ترک کر دی تھی۔

خواتین کی درخواست: یہ سب لوگ سلطان صلاح الدین کے ہمراہ موصل پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ جب یہ شہر بلد پہنچے تو وہاں سلطان سے عزالدین کی والدہ اور اس کے چچا نورالدین کی بیٹی اور شاہی خاندان کے دیگر افراد نے ملاقات کی انھوں نے سلطان سے مصالحت کی درخواست کی کیونکہ ان کا یہ خیال تھا کہ سلطان ان خواتین کی درخواست رد نہیں کرے گا، خصوصاً سلطان نورالدین کی صاحبزادی کی بات ضرور منظور کرے گا۔

اہل موصل سے جنگ: سلطان صلاح الدین نے اس بارے میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ لیا تو فقیہ عیسیٰ اور علی بن احمد المشطوب نے یہ مشورہ دیا کہ ان خواتین کی درخواست کو نامنظور کر دیا جائے۔ اس کے بعد یہ لشکر موصل کی طرف روانہ ہوا اور اہل موصل سے انھوں نے جنگ شروع کر دی۔ اہل موصل نے جان کی بازی لگا کر مقابلہ کیا، وہ خواتین کی درخواست کو رد کر دینے پر بہت ناراض تھے اس لیے شہر فتح نہیں ہو سکا۔ سلطان نے غلط مشورہ دینے پر اپنے ساتھیوں کو بہت برا بھلا کہا۔

جنگ میں ناکامی: دستے میں اربل کا حاکم زین الدین یوسف اور اس کا بھائی مظفرالدین کوکبری آ گئے۔ سلطان نے ان دونوں کو مشرقی سمت پر متعین کیا اور علی بن احمد المشطوب الہکاری کو باب الجسر کے قلعہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ اس کا محاصرہ کرے۔ ہکاری کرد قوم اس کے خلاف اس وقت تک لڑتی رہی جب تک سلطان صلاح الدین ایوبی موصل سے واپس نہیں آیا۔

حاکم موصل عزالدین کو یہ اطلاع ملی کہ اس کا نائب زلفندار جو قلعہ کا حاکم ہے سلطان صلاح الدین سے خط و کتابت کر رہا ہے۔ چنانچہ اس نے اسے اس کام سے روکا۔

خلاط کے حالات

شاہ ارمن کی وفات: اس اثنا میں سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ خلاط کا حاکم شاہ ارمن فوت ہو گیا ہے۔ اب سلطان نے یہ موقع غنیمت سمجھا کہ وہ اس کی مملکت کو فتح کرے جو کہ مملکت کی حفاظت کے لیے بہت ضروری بات ہوگی۔ نیز وہاں کے باشندوں کے خطوط بھی موصول ہوئے جن میں اسے وہاں بلایا گیا تھا اس لیے وہ موصل چھوڑ کر ادھر روانہ ہو گیا۔

اہل خلاط کی سیاسی چال: حقیقت یہ ہے کہ اہل خلاط نے اسے مکر و فریب کے ساتھ بلایا تھا کیونکہ اس زمانے میں آذربائیجان کے حاکم شمس الدین پہلوان بن ایلدگز نے بھی اس علاقے کو فتح کرنے کا ارادہ کیا تھا اس نے شاہ ارمن کے پاس اپنی بیٹی کا نکاح شاہ ارمن سے کر دیا تھا تاکہ اس کے رشتے کے ذریعے وہ خلاط پر قبضہ کر سکے چنانچہ جب وہ اس

خلاط کے لیے روانہ ہوا تو انہوں نے سلطان صلاح الدین سے خط و کتابت کی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کو لڑوا کر اپنے علاقے کی مدافعت کر سکیں۔

پہلوان کی اطاعت چنانچہ سلطان صلاح الدین خلاط کے لیے روانہ ہوا۔ اس کے ہراول فوجی دستوں کی قیادت ناصر الدین محمد بن شیر کوہ اور مظفر الدین حاکم اربل وغیرہ کر رہے تھے۔ جس زمانے میں ان لوگوں نے پیش قدمی کی تھی اسی زمانے میں حاکم آذربائیجان بھی وہاں پہنچا اور وہ خلاط کے قریب مقیم ہوا۔ اہل خلاط کے قاصدوں نے بیک وقت سلطان صلاح الدین اور پہلوان (حاکم آذربائیجان) دونوں سے گفت و شنید کی۔ آخر کار اہل خلاط نے پہلوان (حاکم آذربائیجان) کی اطاعت قبول کر کے اس کے نام کا خطبہ (مساجد میں) پڑھوا دیا۔

قطب الدین کی وفات جب اہل خلاط نے پہلوان کے نام کا خطبہ پڑھوایا تو اس وقت سلطان صلاح الدین شہر میافارقین کے قریب تھا۔ یہ شہر حاکم ماردین قطب الدین کے ماتحت تھا۔ وہ فوت ہو گیا تھا اور اس کے بعد اس کا ایک کمسن لڑکا رہ گیا تھا اس لیے اس نے اس کی حکومت و تمام علاقہ شاہ ارمن کے سپرد کر دینے کی وصیت کی تھی اور اس نے وہاں اپنا لشکر متعین کر دیا تھا۔

میافارقین کا محاصرہ: جب شاہ ارمن فوت ہو گیا تو سلطان نے میافارقین کے شہر کو فتح کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ اس نے ۵۸۱ھ میں ماہ جمادی الاول میں اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔

سلطان کا پیغام: یہاں (میافارقین) کا حاکم اسد الدین برنقش تھا۔ اس نے شہر کی اچھے طریقے سے مدافعت کی۔ اس شہر میں قطب الدین (مرحوم حاکم) کی بیوی اپنی لڑکیوں کے ساتھ رہتی تھی وہ حاکم کیفا نور الدین کی بہن تھی۔ سلطان صلاح الدین نے اس عورت کو یہ پیغام بھیجا کہ "برنقش یہ شہر ان کے حوالے کرنا چاہتا ہے اور ہم تمہارے بھائی نور الدین کے حق کی پوری حمایت کرتے ہیں کہ میں تمہاری بچیوں کا نکاح اپنے بیٹوں سے کر دوں گا۔ اس طرح یہ شہر ہمارے قبضے میں رہے گا۔"

شہر پر تسلط ادھر برنقش کو یہ بھی اطلاع ملی کہ خاتون (حاکم کی بیوی) سلطان صلاح الدین کی حمایت کر رہی ہے اور اس نے سلطان کے ساتھ خط و کتابت کی ہے چونکہ اہل خلاط کی خط و کتابت کی خبر صحیح تھی اس لیے وہ گھبرا گیا اور اس نے جاگیر اور مال کی شرط کے ساتھ شہر حوالے کر دینے کا پیغام بھیج دیا۔ پھر اس نے شہر سلطان کے حوالے کر دیا۔ سلطان نے شہر فتح کر کے اپنے ایک فرزند کا نکاح خاتون کی ایک بیٹی سے کر دیا اور اسے اور اس کی بچیوں کو قلعہ ہتاخ میں بھیج دیا۔

موصل کی طرف روانگی یہاں سے سلطان موصل کی طرف روانہ ہوا۔ وہ نصیبین سے گزرتا ہوا آخر رمضان میں پہنچا۔ اس نے ارادہ کیا کہ وہ یہاں موسم سرما گزارے اور موصل کے تمام اطراف کا محصول وصول کر کے اپنے کام میں لائے اور

ساحل کی تمام اراضی کو مختلف اقوام میں تقسیم کر دے۔

صلح کی شرط: مجبوراً دونوں مصالحت پر تیار ہو گئے اور ایلچیوں کی آمد و رفت ہونے لگی اور یہ شرط رکھی گئی کہ صلاح الدین اسے شہر دے اور اس کا عقد ملک العادل کی بہن سے ہو جائے لیکن رچرڈ کی بہن کے پیچھے سے اختلاف ہے۔

مصالحت کی تکمیل: سلطان صلاح الدین تین سال سے جنگ میں مصروف تھا وہ اور فوج بھی تھک گئی تھی اس نے اپنی فوج سے مشورہ کرنے کے بعد ان کے مطالبات منظور کر لئے یعنی مصالحت ہو گئی اور باہمی طرف سے معاہدے پر دستخط کر دیئے گئے۔

سلطان کی بیماری: جب سلطان صلاح الدین حران میں طویل مدت تک بیمار رہا تو اس کے پاس اس کا بھائی ملک عادل حاکم حلب اور اس کا فرزند الملک العزیز عثمان اور نور الدین موجود تھے۔

اپنی سلطنت کی تقسیم: جب سلطان نے مرض سے نجات پائی تو اس نے اپنی سلطنت اپنے بیٹوں اور بھائیوں میں تقسیم کر دی اور حلب کا حکمران اپنے بھائی ملک عادل کو بنایا۔ جب سلطان ۵۸۲ھ میں دمشق واپس چلا گیا۔

ناصر الدین کی وفات: جب سلطان حران میں تھا تو اس کا چچا زاد بھائی ناصر الدین محمد بن شیرکوہ بھی وہاں موجود تھا اس کی جاگیر میں حمص اور رحبہ کا علاقہ شامل تھا۔ وہ سلطان سے پہلے حمص روانہ ہو گیا تھا جب وہ حلب پہنچا تو اس نے وہاں کے امراء سے بات چیت کی اور کہا کہ اگر سلطان صلاح الدین کی وفات ہو جائے تو وہ اس کے بعد شہر کی حکومت سنبھال لے گا۔ اس کے بعد وہ حمص چلا گیا اس نے دمشق والوں کو بھی اسی قسم کا پیغام بھجوایا مگر قدرت نے اس کی یہ خواہش پوری نہ ہونے دی۔ سلطان صلاح الدین اپنی مرض کی بیماری سے تندرست ہو گیا اور ناصر الدین عید کی رات کو وفات پا گیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ سلطان کے حکم سے اسے زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس کا بارہ سالہ فرزند شیرکوہ اس کی جاگیر کا حاکم مقرر ہوا۔

تقسیم سلطنت کی تبدیلیاں: سلطان صلاح الدین کا ایک فرزند الملک العزیز عثمان مصر میں اپنے بھائی ملک عادل کی نگرانی میں تھا اور اس کا دوسرا فرزند الملک الافضل اس کے بھتیجے تقی الدین عمر بن شاہنشاہ کی نگرانی میں تھا۔ سلطان نے اس وقت مصر بھیجا تھا جب ملک عادل کو وہاں سے حلب بلا لیا تھا۔ جب سلطان حران میں بیمار ہوا تو اسے اس بات پر تشویش ہوئی کہ تقی الدین نے سلطان کی بیماری کی خبر سن کر مصر پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ سلطان نے بھی اسے اس طرف توجہ دلائی چنانچہ اس نے اپنے ایک فرزند کو اپنے بھائی ملک عادل کی سرپرستی میں مصر کا حاکم مقرر کر دیا۔ ملک عادل نے حلب کا علاقہ چھوڑ دیا اور اپنے فرزند عثمان کو مصر کا حاکم مقرر کر دیا۔

تقی الدین کی مخالفت: چنانچہ اس نے اپنے فرزند افضل اور اپنے بھتیجے تقی الدین عمر کو بلوایا تقی الدین سلطان سے

یا کسی [illegible] امراء نے [illegible] کر لیا ہے تو [illegible] کے پاس مغرب [illegible] ان علاقوں کی طرف چلا جائے۔ کیونکہ [illegible] نے [illegible] افریقیہ کے علاقہ [illegible] فتح کر لیا تھا۔

شمالی علاقوں پر قبضہ جب سلطان صلاح الدین کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے [illegible] کے ذریعے [illegible] سلطان نے [illegible] کے قدموں [illegible] کی خلعت [illegible] عطا کی۔

تقی الدین کے متعلق دوسری روایت ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب تقی الدین کو سلطان صلاح الدین کے مرض اور ان کی موت کی اطلاع ملی تو اس نے خود بادشاہ بننا چاہا [illegible] سلطان صلاح الدین [illegible] سلطان نے [illegible] چنانچہ [illegible] اعلان [illegible] کا حکم دیا [illegible]

صلیبی حکام کے حالات طرابلس کے فرنگی حکمران [illegible] فرنگی سلطنت [illegible] کیا تھا [illegible] حکومت [illegible] ہو گئی۔

صلیبی بادشاہ کی تخت پوشی اس کے بعد [illegible] ایک فرنگی سے [illegible] کر لیا اور ایک [illegible] حکومت [illegible] کا اعلان کیا [illegible]

صلیبی حکام کی بغاوت اس کے بعد حکام طرابلس [illegible] حالات [illegible]

مسلمان فوجوں کی فتح مندی: سلطان صلاح الدین نے طبریہ کی سمت سے تمام فرنگی بستیوں میں اپنے فوجی دستے بھیجے۔ چنانچہ وہ ان کے علاقوں کو تباہ کر کے مال غنیمت حاصل کر کے لوٹتے تھے۔ یہ تمام واقعات ۵۸۲ھ میں رونما ہوئے۔

صلیبی حاکم الکرک سے صلح: ان فرنگی حکام میں پرنس ارناط جو الکرک کا حاکم تھا سب سے زیادہ چالباز اور خطرناک تھا۔ سلطان نے اس پر زبردست حملہ کر کے اس کے شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ آخر کار وہ صلح کرنے پر آمادہ ہوا۔ وہ سلطان سے صلح کرنے کے بعد دونوں قوموں کے درمیان کے راستے پر امن ہو گئے تھے۔

صلیبی حاکم کی غداری: مگر اسی سال (مسلمان) تاجروں اور فوجیوں کا ایک قافلہ اس کے علاقے سے گزر رہا تو اس (فرنگی حاکم) نے غداری کر کے انہیں قید کر لیا اور ان کے ساتھ جو سامان تھا اسے لوٹ لیا۔ سلطان صلاح الدین نے چاہا کہ جنگ کر کے اس سے باز پرس کرے۔ مگر اس فرنگی حاکم (ارناط) نے اپنی غداری پر اصرار کیا۔ اس پر سلطان نے یہ عہد کیا کہ اگر وہ کامیاب ہوا تو اسے قتل کر کے چھوڑے گا۔ چنانچہ سلطان نے اس مقصد کے لیے موصل الجزیرہ، اربل، مصر و شام کے مسلمانوں کو دعوت جہاد دی اور وہ محرم ۵۸۳ھ میں سلطان تمام لشکر لے کر دمشق سے روانہ ہوا اور وہ راس الماء تک پہنچ گیا۔

حج کے قافلے کی حفاظت: اس اثناء میں سلطان کو یہ خبر ملی کہ پرنس ارناط حاکم الکرک شام کے حاجیوں کے قافلے پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت سلطنت کے ساتھ اس کا بھتیجا محمد بن لاجین وغیرہ بھی شامل تھے۔ لہٰذا سلطان نے کچھ لشکر اپنے فرزند الافضل علی کی قیادت میں چھوڑا اور خود اس نے بصریٰ کی طرف لشکر کشی کی۔ جب پرنس ارناط نے سلطان کے لشکر کی آمد کی خبر سنی تو وہ حملہ کرنے سے باز رہا اور حاجیوں کا قافلہ صحیح سلامت گزر گیا۔

صلیبی علاقوں کی تباہی: اس کے بعد سلطان صلاح الدین الکرک کی طرف روانہ ہوا اس نے اپنے فوجی دستے الکرک کے علاقے اور شوبک کے علاقے میں بھیجے۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں علاقوں کو تباہ کر دیا۔ پرنس ارناط الکرک میں محصور ہو گیا۔ کیونکہ دوسری فرنگی فوجیں اس کی مدد کے لیے نہیں آ سکتی تھیں۔ کیونکہ وہ بھی سلطان کے فرزند الافضل کی فوجوں کے ساتھ جنگ کر رہی تھیں۔ اسی اثناء میں سلطان نے اپنے فرزند الملک الافضل کو حکم دیا کہ وہ ایک فوجی مہم عکہ بھیجے تاکہ وہ وہاں کے نواحی علاقوں کو تباہ کر سکے۔

مسلمانوں کی عظیم فتح: الملک الافضل نے مظفر الدین کوکبری کو اس مہم پر روانہ کیا۔ قائماز النجمی اور دلدرم الیاروقی کو بھی اس کے ساتھ بھیجا۔ یہ لوگ ماہ صفر کے آخر میں فوج لے کر روانہ ہوئے۔ انہوں نے صفوریہ پر حملہ کیا جہاں (صلیبی) ہسپتال والے رضا کاروں اور اسبتاریہ جماعت کے لوگ رہتے تھے۔ جب مسلمانوں نے ان کا مقابلہ کیا تو سخت جنگ ہوئی اور بعض میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت دی اور فرنگیوں کو شکست ہوئی اور ان کا سردار مارا گیا۔ مسلمانوں نے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور وہ کامیاب ہو کر لوٹے۔ مسلمانوں کی یہ فتح جنگ حطین کے لیے مقدمہ تھی

وہاں فرنگی حاکم (ریجنلڈ) موجود تھا مگر اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی کیونکہ اس کے اور سلطان صلاح الدین کے درمیان معاہدہ تھا۔ چونکہ یہ عظیم فتح تھی اس لیے تمام ملک [illegible] اس کی بشارت کی خبریں پہنچائی گئیں۔

سلطان کی نئی مجاہدانہ مہم: جب شوبک کے مقام پر (سلطان) [illegible] کارواں (قافلہ) اور احتیاط (جماعت) [illegible] ہوئی تو سلطان مال غنیمت لے کر فرنگی حاکم ارناط کے [illegible] شوبک کے مقام سے گزرے۔ [illegible] فتح کی بشارت [illegible] لے کر سلطان صلاح الدین کے پاس پہنچا [illegible] کی طرف [illegible] تھا۔ جو اس کے فرزند کے زیر قیادت تھا۔ سلطان الفرنگ کے پاس سے [illegible] اس نے فرنگی علاقوں کے خلاف جہاد کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ ان کا لشکر حملے کے لیے تیار ہوا۔

ارناط کی غداری: سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ فرنگی حاکم ارناط [illegible] (فرنگیوں) [illegible] اس نے سلطان کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کو توڑ دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ [illegible] مسلمانوں [illegible] اور اس نے ان کی مسلمان دوستی کی اس پالیسی کو پسند [illegible] مسلمانوں کی [illegible] کے قیدی اور ان کا مال [illegible] پھر اس کے [illegible] سے گزرتا [illegible] کی مزاحمت [illegible] انہوں نے ان کے [illegible] کارواں (قافلہ) احتیاط (جماعت) اور دیگر مذہبی سرداروں کو ہلاک کر دیا تھا انہوں نے [illegible] اس کے خلاف قتل کا فتویٰ صادر کر [illegible] (ان حادثات کے بعد) [illegible] اور [illegible] نے اپنا فیصلہ تبدیل کر لیا اور ان سے معافی مانگی [illegible] کا نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible] کافروں اور صلیب پرستوں کا [illegible] انہوں نے اس [illegible]

جہاد کا مشورہ: جب [illegible] سلطان صلاح الدین کو ملی تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا۔ [illegible] اس وقت تک جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا [illegible] جنگ کرنے کا مشورہ دیا [illegible] کے بعد [illegible] مسلمانوں کے مقابلہ کا [illegible]

سلطان صلاح الدین نے جنگ کرنے کے مشورہ کو درست سمجھا [illegible]

فتح طبریہ: اب سلطان نے [illegible] کوچ کیا۔ وہ طبریہ تک پہنچے [illegible] فرنگی [illegible] کی طرف [illegible] اپنے خیموں سے [illegible] تھے تاہم جب رات ہوئی تو سلطان نے اپنے لشکر [illegible] ایک جماعت [illegible] طبریہ پر حملہ کر کے اس [illegible] لوٹ لیا [illegible] قلعہ [illegible]

زبردست جنگ: جب [illegible] طبریہ [illegible] فرنگی فوجوں نے مقابلہ کرنے کا [illegible] اپنے قوی مرکز [illegible]

صلاح الدین بھی اپنے محاذ پر پہنچ گیا۔

پانی کی قلت: جب اتوار کی صبح فرنگی مورچوں پر پہنچ گئے تو فرنگیوں کے علاقے سے آب رسانی کا سلسلہ دور ہو گیا اور دوپہر سے پہلے تالاب بھی خالی ہو چکے تھے کوئی موقع نہ تھا کیونکہ سلطان صلاح الدین ان کے راستے کے نخلستان پر قبضہ کر کے (میدان جنگ میں) پہنچ چکا تھا اور پھر اسی دن جنگ شروع ہو گئی۔ سلطان صلاح الدین مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر ان کا حال معلوم کرتا رہتا تھا۔

ریمنڈ کا فرار: آخر کار فرنگی ریمنڈ نے تقی الدین عمر بن شاہنشاہ کے مورچے کی طرف زبردست حملہ کیا جس میں اس نے اور اس کی فوجوں نے نہایت بہادری اور جانبازی کا ثبوت دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مورچے سے اس کے بھاگ جانے کا راستہ صاف ہو گیا۔

فرنگیوں کو شکست: فرنگی فوجوں کی صفوں پر بہت زیادہ دہشت طاری ہو گئی اور انہوں نے پے در پے حملے کیے (اس پر ایک مصیبت یہ نازل ہوئی کہ اس میدان کی سوکھی گھاس کو آگ لگا دی گئی تھی اور آگ کی تپش نے انہیں بہت تنگ کر رکھا تھا۔ پیاس کی وجہ سے ان فرنگیوں کی بڑی تعداد مر گئی اور ان کا اتحاد ختم ہو گیا۔ مسلمانوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حطین (حطّین) کے قریب ایک ٹیلے پر چڑھ گئے تاکہ وہاں اپنے خیمے لگا لیں مگر وہ صرف بادشاہ کا خیمہ ہی لگا سکے۔

اس موقع پر مسلمانوں کی شمشیریں ان کا صفایا کر رہی تھیں۔ یہاں تک کہ فرنگیوں کی آخری فوج ختم ہو گئی اور بادشاہ کے علاوہ ان کے مقتولین اور قیدیوں کے بعد بادشاہ کا صرف ایک خیمہ اور چند افراد کی جماعت باقی رہ گئی۔

فرنگی سرداروں کی گرفتاری: مسلمان لگاتار ان پر حملے کرتے رہے یہاں تک کہ ان سرداروں نے بھی ہتھیار ڈال دیے۔ مسلمانوں نے ان کے بادشاہ اور اس کے بھائی جیفری اور ارناط امیر الکرک اور ہمفری کے فرزند اور ٹمپلرز (صیہونی) (فدائیوں) کے سردار اور ان کے رفقا کار اور ہسپتالرز کی ایک بڑی جماعت کو قیدی بنا لیا۔ نتیجے میں جب کہ انہوں نے ان علاقوں پر قبضہ کیا تھا انہیں بہت زبردست نقصان اٹھانا پڑا۔

ارناط کا قتل: پھر سلطان صلاح الدین اپنے فوجی خیمے میں بیٹھا اور ان فرنگی قیدیوں کو بلایا۔ سلطان نے فرنگی بادشاہ کے شاہی منصب کا خیال رکھتے ہوئے اسے اپنے پاس بٹھایا اور اس کی بہت زیادہ توقیر کی۔ اس کے بعد وہ ارناط کی طرف متوجہ ہوا جو بدنیتی اور عہد شکنی کرنے کے لیے بدنام تھا اور اس نے خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ اس سے پہلے سلطان نے اسے اس کی غداری کے واقعات یاد دلائے اور وہ کی ان حرکات کا ذکر کیا جو اس نے حرمین (اور ان کے حاجیوں پر حملہ کرنے کے) سلسلے میں روا رکھی تھی۔

ملکہ کی جرات: سلطان نے باقی (فرنگی سرداروں کو) حفاظت سے رکھا اور ان کے بادشاہ (اور اس کے بھائی) کو دمشق بھیج دیا

نے ابھی بیان کیا ہے۔ وہ اس رنج والم میں چند دنوں کے بعد مر گیا تھا۔

قلعہ طبریہ کی تسخیر جب سلطان ان کاموں سے فارغ ہو تو وہ طبریہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں جنگ شروع کی۔ فرنگی ملکہ نے سلطان سے پناہ طلب کی تو سلطان نے اسے اس کی اولاد اور اس کے ساتھیوں کو پناہ دی اور اس کی مال و دولت کی حفاظت کا وعدہ بھی کیا۔ چنانچہ جب وہ نکلی تو سلطان نے اس کے ساتھ اپنا وعدہ پورا کیا۔

فرنگی قیدیوں کا قتل: سلطان نے فرنگی، دیوتاؤں اور ان کے سرداروں کو جو قیدی تھے دمشق بھیج دیا جہاں وہ سب قید رہے۔ اس نے غدار پاپا اور ابرنس کے رشتہ داروں کو ذبح کر کے قتل کرا دیا۔

مورخ ابن الاثیر لکھتا ہے: "اس واقعہ کے ایک سال بعد جب میں اس مقام سے گزرا تو مجھے دور سے ان کی ہڈیاں نظر آئیں جنہیں سیلاب بہا کر لے آیا تھا اور درندوں نے انہیں چبایا تھا۔"

فتح عکا: جب سلطان صلاح الدین فتح طبریہ سے فارغ ہوا تو اس نے عکا کی طرف فوج کشی کی اور وہاں جنگ کی۔ اس شہر میں جو فرنگی تھے انہوں نے فصیلوں کے اندر ہو کر پناہ لی۔ اس کے بعد انہوں نے پناہ طلب کی تو سلطان نے انہیں پناہ دے دی اور انہیں کوچ کرنے کا اختیار بھی دیا چنانچہ جو ساز و سامان ان کی سواریاں اٹھا سکیں لے گئے۔ سلطان صلاح الدین اس شہر میں یکم جمادی الاولیٰ ۵۸۳ھ میں داخل ہوا۔ مسلمانوں نے شہر میں داخل ہو کر شہر کی قدیم جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی۔ یہ پہلی جمعہ کی نماز تھی جو فرنگیوں کے ساحل شام پر قبضہ کرنے کے بعد ادا کی گئی۔

مال غنیمت کی تقسیم: سلطان نے عکا شہر اور وہاں کے قلعے اور جہاں تاجروں کی جو بڑی بڑی جاگیریں اور اراضی تھیں وہ سب بیٹے فرزند افضل کو عطا کیں۔ سلطان نے داویہ کی جو فرنگی جاگیریں لے رکھے تھے فقیہ عیسیٰ ہکاری کو عطا کیں اور جو باقی بچا اسے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد سلطان صلاح الدین چند دن وہاں ٹھہرا رہا تاکہ وہاں کی حالت درست کر سکے۔ پھر وہاں سے چلا گیا۔

فتح یافا: جب سلطان صلاح الدین نے فرنگیوں کو شکست دی تو اس نے اپنے بھائی ملک عادل کو مصر سے بلایا اور اسے حکم دیا کہ وہ مصر کی سمت سے بڑے راستے فرنگی علاقوں کی طرف روانہ ہو جائے۔ اس کے بعد سلطان نے قلعہ مجدل پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ پھر وہ شہر یافا کی طرف روانہ ہوا اور اسے بزور شمشیر فتح کر لیا اور اسے تباہ کر دیا۔

فتح قیساریہ و حیفا: جب سلطان عکا میں مقیم تھا تو اس نے فوجی دستے قیساریہ، حیفا، صفوریہ، معلیا، شقیف اور فولہ وغیرہ کی طرف روانہ کیے تھے۔ یہ تمام مقامات عکا کے گرد و نواح میں تھے انہوں نے انہیں فتح کر کے تباہ کر دیا اور بہت مال غنیمت حاصل کیا تھا۔

فتح نابلس: سلطان نے حسام الدین عمر بن لاجین کو لشکر دے کر نابلس بھیجا۔ اس نے سبسطیہ کے شہر کو فتح کر لیا جو اسباط (اولاد یعقوب علیہ السلام) کا شہر تھا اور وہاں حضرت زکریا علیہ السلام کا مزار ہے۔

پھر وہ شہر نابلس کی طرف روانہ ہوا اور اسے بھی فتح کر لیا وہاں جو فرنگی موجود تھے انہوں نے قلعہ میں پناہ لی۔ انہیں وہاں مال و دولت کے ساتھ رہنے کی اجازت دی گئی۔

فتح تبنین و صیدا: سلطان نے تقی الدین عمر ابن شاہنشاہ کو فوج دے کر تبنین کی طرف بھیجا تاکہ وہ وہاں سے (فرنگیوں کے لیے) غلہ کی رسد بند کر دے اور صور سے بھی یہ رسد منقطع کر دے۔ چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر اس مقام کا محاصرہ کر لیا اور وہاں کے لوگوں کو اس قدر تنگ کیا کہ وہ ہتھیار ڈال کر پناہ حاصل کرنے پر مجبور ہوئے آخر کار انہیں پناہ دے کر اس مقام پر قبضہ کر لیا گیا۔

اب وہ صیدا کی طرف روانہ ہوا اور راستے میں وہ صرفند کے پاس سے گزرا تو جنگ کرنے کے بعد اسے بھی فتح کر لیا راستے میں یہ خبر موصول ہوئی کہ صیدا کا حاکم بھاگ گیا ہے۔ لہذا وہاں پہنچ کر اسی سال میں ماہ جمادی الاولیٰ کے آخر میں صیدا کو بھی فتح کر لیا۔

فتح بیروت: پھر وہ اسی دن بیروت کی طرف روانہ ہو گیا اور اس شہر کو ایک سمت سے اس نے حملہ کیا اہل شہر یہ سمجھے کہ مسلمان دوسری طرف سے شہر میں داخل ہو گئے ہیں اس لیے وہ بہت پریشان ہوئے اور چونکہ وہاں دیہات سے مختلف اصناف کے افراد پہنچ گئے تھے اس لیے وہ ان سب کی گھبراہٹ اور پریشانی کو دور نہیں کر سکے اور آخر میں انہیں ہتھیار ڈالنے پڑے اور مسلمانوں نے تھوڑے دن کا محاصرہ کرنے کے بعد ماہ جمادی الاولیٰ کے آخری دن بیروت بھی فتح کر لیا۔

فتح جبیل: جبیل کا حاکم دمشق میں قید تھا۔ اس نے اپنے نائب کو یہ ہدایت کی کہ وہ جبیل سلطان صلاح الدین کے حوالے کر دے۔ اس کے بدلے میں وہ اسے رہا کر دے گا چنانچہ جب بیروت کا محاصرہ جاری تھا تو اسے بلا لیا گیا جب اس نے قلعہ سلطان کے حوالے کر دیا تو اسے رہا کر دیا گیا۔ وہ فرنگیوں کا بہت بڑا ظالم سردار تھا۔

فرنگی نواب کی آمد: طرابلس کا حاکم جب حطین کی جنگ سے بچ نکلا تو وہ شہر صور بھاگ گیا۔ وہ اس شہر کی حفاظت کرنا چاہتا تھا اور اسے مسلمانوں سے روکنے کے لیے اس نے وہاں اقامت اختیار کی مگر جب سلطان صلاح الدین نے تبنین، صیدا اور بیروت کو فتح کر لیا تو اس نے ہمت ہار دی اور اپنے شہر طرابلس چلا گیا۔ یوں صیدا اور صور (کے فرنگی شہر) محافظ فوجوں کے بغیر رہ گئے۔

اس عرصے میں ایک بڑا فرنگی تاجر اور نواب جسے مارکوئیس کا خطاب ملا ہوا تھا مغرب سے بڑے (فوجی) ساز و سامان کے ساتھ عکا کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا۔ اسے اس شہر کے فتح ہونے کی خبر نہیں تھی اس کے ہراول دستے کے افسر نے (معلومات حاصل کرنے کے بعد) اسے بتایا کہ اس شہر میں سلطان صلاح الدین کا فرزند الافضل موجود ہے (اور اس کا قبضہ ہے) اس نے اسے یہ بھی بتایا کہ صور اور عسقلان ابھی تک فرنگیوں کے قبضہ میں ہیں مگر ہوا بند ہونے کی وجہ سے وہاں اس کے جہاز نہیں جا سکتے تھے لہذا اس نے پناہ حاصل کرنے کی کوشش کی تاکہ وہ بندرگاہ میں داخل ہو سکے۔ (ابھی یہ معاملہ طے ہونے نہیں پایا تھا کہ) اسے ہوا موافق ہو گئی اور وہ اسے صور لے گئی۔

صور پر فرنگی نواب کی حکومت: امیر الافضل نے اس کے تعاقب میں جنگی کشتیاں بھیجیں مگر وہ اسے پکڑ نہیں سکیں یہاں تک کہ وہ صور کی بندرگاہ میں داخل ہو گیا وہاں اس نے دیکھا کہ فرنگیوں کے متعدد قلعوں کی شکست خوردہ مختلف قومیں پناہ گزین ہو گئی ہیں۔ انہوں نے اس سے (شہر پر حکومت کرنے کی) درخواست کی اور اس نے شہر کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری قبول کی۔ اس نے شہر والوں سے اس بات کا حلف لے لیا کہ یہ شہر اس کے ماتحت رہے گا اور کوئی دوسرا اس میں دخل نہیں دے گا۔ ایسی صورت میں وہ اس کی حفاظت کے لیے بہت مال خرچ کرنے کے لیے تیار رہے گا۔

اس کے بعد وہ شہر کا نقشہ درست کر کے نگراں ہو گیا۔ حفاظت کے لیے مناسب انتظامات شروع کر دیئے۔ اس نے خندقیں کھدوائیں اور فصیلوں کو درست کرایا اور شہر کے [illegible] مالک ہو گئے۔

عسقلان کا محاصرہ: جب سلطان صلاح الدین نے بیروت جبیل اور اس سے متصل قلعوں کو فتح کر لیا تو اس نے اپنی توجہ عسقلان اور بیت المقدس کو فتح کرنے کی طرف مبذول کی۔ عسقلان وہ شہر شام اور مصر کو جدا کرنے والا تھا اس لیے وہ بیروت سے بڑی سرعت سے عسقلان کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں اس کا بھائی ملک عادل بھی آ گیا جو مصر کا ایک زبردست لشکر لے کر آیا ہوا تھا۔ لہٰذا سلطان نے ماہ جمادی الاخریٰ کے ابتدا میں اس کا محاصرہ کر کے جنگ شروع کر دی۔

شدید جنگ: سلطان نے فرنگیوں کے بادشاہ اور اس کے علم بردار کو جو دمشق میں قید تھے دمشق سے بلوایا اور انہیں حکم دیا کہ دونوں عسقلان کے فرنگیوں کو اجازت دے دیں کہ وہ شہر (سلطان کے) حوالے کر دیں۔ انہوں نے تعمیل حکم میں اہل شہر کو پیغام دیا مگر انہوں نے ان دونوں کی بات نہیں مانی بلکہ انہیں برا کہا۔ یہ سخت جواب پا کر سلطان نے ان کے ساتھ سخت جنگ کی اور ان کی فصیلوں پر منجنیق (سنگ باری کے آلات) نصب کر دیئے۔ فرنگیوں کا بادشاہ اہل شہر کو کئی بار انہوں نے خطوط بھیجے کہ وہ شہر حوالے کر دیں۔ اس میں تمہاری بہتری ہے اور تم سلطان کے انتقام سے بچے رہو گے مگر انہوں نے اس کا مشورہ تسلیم نہیں کیا۔

فتح عسقلان: جب ان پر محاصرہ بہت سخت ہو گیا اور اہل شہر تنگ آ گئے تو انہوں نے اپنی شرائط کے مطابق سلطان کے سامنے صلح پیش کی۔ سلطان نے ان کی تمام شرائط تسلیم کیں اور چودہ دن شہر کا محاصرہ کرنے کے بعد اسی سال کے وسط میں شہر پر قبضہ کر لیا۔ اہل شہر پہلے نکل گئے تھے اور وہ وہاں سے بیت المقدس روانہ ہو گئے۔

سلطان نے اس کے بعد اپنے فوجی دستے گردونواح کے علاقوں کی طرف بھیجے چنانچہ ان فوجوں نے رملہ، داروم، غزہ، خلیل، بیت لحم اور نطرون کے مقامات فتح کر لیے غزہ اس علاقے پر قبضہ کر لیا جو فرقہ داویہ (جانثار صلیبی رضاکاروں) کے ماتحت تھا۔

سلطان نے عسقلان کے محاصرے کے دوران مصر کا بحری بیڑہ طلب کیا تھا جس کا امیر حسام الدین لؤلؤ الحاجب تھا وہ آ پہنچا اور وہ اس کے ذریعے عسقلان کی بندرگاہ اور القدس پر حملے کرنے لگا۔ وہاں کے اطراف میں جو بھی ملتا تو وہ مال غنیمت میں کام آتا تھا۔

بیت المقدس کی جنگ جب سلطان صلاح الدین ان علاقوں سے مکمل طور پر فارغ ہو گیا تو سلطان نے [illegible] سے بیت المقدس فتح کرنے کا قصد کیا۔ وہاں عیسائیوں کا مذہبی پیشوا بطریق اعظم [illegible] بادشاہ کی رشتہ دار [illegible]) ہیں (۴) [illegible] فرنگیوں کے [illegible] جنگ [illegible] سے بھاگ کر آئے تھے، وہ سب بیت المقدس میں موجود تھے۔ وہ اپنے مذہب کی خاطر مرنے کے لئے تیار تھے۔ ان لوگوں میں بہت جوش و خروش تھا۔ انہوں نے زبردست تیاری کی ہوئی تھی [illegible] (قلعہ شکن آلات) نصب کر رکھے تھے [illegible] سے پہلے مسلمانوں کو [illegible] فرنگیوں نے ان کے ساتھ جنگ [illegible] مسلمانوں نے [illegible] شہر کا محاصرہ [illegible] رجب کی [illegible] بیت المقدس کو فتح کرنے کے لئے [illegible] مقرر ہو گئے۔

فیصلہ کن جنگ اسی دوران میں سلطان صلاح الدین نے پانچ دن تک شہر [illegible] کا محاصرہ جاری رکھا اور آخر کار (فیصلہ کن) جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔ یہ جنگ شہر کی سمت [illegible] مقام تھا جو باب العمود [illegible] کے قریب تھا۔ سلطان الظفر [illegible] وہاں کی فصیل پر [illegible] (قلعہ شکن آلات) نصب کر دیئے اور جنگ شروع کر دی [illegible] جنگ کی [illegible] دونوں طرف سے ایک بڑی تعداد اس جنگ میں کام آئی۔

فرنگیوں کی پسپائی اس جنگ میں [illegible] عز الدین عیسیٰ بن مالک جو شہید ہوئے ان کے [illegible] قلعہ جعبر کے حاکم تھے۔ مسلمانوں کو ان کی شہادت پر بہت افسوس ہوا۔ انہوں نے [illegible] زبردست حملہ کیا یہاں تک کہ ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ شہر میں محصور ہو گئے۔ مسلمانوں نے [illegible] خندق پر قبضہ کر کے ان کی فصیل میں نقب زنی [illegible] جب فرنگیوں نے [illegible] تو انہوں نے سلطان صلاح الدین سے امان طلب کی۔ سلطان نے جواب دیا کہ وہ بیت المقدس اسی طرح بزور شمشیر فتح کرے گا جس طرح فرنگیوں نے ۴۹۲ھ میں [illegible] فتح کیا تھا۔

صلح کی درخواست: اس کے بعد [illegible] سلطان کے پاس [illegible] امان حاصل کرنے کے لئے [illegible] سلطان [illegible] بزور شمشیر فتح کرنے پر مصر [illegible] قتل کرنے کی دھمکی [illegible] اور یہ کہ [illegible] بیت المقدس کے [illegible] مسلمان قیدیوں [illegible] پانچ ہزار [illegible] بیت المقدس کے تمام [illegible] بھی ختم کر دیں گے۔

شرائط صلح (فرنگیوں کی [illegible] کے بعد) سلطان صلاح الدین نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا۔ [illegible]

انھیں پناہ دینے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ سلطان نے ان سے حسب ذیل شرائط پر صلح کی

(۱) ہر مرد کو دس دینار اور ہر عورت کو پانچ دینار اور ہر بچے کو خواہ لڑکا ہو یا لڑکی دو دینار مقرر ہیں۔

(۲) یہ ادائیگی (زیادہ سے زیادہ) چالیس دن تک ہو گی۔ جو کوئی یہ رقم ادا نہ کر سکے گا وہ قیدی بنا لیا جائے گا۔

چنانچہ ان شرائط کے مطابق (امام [illegible]) [illegible] نے اپنے [illegible] فرنگیوں کی طرف سے [illegible] ادا کیے۔

فتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین نے (تذکرہ [illegible] کے مطابق) ۲۷ رجب ۵۸۳ھ میں [illegible] بیت المقدس کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد شہر کی فصیلوں پر اسلامی جھنڈے بلند کر دیے گئے۔ وہ دن مسلمانوں کے لیے ایک [illegible] تھا۔ اس دن بیت المقدس کے تمام دروازوں پر [illegible] رقم وصول کرنے کے لیے [illegible] مقرر کیے گئے۔ [illegible] (عیسائیوں پر) زیادہ سختی نہیں کی گئی۔ چنانچہ ان میں سے [illegible] رقم ادا کیے بغیر ہی نکل گئے۔ [illegible] ہزار عیسائی ایسے باقی رہ گئے جو یہ رقم ادا نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ انہیں قیدی بنا لیا گیا۔ بیت المقدس میں تحقیق کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ [illegible] کے علاوہ وہاں (عیسائیوں کے) ساٹھ ہزار [illegible] تھے جو اپنے قلعوں اور شہروں کے فتح ہونے کے بعد وہاں پناہ گزین ہو گئے تھے۔

فرنگیوں کی تعداد اس تعداد کے تقریباً صحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ [illegible] نے [illegible] سے [illegible] دینار [illegible] فدیہ ادا نہیں کر سکے (تو قیدی بنائے گئے) [illegible] کے تمام امراء نے ایک بڑی تعداد کو مسلمانوں کے [illegible] میں [illegible]۔

سلطان کی رواداری سلطان نے روم کے [illegible] کو [illegible] اپنے غلاموں [illegible] اور ساز و سامان کے ساتھ چلے جانے کی اجازت دی۔ اسی طرح اس نے بیت المقدس کی [illegible] ملکہ کو بھی جس کا [illegible] ساز و سامان کے ساتھ [illegible] اجازت دی۔

اسی طرح بطریق اعظم (سب سے بڑا عیسائی پیشوا) بھی اپنے ساز و سامان اور خانقاہوں کی مال و دولت کے ساتھ [illegible] (تقریباً دو) لاکھ [illegible] تھا۔ [illegible] سلطان نے اسے [illegible] مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔

وہاں ایک بڑا گنبد (قبۃ الصخرہ) پر [illegible] ایک [illegible] صلیب تھی۔ مسلمانوں کی ایک جماعت نے اس پر چڑھ کر [illegible] اس وقت [illegible] تکبیر [illegible] کی گئی تھی۔

شعائر مقدسہ کی حفاظت جب بیت المقدس کا شہر دشمن سے خالی ہو گیا تو سلطان صلاح الدین نے حکم دیا کہ اس کے مقدس شعائر اور اشیاء کو ان کی قدیم حالت کی طرف لوٹا دیا جائے کیونکہ فرنگیوں نے ان میں بہت تبدیلی کر دی تھی لہٰذا انہیں اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹا دیا گیا۔

مسجد اقصیٰ کی صفائی سلطان نے یہ بھی حکم دیا کہ بیت المقدس کی مسجد اور اس کے گنبد صخرہ کو نجاست اور گندگیوں سے پاک کیا جائے چنانچہ ان دونوں (شہر کے مقامات) کو پاک و صاف کر دیا گیا۔

خطبہ جمعہ پھر مسلمانوں نے دوسرا جمعہ قبۃ الصخرہ میں پڑھا اور سلطان صلاح الدین کے حکم سے دمشق کے قاضی محی الدین ابن زکی نے خطبہ جمعہ پڑھا انہوں نے اپنے خطبے میں موجودہ حالات اور اسلام کی عظمت کو اس طرح بلاغت آمیز موثر انداز میں بیان کیا کہ اس کو سن کر مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور یہ خطبہ اس قدر مشہور تھا کہ تاریخ دانوں اور مورخوں نے اسے نقل کر کے بیان کیا۔

صلاح الدین کی امامت بعد ازاں سلطان صلاح الدین مسجد اقصیٰ میں پنج وقتہ نمازیں امام اور خطیب کی حیثیت سے پڑھاتا رہا۔ اس نے حکم دیا کہ اس کے لیے منبر تیار کیا جائے اس پر مسلمانوں نے اسے آگاہ کیا کہ بیس سال ہوئے سلطان نور الدین محمود کے لیے ایک منبر تیار کیا گیا تھا اور حلب کے کاریگروں نے اکٹھے ہو کر کئی سال میں اس منبر کو عمدہ کاریگری سے تیار کیا تھا لہٰذا سلطان نے حکم دیا کہ وہ منبر لا کر یہاں مسجد اقصیٰ میں نصب کیا جائے۔

رفاہ عام کے کام: سلطان نے یہ بھی حکم دیا کہ مسجد اقصیٰ کو آباد کیا جائے وہاں کی مناسب تعمیر کی جائے اور صخرہ کے اوپر سے سنگ مرمر کو ہٹا دیا جائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عیسائیوں کے پادری صخرہ کے پتھر کو فروخت کرنے لگے تھے وہ اس کے پتھر کو تراش کر اسے سونے کے بھاؤ پر فروخت کرتے تھے فرنگی عیسائی اسے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کی خریداری میں مقابلہ کرتے تھے اور پتھر کے ان ٹکڑوں کو اپنے گرجوں میں رکھتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرنگی بادشاہوں کے دلوں میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ صخرہ (چٹان) فنا نہ ہو جائے۔ لہٰذا اس کی حفاظت کے لیے انہوں نے اس صخرہ کے اوپر سنگ مرمر کا فرش بچھا دیا۔ مگر بیت المقدس کی فتح کے بعد سلطان صلاح الدین نے اسے اکھیڑنے کا حکم دیا۔

اب مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کے بہت سے نسخے اکٹھے ہو گئے اور وہاں (تلاوت قرآن کے لیے) قاری مقرر کیے گئے جن کی تنخواہ مقرر تھی۔ سلطان نے وہاں خانقاہیں اور مدرسے بھی تعمیر کروائے۔ یہ (رفاہ عام کے کام) اس کا زبردست کارنامہ ہے۔

جب فرنگی بیت المقدس سے نکلے تو انہوں نے اپنی غیر منقولہ جائیدادیں نہایت سستے داموں پر فروخت کر دی تھیں مسلمان تاجروں اور قدیم مقامی عیسائیوں نے خرید لیا تھا اور قدیم مقامی عیسائیوں پر پہلے کی طرح جزیہ مقرر کیا گیا۔

صور کا محاذ جنگ جب سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس کو فتح کر لیا تو وہ اسی سال ماہ شعبان کے آخر میں شہر

کے بعد شہر دیا۔ پھر اس نے شہر صور کی طرف کوچ کیا جہاں فرنگیوں کی بہت بڑی تعداد پہنچ چکی تھی مارکوئیس (فرنگی نواب) نے اس شہر کی مدافعت کا عمدہ انتظام کر لیا تھا۔

مارکوئیس کی تیاری: جب سلطان عکا پہنچ گیا تو اس نے وہاں چند دن قیام کیا۔ اس عرصے میں مارکوئیس نے بہت زیادہ تیاری کر لی اس نے گہری خندقیں کھدوا دیں اور فصیلوں کو بالکل درست کر لیا اس شہر کے تین طرف سمندر تھا لہٰذا حاکم شہر نے اس کے دائیں حصے کو بائیں حصے سے جدا کر کے جزیرہ بنا دیا تھا۔

سپہ سالاروں کا تقرر: سلطان صلاح الدین یہاں ۹ رمضان المبارک کو پہنچ گیا سلطان نے اپنا خیمہ ایک بلند ٹیلے پر لگایا جہاں سے وہ میدان جنگ کی نگرانی کر سکے۔ اس نے جنگ کرنے کے لیے اپنے سپہ سالاروں کی باریاں مقرر کر دی تھیں۔ ایک کے بعد دیگرے وہ سلطانی فوجوں کی قیادت کرتیں۔ وہ چار سالار یہ تھے:

(۱) سلطان کا فرزند الملک الافضل (۲) دوسرا فرزند الظاہر (۳) اس کا بھائی ملک عادل (۴) اس کا بھتیجا تقی الدین۔

بحری جنگ: سلطان نے ان کی فصیلوں پر منجنیقیں اور قلعہ شکن آلات نصب کرا دیے تھے فرنگی فوجیں جنگی اور آتش کشتیوں میں بیٹھ کر مسلمانوں کے پیچھے پہنچ کر ان پر سمندر سے حملہ کرتے تھے۔ اسی طرح تنگ کر کے وہ مسلمانوں کو شہر کی فصیل کے قریب آنے سے روکتے رہتے تھے۔ لہٰذا سلطان نے مصر کے بحری بیڑے کو عکا سے بلا لیا اور اس نے وہاں پہنچ کر فرنگیوں کے بحری حملوں کا مقابلہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان فصیل کے قریب ہو کر جنگ کرنے لگے اور انہوں نے سمندر اور خشکی دونوں راستوں سے فرنگیوں کا محاصرہ کر لیا مگر فرنگی مسلمانوں کے پانچ جہازوں پر حملہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ باقی بحری بیڑے کو سلطان صلاح الدین نے کسی نہ کسی وجہ سے بیروت واپس کر دیا۔ فرنگیوں کے بحری بیڑے نے جب ان کا تعاقب کیا تو انہوں نے اپنے آپ کو ساحل پر پھینک کر بچا لیا اور بحری بیڑے کو چھوڑ دیا جسے سلطان صلاح الدین نے اپنے قبضے میں لا کر تڑوا دیا۔ سلطان نے صور کا سخت محاصرہ جاری رکھا لیکن وہ فتح نہ کر سکا کیونکہ وہاں عکا، عسقلان اور بیت المقدس سے فرنگی پناہ گزین ہو گئے تھے اور وہ وہاں کے حاکم کی اچھی مال و دولت اور دیگر سازو سامان سے مدد کر رہے تھے انہوں نے سمندر پار کے فرنگیوں سے بھی مدد طلب کی تھی اور انہوں نے فوجی امداد دینے کا وعدہ کیا تھا اور وہ ان کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔

عکا میں قیام: جب سلطان نے محسوس کیا کہ یہ شہر اتنی جلدی فتح نہیں ہو سکتا تو اس نے کوچ کرنے کے بارے میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا انہوں نے بھی یہی رائے دی کیونکہ سب لوگ جنگ سے تنگ آ چکے تھے۔ لہٰذا سلطان نے ۲ شوال کو فوجیں عکا کی طرف کوچ کیا اس نے اپنی فوجوں کو اجازت دے دی کہ وہ اپنے وطن کو چلی جائیں اور موسم بہار تک آرام کریں چنانچہ مشرق اور تمام دوسری فوجیں واپس ہو گئیں اور سلطان اپنے خاص ساتھیوں کے ساتھ عکا میں مقیم رہا۔ سلطان نے شہر کا حاکم سلطان نور الدین کے ایک سابق خواجہ سرا کو مقرر کیا۔

صلح کا پیغام: جب سلطان عسقلان کے محاصرے میں مشغول تھا تو اس وقت اس نے صور کے محاصرے کے لیے لشکر بھیجا تھا

اس شہر سے ان کا تجارتی راستہ [illegible] تھا اور یہیں سے قلعہ [illegible] کی رسد منقطع کر دی تھی۔ اس لیے انہوں نے سلطان صلاح الدین کو جب کہ وہ صور کا محاصرہ کر رہا تھا [illegible] بھیجا کہ ہم [illegible] کا اقرار [illegible] سلطان نے اس پر قبضہ کر لیا۔

کوکب و صفد کا محاصرہ: سلطان صلاح الدین نے جب عسقلان کی طرف فوج کشی کی تھی تو اس نے قلعہ کوکب کا محاصرہ کرنے کے لیے ایک لشکر بھیجا [illegible] کی فوجوں کے حملوں سے حفاظت کرتے [illegible] (فرنگی فوج) کے تحت تھا۔ سلطان نے [illegible] قلعہ [illegible] کے قریب تھا [illegible] نکلے تھے وہاں دونوں قلعوں میں پناہ گزین ہو کر ان میں محفوظ ہو گئے تھے۔

جب سلطان نے [illegible] دونوں قلعوں کی طرف [illegible] کا محاصرہ [illegible] ہو گیا۔

فوج کی غفلت کا نتیجہ: بالآخر ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ [illegible] قلعہ کوکب کا محاصرہ کرنے کے لیے [illegible] موسم سرما کی خنکی [illegible] غافل ہو گئی (سو گئی) تو فرنگیوں نے (قلعہ سے نکل کر) اس پر حملہ کر دیا اور ان کے ہتھیار [illegible] سامان [illegible] قلعہ میں لے گئے۔ سلطان صلاح الدین کو جب [illegible] صور [illegible] کا ارادہ [illegible] چنانچہ [illegible] قلعہ [illegible] ہے۔

فرنگیوں سے ملاقات: جب [illegible] قلعہ کوکب کی طرف [illegible] قلعہ کوکب [illegible] فتح [illegible] محاصرہ [illegible] دمشق کی طرف [illegible] دمشق میں [illegible] کے [illegible] ملاقات [illegible] فتوحات کی مبارک باد [illegible] بہت خوشی کا اظہار کیا۔

جہاد کی تیاری: جب سلطان صلاح الدین بیت المقدس کی فتح سے فارغ ہوا اور اس نے صور، صفد اور قلعہ کوکب کا محاصرہ [illegible] سے [illegible] فرنگی [illegible] علاقے پر [illegible] کی تیاریاں شروع کیں۔

دعوت جہاد: سلطان [illegible] سے [illegible] دمشق [illegible] تمام [illegible] کے [illegible] شہر [illegible] کے [illegible] جب سلطان نے [illegible] فوج [illegible] کا [illegible] دیے۔

انطاکیہ کے قلعوں پر حملے: وہ خود انطاکیہ کے قریب کے قلعوں کی طرف روانہ ہو گیا اور جمادی الاولیٰ تک ان علاقوں پر حملے کرتا رہا۔ واپسی اسی حیثیت تیزی سے بہت مطمئن ہو اور جب دوبارہ مرکزی محاذ واپس آیا تو (اہل کی) لشکر مال غنیمت سے بھری ہوئی تھی۔ وہ کچھ عرصہ تک حصن الاکراد میں مقیم رہا جہاں ان کے پاس حاکم جبلہ منصور بن نبیل وفد لے کر آیا۔

منصور کی مخبری: منصور بن نبیل جو کہ انطاکیہ کی طرف سے جبلہ کا اس وقت حاکم مقرر ہوا تھا جبکہ فرنگیوں نے اسے فتح کر لیا تو وہ وہاں کے تمام مسلمانوں کا حاکم تھا اور (فرنگی حاکم) کی طرف سے ان کے انتظامی امور انجام دیتا تھا۔

جب سلطان صلاح الدین کو عروج حاصل ہوا اور اس کی وجہ سے اسلام کا بول بالا ہوا تو وہ اس کے پاس آیا تاکہ وہ اسے وہاں کے پوشیدہ رازوں سے آگاہ کرے اور جبلہ اور لاذقیہ پر حملہ کرنے کے قیمتی راز بتائے۔ جس نے سلطان کو زور دار طریقے سے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ان دونوں مقامات کو فتح کر لے۔

قلعہ طرسوس کی تسخیر: سلطان نے کم جمادی الاولیٰ کو وہاں سے کوچ کیا اور طرسوس پہنچا وہاں کے فرنگیوں نے شہر خالی کر دیا اور وہاں کے دو مستحکم قلعوں میں پناہ لے رکھی تھی۔

سلطان نے شہر کو ویران اور تباہ کر دیا۔ ان دونوں قلعوں میں سے ایک کو فتح کر لیا گیا تھا۔ وہاں ان کا سردار موجود تھا جسے سلطان صلاح الدین نے جنگ میں گرفتار کر لیا تھا اور بعد میں بیت المقدس کی فتح کے موقع پر چھوڑ دیا تھا۔

دوسرے قلعہ والوں نے بہت مقابلہ کیا تھا اور قلعہ سلطان کے حوالے کر دیا تھا سلطان نے اسے تباہ کر کے اس کے پتھر سمندر میں پھینکوا دیے تھے۔

جبلہ کا جنگی معاملہ: قلعہ کے قلعہ والوں نے مقابلہ کیا لہٰذا سلطان اسی طرح والوں کے ایک جانب چلا جو بہت بلند اور اونچا تھا کیونکہ کوہستانی راستہ جبلہ کی طرف وہیں سے جاتا تھا۔ وہ راستے سے ایک طرف تھا اور سمندر دوسری طرف تھا یہ بہت تنگ راستہ تھا جس میں سے صرف ایک آدمی دوسرے آدمی کے پیچھے سے گزر سکتا تھا۔

فتح جبلہ: صقلی (صقلیہ) کے فرنگی حاکم کا بحری بیڑہ ساحل شام کے فرنگیوں کی مدد کو پہنچا۔ جس کے ساٹھ قصوں میں رہنے والا اور طرابلس میں لنگر انداز ہوا جب انہوں نے سلطان صلاح الدین کے حملوں کا حال سنا تو وہ مغرب کی طرف روانہ ہو گئے بحری بیڑے کے فوجی جنگی کشتیوں پر کھڑے ہو کر اس راستے کی طرف تیر چلانے لگے لہٰذا سلطان صلاح الدین نے اس راستے کی بڑی جانب اہالی کی ایک قطار کھڑی کی اور اس کے پیچھے تیر اندازوں کو کھڑا کر دیا یہاں تک کہ ان کا لشکر اس تنگ راستے سے گزر گیا۔ جبلہ کی طرف فتح کیا اور ۱۸ جمادی الاولیٰ کو آ کر وہاں گھس گیا۔ ان سے پہلے قاضی پہنچ گیا تھا اس کے بعد سلطان صلاح الدین نے جبلہ فتح کر لیا اور اس کے قلعوں پر اسلامی جھنڈے بلند کر دیے گئے اور ان کے علاقوں کو جو دوسروں کی طرف جلاوطن کر دیا گیا اور قاضی نے قلعہ کو چھوڑ دیا۔ ان میں سے ایک جماعت قاضی نے یرغمال کے طور پر لی تاکہ انطاکیہ کے مسلمان قیدیوں کے بدلے میں چھوڑ دیا جائے۔

اظہار اطاعت: اس شہر کے رؤسا اور امراء اظہار اطاعت کے لیے سلطان صلاح الدین کے پاس پہنچے۔ اس وقت [illegible] کے دوران ایک [illegible] مقیم تھے [illegible] اسی وقت سلطان نے [illegible] جبلہ کا حاکم اپنے نام سابق الدین عثمان بن الدایہ کو مقرر کیا۔ پھر وہاں سے لاذقیہ کی طرف روانہ ہوا۔

فتح لاذقیہ: جب سلطان جبلہ کی فتح سے فارغ ہو گیا تو اس نے لاذقیہ کی طرف فوج کشی کی۔ [illegible] اس شہر [illegible] فرنگی [illegible] وہاں ایک بڑے پہاڑ کے دو قلعوں میں محصور ہو گئے تھے۔ مسلمانوں نے شہر فتح کر کے فرنگیوں کا دونوں قلعوں میں محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے قلعوں کے نیچے [illegible] ان کی وجہ سے فرنگیوں [illegible] انہیں بنیاد سے [illegible] مسلمانوں نے [illegible] اور [illegible] سلطان [illegible] تقی الدین [illegible] بہت [illegible] تھا۔

بحری افسر کی گستاخی: لاذقیہ کی فتح کے [illegible] فرنگیوں [illegible] سلطان صلاح الدین کے [illegible] اس نے [illegible] اعتراض کیا اور [illegible] گفتگو [illegible] فرنگیوں کے لیے [illegible] سلطان نے جواب [illegible] کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے صہیون کی طرف فوج کشی کی۔

صہیون کی فتح: جب سلطان لاذقیہ کی فتح سے فارغ ہو گیا تو اس نے قلعہ صہیون کی طرف فوج کشی کی۔ یہ قلعہ ایک اونچے پہاڑ پر واقع تھا [illegible] اس کے چاروں طرف [illegible] وادی نے گھیرا ہوا تھا اور وہ صرف شمالی طرف سے پہاڑ سے ملا ہوا تھا۔ اس کی پانچ فصیلیں تھیں [illegible] سلطان نے [illegible] کی وجہ سے [illegible] منجنیقیں نصب کر دیں اور ان کے ذریعے قلعہ پر سنگ باری کی [illegible] نے [illegible] ساتھ چلا گیا۔

قلعوں کی فتح: پھر سلطانی لشکر نے [illegible] فوج کشی کی اور [illegible] کے درمیان سے گزرتے ہوئے ان کا ایک [illegible] پر قبضہ کر لیا [illegible] اور [illegible] مسلمانوں نے اس کے بعد جنگ جاری رکھی یہاں تک کہ انہوں نے [illegible]

مسلمانوں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

دیگر قلعوں کی تسخیر: قصر بلاطنس کے حاکم ناصر الدین بن کورس کو اس قلعہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔ اس نے اسے مستحکم قلعہ بنا دیا۔ اس کے بعد مسلمان فوجیں جب اس کے گردونواح میں منتشر ہو گئیں تو انہیں معلوم ہوا کہ فرنگی دوسرے قلعوں کو خالی کر کے بھاگ گئے ہیں لہٰذا مسلمانوں نے ان سب قلعوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے لیے ایک محفوظ راستہ تیار کیا جو آسانی کے ساتھ فرنگی علاقوں اور انطاکیہ کی طرف جاتا تھا۔

فتح بکاس و شغر: پھر سلطان صلاح الدین نے قلعہ صہیون سے ماہ جمادی الاخریٰ کی تین تاریخ کو قلعہ بکاس کی طرف پیش قدمی کی۔ فرنگی اس قلعہ کو چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے اور وہ قلعہ شغر میں محصور ہو گئے تھے اسی لیے سلطان نے اسے (آسانی کے ساتھ) فتح کر لیا پھر قلعہ شغر کا محاصرہ کیا اس قلعہ سے راستہ لاذقیہ، جبلہ اور صہیون کی طرف جاتا تھا چنانچہ سلطان نے ان سے جنگ کی اور مجانیق (سنگ باری کے آلات) نصب کیے مگر ان کے پتھر وہاں تک نہیں پہنچ رہے تھے اس لیے وہ قلعہ کی حفاظت کرتے رہے۔ اسی عرصے میں انہوں نے صاحب انطاکیہ سے جس کی عملداری میں یہ قلعہ تھا فوجی کمک طلب کی اور یہ پیغام بھی پہنچایا کہ اگر کمک نہیں پہنچی تو وہ قلعہ (دشمن کے) حوالے کر دیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا تھا چنانچہ جب وہ (حاکم انطاکیہ) ان کی مدد نہیں کر سکا تو انہوں نے سلطان کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور تین دن کی مہلت طلب کی چنانچہ سلطان نے انہیں یہ مہلت دے دی اور اس کے لیے [illegible]۔ تین دن کے بعد فرنگیوں نے [illegible] کے ماہ جمادی الاخریٰ کی پندرہویں تاریخ کو قلعہ سلطان کے حوالے کر دیا۔

فتح سرمینیہ: جب سلطان مذکورہ بالا قلعوں کو فتح کرنے میں مشغول تھا تو اس وقت اس نے اپنے فرزند ملک الظاہر غازی حاکم حلب کو سرمینیہ کی طرف روانہ کیا۔ اس نے وہاں جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور وہاں کے فرنگیوں کو مقررہ رقم وصول کر کے نکال دیا اور اس قلعہ کو تباہ کر دیا۔

یہ قلعہ جمادی الآخرہ کے آخر میں فتح ہوا تھا اس کی فتح کی وجہ سے وہ مسلمان قیدی جو اس قلعہ میں مقید تھے رہا ہو گئے۔ یہ تمام فرنگی قلعے ایک مہینے کے اندر فتح ہوئے اور یہ سب قلعے انطاکیہ کی عملداری میں تھے۔

دشوار گزار قلعہ: جب سلطان صلاح الدین قلعہ شغر کی فتح سے فارغ ہوا تو اس نے قلعہ برزیہ کی طرف پیش قدمی کی جو افامیہ کے سامنے تھا اور ان دونوں مقامات کے درمیان دریائے عاصی کے پانی کی جھیل اور کئی بہتے ہوئے چشمے تھے۔ اس قلعہ سے فرنگی مسلمانوں کو سب سے زیادہ تکلیفیں پہنچاتے تھے لہٰذا سلطان نے ۲۴ جمادی الاخریٰ کو وہاں کا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ شمال، جنوب اور مشرقی سمتوں سے بالکل محفوظ تھا کیونکہ ان سمتوں سے کوئی راستہ نہیں تھا البتہ مغربی سمت سے اس کی طرف ایک راستہ جاتا تھا وہیں سلطان نے اپنا محاذ قائم کیا اور مجانیق (سنگ باری اور قلعہ شکن آلات) نصب کیں مگر قلعہ کی بہت اونچائی اور دوری کی وجہ سے ان کے پتھر وہاں تک نہیں پہنچ سکے تھے لہٰذا سلطان نے فوجوں کی صف بندی کی اور اپنی فوجوں

شغر [illegible] ہے۔ (مترجم)

مختلف سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا تھا۔ [illegible]

[illegible]

گھمسان کی جنگ۔ جب اس [illegible]

[illegible]

فتح قلعہ [illegible]۔ مسلمانوں [illegible]

[illegible]

نعرۂ تکبیر کا اثر۔ [illegible]

[illegible]

سلطان نے ان [illegible]

فتح [illegible]۔ سلطان [illegible]

[illegible]

سلطان نے [illegible]

دوسرے دن صبح سویرے جنگ ہوئی۔ فرنگیوں نے صبر و استقلال سے مقابلہ کیا کیونکہ وہ والی انطاکیہ کی طرف سے فوجی امداد کا انتظار کر رہے تھے۔ جب انھیں اس سے مایوسی ہوئی تو انھوں نے سلطان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ سلطان نے صرف ان کی جان بخشی کی اور وہ نکل کر طرابلس چلے گئے۔ یہیں سلطان نے ۱۸ ماہ رجب کو یہ قلعہ بھی فتح کر لیا۔

فتح بغراس: پھر صلاح الدین اپنے لشکر سمیت سلطان کے حکم کے مطابق اس مقام سے قلعہ بغراس کی طرف روانہ ہوا۔ یہ قلعہ شہر انطاکیہ سے بہت قریب تھا۔ انطاکیہ والے اس کی طرف سے بہت غافل تھے۔ بہر حال اس قلعہ کا محاصرہ کیا گیا اور اس پر مجانیق نصب کی گئیں۔ چونکہ یہ قلعہ بہت اونچا تھا اس لیے پتھر (سنگ باری) کارگر ثابت نہیں ہوتے تھے۔ مسلمانوں کے سپاہی نیچے پڑے تھے۔ جب سامان و پانی کا انتظام دشوار ہوا۔ پھر بھی وہ ان مشکلات پر قابو پا رہے تھے۔ اہل قلعہ کا قاصد ان کے لیے پناہ حاصل کرنے کے لیے پہنچا۔ مسلمانوں نے اہل صہیون کی طرح صرف ان کی جان بخشی کی۔ پھر قلعہ پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا اور اسے منہدم کر دیا۔ بعد میں امیر ابن لیون نے اسے آباد کیا اور قلعہ کی شکل دے کر اسے اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔

صلح انطاکیہ: جب سلطان نے قلعہ بغراس بھی فتح کر لیا تو والی انطاکیہ بہت خوفزدہ ہوا۔ اس لیے اس نے سلطان صلاح الدین کے پاس مصالحت کا پیغام بھیجا۔ اس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ ان مسلمان قیدیوں کو رہا کر دے گا جو اس کے پاس مقید ہیں۔ ان کے ساتھیوں نے بھی اسے مصالحت پر آمادہ کیا کیونکہ لوگ آرام کرنے کے خواہش مند تھے۔ (یہ معاہدہ جنگ بندی تھا)۔ آخر سلطان نے آٹھ ماہ کے لیے جنگ بندی کی تجویز منظور کر لی اور معاہدہ جنگ بندی سے آٹھ مہینے کے لیے اس نے صلح کر لی۔ سلطان نے اپنا ایک نمائندہ بھیج کر اس سے حلف لیا اور اس نے مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیا۔

سلطنت کی وسیع ریاست: سلطنت (عاقبہ) سے لے کر اس زمانے میں (فرنگیوں کی) شکست کے بعد اس کی سلطنت وسیع تھی۔ طرابلس تک پھیلا ہوا تھا اور عراق کی سرحد تک اس کے تحت آ گیا تھا۔ جہاں اس نے اپنے بیٹے ظاہر کو حاکم بنایا۔

حلب کی طرف مراجعت: (اس صلح کے بعد) سلطان اس سال ۳ شعبان کو حلب پہنچا پھر اطراف و نواح کے بادشاہوں کی اجازت پر وہ اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے۔

امیر صلاح الدین کی عزت: سلطان وہاں سے دمشق آیا۔ ابن شداد جو اس کے ساتھ تھے بیان کرتے ہیں کہ سلطان بھی تشریف لایا۔ وہ سلطان کے لشکر کے ساتھ کوچ کرتا تھا اور اس کی خدمت میں شریک رہتا تھا۔ سلطان اس کو اپنی عزت کا نیک شگون سمجھتا تھا اور اس نے بھی بڑی عزت حاصل کی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سلطان نے اس کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور وہ (اکثر امور میں) اسی سے مشورہ کیا کرتا تھا۔

جہاد کا عزم صمیم: سلطان اس سال کے ماہ رمضان میں دمشق آیا تو اسے مشورہ دیا گیا کہ وہ فوجوں کو منتشر کر دے مگر اس

نے یہ مشورہ بھی دے دیا کہ

”جب تک (فرنگیوں کے) قلعے کرک، صفد اور کوکب اسلامی شہروں کے درمیان موجود ہیں اس وقت تک انہیں جلد فتح کرنے کی ضرورت ہے۔“

فتح الکرک سلطان صلاح الدین نے کرک کی طرف اپنے بھائی العادل کی زیر قیادت فوجیں روانہ کیں۔ وہ بیروت اور بغراس کی طرف روانہ ہوا اور ان علاقوں میں دور تک پہنچ گیا تھا۔ ملک العادل نے کرک کا اس قدر سخت محاصرہ کیا کہ اہل قلعہ تنگ آ گئے اور ان کا غذائی ذخیرہ ختم ہو گیا۔ اس لیے انہوں نے امان طلب کی جو انہیں دے دی گئی اور انہوں نے قلعہ سلطان کے حوالے کر دیا۔ اس قلعہ کی فتح کے بعد اس کے نزدیک واقع قلعے بھی فتح کر لیے گئے۔ ان میں سب سے بڑا قلعہ شوبک تھا۔ اس کے بعد اس علاقہ میں امن و امان ہو گیا اور مصر سے بیت المقدس تک کا تمام علاقوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

فتح صفد جب سلطان صلاح الدین دمشق واپس آیا تو ماہ رمضان المبارک کے نصف تک وہاں رہا۔ پھر اس نے صفد کے قلعے کا محاصرہ کرنے کے لیے لشکر تیار کیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے اس کی فصیلوں پر منجنیقیں نصب کر دیں۔ اہل صفد کی خوراک کا ذخیرہ پہلے محاصرے میں کم ہو گیا تھا لہٰذا اب دوسرے محاصرے کے موقع پر انہیں اندیشہ ہوا کہ ان کی خوراک کا ذخیرہ بالکل ختم ہو جائے گا اس لیے انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور سلطان نے صفد پر قبضہ کر لیا اور یہاں کے فرنگی شہر صور کی طرف بھاگ گئے۔

فرنگی فوجوں کی تباہی جب سلطان صفد کا محاصرہ کیے ہوئے تھا تو اس موقع پر فرنگیوں کو قلعہ کوکب کے ہاتھ سے نکل جانے کا خطرہ ہوا اس لیے انہوں نے اس قلعے کی مدافعت کے لیے کچھ فوجی امداد بھیجی۔ اس قلعہ کا محاصرہ قایماز نجمی کر رہا تھا۔ اسے اس فوجی کمک کا پتہ چل گیا تھا۔ اس لیے وہ ان کی طرف سوار ہو کر چلا۔ پھر ان کی گھات میں بیٹھ گیا جونہی فوج آئی مسلمان سپہ سالار نے وہاں پہنچ کر ان کا صفایا کر دیا اور ان میں سے کوئی بھی بچ کر نہ بھاگ سکا۔ اس شکست خوردہ فوج میں ان کے داویہ اور اسپتاریہ کے دو افسر بھی تھے۔ انہیں سلطان کے پاس صفد کے مقام پر لایا گیا۔ (چونکہ سلطان اسپتاریہ اور داویہ کو ناپسند کرتا تھا) اس لیے اس نے اپنی عادت کے مطابق ان دونوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ مگر ان میں سے ایک نے رحم کی درخواست کی تو سلطان نے دونوں کو معاف کر کے انہیں قیدی بنا لیا۔

فتح قلعہ کوکب: فتح صفد کے بعد سلطان نے قلعہ کوکب کی طرف بذات خود فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اور انہیں امان دینے کا وعدہ کیا مگر وہ قلعہ کی مدافعت کرنے پر مصر رہے۔ چنانچہ سلطان نے قلعہ پر منجنیقیں نصب کرا دیئے اور تیر اندازی جاری رکھی۔ مگر بارش کی وجہ سے جنگ نہیں ہو سکی اور سلطان کو یہاں طویل عرصہ تک ٹھہرنا پڑا۔ جب بارش ختم ہوئی تو سلطان نے دوبارہ جنگ شروع کی اور ان کی فصیلوں پر سخت حملے کیے اور نقب لگا کر ایک برج گرا لیا۔ اس کے بعد فرنگیوں کی ہمت ٹوٹ گئی اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ یوں سلطان نے اسی سال کے ماہ ذوالقعدہ کی

چودھویں تاریخ کو اس قلعہ کو فتح کر لیا۔ یہاں جو فرنگی تھے وہ شہر صور کی طرف بھاگ گئے۔

مزید فرنگی رضا کاروں کی آمد: صور پہنچ کر فرنگیوں کے افسر نے مشورہ کر کے سمندر پار اپنے فرنگی بھائیوں کے پاس اپنے قاصد بھیجے۔ جنہوں نے امداد کے لیے زبردست (زیادہ) ابھارا فرنگیوں نے انہیں لاتعداد صلیبی رضا کاروں کی بڑی جماعت امداد کے لیے بھیجی۔

سلطان کا عکا میں قیام: ادھر مسلمانوں نے فرنگیوں کے تمام ساحلی علاقے ایلہ سے لے کر بیروت تک فتح کر لیے تھے۔ ان کے درمیان صرف صور کا شہر باقی تھا (جہاں فرنگیوں کا قبضہ تھا) پھر سلطان جب صفد اور کوکب کی فتح سے فارغ ہوا تو وہ بیت المقدس روانہ ہوا۔ وہاں اس نے عید الاضحیٰ کی قربانی کے مراسم ادا کیے پھر وہ عکا پہنچا جہاں اس نے موسم سرما کے اختتام تک قیام کیا۔

قلعہ شقیف کا محاصرہ: پھر سلطان ۵۸۵ھ نے موسم بہار میں قلعہ شقیف کے محاصرہ کے لیے کوچ کیا۔ یہ قلعہ حاکم صیدا ارناط (فرنگی حاکم) کے ماتحت تھا وہ سب فرنگیوں سے زیادہ چال باز اور مکار تھا۔ جب سلطان مرج عیون پہنچا تو وہ سلطان کے پاس آیا اور خلوص و محبت کا اظہار کرتا رہا۔ اس نے ماہ جمادی الآخر تک جنگ کے لیے مہلت طلب کی تاکہ وہ اپنے اہل و عیال کو صور کے حاکم مارکیس کے پاس سے نکال سکے۔ اس کے بعد وہ ضرور شقیف کا قلعہ سلطان کے حوالے کر دے گا۔ سلطان اس کے وعدہ کے مطابق وہیں مقیم رہا۔ اسی عرصے میں مصالحت اور جنگ بندی کی وہ مدت ختم ہو گئی جو سلطان اور حاکم انطاکیہ کے درمیان مقرر ہوئی تھی اس لیے سلطان نے اپنے بھتیجے تقی الدین کے زیر قیادت حفاظتی فوج ان شہروں کے لیے بھیجی جو انطاکیہ کے قریب تھے۔

صور میں فرنگیوں کا اجتماع: اسی اثناء میں اسے یہ اطلاع ملی کہ فرنگی (صلیبی) رضا کار (بیرونی ممالک سے آ کر) صور میں وہاں کے حاکم مارکیس کے پاس اکٹھے ہو رہے ہیں اور سمندر پار ممالک سے انہیں اپنے ہم مذہب حکومتوں کی طرف سے مکمل فوجی امداد پہنچ رہی ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ شام کا فرنگی بادشاہ جسے سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس کی فتح کے بعد رہا کر دیا تھا وہ مارکیس (حاکم صور) سے مل گیا ہے اور ان دونوں میں اتحاد ہو گیا ہے۔ اس طرح بے شمار فرنگی فوجیں وہاں اکٹھی ہو گئی ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر اس نے ان کی طرف پیش قدمی کی اور قلعہ شقیف کا محاصرہ چھوڑ دیا تو اس کی فوج کے لیے خوراک اور رسد رسانی کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا لہٰذا اس نے اپنی جگہ پر وہیں قیام جاری رکھا۔

ارناط کی گرفتاری: جب مہلت کی مدت ختم ہو گئی تو سلطان نے قلعہ شقیف کی طرف پیش قدمی کی اور وہاں کے حاکم ارناط کو بلوایا۔ اس نے آ کر یہ عذر پیش کیا کہ مارکیس نے اس کے اہل و عیال کو نہیں چھوڑا ہے اس لیے اس نے دوبارہ مہلت طلب کی۔ اب سلطان پر اس کا مکر و فریب ظاہر ہو گیا تھا اس لیے سلطان نے اسے قید کر لیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اہل شقیف کو پیغام بھیجے کہ وہ قلعہ شقیف اس کے حوالے کر دیں مگر اس نے یہ بات منظور نہیں کی۔ سلطان نے ارناط کو دمشق

بھیج دیا۔ جس سے قیدیوں کو رہا کر لیا۔ اب سلطان نے خود فوج لے کر قلعہ شقیف کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر دیا۔

فرنگیوں کو شکست اس سے پیشتر سلطان نے ان فرنگیوں کے مقابلے کے لیے جو صور سے باہر تھے ایک مناسب فوج بھیج دی تھی۔ پھر اسے یہ اطلاع ملی کہ فرنگیوں نے صیدا کا محاصرہ کرنے کے لیے صور سے کوچ کیا ہے۔ چنانچہ ان کا مسلمانوں کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں نے ان سے جنگ کر کے فتح حاصل کی اور ان کے سات شہسواروں کو گرفتار کرنے کے علاوہ فرنگیوں کے بہت سے افراد کو قتل کیا تاہم سلطان صلاح الدین کا ایک خادم ایاز جو بڑا بہادر تھا اس جنگ میں شہید ہو گیا جس کی موت سے سلطان کو بڑا افسوس ہوا۔ آخرکار مسلمانوں نے ان فرنگیوں کو پسپا کر کے صور کے باہر ان کے مرکزی خیموں کی طرف بھگا دیا۔ جب سلطان صلاح الدین جنگ کے میدان میں پہنچا تو اس نے اپنا لشکر بڑی ہمت سے قائم کیا کہ کوئی فرنگی لشکر دوبارہ اس سے انتقام لے۔

اسلامی سپاہ کی غلط فہمی ایک دن ایک دستے نے پیش قدمی کر کے حملہ کیا تاکہ وہ فرنگیوں سے کچھ نہ کچھ چھین لے۔ سلطان کی فوجوں کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ سلطان فرنگیوں سے جنگ کرنا چاہتا ہے اس لیے وہ آگے بڑھ کر ان کے علاقے میں دور تک گھس گئے۔ سلطان نے ان کو واپس کرنے کے لیے اپنی فوج کو ان کے پیچھے بھیجا تاکہ وہ ان فوجوں کو واپس لے آئیں مگر وہ بھی واپس نہیں آئے۔

اسلامی مختصر فوج کی شہادت فرنگیوں نے جب مسلمانوں کی فوج کو دیکھا تو انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ ان کے پیچھے (کوئی فوج) نہیں ہے۔ جب انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ اسلامی فوج اصل فوج سے بالکل کٹ چکی ہے تو انہوں نے ان پر حملہ کر کے ان سب کو شہید کر دیا اور ان کو موت کی نیند سلا دیا۔

فرنگیوں سے انتقام سلطان (اس خبر کے بعد) پہاڑی کی طرف سے لشکر لے کر ان سے مقابلے کے لیے گیا اور انہیں شکست دے کر پل کی طرف بھگا دیا۔ ان میں سے بہت سے فرنگی مارے گئے اور ان کے بہت سے نوجوان سمندر میں ڈوب گئے۔ سلطان کا ارادہ یہ تھا کہ ان کا محاصرہ کیا جائے اور سلطان کو خبر ملی کہ اس کے پاس آئی ہوئی فوج فرنگی صور کی طرف لوٹ گئے اور سلطان بھی خیموں کی طرف واپس چلا گیا تاکہ وہ عکا کا بندوبست کرے اور پھر مرکزی چھاؤنی کی طرف واپس آ جائے۔

عکا کا محاصرہ جب سلطان نے مرکزی خیموں میں واپس آ کر آرام کیا تو اسے یہ اطلاع ملی کہ فرنگی ضرورتوں کے لیے باہر نکلے ہیں۔ اس لیے سلطان نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ سلطان کے ساتھ ایک جماعت لے کر جمادی الاولیٰ کی آخری تاریخ کو اپنے ساتھیوں سے ان پر حملہ کریں۔ سلطان نے مختلف مقامات پر کمین گاہیں قائم کیں اور اپنے لشکر سے مختلف شہسواروں کی ایک جماعت کو آگے بڑھنے کا حکم دیا کہ وہ فرنگیوں کو گھیر کر کمین گاہوں کی طرف لے آئیں چنانچہ یہ جماعت انہیں فرنگیوں سے مار کر بھگا لائی۔

مسلمانوں کی شکست: پھر وہ فرنگی ان کمین گاہوں کی طرف نہیں آئے۔ ان مقامات پر جو فوج چھپی ہوئی تھی وہ طویل انتظار کے بعد اپنے ساتھیوں کی حفاظت کے لیے باہر نکل آئی تو اس وقت ان فرنگیوں نے ان مسلمان فوجوں کو گھیر لیا اور سخت جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کو بری طرح شکست ہوئی۔ ان کمین گاہوں میں قبیلہ طے کے چار قبائلی افسر بھی تھے جو اپنے ساتھیوں کے راستے سے ہٹ کر ایک وادی میں گھس گئے تھے۔ سلطان کے بعض موالی (آزاد کردہ غلام) بھی ان کے پیچھے چلے مگر فرنگیوں نے انہیں اس وادی میں گھستے ہوئے دیکھ لیا تھا اور وہ سمجھے کہ یہ راستے سے بھٹک گئے ہیں لہذا انہوں نے تعاقب کر کے انہیں شہید کر دیا۔

فرنگیوں کی آخری پناہ گاہ: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ صور کے شہر کو ایک فرنگی نواب (مارکوئیس) نے آ کر ان فرنگیوں سے آباد کیا تھا جو سمندر پار سے آئے تھے۔ لہذا سلطان جب کوئی شہر یا قلعہ فتح کرتا تھا تو وہاں کے فرنگی صور میں آ کر پناہ لیتے تھے یوں اس شہر میں فرنگیوں کی بہت بڑی تعداد آباد ہو گئی تھی اور وہ اپنے ساتھ بہت مال و دولت بھی لائے تھے۔

یورپ میں فوجی بھرتی: جب سلطان نے بیت المقدس فتح کر لیا تو ان کے بہت سے عیسائی راہبوں پادریوں اور ان کے مذہبی پیشواؤں نے بیت المقدس کے چھن جانے کے ماتم میں سیاہ لباس پہن لیا تھا اور بیت المقدس کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا (بطریک) بھی وہاں سے چلا گیا تھا اور وہ بھی اپنے ساتھ عیسائیوں کو لے کر سمندر پار فرنگی ممالک میں فریاد کرتا رہا کہ عیسائی مذہب کے قدم ماننے والے بیت المقدس کی شکست کا انتقام لیں۔ لہذا ہر شہر سے کافی تعداد میں اس صلیبی جنگ کے لیے فرنگی مرد تیار ہو گئے یہاں تک کہ خواتین بھی جنگ کے لیے تیار ہو گئیں۔ ان میں سے جو جنگ نہیں کر سکتا تھا وہ اپنی جگہ اجرت دے کر کوئی شخص اپنی طرف سے بھیجتا تھا یوں انہوں نے اس مذہبی جنگ کے لیے بے تحاشا مال و دولت صرف کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر مقام سے فرنگی رضاکار تیار ہو کر صور کے شہر کی طرف پہنچنے لگے اور ہر وقت سپاہیوں خوراک اور ہتھیاروں کی امداد کا سلسلہ لگاتار وہاں قائم رہا۔

عظیم صلیبی لشکر کی پیش قدمی: اب ان تمام فرنگیوں نے متفقہ طور پر عکا کی طرف کوچ کرنے اور اس کا محاصرہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ وہ ۵۸۵ھ میں ماہ رجب کی آٹھویں تاریخ کو ساحلی راستے پر روانہ ہوئے (ان کی حفاظت کے لیے) ان کے بحری بیڑے ان کے بالمقابل چلتے رہے۔ مسلمانوں کی فوجیں اپنے اپنے مقامات پر ان پر چھاپے مارتی رہیں تاہم فرنگیوں کا (یہ بھاری) لشکر عکا کے قریب پہنچ گیا وہ وہاں پندرہ رجب کو پہنچے تھے۔

عکا کا محاصرہ: سلطان صلاح الدین چاہتا تھا کہ وہ ان کے بالمقابل فوج کشی کر کے انہیں نقصان پہنچائے مگر اس کے ساتھیوں نے مخالفت کی ان کی رائے یہ تھی کہ راستہ بہت تنگ ہے اور دشوار گزار ہے لہذا سلطان نے فوج کشی کے لیے دوسرا راستہ اختیار کیا اور جب فرنگی فوجیں عکا کے قریب پہنچ چکی تھیں اس وقت سلطان کا لشکر وہاں پہنچا فرنگیوں نے بحری راستہ گھیر لیا تھا۔ اس لیے مسلمانوں کو بحری راستہ نہیں مل سکا۔

مسلمانوں کو دعوتِ جہاد: سلطان صلاح الدین نے ان کے سامنے محاذ قائم کر لیا اور اطراف و جوانب کے مسلمانوں کو دعوت جہاد بھجوائی یہ خبر موصل، دیار بکر، سنجار اور الجزیرہ کے تمام علاقوں سے فوجیں آ گئیں سلطان کا بھتیجا تقی الدین حماۃ سے فوج لے کر آیا اور مظفر الدین کوکبری حران اور رہا سے فوجیں لے کر آیا۔ مسلمانوں کو خشکی کے راستے سے کمک پہنچ رہی تھی اور فرنگیوں کو بھی بحری راستے سے کمک مہیا ہو رہی تھی۔ وہ عکا کے شہر میں محصور تھے۔ ان کے درمیان مشہور واقعات ہوتے رہے تاہم سلطان صلاح الدین نے ماہ رجب کے باقی ماندہ ایام میں جنگ نہیں کی۔

عکا کی مدافعتی جنگ: جب ماہ شعبان شروع ہوا تو سلطان نے سارے دن فرنگیوں سے جنگ کی اور رات کے وقت بھی سلطان صف بندی میں رہے اور صبح ہوتے ہی انہوں نے پھر جنگ شروع کی اور صبر و استقلال کے ساتھ میدان جنگ میں آئے سلطان کے بھتیجے تقی الدین نے دوپہر کے وقت میمنہ (دائیں طرف) کی طرف سے فوج کے ساتھ ایسا زبردست حملہ فرنگیوں پر کیا کہ وہ اپنے مورچوں سے پیچھے ہٹ گئے اور مسلمانوں نے ان کے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ اب مسلمان شہر کے قریب پہنچ کر اس میں داخل ہو گئے سلطان نے شہر میں ہر قسم کے مدافعت کے انتظامات مکمل کر لیے اور وہاں ہر قسم کی فوجی امداد پہنچائی اور فرنگیوں کے مقابلے کے لیے امیر حسام الدین ابو الہیجاء السمین کی قیادت میں لشکر بھیجا جو اربل کے کردوں میں سے ان کا سب سے بڑا امیر تھا۔

خندقوں میں محصور: دوسرے دن جب مسلمان جنگ کے لیے آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ فرنگیوں نے اپنے چاروں طرف خندقیں کھود لی ہیں اور اس طرح اپنے آپ کو محصور کر لیا ہے چنانچہ اس دن جنگ نہیں ہوئی اور وہ مسلمانوں کے حملوں سے محفوظ رہے (البتہ اس دوران یہ تدبیر کی گئی کہ) سلطان کی فوج کے کچھ عرب قبائل کے افراد فرنگیوں کے علاقے کی سمت میں ساحل بحر کے کچھ مقامات پر جو دریا کے موڑ پر واقع تھے چھپ گئے اور اپنی کمین گاہوں سے فرنگیوں پر چھاپے مارتے رہے۔ چنانچہ ماہ شعبان کی چودھویں تاریخ کو انہوں نے فرنگیوں کا صفایا کر دیا اور بہتوں کو قتل کر کے ان کے سر سلطان صلاح الدین کے پاس بھیجے۔ سلطان نے ان کی بہت قدر دانی کی اور اچھا سلوک کیا۔

مسلمانوں کے جنگی مراکز: اب سلطان صلاح الدین نے مصر سے بھی لشکر بلا لیا۔ یہ خبر فرنگیوں کو بھی معلوم ہو گئی۔ لہٰذا انہوں نے اس مصری لشکر کو وہاں پہنچنے سے روکنے کی کوشش کی۔ ادھر سلطان کی فوجیں مختلف چھاؤنیوں میں منتشر تھیں۔ ان کی ایک فوجی چھاؤنی انطاکیہ کے اور اس کے حاکم بیمند کے مقابلے کے لیے حلب کی قلمرو میں تھی۔

دوسری مدافعتی فوج حمص میں تھی جو کہ طرابلس کے فرنگیوں کا مقابلہ کر سکے سلطان کی فوج کا ایک بڑا حصہ اہل صور کے مقابلے پر تھا اور ایک زبردست فوجی چھاؤنی دمیاط اور دوسری اسکندریہ میں تھی۔

اچانک حملہ فرنگ: اس اثناء میں (جب کہ جنگ بند تھی) فرنگیوں نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ کیا

---

[1] قلعہ مغار (باب الفروسہ) ہے۔ (ارشد)

چنانچہ فرنگیوں نے ماہ شعبان کی بیسویں تاریخ کو [illegible] (بدھ کے دن) سلطان صلاح الدین [illegible] لشکر میں آیا اور ان کی صف بندی کی۔ فرنگیوں نے سلطان کی میمنہ فوج پر حملہ کیا جو ان کے بھتیجے تقی الدین کی زیر قیادت تھی۔ یہ فوج کسی قدر پیچھے ہٹ گئی تو سلطان نے اپنے قلب سے دستے ان کی مدد کے لیے بھیجے جس سے سلطان صلاح الدین کا قلب (درمیانی حصہ) کمزور ہو گیا اور سلطان کے کئی افسروں نے جام شہادت نوش کیا جن میں قابل ذکر حضرات یہ تھے:

مشہور شہداء: (۱) امیر علی بن مروان (۲) شیخ جو فقیہ عیسیٰ [illegible] کے بھائی تھے (۳) حاجب خلیل ہکاری۔

شاہی خیمہ پر حملہ: فرنگیوں نے سلطان صلاح الدین کے شاہی خیمہ پر بھی حملہ کیا اور [illegible] شہید کر کے خیمہ کو لوٹ لیا [illegible] جس سے سلطان صلاح الدین کا [illegible] بھی اس موقع پر شہید ہو گئے۔ اس کے علاوہ فرنگیوں نے کافی مسلمانوں کو شہید کیا [illegible] تھے انہیں شکست ہو گئی اور وہاں جو فرنگی فوجیں پہنچ گئی تھیں وہ اپنے ساتھیوں سے منقطع ہو گئی تھیں۔

فرنگی سپاہیوں کا قتل: پھر مسلمانوں نے حملہ کیا [illegible] فوج نے ان (پیش قدمی کرنے والے) فرنگیوں پر حملہ کر کے انہیں [illegible] کے پیچھے [illegible] پھر یہ سلطان فوج سلطان صلاح الدین کے خیمے تک پہنچی تو اس نے جو فرنگی بھی دیکھا اس کا کام تمام کر دیا [illegible] سلطان صلاح الدین بھی [illegible] آ گئے [illegible] جو بھاگ گئی تھی جنگ کرنے کے لیے [illegible] نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے فرنگیوں کو گھیر لیا اور ان میں سے کوئی بچ کر نہیں جا سکا۔

مقتولین کی تعداد: مسلمانوں نے فرنگیوں کی [illegible] (جماعت) کے سردار کو گرفتار کیا۔ سلطان نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا [illegible] سلطان نے اسے دو مرتبہ [illegible] آیا تو اب فرنگی مقتولین کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی تھی [illegible] سب کے سب دریا میں پھینک دیے گئے۔

دوبارہ جنگ: مسلمانوں میں سے جو سپاہی شکست کھا کر بھاگ گئے تھے ان میں سے بعض طبریہ [illegible] بعض [illegible] اردن پار کر گئے تھے اور پھر وہاں سے لوٹے بعض دمشق تک پہنچ گئے تھے۔ اب مسلمانوں کی فرنگیوں کے ساتھ دوبارہ جنگ شروع ہو گئی [illegible] مسلمان فرنگیوں کے اصل [illegible] کے اندر گھسنے والے تھے کہ [illegible] کا [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible] جاری ہے [illegible] دست درازی کر [illegible] سامان لوٹ لیا [illegible] مسلمانوں نے قبضے سے [illegible] کا مال [illegible] اسی واقعہ کی وجہ سے مسلمان فرنگی [illegible] بچ گئے۔

سلطان کی جنگ سے واپسی: جب یہ جنگ ختم ہو گئی اور [illegible] فرنگیوں [illegible] لاشوں [illegible] اپنے خیمے میں

یہاں کی آب و ہوا مضر اور بدبودار ہو گئی اس سے سلطان صلاح الدین کو قولنج کا عارضہ لاحق ہو گیا جس میں سلطان بار بار مبتلا ہوتا رہا۔ ایسے موقع پر اس کے دوستوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ (تبدیلی آب و ہوا کے لیے) یہاں سے کوچ کر جائے اس کے بعد فرنگی فوجیں بھی چلی جائیں گی اور اگر وہ یہاں رہیں تو وہ دوبارہ آ کر ان کا مقابلہ کریں گے۔ اطباء نے بھی اسے کوچ کرنے پر مجبور کیا لہٰذا وہ اسی سال کے ماہ رمضان المبارک کی چوتھی تاریخ کو روانہ ہوا۔ اس نے عکا میں جا کر اپنے کوچ کرنے کا اصل سبب بیان کیا۔

دشمن کی قلعہ بندی: جب سلطان عکا سے روانہ ہو گیا تو فرنگیوں نے عکا کا محاصرہ سخت کر دیا اور چاروں طرف سے اپنے بحری بیڑے کی مدد سے اس کا احاطہ کر لیا انہوں نے اپنے لشکر کے گرد خندق کھودی اور اپنی فوجوں کے چاروں طرف قلعہ نما مٹی کی فصیل بھی بنائی تاکہ سلطان دوبارہ واپس آ کر حملہ نہ کر سکے۔ مسلمانوں کی ہراول فوج ہر وقت جنگ کے لیے مستعد رہتی تھی اگرچہ وہ جنگ نہیں کر رہے تھے۔

سلطان کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ وہ لشکر بھیج کر ان کی قلعہ بندی کو روکیں مگر سلطان کی بیماری کی وجہ سے یہ پروگرام ختم ہو گیا۔ اس کے برخلاف فرنگیوں نے اپنے منصوبے کی تکمیل کر لی۔ اہل عکا روزانہ فرنگیوں کے مقابلے کے لیے نکلتے تھے اور ان سے جنگ کرتے تھے۔

مصری لشکر کی آمد: ملک عادل ابوبکر بن ایوب شوال کی پندرہ تاریخ کو مصری فوج لے کر وہاں پہنچا۔ اس کے ساتھ جنگجو سپاہیوں کا جم غفیر تھا اور وہ محاصرہ کے آلات کی بہت سی قسمیں لے کر آیا تھا۔ اس کے پیچھے امیر لؤلؤ کی سرکردگی میں مصری بحری بیڑہ بھی پہنچا۔ اس نے (فرنگیوں کی) ایک کشتی کو بھی پکڑ لیا اور جو کچھ اس میں تھا اسے مال غنیمت کے طور پر حاصل کر لیا اور اسے لے کر عکا کی بندرگاہ میں داخل ہو گیا۔

سلطان کا خروبہ میں قیام: اس اثناء میں سلطان صلاح الدین اپنی بیماری سے تندرست ہو گیا تاہم وہ ماہ صفر کے اختتام تک الخروبہ کے ایک مقام ہی میں مقیم رہا۔

دوبارہ جنگ کا آغاز: فرنگیوں نے یہ اطلاع پائی کہ سلطان صلاح الدین ان کی طرف (جنگ کے لیے) روانہ ہو گیا ہے۔ اس لیے وہ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے ماہ صفر ۵۸۶ھ میں دوبارہ آئے۔ مسلمانوں نے بھی جان پر کھیل کر ان کا مقابلہ کیا اور فریقین میں سے بہت سے افراد مارے گئے۔

دو طرفہ محاذ: جب اس جنگ کی اطلاع سلطان کو ہوئی تو اس نے دمشق، حمص اور حماۃ سے فوجوں کو طلب کیا۔ اس کے بعد وہ الجزیرہ سے تل کیسان کی طرف پہنچا۔ وہاں اس نے لگاتار فرنگیوں پر حملہ کر کے انہیں عکا کے مسلمانوں پر حملہ کرنے سے روکے رکھا۔ یوں فرنگیوں کو دو محاذ پر لڑنا پڑا۔

آگ سے محفوظ برج: فرنگیوں نے عکا کے محاصرہ کے دوران لکڑی کے تین برج بنا لیے تھے۔ ہر برج کی اونچائی

سامنے کھڑی تھیں۔ ان کی پانچ منزلیں تھیں انہوں نے ان کو چمڑے سے ڈھانک دیا تھا اور ایسی دوا لگی ہوئی تھیں جن پر آگ اثر نہیں کر سکتی تھی انہوں نے ان برجوں کو جنگ جو سپاہیوں سے آباد کر رکھا تھا اور ۲۰ ربیع الاول ۵۸۶ھ کو تین سمتوں سے شہر کے قریب کر دیا تھا۔ وہاں سے وہ فصیل کا معائنہ کر کے شہر (مسلمان) سپاہیوں کا راز معلوم کر لیتے تھے۔ فرنگیوں نے خندق کو بھرنا بھی شروع کر دیا تھا۔

(یہ حالت دیکھ کر) اہل عکہ نے ایک تیراک کو سمندر میں بھیجا تاکہ وہ فرنگیوں کا حال معلوم کر کے بتائے چنانچہ وہ اپنے لشکر کو لے کر روانہ ہوا اور اس نے فرنگیوں سے سخت جنگ شروع کر دی جس سے اہل شہر پر جنگ کا دباؤ کم ہوا اور وہ اسی طرح آٹھ دن تک دو طرفہ جنگ کرتے رہے۔

دوا سے برجوں کی تباہی: جب مسلمان ان برجوں کو تباہ نہیں کر سکے انہوں نے تیل کو جلا کر ان کو پھینکا مگر وہ بھی بیکار ثابت ہوئے۔ اتفاق سے ان کے پاس دمشق کا ایک شخص تھا جو نفط (تیل) کے خواص جانتا تھا اس نے چند جڑی بوٹیاں لے کر ایک دوا تیار کی اور وہ شہر کے حاکم قراقوش کے پاس گیا اور کہا "تم اس دوا کو کسی ایک برج کے سامنے منجنیق (قلعہ شکن ہتھیار) سے ڈالو تو اس کے ذریعے آگ لگ جائے گی" چنانچہ اس دوا کو ایک ہنڈیا میں ڈالا گیا پھر اس کے بعد دوسری ہنڈیا میں ڈالی گئی جو آگ سے بھری ہوئی تھی (پھر انہیں پھینکا گیا تو) آگ بھڑک اٹھی اور وہ برج تمام سازوسامان کے فوراً آتش زدہ ہو گیا اس کے بعد دوسرے اور تیسرے برج کے ساتھ بھی یہی طریقہ استعمال کیا گیا (اور وہ بھی جل گئے) شہر والے (ان برجوں کی تباہی سے) بہت خوش ہوئے کیونکہ وہ ایک بڑی مصیبت سے نجات پا گئے تھے سلطان نے اس (کیمیا داں) مسلمان کو بہت انعام و اکرام دینا چاہا مگر اس نے قبول نہیں کیا اور کہا "میں نے یہ کام خدا کی خوشنودی کے لیے کیا ہے اس لیے میں اس کا معاوضہ اسی سے حاصل کروں گا۔"

مسلم حکام کی شرکت: اس کے بعد سلطان نے اطراف و جوانب کے بادشاہوں کو دعوت جہاد دی چنانچہ سب سے پہلے حاکم سنجار عماد الدین زنگی بن مودود فوج لے کر آیا پھر حاکم موصل علاء الدین بن [illegible] وہاں پہنچا پھر عز الدین مسعود بن مودود بھی آیا اسے اس کے والد نے فوج دے کر بھیجا۔ پھر حاکم اربل زین الدین آیا ان میں سے ہر ایک جب وہاں پہنچتا تھا تو وہ اپنی فوج لے کر آگے بڑھتا تھا اور سب سے پہلے فرنگیوں سے جنگ کرتا تھا اس کے بعد وہ اپنے قیام کا بندوبست کرتا تھا۔

مصری بحری بیڑہ کی آمد: اسی اثناء میں مصر سے بحری بیڑہ کی آمد کی خبر ملی تو فرنگیوں نے اس سے جنگ کرنے کے لیے اپنا بحری بیڑہ تیار کیا سلطان نے فرنگیوں کو جنگ میں مشغول رکھا تاکہ مصری بحری بیڑہ آسانی کے ساتھ عکا کی بندرگاہ میں داخل ہو جائے مگر وہ دونوں فریقوں سے بری اور بحری جنگ کرتے رہے۔ تاہم (مسلمانوں کا) بحری بیڑہ عکا کی بندرگاہ میں صحیح سلامت داخل ہو گیا۔

شاہ جرمنی کی پیش قدمی: فرنگیوں کی امداد کے لیے جرمنی کا بادشاہ بہت بڑی تعداد میں ایک لشکر لے کر آیا جو بہادری میں بہت

مشہور تھے۔ یہ لوگ جزیرہ انگلستان کے رہنے والے تھے جو بحر اوقیانوس کے شمال مغرب میں ہے۔ یہ تو خیر عیسائی تھے لہٰذا جب عیسائی پادری اور راہب بیت المقدس کے متعلق خبریں لے کر آئے اور عیسائی قوم کو مذہبی جنگ کے لیے بلانے لگے تو ان کا بادشاہ جنگ کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنی فوجوں کو اکٹھا کیا اور صلیبی جنگ کے لیے روانہ ہو گیا۔

المانی رضاکاروں کی گذرگاہ: عیسائی حکومتوں نے ان کے لیے رستہ کھول دیا تھا جب یہ قسطنطنیہ پہنچا تو شاہ روم نے اسے روکنا چاہا مگر وہ ان کا راستہ نہیں روک سکا تاہم اس نے سلطان صلاح الدین کو اس کی اطلاع دی اور انہیں خوراک وغیرہ فراہم کرنا بند کر دیا تھا جس سے ان کے خورد و نوش میں تنگی ہوئی جب انہوں نے خلیج قسطنطنیہ پار کیا تو وہ قلیج ارسلان کی سلطنت اناطولیہ کو چیر کر گزرے یہاں ترکمان قوم نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں محاصرہ میں لے کر ان کا کام تمام کرتے تھے اس پر طرہ یہ ہوا کہ اس زمانے میں موسم سرما تھا اور یہ علاقہ ٹھنڈا تھا۔ اس لیے ان میں سے اکثر فرنگی (رضاکار) سردی اور بھوک سے ہلاک ہو گئے۔

قونیہ میں صلیبیوں کی آمد: یہ لوگ قونیہ میں سے بھی گزرے۔ یہاں کا بادشاہ قطب الدین ملک شاہ بن قلیج ارسلان تھا۔ اس پر اس کی اولاد مسلط تھی جو مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے تھے تاہم یہ بادشاہ انہیں روکنے کے لیے نکلا مگر کامیاب نہیں ہو سکا اس لیے وہ واپس آ گیا۔ یہ فرنگی بھی اس کے پیچھے پیچھے قونیہ تک گئے اور انہوں نے بادشاہ کو تحفہ بھیجا تاکہ وہ انہیں غلہ خریدنے کی اجازت دے دے چنانچہ اس نے اس بات کی اجازت دے دی۔ انہوں نے اپنے ہاں امراء یرغمال کے طور پر رکھوا دیئے کہ ان پر بہت سے چوروں نے حملہ کر کے ان امراء کو قید کر لیا۔

شاہ ارمینیہ کا تعاون: پھر وہ ارمینیہ کے علاقے میں پہنچے جہاں کا حاکم لافون بن اصطفانی بن لیون تھا۔ اس نے (ان المانی فرنگیوں کو) خوراک اور چارہ دونوں فراہم کیے بلکہ انہیں اپنی اطاعت کا یقین دلایا اور ان کے ساتھ گیا اس اثناء میں ان المانی فرنگیوں کا بادشاہ دریا میں غسل کرنے کے لیے گیا تو وہ ڈوب گیا اس کے بعد اس کا فرزند بادشاہ بنا مگر جب وہ انطاکیہ پہنچے تو ان میں اختلاف پیدا ہو گیا کچھ لوگ اس کے بھائی کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے اور کچھ لوگ واپس جانا چاہتے تھے لہٰذا یہ دونوں جماعتیں واپس چلی گئیں۔

طرابلس کی طرف پیش قدمی: بادشاہ کے فرزند کی باقی جماعت اس کے ساتھ روانہ ہوئی ان کی تعداد بھی چالیس ہزار تھی مگر راستے میں ان میں سے بھی کافی تعداد مر گئی جبکہ حاکم انطاکیہ نے ان کے متعلق فرنگیوں کے پاس پہنچنے کا اچھا انتظام کر دیا تھا وہ جبلہ اور لاذقیہ کے راستے سے گزرے۔ کچھ لوگ حلب کے راستے سے بھی گزرے مگر اہل حلب نے ان کے کئی افراد کو پکڑ لیا تھا۔

جرمن فوج کی تباہی: طرابلس پہنچنے تک ان کے مزید افراد مر گئے تھے اب ان میں سے صرف ایک ہزار مرد باقی رہ

[illegible] (مترجم)

آئے تھے چند تجربہ کار جرنیل [illegible] سے ملا چکے وہاں پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ فرنگیوں میں باہمی اختلاف ہو رہا ہے اور ان پر خوف و دہشت طاری ہے [illegible] اپنے [illegible] فرنگیوں کی کشتیاں [illegible] ان میں سے کوئی بھی بچ نہ سکا۔

قلیج ارسلان کی معذرت بادشاہ قلیج ارسلان سلطان [illegible] کا بھیجا تھا۔ اس نے سلطان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ فرنگیوں کو آگے بڑھنے سے روکے گا مگر جب وہ یہاں [illegible] تو اس نے اپنی معذوری ظاہر کی کہ اس کی افواج میں نااتفاقی ہے۔ بعض ان کے [illegible] پر غالب آ گئے ہیں۔

سلطان صلاح الدین کے اقدامات جب ان تمام فرنگی فوجوں کی اطلاع سلطان کو ملی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ کچھ لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ وہ راستے میں ان کو روکیں اور ان کے ساتھ جنگ کریں۔ بعض لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ وہ اسی مقام پر [illegible] تاکہ فرنگی عکا کو فتح نہ کر لیں۔ سلطان نے اس دوسری رائے کو پسند کیا مگر اس کے ساتھ [illegible] جلد [illegible] کے مقابلے [illegible] فوجیں بھیج دیں تاکہ وہ ان [illegible] شہروں کو ان کے حملوں سے محفوظ رکھیں۔

عکا کی جنگ

پھر فرنگیوں نے ۱۰ جمادی الاول ۵۸۶ھ کو عکا پر زبردست حملہ کیا اور دو دن تک [illegible] سے قتل [illegible] سلطان صلاح الدین نے [illegible] ملک عادل [illegible] مصری فوجوں [illegible] ان کے مقابلے کے لیے بڑھے۔ فرنگیوں میں بہت کم [illegible] کہ فرنگی مصری فوجوں کے خیموں تک پہنچ گئے اور ان پر قبضہ کر لیا۔ مصری فوجوں نے [illegible] اپنے خیموں سے [illegible] مصری [illegible] اس کی [illegible] کی طرف بھاگیں اور انہوں نے ان کے فرنگی ساتھیوں [illegible] ہزاروں [illegible] قتل کیے گئے۔

خوراک کی قلت [illegible] فوجیں [illegible] قریب تھیں ان کا [illegible] سلطان صلاح الدین [illegible] اس حالت میں جنگ کرنے کا حکم دیا۔ [illegible] معلوم ہوا کہ اس کے [illegible] فرنگیوں کے [illegible] ہو جائیں گے۔

فرنگیوں کو مزید امداد کی فراہمی [illegible] فرنگیوں [illegible] سے [illegible] کے ذریعے [illegible] نقصان [illegible] فرنگیوں [illegible] بہت

فنی مہارت حاصل کر لی اور انھیں کئی ایک ٹولیوں میں تقسیم کیا۔ ان سے مزید کام لینے کے لیے [illegible] سے دوبارہ مسلمانوں کے خلاف سخت حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔

محاذ کی تبدیلی: یہ صورت دیکھ کر سلطان صلاح الدین [illegible] مقام سے سخت زمین کی طرف منتقل ہو گیا۔ وہ مقام [illegible] بیمار ہو گیا تھا۔

قلعہ شکن آلات: [illegible] قلعہ شکن [illegible] قلعہ شکن آلات نصب [illegible] بہت خراب ہو گئے تھے [illegible]

مزید خوراک کا بندوبست: اب سلطان صلاح الدین نے [illegible] پیغام [illegible] خوراک کا جہاز [illegible] خوراک کی امداد آ گئی۔

لشکر فرنگ کی آمد: [illegible]

پاپائے اعظم کو خط: اس [illegible] پاپائے اعظم نے فرنگی [illegible] پیغام بھیجا [illegible] مسلمانوں [illegible] سلطان نے [illegible]

سلطان کا عام [illegible]: [illegible] سلطان [illegible] کے لیے [illegible]

جب فرنگی وہاں پہنچے تو انہوں نے [illegible] تو انہیں [illegible] چھوڑنے پر [illegible] انہوں نے [illegible] دوسرے [illegible] کی طرف [illegible] نکلے۔ اس وقت مسلمانوں نے [illegible] کا تعاقب کیا [illegible] کے پیچھے [illegible] دیا۔

فرنگیوں کا صفایا یہ مسلمانوں نے [illegible] [illegible] کی طرف [illegible] سے [illegible] مسلمانوں نے [illegible] جو اب [illegible]

[illegible] [illegible] کے [illegible] کیا [illegible] کے [illegible] دو [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کے بعد جب [illegible] تو فرنگیوں نے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] گیا۔

فوجوں کا [illegible] وہاں کے [illegible] نے سلطان [illegible] الدین [illegible] الملک [illegible] الدین [illegible] کے [illegible] اپنے [illegible] کی [illegible] سلطان [illegible] کے [illegible] کے لئے [illegible]

[illegible] [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کے [illegible]

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible]

[illegible] کے [illegible] تھے۔

[illegible] الدین کی وفات [illegible] الدین نے [illegible]

اربل کا حاکم تھا حران اور رہا اس کے بھائی مظفر الدین کوکبری کے ماتحت تھے زین الدین سلطان کے ساتھ اس کی آخری مہم میں شریک رہا تھا اور وہ دوسروں کے ساتھ عکا کی جنگ میں بھی شریک ہوا تھا مگر بیمار ہو گیا تھا اور اسی بیماری میں اس نے ۱۸ رمضان المبارک ۵۸۶ھ میں وفات پائی۔

مظفر الدین کی حکومت: اس کے بعد اس کے بھائی مظفر الدین کوکبری نے اس کی جگہ اربل پر قبضہ کرنے کی درخواست سلطان سے طلب کیا کہ وہ اسے اربل کا حاکم مقرر کر دے تو اس کے بدلے میں وہ حران اور رہا سے دستبردار ہو جائے گا چنانچہ سلطان نے اسے شہرزور اور اربل کا علاقہ دے دیا اس کے ساتھ شہرزور کا علاقہ اور رہا اور حران تقی الدین کی جاگیر کے علاقے سے مزید عطا کیا۔

مجاہد کی عدم مداخلت: اہل اربل نے سلطان صلاح الدین کے خوف سے حاکم موصل مجاہد الدین سے تعلق توڑ دیا تھی۔ جب عز الدین نے قیماز کو قید کر لیا تھا اور پھر اسے اپنا نائب بنایا تو پھر اس کے ساتھ تھا تو اپنے ایک غلام کو بطور جاسوس مقرر کر رکھا تھا جو مختلف معاملات میں اس کی مخالفت کرتا تھا مجاہد الدین کو ڈر تھا کہ اربل کے معاملے میں بھی وہ اس کے ساتھ ایسا کرے گا اس لیے اس نے کوئی مداخلت نہیں کی چنانچہ مظفر الدین اربل کا حاکم مقرر ہو گیا اور وہاں اس کی حکومت مستحکم ہو گئی۔

تقی الدین کے نئے علاقے: جب مظفر الدین حران اور رہا سے دستبردار ہوا تو سلطان نے اپنے بھتیجے تقی الدین عمر بن شاہنشاہ کو ان دونوں علاقوں کا حاکم بنا دیا۔ اس کے پاس پہلے سے میافارقین حماۃ اور اس کے نواحی علاقے بھی تھے سلطان نے اسے ہدایت کی کہ وہ ان نئے علاقوں کا انتظام کر کے خود پہنچ جائے تاکہ فوجوں کے ذریعے فرنگیوں کے خلاف جنگ کرنے میں تقویت پہنچے۔

تقی الدین ان نئے علاقوں میں پہنچا اور ان کا انتظام درست کیا پھر وہ میافارقین چلا گیا اب اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ قریب کے شہروں پر بھی قبضہ کرے چنانچہ اس نے دیار بکر کے شہر جانی پر حملہ کیا تو اس کا مقابلہ کرنے کے لیے خلاط کا حاکم سیف الدین بکتمر اپنی فوج لے کر آیا مگر تقی الدین نے اسے شکست دی اور اس نے اس کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔

ابن رشیق کا ناکام محاصرہ: سیف الدین بکتمر نے سلطان شاہ ارمن کے وزیر مجد الدین بن رشیق کو گرفتار کر لیا تھا اور اسے وہاں ایک قلعہ میں قید کر رکھا تھا جب اسے شکست ہوئی تو ابن رشیق نے قلعہ کے حاکم کو رضامند کر لیا کہ وہ اسے رہا کر دے اور اس نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اس وقت تک جب تقی الدین اس کا محاصرہ کرنے کے لیے پہنچا۔ جب تقی الدین نے قلعہ فتح کر لیا تو تقی الدین نے ابن رشیق کو رہا کر دیا ابن رشیق نے رہا ہونے کے بعد خلاط کی طرف کوچ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا مگر جب وہاں اسے کامیابی نہیں ہوئی تو وہ ملاذ کرد کی طرف چلا گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اس نے اس شہر کا محاصرہ طول کھینچ گیا تو وہاں کے لوگ گھبرا گئے چنانچہ اس نے شہر والوں کو ایک مدت کی مہلت دی۔ اس عرصے

کی [illegible] گیا اور [illegible] بعد [illegible] دو دن پیچھے وفات ہو گئی۔ اس [illegible] گیا اور وہاں اس نے [illegible] کیا۔

اس کے بعد [illegible] عکا میں [illegible] ہوئی۔

شاہ فرانس کی آمد۔ اس عرصے میں [illegible] فرنگی [illegible] کا [illegible] سب سے پہلے فرانس کا [illegible] حقیقت میں [illegible] اس زمانے کے سب بادشاہوں سے [illegible] ربیع الاول [illegible] پہنچ [illegible] آمد سے [illegible] کو بہت تقویت [illegible] اس نے مسلمانوں سے [illegible] کے لئے [illegible]

بحری جنگ۔ سلطان صلاح الدین [illegible] عکا کے قریب [illegible] کے مقام پر تھا، وہاں سے [illegible] شہر پر حملہ کرنے سے [illegible] سلطان نے [illegible] جہازوں کو [illegible] کی طرف بھیجے [illegible] فرنگیوں کو [illegible] میں مشغول رکھے [illegible] جنگی جہاز [illegible] مسلمانوں کے [illegible] جنگی جہازوں نے [illegible] پانچ [illegible] جو شاہ انگلستان کے تھے۔ [illegible] قبرص میں [illegible] مسلمانوں کے [illegible] کے سامان [illegible]

سلطان نے [illegible] عکا کو [illegible]

شہر عکا پر حملے۔ فرنگیوں نے شہر کے [illegible] تاریخ ۶ جمادی الاولیٰ [illegible] سلطان ان فرنگیوں سے [illegible] قریب آ گیا [illegible] شہر پر [illegible] حملہ [illegible]

شاہ انگلستان کی امدادی فوج۔ اسی اثناء میں شاہ انگلستان [illegible] کی فتح سے فارغ ہو کر [illegible] جہاز [illegible] سے [illegible] مسلمانوں [illegible] ایک جہاز [illegible] جس [illegible] شاہ انگلستان [illegible] کے نام سے مشہور تھا [illegible] مسلمانوں [illegible] قبضہ کر لیا پھر [illegible] ہو گئے۔

[illegible]

عکہ کی نازک حالت: ذوالحجہ کے قریب جا کر فرنگیوں نے تمام قلعہ شکن آلات تیار کیے اور ان کے ذریعے شہر پر حملہ کیا۔ مسلمانوں نے ان کے آلات جلا دیے اور آگ پر [illegible]۔ [illegible] کے حملے کا [illegible] اور ان کے پیچھے [illegible]۔ چنانچہ ان کی [illegible] کامیاب ہوئی اور اہل عکہ کی حالت نازک ہوئی۔

اہل عکہ کی شکست: جب مسلمان عکہ کا محاصرہ [illegible] تو ان کا سب سے بڑا [illegible] امیر سیف الدین علی بن احمد الہکاری المعروف بہ مشطوب ان کے پاس گیا اور ان سے اہل عکہ کے لیے درخواست کی۔ [illegible] نہیں کیا۔ اس سے شہر والوں کے حوصلے پست ہو گئے [illegible]۔ [illegible] اہل عکہ میں پریشانی لاحق ہوئی۔

صلح کی تحریک: فرنگیوں سے سلطان صلاح الدین [illegible] پیغام بھیجا [illegible] ان کے حوالے [illegible]۔ [illegible] ان [illegible] ہو گئے۔

اہل عکہ کو سلطان کی ہدایت: جب سلطان نے عکہ کے مسلمانوں کو یہ ہدایت [illegible] شہر خالی کر کے شہر سے نکل [illegible] اور سمندر کے کنارے [illegible] اور دشمن پر جاں نثاری کے ساتھ حملہ کریں۔ سلطان [illegible] کے پیچھے سے حملہ کریں گے [illegible]۔

صلیب پرستوں کا عکہ پر قبضہ: [illegible] فرنگیوں نے [illegible] سخت حملہ [illegible]۔ مسلمانوں نے اپنے (مسلمان) جھنڈے بلند کر دیے اور شہر کے [illegible] اہل [illegible] فرنگیوں [illegible]۔ [illegible] قبضہ کر لیا۔

[illegible]: [illegible]

تو تم انہیں باقی ماندہ مال دے دینا جس پر قابض ہو گئے تو ہم تمہارے ساتھی رہا کر دیں گے۔"

فرنگیوں کی غداری: سلطان کا مطالبہ یہ تھا کہ فرنگی داویہ جو حسب عادت ان کے قابل تھے بڑے بھی ضمانت دیں اور علاوہ الفاظ میں داویہ نے انکار کر دیا اور کہا: جب ہم ایک دفعہ چار قیدی دے چکے تو ہم ضمانت نہیں دے سکتے کہ ہمارے پاس اسیروں کو اس وقت تک مقید رکھا جائے جب باقی ماندہ رقم ادا کی جائے گی۔"

اس طرح ان فرنگیوں کی غداری ظاہر ہو گئی کہ وہ بلا کسی معاوضے کے معمولی افراد کو رہا کر دیتے تھے اور حکام اور امراء کو اپنے پاس رکھے ہوئے تھے تاکہ انکلتیر (بجائے قیمت [illegible]) مجبوراً پھر سے ادا کرے۔ سلطان نے ان کی ان باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔

قیدیوں کا قتل: ماہ رجب کے آخر میں فرنگی شہر سے باہر خیمے لگانے کے لیے نکلے تو مسلمانوں نے سوار ہو کر ان پر حملہ کیا۔ جب سلطان ان کے مقام پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ مسلمان جو ان کے پاس قید تھے وہ تو سب کے سب ان کے درمیان مارے گئے۔ فرنگیوں نے تین ہزار مسلمانوں کا صفایا کر دیا تھا۔ اور ان میں سے صرف امراء کو فدیہ حاصل کرنے کے لیے اپنے پاس محفوظ رکھا تھا۔ یا کچھ سلطان کے قیدی تھے۔ اور ان میں جو طاقتور جوان تھے ان کو بیگار کے کاموں کے لیے رکھا ہوا تھا اور ان سے کام لیا۔

حملہ عسقلان کا ارادہ: جب فرنگی عکہ کے قریب قابض ہو گئے تو حاکم صور مرکیس شاہ انگلستان سے بہت خوفزدہ ہوا اور اسے اس کی طرف سے غداری کا اندیشہ تھا تو وہ اپنے شہر صور چلا گیا۔ بادشاہ فرنگی ماہ شعبان کے آغاز میں عسقلان پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ وہ سمندر کے ساحل کے ساتھ ساتھ روانہ ہوئے۔ وہ جنگی حالت میں ساحلی راستے سے گزر رہے تھے۔

دشمن کا تعاقب: سلطان نے اپنے فرزند افضل، سیف الدین ابوبکر اور عز الدین جردیک کو فوج دے کر ان کا تعاقب کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ جو موقع ملتا تو حملہ کر کے انہیں قتل کر دیتے تھے یا گرفتار کر لیتے تھے۔ افضل نے اپنے والد (سلطان) سے جو فوجی کمک طلب کی فوراً اس کے لیے نہ پہنچ سکی۔

صلیبیوں کی مزید پیش قدمی: شاہ انگلستان اس فرنگی فوج کے ساتھ تھا جو حیفا پہنچ گئی۔ یہاں فرنگی فوج نے قیام کیا۔ یہاں عکہ سے ان کی امداد پہنچ گئی۔ جس قدر رسد کی ضرورت تھی۔ مسلمان فوج بھی ان کے سامنے چوکنا رہتی تھی۔ پیادہ فوج بھی ہر طرف روانہ ہوئی۔ مسلمان فوج نے ان کا تعاقب کیا اور جو دو تین آدمی الگ ملتے تھے وہ ان کو مار ڈالتے تھے۔ جب فرنگی قیساریہ پہنچے تو مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور کچھ حصہ پیچھے رہ گیا تھا۔ رات کے وقت بھی مسلمانوں نے ان پر شب خون مارا اور انہیں قتل کیا یا گرفتار کر لیا۔

مسلمانوں کو شکست: دوسرے دن فرنگی ارسوف پہنچے۔ دشت تنگ ہونے کی وجہ سے سلطان ان سے پہلے وہاں پہنچ

پہنچے تھے۔ اس لیے مسلمانوں نے اس مقام پر فرنگیوں پر حملہ کیا اور انہیں سمندر کی طرف بھگا دیا یہاں پہنچ کر فرنگیوں نے پانی پر پہنچ کر مسلمانوں پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی۔ پھر ان کی پچھلی فوج پر حملہ کر کے انہیں قلب (درمیانی حصے) کی طرف بھگا دیا جہاں خود سلطان صلاح الدین موجود تھا۔

دوبارہ مقابلے کی تیاری: فرنگی وہاں سے لوٹ کر یافا پہنچے تو دیکھا کہ وہ خالی ہے لہٰذا انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان شکست کے مقام سے رملہ پہنچا وہاں اس نے اپنا سازوسامان اٹھا کر روانہ کیا کہ عسقلان کے مقام پر فرنگیوں کا مقابلہ کرے مگر اس کے ساتھیوں نے اس کی مخالفت کی اور کہا ہمیں اندیشہ ہے کہ فرنگی وہاں بھی ہم سے آ کر مقابلہ کریں گے اور اس کا محاصرہ کر کے اسی طرح غالب آ جائیں گے جس طرح وہ عکا کے محاصرے کے وقت ہم پر غالب آ گئے تھے اور آخر کار وہ اسے فتح کر لیں گے اور وہیں کے ذخیروں اور سامان کی بدولت وہ زیادہ طاقتور ہو جائیں گے۔

عسقلان کی تباہی: تاہم سلطان نے فوج کو ہدایت کی کہ وہ وہاں جا کر اس شہر کو فرنگیوں سے بچائیں مگر وہ وہاں جانے کے لیے تیار نہیں ہوئے لہٰذا سلطان نے لشکر کو اپنے بھائی ملک عادل کی زیر نگرانی فرنگیوں کے مقابلے کے لیے چھوڑا اور خود عسقلان گیا۔ وہاں پہنچ کر سلطان نے عسقلان کو تباہ و برباد کر دیا اور (اس کی فصیل) کے پتھر سمندر میں پھنکوا دیئے۔ یہ کام اس نے ۱۹ شعبان کو کیا یہاں بے شمار دولت اور سازوسامان کے ذخیرے تباہ ہوئے جب فرنگیوں کو اس کی تباہی کا علم ہوا (تو وہ آگے نہیں بڑھے) بلکہ وہ یافا میں ٹھہرے رہے۔

تباہی پر ملامت کا خط: اس واقعے کے بعد مارکوئیس (حاکم صور) نے شاہ انگلستان کو ملامت کا خط لکھا کہ اس نے سلطان صلاح الدین سے اس سے پیشتر جنگ نہیں کی۔ یہاں تک کہ اسے عسقلان کو تباہ کرنے کا موقع ملا۔

بیت المقدس کی حفاظت: پھر سلطان صلاح الدین نے رملہ اور نطرون تباہ کیے۔ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا تاکہ وہ بیت المقدس کے لیے انتظامات کرے کیونکہ وہ محاصرے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ سلطان نے اجازت دے دی کہ فوجیں آرام کرنے کے لیے اپنے وطن جا سکتی ہیں۔ اس کے بعد وہ ۸ رمضان المبارک اپنے کیمپ کی طرف لوٹ گیا۔

فرنگی یافا میں ٹھہرے رہے اور انہوں نے اس کی تعمیر شروع کی۔ یہ دیکھ کر سلطان نے نطرون کی طرف کوچ کیا اور ۱۳ رمضان المبارک کو وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔

ازدواج باہمی کی تجویز: اس اثناء میں شاہ انگلستان اور ملک عادل کے درمیان سفیروں کا اس بات پر تبادلہ ہوا کہ شاہ انگلستان اپنی ہمشیرہ کا نکاح ملک عادل سے کرانا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں بیت المقدس اور مسلمانوں کے ساحلی شہروں پر ملک عادل کی حکومت ہوگی اور عکا اور فرنگیوں کے ساحلی شہروں پر اس کی ہمشیرہ کی حکومت رہے گی بشرطیکہ فرنگی پادری (عیسائی رہنما) اس بات کے لیے راضی ہو جائیں۔

تجویز کی ناکامی: سلطان صلاح الدین نے یہ باتیں منظور کر لیں مگر عیسائی پادریوں اور راہبوں نے شاہ انگلستان کی

نتیجہ کوئی [illegible]۔ ایک ایک [illegible] کے لیے تین سال [illegible] جنگ جاری رہی اور حقیقت یہ ہے کہ شاہ انگلستان کی [illegible] ہو چکی تھی۔

بیت المقدس کی جنگ: اب رچرڈ نے بیت المقدس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور [illegible] یافہ سے رملہ پہنچے۔ سلطان وہاں سے بیت المقدس چلا گیا [illegible] کی قوت [illegible] سے مسلمانوں کو تقویت پہنچی [illegible] مسلمان ان کے مقابلے پر تیار تھے اور فرنگیوں سے [illegible]۔ ایک معرکہ میں مسلمانوں نے فرنگیوں کے [illegible] سے [illegible] کر لیے۔

فصیل کی تعمیر: بیت المقدس میں سلطان نے [illegible] فصیل [illegible] اور [illegible] مضبوط کیا تھا [illegible] مقام [illegible] اس نے بیت المقدس فتح کیا تھا اس نے وہاں [illegible] فصیل کے [illegible] جائے۔

عملی نمونہ: سلطان نے [illegible] کے انتظامات [illegible] کے لیے پتھروں کی [illegible] گھوڑے پر [illegible] پتھر [illegible] کر لے جاتا تھا۔ اس کی [illegible] لشکر [illegible] تھا۔

بیت المقدس کے محاصرے پر غور: فرنگی [illegible] تھے [illegible] کیونکہ مسلمانوں نے ان کے [illegible] سے [illegible] پہنچ گئی [illegible] بیت المقدس [illegible] جب [illegible] کی طرف [illegible] غور کرنے کے بعد [illegible] کیا۔

شاہ انگلستان کا فیصلہ: [illegible] کیا [illegible] سے [illegible] مسلمانوں کی [illegible] کی مدد کے لیے [illegible] مسلمانوں کی جانب سے [illegible] کے لیے [illegible] کی مدد کے لیے ان کے [illegible] کر دی۔

رچرڈ نے اس کے فیصلے [illegible] کرنے [illegible] بیت المقدس [illegible] کی تعمیر [illegible] کر دی۔

[illegible] مسلمانوں [illegible] جنگ کرنے [illegible] بیت المقدس

سے فوجیں دے کر بھیجا تھا تاکہ وہ فرنگی فوجوں پر چھاپے ماریں اور ان کی خوراک کی رسد منقطع کر دیں چنانچہ وہ ان کے ذخیرے وغیرہ لے کر واپس آ جاتے تھے۔

فرنگی حاکم کا قتل پھر سلطان صلاح الدین نے اسماعیلی فرقے کے سردار سنان کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ شاہ انگلستان اور مرکیش (مرکیش لو) (امیر صور) کو قتل کر دے۔ سلطان نے اس کے صلے میں دس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا۔ اسماعیلی فرقے کے افراد نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ وہ شاہ انگلستان کو قتل نہ کریں تاکہ سلطان [illegible] فتح کرنے کے بعد بے فکر نہ ہو جائے اس لیے انہوں نے شاہ انگلستان کو قتل کرنے کی کوشش نہیں کی البتہ مرکیش (مرکیش) کو قتل کرنے کے لیے دو افراد بھیجے جو راہبوں کے بھیس میں تھے۔ وہ حاکم صیدا اور [illegible] ابن بارزان سے ملے اور ان کے پاس صور میں چھ مہینے تک رہے اور عبادت و ریاضت کرتے رہے یہاں تک کہ مرکیش (حاکم صور) ان سے بہت مانوس ہو گیا۔ ایک دن جب صور کے اسقف (بشپ) نے اسے کھانے پر بلایا تو ان راہبوں نے مرکیش پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا۔ پھر ان میں سے ایک کلیسا میں چھپ گیا اور [illegible] مرکیش کو نزع کی حالت میں اسی کلیسا میں لے گئے جہاں وہ چھپا ہوا تھا تو باطنیہ کے اس شخص نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

اس قتل کا الزام شاہ انگلستان کے سر تھوپ دیا گیا۔ یہ مشہور ہو گیا کہ وہ تنہا شام پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔

نئے حاکم کنٹ ہنری کی حکومت جب مرکیش مارا گیا تو شہر کا حاکم صور سے آنے والے افراد میں سے ایک فرنگی سردار بن گیا۔ وہ کنٹ ہنری کے نام سے مشہور تھا اور وہ شہزادہ فرانس کا بھتیجا اور شاہ انگلستان کا بھتیجا تھا اس نے اسی رات [illegible] کر لیا۔ وہ [illegible] شاہ انگلستان کے جانے کے بعد عکا اور دیگر ساحلی فرنگی شہروں کا حاکم بن گیا۔ وہ ۵۹۴ھ تک زندہ رہا اور پھر چھت سے گر کر مر گیا۔

جب شاہ انگلستان اپنے ملک واپس چلا گیا تو کنٹ ہنری نے سلطان کے پاس پیغام بھیجا اور اس سے مصالحت پیدا کی اور اس سے خلعت حکومت طلب کیا۔ چنانچہ سلطان نے اسے خلعت بھیج دیا۔ جسے اس نے عکا میں پہن لیا۔

تقی الدین کی وفات جب سلطان بیت المقدس آیا تو اسے اطلاع ملی کہ اس کا بھتیجا تقی الدین عمر بن شہنشاہ وفات پا گیا ہے اور اس کا فرزند منصور ناصر الدین محمد ان علاقوں کا حاکم بن گیا ہے جو اس کے علاقے تھے [illegible] [illegible] اور [illegible]۔

تقی الدین کے علاقوں پر افضل کا قبضہ منصور ناصر الدین نے سلطان کو پیغام بھیجا کہ مذکورہ بالا علاقوں کو اس کے قبضے میں رہنے دیا جائے اور ان کے علاوہ دوسرے وہ علاقے بھی اسے دیئے جائیں جو اس کے والد کے ماتحت تھے۔ سلطان نے اس کی کم عمری کی وجہ سے اس کا مطالبہ منظور نہیں کیا۔ [illegible] کے فرزند افضل نے سلطان سے [illegible] کہ اگر یہ علاقے اسے عطا کر دیے جائیں تو وہ دمشق سے دستبردار ہو جائے گا۔ سلطان نے اس کی بات تسلیم کر لی اور اسے حکم دیا کہ وہ وہاں چلا جائے۔

ملک عادل کی مداخلت سلطان نے مشرقی ممالک کے حکام سے جو موصل سنجار الجزیرہ اور اربل میں تھے۔ اس بارے میں خط و کتابت کی اور وہ خود بھی لشکر لے کر اس کی مدد کے لیے روانہ ہوا۔ جب عماد الدین کو معلوم ہوا کہ وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو اس نے ملک عادل کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ سلطان صلاح الدین سے سفارش کرے کہ وہ اس کو صرف شام کے وہ علاقے دے دے جو اس کے باپ کے ماتحت تھے۔ وہ الجزیرہ کے شہروں سے دستبردار ہو رہا ہے۔

ملک عادل کا تسلط چنانچہ سلطان نے تجویز منظور کر لی یہ شہر اپنے بھائی ملک عادل کو دیے اور اسے وہاں بھیجا کہ وہ ان پر قبضہ کر کے اس کے فرزند افضل کو واپس بھیج دے۔ چنانچہ ملک عادل افضل سے حلب میں ملا اور اسے لوٹا دیا اور خود دریائے فرات عبور کر کے یہ شہر ناصر الدین بن تقی الدین کے قبضے سے نکال لیے۔ وہاں اس نے اپنے حکام مقرر کیے اور ناصر الدین اور الجزیرہ کی تمام فوجوں کو سلطان صلاح الدین کے پاس بیت المقدس بھیج دیا۔

فرنگیوں کی پیش قدمی جب فرنگیوں کو اس بات کا علم ہوا کہ سلطان اپنے فرزند افضل اور اپنے بھائی عادل کو بھیج رکھا ہے اور اپنی فوجوں کو ان کے درمیان تقسیم کر دیا ہے اور بیت المقدس میں اس کے پاس صرف تھوڑی سی فوج باقی رہ گئی ہے تو انہوں نے بیت المقدس فتح کرنے کا ارادہ کیا انہوں نے مصر کی اس فوج پر حملہ کر دیا جو سلطان کے پاس جا رہی تھی اس فوج کا سردار حسین تھا جو ملک عادل کا اخیافی بھائی تھا فرنگیوں نے اسے شکست دے کر راستے میں گھیر لیا اور قتل و غارت کی۔ آخر کار اس شکست خوردہ فوج نے جبل الخلیل میں جا کر پناہ لی۔

بیت المقدس کی جانب فرنگی یلغار یہ فرنگی فوجیں راستے میں پہنچیں اور راستہ تباہ و برباد کرتی ہوئی بیت المقدس کے قریب دو فرسخ کے فاصلے پر بیت نوبہ کے مقام پر بتاریخ ۱۱ جمادی الاول ۵۸۸ھ پہنچیں۔ سلطان صلاح الدین محاصرہ کے لیے تیار تھا اس نے شہر پناہ کے مختلف برجوں کو مختلف امیروں میں تقسیم کیا اور برج برج پر فوجیں تقسیم کیے۔

فرنگیوں کی پسپائی جب فرنگی فوجوں نے دیکھا کہ وہ مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں تو وہ پیچھے ہٹ کر رملہ آ گئے۔ اس دوران میں ان کا تمام سامان رسد جو مصر سے آ رہا تھا مسلمانوں کے ہاتھ آیا جو فرنگیوں کے لیے ... مشرقی علاقوں کی فوجیں بھی جو ملک عادل اور افضل کے ساتھ تھیں دمشق واپس آ گئی تھیں۔ چنانچہ وہ اب عکہ وغیرہ آ گئے اور یہاں پہنچ کر انہوں نے بیروت کا محاصرہ کر لیا۔ مگر سلطان نے فوراً اپنے فرزند افضل کو حکم دیا کہ وہ مشرقی فوجوں کو لے کر وہاں پہنچ جائے چنانچہ وہ فوج سے دمشق پہنچ گیا مگر فرنگی بھی عکا سے ہٹ چکے تھے۔

فتح یافا اس عرصے میں سلطان کے پاس حلب وغیرہ کی فوجیں بھی پہنچ گئیں جن کو لے کر اس نے یافا کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر کے ۲۰ رجب کو شہر فتح کر لیا۔ اس کے بعد قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ عکا سے فوجی امداد کا انتظار کر رہے تھے اس لیے انہوں نے ایک دن کی مہلت طلب کی۔ چنانچہ انہیں وہ مہلت دے دی گئی۔ اسی رات کے وقت شاہ انگلستان عکا سے فوجی امداد لے کر آ گیا اور سمندر سے اتر کر جنگ کے لیے نکلا مگر مسلمانوں میں سے کوئی بھی میدان میں نہیں

آئے [illegible] کے لیے ٹھہرے۔

سلطان کی واپسی اس وقت سلطان نے قلعہ [illegible] کا محاصرہ [illegible] جنگ کے لیے [illegible] انگلستان [illegible] ملک عادل [illegible]

مصالحت کی تجویز اس عرصہ میں شاہ انگلستان اپنے ملک [illegible] سلطان صلاح الدین سے مصالحت کی درخواست کی۔ [illegible] بیت المقدس [illegible] عسقلان [illegible]

ملک عادل کا مشورہ [illegible] کی تجویز [illegible] شاہ انگلستان اپنے ملک واپس جا رہا ہے۔ [illegible] رہے گا۔

جنگ بندی کا معاہدہ جب سلطان [illegible] تو اس نے مصالحت کی تجویز منظور کر لی اور فریقین نے [illegible] جنگ بندی [illegible] سلطان صلاح الدین نے عیسائیوں کو بیت المقدس کی زیارت کرنے کی اجازت دے دی۔

شاہ انگلستان کی واپسی اس کے بعد شاہ انگلستان [illegible] سلطان صلاح الدین [illegible]

بیت المقدس کی تعمیر و ترقی [illegible] سلطان [illegible] بیت المقدس [illegible] مدرسے اور اسپتال کی تعمیر کرائے اور ان کی آمدنی کے لیے اوقاف مقرر کیے۔

دمشق کی طرف روانگی [illegible]

نئی فتوحات کے عزائم [illegible]

سلطان کی آخری ہدایت [illegible]

[illegible]

سلطان کی وفات [illegible]

باب: ہشتم

سلطان صلاح الدین کے جانشین

فرزندوں میں تقسیم سلطنت: (وفات کے موقع پر) دمشق میں سلطان کے پاس اس کا فرزند افضل نور الدین تھا اور فوج بھی موجود تھی اس لیے افضل نے دمشق، ساحل شام، بعلبک، صرخد، بصریٰ، بانیاس، ہونین اور ان کے تمام علاقوں پر داروم تک قبضہ کرلیا۔

حلب و مصر کے حکام: مصر میں سلطان صلاح الدین کا دوسرا فرزند عزیز عثمان حاکم تھا۔ اس لیے وہ مصر پر قابض ہو گیا۔ حلب میں اس کا تیسرا فرزند ظاہر غازی حاکم تھا۔ اس نے حلب اور اس کے متعلقہ علاقوں مثلاً حارم، تل باشر، اعزاز، برزیہ، دربساک، منبج وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ حماۃ کے حاکم ناصر الدین محمد بن تقی الدین عمر بن شیرکوہ نے اس کی اطاعت کی۔ اس کے ماتحت حماۃ کے علاوہ سلمیہ، معرہ اور منبج کے علاقے بھی تھے۔

دیگر حکام: ابن محمد بن شیرکوہ نے بھی اس کی اطاعت کی۔ اس کے ماتحت رحبہ کے علاوہ حمص اور تدمر کے علاقے بھی تھے۔
بعلبک میں بہرام شاہ بن فرخ شاہ بن شاہنشاہ حاکم تھا۔ اس کا لقب الامجد تھا۔ بصریٰ میں ظافر بن صلاح الدین حاکم تھا۔ اس کا لقب بھی الامجد تھا اور وہ اپنے بھائی الافضل کے ساتھ تھا۔ شیزر کا حاکم سابق الدین عثمان بن الدایہ تھا۔

حملہ کا خطرہ: کرک اور شوبک میں ملک عادل تھا۔ اسے جب (سلطان صلاح الدین کی وفات کی) خبر ملی تو اس نے الکرک میں قیام اختیار کیا۔ افضل نے دمشق سے اسے بلوایا مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اتنے میں اس کے بھتیجے العزیز حاکم مصر نے اسے حاکم موصل عز الدین مسعود کے خطرے سے آگاہ کیا کہ وہ موصل سے عادل کے علاقہ جزیرہ کی طرف روانہ ہو گیا ہے اس نے اسے مدد دینے کا وعدہ کیا مگر قاصد نے اسے اس غلط فہمی میں مبتلا کیا کہ وہ افضل کے پاس دمشق جائے جو (اپنے بھائی) العزیز کے پاس مصر جانے والا ہے تاکہ وہ اس کے ساتھ معاہدہ کرلے۔

افضل کی امداد: اس موقع پر ملک عادل کرک سے واپس لوٹ آیا اور وہ افضل کے پاس دمشق پہنچا۔ افضل نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس کے لیے فوج تیار کی تاکہ وہ حاکم موصل عز الدین کو اپنے الجزیرہ کے علاقہ پر حملہ کرنے سے روک سکے۔

متحدہ لشکر کشی: اس نے حمص اور حماۃ کے حکام کو بھی اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنی فوجیں اس کے لشکر کے ساتھ بھیجے۔

چنانچہ وہ ان سب کو لے کر دریائے فرات کو عبور کر گیا اور دریا کے کنارے رہا میں مقیم ہوا۔

حاکم موصل کے عزائم

ادھر جب عز الدین ابن مسعود حاکم موصل کو سلطان صلاح الدین کی وفات کی خبر موصول ہوئی تو اس نے ارادہ کیا کہ وہ ملک عادل کے شہروں یعنی حران اور رہا پر حملہ کرے کہیں اس کے قبضے سے چھین لے۔ اس کا نائب مجاہد الدین قیماز اسے اس ارادے سے روک رہا تھا اور اسے ملامت کر رہا تھا کہ کیا سوچتے ہیں۔ یہ ملک عادل کے اپنے بھتیجے کے مرتے ہی تعلقات کی خبر موصول ہوئی ابھی وہ اس تجویز پر غور کر رہا تھا کہ یہ خبر موصول ہوئی کہ ملک عادل حران میں ہے پھر اس کا یہ خط موصول ہوا کہ الافضل سلطان صلاح الدین کے بعد بادشاہ ہو گیا ہے اور لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی ہے۔

حاکم موصل کی وفات

اسی صورت میں عز الدین نے اپنے چند دن مقام نخلہ میں قیام کیا۔ اور حاکم ماردین سے فوجی امداد طلب کی۔ اس کا بھائی عماد الدین زنگی جو سنجار کا حاکم تھا فوج لے کر اس کے پاس آیا اور ان کے ساتھ روانہ ہوا مگر وہ راستے میں بیمار ہو گیا اور موصل واپس آ گیا جہاں وہ اسی سال کی ماہ رجب میں وفات پا گیا۔

اس کے بعد جزیرہ میں ملک عادل کی حکومت مستحکم ہو گئی اور کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی۔

ملک العزیز کی فوج کشی

سلطان صلاح الدین کا دوسرا فرزند العزیز عثمان مصر کا حاکم ہو گیا تو اس کے والد کے موالی (آزاد کردہ غلام) افضل کے مخالف تھے۔ اس جماعت کے سربراہ چرکس اور قراجا تھے۔ یہ لوگ افضل کے دشمن تھے کیونکہ کردی سردار اور شیرکوہ کے موالی اس کے طرفدار تھے۔ چنانچہ یہ لوگ العزیز کو اس کے حامیوں کے برخلاف بھڑکاتے تھے اور اسے اس کے بھائی افضل کے خطرات سے خوفزدہ کرتے تھے حتیٰ کہ اسے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ الافضل کے قبضے سے دمشق کا علاقہ چھین لے۔ لہٰذا وہ اس مقصد کے لیے ۵۹۰ھ میں دمشق پہنچا اور افضل کو مقابلے کے لیے بلایا اس وقت وہ الجزیرہ میں تھا وہاں سے فوراً چل پڑا وہ ان کی مدد کے لیے پہنچا تھا۔

ملک العزیز کی ناکامی

اس کے ساتھ ۵۹۰ھ میں الظاہر غازی بن صلاح الدین حاکم حلب، ناصر الدین محمد بن تقی الدین حاکم حماۃ، اور شیرکوہ بن محمد بن شیرکوہ حاکم حمص بھی تھے۔ حاکم موصل عز الدین مسعود بن مودود کی طرف سے موصل کو خطرہ تھا (اب جب کہ ملک العزیز کے مصر کا حکم ہوا تو) یہ سب الافضل کی مدد کے لیے دمشق پہنچے اس طرح العزیز کا مقصد حاصل نہیں ہو سکا۔

ملکی تقسیم پر مصالحت

ان سب نے مل کر مصالحت کی کہ بیت المقدس اور فلسطین کے علاقے العزیز کے ماتحت رہیں گے اور جبلہ اور لاذقیہ حاکم حلب الظاہر کے ماتحت ہوں گے۔ دمشق طبریہ اور غور کا علاقہ بدستور الافضل کے پاس رہے گا اور ملک عادل مصر میں رہے گا اور وہ پہلے کی طرح العزیز کی حکومت کا انتظام کرے گا۔

یوں یہ صلح منظور ہو گیا اس کے بعد العزیز مصر واپس چلا گیا اور ہر ایک حاکم اپنے شہر کی طرف واپس چلا گیا۔

العزیز کا دوبارہ حملہ: جب العزیز مصر واپس آیا تو سلطان صلاح الدین کے موالی نے پھر اسے الافضل کے خلاف بھڑکا دیا۔ چنانچہ ۵۹۱ھ میں دوبارہ دمشق کا محاصرہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے الافضل دمشق سے اپنے چچا العادل کے پاس قلعہ جعبر پہنچا اور وہاں سے جلدی الظاہر حاکم حلب کے پاس چلا گیا تاکہ ان دونوں سے فوجی امداد طلب کرے۔ جب وہ دمشق واپس آیا تو العادل اس سے پہلے وہاں موجود تھا۔ ان دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مصر فتح کر کے الافضل کو دے دیا جائے اور دمشق العادل کے قبضے میں رہے گا۔

الافضل کی فتح: اب العزیز دمشق کے قریب پہنچ گیا تھا اس کی کردی فوج اور ترک موالی اس کے مخالف تھے اور الافضل کے طرفدار تھے موالی کا سردار سیف الدین ایازکوش اور کردی فوج کا سردار ابوالہیجاء السمین تھا۔ یہ دونوں سردار پوشیدہ طور پر الافضل کے پاس آئے اور اسے آمادہ کیا کہ وہ العزیز کا مقابلہ کرے۔ کیونکہ اس جنگ میں العزیز کو شکست ہو گی۔ چنانچہ جب الافضل اور العادل مقابلے کے لیے نکلے تو موالی اور کردی فوج ان کے ساتھ شامل ہو گئی اور العزیز شکست کھا کر بھاگ گیا۔

عادل کی چالاکی: اب الافضل نے العادل کو بیت المقدس کی طرف بھیجا تاکہ وہ العزیز کے نائب سے اس کا قبضہ حاصل کرے پھر وہ العزیز کا تعاقب کرنے کے لیے مصر کی طرف روانہ ہوئے اس وقت العادل بھی الافضل کے ساتھ تھا۔ اس لیے العادل کو معاملہ مشکوک نظر آیا۔ اسے یہ اندیشہ ہوا کہ الافضل اپنے معاہدہ کی پابندی نہیں کرے گا اور اسے دمشق کی حکومت نہیں دے گا اس لیے اس نے العزیز کو پیغام بھیجا کہ "وہ ثابت قدم رہے دونوں بھائیوں میں صلح ہو جائے گی۔ العادل نے اسے یقین دلایا کہ وہ اس کے بھائی کے سامنے اس کی حمایت کرے گا اور اسے اس کے ساتھ جنگ کرنے سے روکے گا۔ وہ اس کے مقابلہ پر اسے جنگ کرنے نہیں دے گا۔"

العزیز کی حمایت: لہذا العزیز نے بلبیس میں اپنے والد کے موالی کی فوج کو فخر الدین چہارکس کی زیر قیادت مقرر کیا جب الافضل نے ان سے مقابلہ کرنا چاہا تو العادل نے اسے روک دیا اس کے بعد جب اس نے مصر کی طرف پیش قدمی کرنی چاہی تو العادل نے اس سے کہا "اے میرے بیٹے!" اگر آپ نے مصر کو بزور شمشیر فتح کر لیا تو (مسلمانوں کا رعب) جاتا رہے گا اور دشمن کو موقع مل جائے گا لہذا اس (خانہ جنگی) کو ملتوی کرنا زیادہ مناسب ہے۔"

قاضی فاضل کا معاہدہ: العادل نے پوشیدہ طور پر العزیز کو پیغام بھیجا کہ وہ قاضی الفاضل کو ان کے پاس بھیج دے — کیونکہ سلطان صلاح الدین کے ہاں اس کی بے حد عزت کی جاتی تھی اس لیے ان کا فیصلہ سب تسلیم کر لیں گے۔ چنانچہ قاضی الفاضل ان دونوں کے پاس آئے تو انہوں نے یہ معاہدہ طے کیا کہ الافضل کے پاس دمشق کے علاوہ بیت المقدس، فلسطین کا علاقہ رہے گا اور ان کے علاقے بھی رہیں گے اور العادل اپنی قدیم حیثیت پر آ کر اور اپنی جاگیر چھوڑ کر مصر میں مقیم ہو کر العزیز کی سلطنت کا انتظام کرے گا۔ متعلقہ فریقین نے اس معاہدہ پر دستخط کر دیے۔ اس کے بعد الافضل دمشق آ گیا اور العادل العزیز کے پاس مصر میں رہ گیا۔

ملک عادل کی فتوحات

دمشق کا محاصرہ: ملک العزیز نے عادل کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ دمشق پر حملہ کر کے اسے اس کے بھائی سے چھین لے اور اس کا سبب یہ ہے کہ امیر حاکم صاحب لقاء جو افضل کو عادل کی دوستی سے روکتا تھا اور بہت امراء کے ساتھ اسے اس بات پر آمادہ کرتا تھا کہ وہ اسے اپنے سے دور کر دے۔

آخرکار عادل اور العزیز مصر سے اس مقصد کے لیے روانہ ہو گئے اور ان دونوں نے دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے افضل کے امراء میں سے ابو غالب حمصی کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ حالانکہ افضل اس پر بہت بھروسہ کرتا تھا اور اس کے اس پر بڑے احسانات تھے۔ اس نے ۵۹۲ھ میں رجب کی شام کو ان دونوں کے لیے شرقی دروازہ کھول دیا۔

مصالحانہ رویہ: عادل وہاں سے داخل ہو کر دمشق آ گیا اور العزیز میدان اخضر میں ٹھہرا رہا۔ اس کا بھائی افضل نکل کر اس کے پاس گیا پھر افضل شہر کو دے کر قلعہ میں داخل ہوا تو انہوں نے اس کی بیوی کے ذریعے سے افضل سے اپنی مصالحت کا اظہار کیا اور اسے قلعہ کی طرف لوٹا دیا اور خود شہر سے باہر ٹھہرے رہے۔

قلعہ پر تسلط: افضل صبح و شام ان کے پاس جاتا تھا۔ جب ان کا معاملہ مستحکم ہو گیا تو انہوں نے اسے دمشق سے نکلنے کا حکم دیا اور یہ بھی ہدایت کی کہ وہ قلعہ اور علاقہ ان کے سپرد کر دے۔ انہوں نے (اس کے بدلے میں) اسے قلعہ صرخد دیا اور دمشق کے قلعہ پر العزیز نے قبضہ کر لیا۔

دمشق پر عادل کی حکومت: عادل کو یہ خبر ملی کہ العزیز دمشق میں ٹھہرنا چاہتا ہے تو وہ اس کے پاس گیا اور اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ قلعہ بھی اس کے سپرد کر دے چنانچہ اس نے قلعہ بھی اس کے حوالے کر دیا۔ افضل پہلے ہی جابیہ کی طرف گیا جو شہر سے باہر ہے اور وہاں کچھ عرصہ تک مقیم رہا پھر وہاں سے قلعہ صرخد چلا گیا۔ العزیز مصر لوٹ گیا اور عادل دمشق میں رہنے لگا۔

مسلمانوں کے بحری حملے: جب سلطان صلاح الدین ایوبی فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی اولاد اس کی سلطنت کی مالک بنی تو ملک العزیز نے شاہ افرنگ کندھری کے ساتھ جنگ بندی کے معاہدہ کی تجدید کی اور اسی طرح معاہدہ کیا جیسے کہ اس کے والد نے اس کے ساتھ کیا تھا۔ تاہم امیر اسامہ بیروت آ گیا اور وہاں سے بحری کشتیاں فرنگیوں پر حملہ کرنے کے لیے بھیجتا تھا۔ فرنگیوں نے اس کی شکایت دمشق میں عادل سے کی اور مصر میں العزیز سے بھی کی مگر ان دونوں حکام نے ان کی شکایت رفع نہیں کی۔

یافا کی فتح: لہٰذا انہوں نے سمندر پار کے فرنگی بادشاہوں سے فوجی مدد طلب کی تو انہوں نے اپنی فوجیں بھیجیں ان میں اکثر جرمن بادشاہ کی فوجیں تھیں۔ یہ فوجیں عکہ میں ٹھہریں۔ ملک عادل نے العزیز سے فوجی امداد طلب کی تو اس نے اپنے لشکر بھیجے

ان کے پاس الجزیرہ اور موصل کی فوجیں بھی پہنچ گئیں وہ سب عین جالوت میں تھے۔ انہوں نے ۵۹۳ھ میں رمضان المبارک کا پورا مہینہ اور شوال کے کچھ دن وہاں گزارے پھر وہ یافا پہنچے تو انہوں نے شہر پر بزور قبضہ کر لیا۔ وہاں کی فرنگی فوج قلعہ میں محصور ہو گئی تو ان کا محاصرہ کیا گیا اور بزور شمشیر اسے فتح کر کے اسے بھی تباہ کر دیا گیا۔

بیروت پر فرنگیوں کا تسلط عکا سے فرنگی فوجیں اپنے بھائیوں کی امداد کے لیے روانہ ہو گئیں۔ جب وہ قیساریہ پہنچیں تو انہیں ان کے دوست عکا کے بادشاہ کندھری کی وفات کی خبر ملی تو وہ واپس چلے گئے پھر انہوں نے بیروت پر حملہ کرنے کا قصد کیا تو عادل بیروت کو تباہ کرنے کے لیے روانہ ہوا تاکہ فرنگی اس پر قبضہ نہ کر سکیں۔ مگر بیروت کے حاکم اسامہ نے اس کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری لے لی اس لیے وہ واپس چلا گیا مگر فرنگی فوجیں اسی سال کے آخر میں جب بیروت پہنچ گئیں تو اسامہ (حاکم بیروت) وہاں سے بھاگ گیا اور فرنگیوں نے بیروت فتح کر لیا۔

صیدا اور صور کی تباہی عادل نے اس کے بعد اپنی فوجوں کو مختلف مقامات پر بھیجا چنانچہ انہوں نے سلطان صلاح الدین کی تباہ کاری کے بعد صیدا کا جو حصہ بچ گیا تھا اسے بھی تباہ کر دیا اور پھر صور کے نواح میں گھس گئے اور اسے تباہ کر دیا۔ لہٰذا فرنگی صور واپس آ گئے اور مسلمان فوج قلعہ تبنین چلی گئی۔

تبنین پر ناکام حملہ: فرنگیوں نے ماہ صفر ۵۹۴ھ میں قلعہ تبنین پر حملہ کیا۔ ملک عادل نے اس کی حفاظت کے لیے فوج بھیجی مگر وہ مفید ثابت نہیں ہوئی۔ فرنگیوں نے اس کی فصیلوں میں نقب زنی کی۔ لہٰذا عادل نے عزیز مصر العزیز سے فوجی کمک طلب کی تو وہ تیز رفتاری کے ساتھ اپنی فوجیں لے کر روانہ ہوا اور اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں عسقلان پہنچ گیا۔

اس عرصے میں تبنین کے مسلمانوں نے فرنگیوں سے پناہ کی درخواست کی تھی تاکہ اس کے بعد وہ قلعہ ان کے حوالے کر دیں مگر فرنگیوں نے انہیں مطلع کیا کہ ایسی صورت میں ان کے ساتھ غداری کی جائے گی۔ اس اطلاع کے بعد وہ پھر قلعہ میں محصور ہو گئے اور قلعہ ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ عزیز عسقلان پہنچ گیا چنانچہ اس کی آمد سے فرنگیوں میں کھلبلی مچ گئی۔

نیا فرنگی بادشاہ ان فرنگیوں کا کوئی بادشاہ ان کے ساتھ نہ تھا۔ ان کے ساتھ صرف ایک پادری تھا جس کا نام خنصلیر[1] تھا جو شاہ جرمنی کا نمائندہ تھا۔ نیز کندھری کی بیوی بھی ان لوگوں کے ساتھ تھی۔ لہٰذا انہوں نے قبرص کے بادشاہ ہنری کو بلوایا۔ وہ اس فرنگی بادشاہ کا بھائی تھا جو جنگ حطین میں گرفتار ہوا تھا۔ جب وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اپنی ملکہ کا اس کے ساتھ نکاح کر دیا۔

فرنگیوں کی پسپائی العزیز (حاکم مصر) عسقلان سے جبل خلیل پہنچا اور فرنگیوں سے جنگ کرنی شروع کر دی مگر فرنگی وہاں سے پیچھے ہٹ کر صور پہنچے اور وہاں سے وہ عکا آ گئے۔

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر میں اس کا نام خنصلیر لکھا ہوا ہے۔ (مترجم)

امرائے مصر کی سازش: مسلمانوں کے لشکر کا محاصرہ دمشق پر رہا تو اس کی وجہ سے العزیز کے حکام سب بگڑ بیٹھے اور ان حکام نے العزیز اور اس کے منتظم سلطنت فخر الدین چہارکس کے ساتھ غداری کی سازش کرنی چاہی وہ اشخاص یہ تھے (۱) میمون القصری (۲) قراسنقر (۳) انجاب (۴) ابن المشطوب۔

مصالحت: (یہ اطلاع پانے کے بعد) العزیز تیز رفتاری کے ساتھ مصر روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد ملک عادل اور ترکیوں نے مصالحت کی کوشش کی اور اسی سال ماہ شعبان میں فریقین کے درمیان صلح ہو گئی۔ صلح کے بعد عادل دمشق لوٹ آیا اور وہاں سے وہ ماردین کی طرف روانہ ہو گیا جس کا حال آگے چل کر بیان ہو گا۔

یمن کے ایوبی حکام

یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سیف الاسلام طغتکین بن ایوب ۵۷۹ھ میں یمن چلا گیا تھا جہاں اس کا بھائی شمس الدولہ توران شاہ وفات پا گیا تھا اور یمن میں اس کے نائب حکام میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ یہاں آ کر اس نے یمن پر قبضہ کر لیا اور زبید میں حکومت اختیار کی اور وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ وہ ماہ شوال ۵۹۳ھ میں فوت ہو گیا۔

وہ حاکم یمن کا اچھا فرمانروا نہ تھا رعایا پر بہت ظلم کرتا تھا اور مال و دولت جمع کیا کرتا تھا جب وہاں اس کی سلطنت مستحکم ہو گئی تو اس نے مکہ معظمہ کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ لہٰذا عباسی خلیفہ الناصر نے اس کے بھائی سلطان صلاح الدین کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ اسے اس ارادے سے روک دے۔ چنانچہ سلطان نے اسے منع کر دیا۔

اسماعیل کی حکومت: سیف الاسلام کی وفات کے بعد اس کا فرزند اسماعیل یمن کا حاکم مقرر ہوا۔ وہ عجیب و غریب عادات کا انسان تھا وہ اپنے آپ کو بنو امیہ کے خاندان سے منسوب کرتا تھا اس نے خلافت کا دعویٰ بھی کر رکھا تھا اور اپنا لقب الہادی مقرر کیا تھا وہ خلیفہ کا لباس پہنتا تھا اس کے چچا ملک عادل نے اسے بہت ملامت کی اور زجر و توبیخ کے ساتھ خط لکھا مگر اس نے اس کی بات بھی نہیں مانی وہ اپنی رعایا اور ارکان سلطنت کے ساتھ بہت بدسلوکی کے ساتھ پیش آتا تھا۔ لہٰذا ان سب نے مل کر اس پر حملہ کر دیا اور اسے مار ڈالا۔ اس کے قتل کرنے کی قیادت اس کے والد کے آزاد کردہ غلام (مولیٰ) سیف الدین سنقر کے سپرد تھی۔

الناصر کا دور حکومت: سنقر نے اس کے بھائی الناصر کو ۵۹۸ھ میں حاکم مقرر کیا ابھی وہ چار سال حکومت کرنے پایا تھا کہ سنقر فوت ہو گیا تو سلطنت کی نگرانی کے فرائض یمن کے ایک امیر غازی بن جبریل نے سنبھالے اس نے الناصر کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا۔ پھر جب الناصر کو زہر دے کر مار ڈالا گیا تو عربوں نے اس کا انتقام غازی جبریل سے لیا۔

سلیمان بن تقی الدین کا تقرر: اب تک یمن کا کوئی حاکم نہ تھا اس لیے صنعاء اور حضر موت کے علاقے پر محمد بن عمر حمیری نے قبضہ کر لیا۔ تاہم الناصر کی والدہ اس عرصے میں خود مختار ہو گئی اور اس نے زبید پر قبضہ کر لیا۔ اس نے خاندان بنو ایوب کے کسی ایسے شخص کی تلاش میں آدمی بھیجے جو یمن کا بادشاہ بن سکے۔ معلوم ہوا کہ مظفر تقی الدین عمر بن شہنشاہ کا کوئی

فرزند ہے جس کی نسل اشقال ان کے فرزند سعد الدین شاہنشاہ کو فرزند بھی بتاتے ہیں اس کا نام سلیمان ہے۔ وہ ترک الدنیا (راہب) ہو گیا تھا اور اس نے راہبانہ لباس پہن رکھا تھا۔ اتفاقاً مادر ناصر کا ایک غلام حج کے موسم میں اس سے ملا۔ پھر اس نے خود آ کر نکاح کر لیا اور اسے یمن کا بادشاہ بنا دیا۔

ملک عادل کے دیگر حالات: حاکم موصل نور الدین ارسلان شاہ اور اس کے چچا زاد بھائی قطب الدین محمد بن عماد الدین زنگی کے درمیان جو سنجار، خابور اور رقہ کا حاکم تھا، سرحدی جھگڑوں کی وجہ سے اختلافات پیدا ہو گئے تھے حاکم موصل کے اس کے والد عماد الدین زنگی کے ساتھ بھی اسی قسم کے اختلافات تھے لہٰذا نور الدین اپنی فوج لے کر اس کے علاقے پر چڑھ آیا اور اس سے نصیبین کا علاقہ چھین لیا اور قطب الدین ملک عادل کی عملداری میں حران اور رہا کی طرف بھاگ کر پناہ گزین ہوا۔ اس نے ملک عادل سے جو دمشق میں تھا، فوجی امداد کی درخواست کی اس نے اس مقصد کے لیے مال و دولت بھی صرف کیا۔ لہٰذا ملک عادل فوج لے کر حران کی طرف روانہ ہوا۔ (یہ خبر سنتے ہی) نور الدین نصیبین سے موصل چلا گیا اس کے جاتے ہی قطب الدین نے اس پر قبضہ کر لیا۔

ماردین کا محاصرہ: بعد ازاں اسی سال ماہ رمضان المبارک میں ملک عادل فوج لے کر ماردین کی طرف روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا اس کا حاکم حسام الدین یولق ارسلان بن ابی الغازی صغیر السن لڑکا تھا۔ اس کا نگران نظام برتقش تھا جو اس کے والد کا آزاد کردہ غلام تھا اور اصل حکومت اسی کی تھی۔ یہ محاصرہ طویل عرصے تک رہا۔ ملک عادل نے اس کے بیرونی حصے پر قبضہ کر لیا تھا۔ مگر دوسرے سال (یہ محاصرہ چھوڑ کر) وہ وہاں سے کوچ کر گیا۔ جیسا کہ ہم نے زنگی سلطنت کے حالات میں بیان کیا ہے۔

ملک العزیز کی وفات: ملک العزیز عثمان بن صلاح الدین ۵۹۵ھ کے ماہ محرم کے آخر میں فوت ہو گیا اس کے باپ کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) فخر الدین ایاز چہارکس حکومت کا خود مختار نگران تھا۔ اس نے ملک عادل کو جبکہ وہ ماردین کا محاصرہ کر رہا تھا، حکومت کرنے کے لیے بلوایا۔

افضل کا تقرر: چہارکس سلطان صلاح الدین کے موالی کا سردار تھا جو افضل کے مخالف تھے۔ البتہ شیرکوہ کے موالی اور کردی سردار اس کے طرف دار تھے۔ چہارکس نے دونوں جماعتوں کو اکٹھا کر کے حاکم کے بارے میں مشورہ لیا۔ اس نے ملک العزیز کے فرزند کو حاکم بنانے کا مشورہ دیا مگر شیرکوہ کے موالی کے سردار سیف الدین ایازکوش نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ وہ اپنی صغیر سنی کی وجہ سے حکومت کے لائق نہیں ہے بجز اس کے کہ سلطان صلاح الدین کا کوئی فرزند اس کی نگرانی کرے۔ کیونکہ فوج کی قیادت بڑا اہم کام ہے۔ آخر وہ سب افضل کو حاکم مصر بنانے پر متفق ہو گئے۔ پھر وہ قاضی فاضل کے پاس گئے۔ اس نے بھی یہی مشورہ دیا۔

افضل کے خلاف بغاوت: ایازکوش نے اسے قلعہ صرخد سے بلوایا چنانچہ وہ اسی سال کے ماہ صفر میں وہاں سے روانہ ہوا اسے راستے میں بیت المقدس کے لوگوں کی اطاعت کی خبر ملی۔ جب وہ بلبیس پہنچا تو امرائے مصر نے وہاں پہنچ

اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بجائے [illegible] العزیز کی سلطنت کا منتظم [illegible] افضل [illegible] اجازت [illegible] الدین [illegible] العادل [illegible] افضل [illegible] طرف [illegible]

[illegible] ہو سکا۔

مصر پر افضل کی حکومت: [illegible] افضل [illegible] جماعت [illegible] افضل نے [illegible] العادل [illegible] سلطنت کا انتظام [illegible] سلطنت کا [illegible] درست ہو گیا۔

افضل کا محاصرہ دمشق: جب افضل [illegible] دمشق کے قریب [illegible]

دمشق سے واپسی: جب افضل دمشق کے قریب [illegible] العادل [illegible] افضل [illegible] گیا۔

مصری فوج میں انتشار: جب افضل نے محاصرہ [illegible] افضل [illegible]

کے آغاز میں پہنچے۔

مصری فوجوں کی واپسی ملک عادل نے بیت المقدس سے مصری [illegible] اور اپنی فوجوں کو بھی بلوا بھیجا تھا جب وہ سب وہاں پہنچ گئیں اور ان کی وجہ سے ان کی طاقت میں اضافہ ہوا اور افضل اور اس کے ساتھیوں کو مایوسی ہوئی۔ دمشق کی فوجیں ان پر شب خون مارنے کے لیے نکلیں تو انہیں پتہ چل گیا۔ اس لیے وہ ڈٹے نہیں۔ راستے میں ملک عادل کو [illegible] اور فرزند کامل بھی حران سے آ گیا۔ ملک عادل نے اسے بھی ساتھ ملا لیا۔ [illegible] کے شروع میں [illegible] ان کے آنے پر افضل کی فوجیں دمشق سے [illegible] اپنے شہروں کو لوٹ گئیں۔

الکامل کے خلاف متحدہ محاذ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ملک عادل ماردین پر حملہ کرنے کے لیے گیا تھا اور اس کے ساتھ حاکم موصل اور سنجر [illegible] تھے [illegible] ملک عادل کی [illegible] اور ماردین پر حملہ کرنے کی وجہ سے اس کے خلاف سخت [illegible] ہوا۔ جب ملک عادل افضل کا مقابلہ کرنے کے لیے دمشق واپس چلا گیا اور اس نے اپنے فرزند [illegible] ماردین کا محاصرہ کرنے کے لیے چھوڑا [illegible] ماردین کی امداد کرنے پر متفق ہو گئے اسی طرح حاکم موصل نور الدین ارسلان شاہ [illegible] قطب الدین محمد بن زنگی حاکم سنجار اور [illegible] بھائی [illegible] روانہ ہوئے اور وہ سب [illegible] کے مقام پر [illegible] رمضان [illegible] ماردین کے قریب پہنچ گئے۔

الکامل کی شکست [illegible] ماردین پر [illegible] شروع ہوئے تو ان کے [illegible] الکامل [illegible] چند لوگ [illegible] قلعہ [illegible] الکامل نے [illegible] کے اندر [illegible] اور اس کے [illegible] وہاں پہنچ گئے ہیں [illegible] قطب الدین [illegible] سنجار نے [illegible] پیغام [illegible] موصل کی فوجوں نے [illegible] الکامل کو شکست ہوئی [illegible] معلوم ہوا کہ اہل ماردین نے ان کے محاصرہ کرنے والے لشکر کو شکست دے دی ہے [illegible] سامان [illegible] الکامل [illegible] کا حاکم [illegible] موصل سے ملنے کے لیے گیا اور پھر اپنے قلعے میں واپس آ گیا۔

حاکم موصل کی معذرت حاکم موصل [illegible] کی طرف [illegible] ملک عادل کے [illegible] علاقوں [illegible] حلوان [illegible] ملاقات [illegible] حاکم حلب ظاہر کے قاصد سے ہوئی [illegible] مطالبہ [illegible]

[illegible]

عادل کا مصر پر قبضہ جب افضل [illegible]

[illegible]

مصر پر قبضہ [illegible]

[illegible]

افضل کا اخراج جب افضل [illegible]

[illegible]

ملک عادل کی حکومت [illegible]

[illegible]

امراء کی ناراضگی: جب ملک عادل نے منصور بن العزیز سے ۵۹۶ھ ذی الحجہ میں مصر کی حکومت چھین لی تو امراء اس سے ناراض ہو گئے اس نے فوج کے منصبداروں کی مراعات ختم کر دی تھیں اس لیے انہوں نے ملک الظاہر کو حلب میں اور ملک افضل کو صرخد میں پیغام بھیجا کہ وہ دونوں دمشق کا محاصرہ کر لیں ایسی حالت میں ملک عادل ان کے مقابلے کے لیے روانہ ہو گیا تو وہ امراء مصر بھی رہ کر ان دونوں کی حمایت کے لیے کوشش کریں گے

ملک عادل کو اطلاع: یہ خبر ملک عادل کو بھی پہنچ گئی اور اس کی اطلاع اسے خط کے ذریعے امیر عز الدین اسامہ سے ملی جو جنگ سے فارغ ہو کر قدس روانہ ہو گئے تھے اتنے میں شہر اور اس کی ملاقات افضل سے ہوئی تھی جس وقت اس نے امیر اسامہ کو اپنی حمایت پر آمادہ کیا اور جو خطوط اس کے پاس آئے تھے ان سے اسے مطلع کیا تھا چنانچہ اس نے یہ خبر ملک عادل تک پہنچا دی۔

الظاہر کی پیش قدمی: ملک عادل نے اپنے فرزند معظم عیسیٰ کو دمشق میں متعین کر دیا اور خود جا کر افضل کا محاصرہ کر لیا جس نے چھاؤنی لگا رکھی تھی تو وہ بانیاس سے وہاں پہنچ گئے تھے اور بانیاس کے حاکم عز الدین ابن المقدم کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس کے ساتھ رہے اور قلعہ کی حفاظت کرے بعد جب (یہ انتظام ہو گیا) افضل اپنے بھائی الظاہر کے پاس بھاگ کر حلب پہنچا اس نے دیکھا کہ وہ (عادل) تیاری کر رہا ہے۔ اس نے اپنے آپ افسر کو ملک عادل کی طرف بھیجا تھا۔ چنانچہ اس نے اس کے راستے سے اور بالآخر پھر دونوں نے منبج پہنچ کر اسے فتح کر لیا اسی طرح ان سے قلعہ نجم بھی فتح کر لیا۔ یہ واقعہ ۵۹۷ھ رجب کا ہے۔

ناکام تخت کشائی: ادھر ملک معظم خود محاصرہ کرنے کے خوف سے نکل کر روانہ ہوا اور بصریٰ پہنچ گیا اس نے چھاؤنی کو اور جو اس کے ساتھ تھے ان کو بلا بھیجا جو بانیاس کا محاصرہ کیے ہوئے تھے مگر انہوں نے وہاں سے آنے میں تاخیر کی اور اس کی تعمیل نہیں کی اس لیے وہ دمشق واپس آ گیا۔ اس نے ان کی طرف امیر اسامہ کو بھیجا کہ وہ انہیں (وہاں جانے پر) آمادہ کرے مگر انہوں نے اس کی قدر و قیمت کا خیال نہ کر کے اسے گالیاں دیں اور برا بھلا کہا۔ اسے شیخ عزالدین ابن المقدم نے اپنے پاس پناہ دی اور وہ دمشق لوٹ آیا۔

فتح دمشق کی کوشش: ادھر جب افضل اور الظاہر دمشق پہنچے تو الملک الظاہر نے ذی الحجہ کی ۱۴ تاریخ سے دمشق کا محاصرہ کر لیا آخر کار اس کے حاکم امیر اسد الدین محمد نے تین ہزار سواروں کو ان سے صلح کی ۱۰ تاریخ کو اس کے مقابلے میں ۹ رمضان کو حمص چلا گیا اس کے بعد اس کا بھائی افضل حماۃ چلا گیا وہاں سے وہ ملک عادل کے پاس دمشق پہنچا وہاں اسے سلطان اسد الدین شیرکوہ سے ملاقات ہوئی جو اس کے ساتھ تھے۔ یہاں یہ تقرر ہوا تھا کہ جب دمشق فتح ہو جائے تو اس پر افضل کا قبضہ ہوگا اور جب وہ مصر فتح کر لیں گے تو وہ وہاں چلا جائے گا اور دمشق الظاہر کے ہاتھ رہے گا۔ افضل نے قلعہ صرخد اپنے والد کے موالی (آزاد کردہ غلام) زین الدین قراجا کو دے دیا تھا ان دونوں نے وہاں آ کر اس کا محاصرہ کیا تھا اور انہوں نے شیرکوہ کو بھی محاصرہ کے دوران یہ پیغام پہنچا دیا تھا۔

افضل اور الظاہر کا اختلاف: جب ملک عادل مصر سے شام کی طرف روانہ ہوا تو وہ نابلس پہنچا۔ وہاں سے اس نے ایک لشکر دمشق کی طرف روانہ کیا وہ ان فوجوں کے پہنچنے سے پہلے وہاں پہنچ گئے تھے جب وہ وہاں پہنچے تو انہوں نے (ذوالقعدہ کی چودھویں تاریخ سے وہ دو دن تک جنگ کی اور وہ دمشق فتح کرنے ہی والے تھے کہ (دونوں بھائیوں میں جھگڑا شروع ہو گیا) الظاہر نے افضل کو پیغام بھیجا کہ دمشق اس کے ماتحت رہے گا۔ افضل نے یہ عذر پیش کیا کہ اس کے اہل و عیال کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اس لیے وہ دمشق میں اس وقت تک پناہ لیں گے جب تک کہ وہ مصر فتح کر لے۔ الظاہر نے اپنے مطالبے پر اصرار کیا۔ اس وقت موالی صلاح الدین افضل کے طرفداروں پر مشتمل تھے اس لیے اس نے انہیں اختیار دیا کہ اگر وہ رہنا چاہیں تو رہیں ورنہ وہ واپس جا سکتے ہیں۔

شامی علاقوں کی تقسیم: اتنے میں فخر الدین چہارکس اور قراجا بھی (فوج لے کر) دمشق پہنچ گئے اور (فریق مخالف کی) طاقت بڑھ گئی اور وہ دمشق فتح نہ کر سکے۔ لہٰذا وہ مجبور ہو گئے کہ ملک عادل سے ان شرائط پر صلح کی تجویز کریں کہ الظاہر کے پاس منبج، افامیہ، کفر طاب اور المعرہ کے بعض دیہات رہیں گے اور افضل کے ماتحت سمیساط، سروج، راس عین اور حملین کے علاقے ہوں گے جب تمام فریقوں کے درمیان یہ معاہدہ مکمل ہو گیا تو وہ ماہ محرم ۵۹۸ھ میں دمشق سے چلے گئے۔

الظاہر حلب واپس چلا گیا اور افضل حمص آ گیا جہاں وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہنے لگا۔ جب ملک عادل دمشق پہنچا تو افضل نے جا کر دمشق سے باہر اس سے ملاقات کی۔ پھر وہ اپنے علاقے کی طرف گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔

عادل کے خلاف متحدہ محاذ: جب الظاہر اور افضل منبج سے دمشق کی طرف روانہ ہوئے تھے تو ان دونوں نے حاکم موصل نور الدین کو یہ پیغام بھیجا تھا کہ وہ ملک عادل کے الجزیرہ میں اس کے مقبوضہ علاقوں پر حملہ کر دے۔ جب ملک عادل نے مصر فتح کر لیا تھا تو اس وقت سے مذکورہ بالا تینوں حکام نے حاکم ماردین کے ساتھ مل کر عادل کے برخلاف معاہدہ کر لیا تھا کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ عادل کہیں ان کی عملداری پر حملہ نہ کر دے۔

الجزیرہ کی طرف اقدام: لہٰذا نور الدین نے ماہ شعبان میں اپنی فوج کے ساتھ موصل سے کوچ کیا اس کے ساتھ اس کا چچا زاد قطب الدین حاکم سنجار بھی شریک تھا اور ماردین کا لشکر بھی اس کے ساتھ تھا۔ وہ راس عین پہنچ گئے اس وقت حران میں الفائز ابن عادل اس لشکر کی قیادت کر رہا تھا اور الجزیرہ میں اپنی عملداری کی حفاظت کر رہا تھا اس نے نور الدین (حاکم موصل) کو صلح کا پیغام بھیجا اس وقت یہ خبر موصول ہو گئی کہ ملک عادل نے الظاہر اور افضل کے ساتھ صلح کر لی ہے اس لیے نور الدین نے بھی صلح کی تجویز منظور کر لی اور اس کے لیے فریقین نے حلف اٹھایا۔ اس نے اپنی طرف سے ارسلان کو عادل کے پاس بھیجا اور اس سے بھی حلف اٹھوایا۔ اس کے بعد یہاں کی حالت درست ہو گئی۔

ماردین کا محاصرہ: اس واقعہ کے بعد ملک عادل نے اپنے فرزند اشرف موسیٰ کو فوج دے کر ماردین کے محاصرے کے لیے بھیجا چنانچہ وہ وہاں روانہ ہوا اور اس کے ساتھ موصل اور سنجار کی فوجیں بھی تھیں وہ سب ماردین کے پیچھے حریم میں

اور ماردین کے قصبہ دنیسر کی آبادی نے اشرف کی فوجوں سے خوراک کی رسد بند کرنے کے لیے وہاں پہنچی تو اشرف کے ایک فوجی دستے نے اس کا مقابلہ کر کے اسے شکست دی مگر ترکمان قوم نے فتنہ و فساد برپا کر کے اس علاقہ کا راستہ بند کر دیا تھا لہٰذا اشرف کو بہت مشکلات پیش آگئیں لہٰذا الظاہر غازی نے فریقین میں صلح کرانے کی کوشش کی اور یہ طے ہوا۔

صلح کا معاہدہ: "حاکم ماردین عادل کو ڈیڑھ لاکھ دینار پیش کرے گا جس کا ہر دینار گیارہ قیراط کے وزن کا ہوگا اور امیری سکہ کے مطابق ہوگا۔ اس کے علاوہ وہ اپنے ملک میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوائے گا اور اس کے سکے پر اس کا نام ہوگا اور جب وہ فوجی امداد طلب کرے تو وہ اپنی فوج کا ایک حصہ اس کی مدد کے لیے بھیجے گا۔"

ملک عادل نے یہ معاہدہ منظور کر لیا اور فریقین میں صلح ہو گئی اس کے بعد اشرف ماردین کے علاقہ سے چلا گیا۔

افضل کے علاقے: یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ الظاہر اور افضل نے ملک عادل سے ۵۹۷ھ میں صلح کر لی تھی اور افضل کو سمیساط، سروج، راس عین اور حملین کے علاقے مل گئے تھے اس کے قبضہ میں قلعہ نجم بھی تھا جسے الظاہر نے محاصرہ کے موقع پر صلح سے پہلے فتح کر لیا تھا۔

قلعہ نجم کا جھگڑا: ملک عادل نے ۵۹۹ھ میں افضل کے قبضہ سے یہ علاقے واپس لے لیے تھے اور صرف سمیساط اور قلعہ نجم کے علاقے باقی رکھے تھے جس کے بعد ملک الظاہر نے افضل سے قلعہ نجم کا مطالبہ کیا اور اس کے بدلے میں اس نے وعدہ کیا کہ وہ ملک عادل سے سفارش کرے گا کہ وہ اسے وہ علاقے واپس کر دے جو اس نے لے لیے تھے افضل نے اس کا مطالبہ نہیں مانا تو الظاہر نے اسے دھمکی دی۔ تاہم ان دونوں کے درمیان سفیروں کے آنے جانے ہوتے رہے اور آخر کار افضل نے اسی سال ماہ شعبان میں قلعہ نجم الظاہر کے حوالے کر دیا۔

افضل کی بغاوت: اس کے بعد افضل نے اپنی والدہ کو ملک عادل کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس سے سفارش کرے کہ وہ سروج اور راس عین کے علاقے اسے واپس کر دے مگر اس نے اس کی والدہ کی سفارش بھی منظور نہیں کی۔ لہٰذا افضل نے بلاد روم کے حاکم رکن الدین سلیمان بن قلیج ارسلان کو لکھا کہ وہ اس کی اطاعت قبول کرتا ہے اور وہ اس کا خطبہ بھی (اپنی مساجد میں) پڑھوائے گا۔ اس پر اس نے افضل کو خلعت حکومت بھیجا اور افضل نے سمیساط میں ۶۰۰ھ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوانا شروع کر دیا اور اپنی عملداری میں اس کا نائب حاکم بن گیا۔

محمود بن العزیز کا اخراج: ملک عادل کو ۵۹۹ھ میں محمود بن العزیز (سابق حاکم مصر) سے خطرہ پیدا ہوا کیونکہ جب اس نے ۵۹۸ھ میں مصر میں اس کے نام کا خطبہ بند کرایا تو اسے اس کے باپ کے طرفداروں سے خطرہ پیدا ہوا اس لیے اس نے اسے مصر سے نکال کر دمشق بھجوا دیا۔ پھر ۵۹۹ھ میں لشکر کے ساتھ اسے رہا بھجوا دیا۔ اس کے ساتھ اس کی والدہ بہنیں اور تمام اہل و عیال بھی وہاں منتقل ہو گئے۔

حاکم موصل کا محاصرہ: حاکم موصل نور الدین ارسلان شاہ اور اس کے چچا زاد بھائی قطب الدین حاکم سنجار کے

[illegible] تو ملک عادل نے قطب الدین کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اس نے اپنی مملکت میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوانا شروع کیا۔ [illegible] نور الدین (حاکم موصل) بہت [illegible] ہوا اور اس نے [illegible] کے ماہ شعبان میں [illegible] کا محاصرہ کر لیا۔ قطب الدین نے ملک عادل کے [illegible] الدین حاکم [illegible] اور [illegible] کے [illegible] (قطب الدین [illegible]) [illegible] رخصت ہو گیا [illegible]۔

[illegible] [illegible] سب [illegible]۔

اس وقت نور الدین [illegible] مصر [illegible] فتح کرنے کے [illegible]

[illegible]۔

حاکم موصل کی شکست: اس نے [illegible] جنگ کرنے کے لیے تیار [illegible] گھمسان کی جنگ ہوئی آخر کار [illegible] کو شکست ہوئی اور وہ موصل بھاگ گیا۔

معاہدۂ صلح [illegible] وہاں کے [illegible] قطب الدین کو واپس [illegible] معاہدہ [illegible] ہوا [illegible] واپس چلا گیا۔

نئی صلیبی جنگیں جب فرنگیوں نے [illegible] قبضے [illegible] مسلمانوں کے قبضے [illegible] جنگ [illegible]۔

[illegible] سے مصالحت اس وقت [illegible] طرف [illegible] ہو گیا [illegible] واپس [illegible]۔

حاکم حماۃ کی شکست اس کے بعد فرنگیوں نے حماۃ [illegible] حماۃ کے حاکم [illegible]

[illegible] [illegible]۔

[illegible] کے حملے

[illegible] پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔ [illegible] [illegible]

[illegible] کی شکست : [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] کا محاصرہ [illegible] نجم الدین [illegible] [illegible]

سلیمان کا قتل [illegible] [illegible]

فتح خلاط: اہل خلاط نے بعد ازاں نجم الدین کو حکومت کی پیش کش کی۔ چنانچہ وہ خلاط اور اس کے تمام علاقے کا حاکم ہو گیا اور آس پاس کے حکام اور اکراد کا حاکم بھی اس سے خوف کھانے لگے انہوں نے پے در پے اس کے اپنے علاقے پر چھاپے مارنے شروع کیے مگر خلاط (کے ہاتھ سے نکل جانے کے اندیشے سے) وہ ان کے مقابلے کے لیے وہاں نہیں نکلا۔ خلاط کی فوجوں کا کچھ حصہ اس سے الگ ہو گیا۔ یہ نکل گیا اور انہوں نے قلعہ وان پر قبضہ کر لیا جو وہاں کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ مستحکم قلعہ تھا۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے نجم الدین کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور ایک بہت بڑی جماعت ان کے ساتھ شامل ہو گئی انہوں نے شہر ارجیش کو بھی فتح کر لیا۔

اہل خلاط کی بغاوت: نجم الدین نے خلاط اور اس کے علاقے کی حفاظت کے لیے فوجی کمک طلب کی اور اس کا بھائی اشرف اپنے حران اور رہا کے علاقوں کی طرف واپس چلا گیا اس کے بعد یہ واقعہ رونما ہوا کہ جب نجم الدین دیار بکر کی طرف روانہ ہوا کہ وہ وہاں کے حالات درست کرے تو اہل خلاط نے (اس کی غیر حاضری میں) اس کی فوجوں پر حملہ کر کے انہیں نکال دیا اور اس کے ساتھیوں کو قلعے میں محصور کر دیا۔ پھر وہ بنو شاہرین کے حق میں نعرے لگانے لگے۔

بغاوت کی سرکوبی: جب نجم الدین واپس آیا تو اس کے پاس الجزیرہ کی فوجیں بھی پہنچ چکی تھیں جن سے اسے بہت تقویت پہنچی اور اس نے خلاط کا محاصرہ کر لیا اس کے بعد اہل خلاط میں باہمی اختلاف پیدا ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے انہیں مغلوب کر کے ان کا صفایا کیا اور ان کے بہت سے ان سرداروں اور افسروں کو گرفتار کر لیا جو وہاں سے بھاگ رہے تھے اس واقعہ کے بعد اہل خلاط ایوبی سلطنت کے آخری زمانے تک اس کے مطیع اور وفادار رہے۔

شام پر فرنگیوں کی یلغار: ۶۰۰ھ میں شام کے فرنگیوں نے بہت سے چھاپے مارنے شروع کر دیے تھے۔ فرنگیوں کی نئی فوج نے آ کر قسطنطنیہ کو فتح کر لیا تھا اور ان کی سلطنت وہاں بہت مستحکم ہو گئی تھی اس لیے طرابلس اور حصن الاکراد کے فرنگیوں نے حمص اور اس کے علاقوں میں لوٹ مار شروع کر دی تھی اور حمص کا حاکم شیرکوہ بن محمد بن شیرکوہ ان علاقوں کی حفاظت کرنے سے عاجز آ گیا تھا اس نے ان کے مقابلے کے لیے فوجی کمک طلب کی چنانچہ ملک ظاہر نے اس کے پاس فوجیں بھیجیں جو اس کے علاقوں کی حفاظت کرنے کے لیے اس کے پاس رہنے لگیں۔

بحری بیڑہ پر حملہ: اسی زمانے میں اہل قبرص نے سمندر میں مصر کے بحری بیڑہ پر حملہ کر کے اس کے چند حصوں پر قبضہ کر لیا اور جو لوگ وہاں تھے انہیں گرفتار کر لیا لہٰذا ملک عادل نے حاکم عکا کو ایک احتجاجی مراسلہ بھیجا کہ یہ صلح اور جنگ بندی کے معاہدہ کی خلاف ورزی ہے اس نے یہ معذرت پیش کی کہ اہل قبرص ان فرنگیوں کے ماتحت ہیں جن کا قسطنطنیہ پر قبضہ ہے لہٰذا وہ اس کے دائرہ حکومت سے باہر ہیں۔

ملک عادل کی پیش قدمی: (یہ جواب سن کر) ملک عادل اپنی فوجیں لے کر عکا کی طرف گیا یہاں کے حاکم نے مسلمان قیدیوں کو چھوڑ کر اس سے صلح کر لی پھر وہ حمص کی طرف روانہ ہوا اس نے بحیرۂ قدس کے قریب قلعہ القلیعتین پر حملہ کر

کے اسے فتح کر لیا اس نے اس کے حاکم کو چھوڑ دیا اور مال غنیمت حاصل کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا۔

طرابلس الشام کی تباہی: پھر اس نے طرابلس کے علاقہ کی طرف پیش قدمی کی اور بارہ دن تک اس کے علاقوں کو تباہ و برباد کرتا رہا اس کے بعد وہ بحیرہ قدس واپس آ گیا فرنگیوں نے اس کے ساتھ مصالحت کرنے کی کوشش کی مگر اس نے یہ تجویز نامنظور کر دی۔ پھر موسم سرما آ گیا تو ملک عادل نے الجزیرہ کی فوجوں کو اپنے شہروں کی طرف واپس جانے کی اجازت دے دی اور حاکم حمص کی مدد کے لیے ایک بڑا لشکر چھوڑ کر وہ خود دمشق واپس چلا گیا اور وہاں اس نے موسم سرما گزارا۔

اہل خلاط کی سرکوبی: جب اوحد نجم الدین بن عادل نے خلاط کو فتح کر لیا تو کرج قوم نے وہاں کے علاقوں پر غارت گری شروع کر دی اور انہیں تباہ کرنے لگے۔ پھر ۶۰۶ھ میں انہوں نے ارجیش کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کرنے کے بعد زبردستی اس شہر کو فتح کر لیا اور اسے تباہ و برباد کر دیا۔ نجم الدین نے ان کا مقابلہ کرنے سے گریز کیا۔ (کیونکہ اہل خلاط کی بغاوت کا خدشہ تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا) جب وہ خلاط سے روانہ ہوا تو اہل خلاط نے بغاوت کر دی پھر وہ واقعات رونما ہوئے جن کا ہم تذکرہ کر چکے ہیں۔

۶۰۷ھ میں کرج قوم پھر خلاط آئی اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا مگر اس وقت اوحد نجم الدین نے ان سے جنگ کر کے انہیں شکست دے دی اور ان کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا۔ بعد میں اس بادشاہ کو اس شرط پر چھوڑا گیا کہ وہ ایک لاکھ دینار زرِ فدیہ ادا کرے اور پانچ ہزار قیدی چھوڑ دے جائیں نیز مسلمانوں کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کیا جائے اور وہ اپنی بیٹی کا نکاح اوحد کے ساتھ کر دے چنانچہ ان شرائط کے ساتھ یہ معاہدہ تکمیل پذیر ہوا۔

سنجار کی خانہ جنگیاں

یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ قطب الدین زنگی حاکم سنجار و نصیبین اور اس کے چچازاد بھائی نور الدین حاکم موصل کے درمیان سخت عداوت و نفرت تھی۔ اسی دوران میں ۶۰۶ھ میں حاکم موصل نور الدین نے اپنی لڑکی کا نکاح ملک عادل کے فرزند سے کر دیا تھا اور اس رشتہ کی بدولت ان دونوں خاندانوں کے تعلقات مستحکم ہو گئے تھے لہٰذا اس کے وزراء اور ارکانِ سلطنت نے اسے ورغلایا کہ وہ جزیرہ ابن عمر اور اس کی عملداری کو حاصل کرنے کے لیے ملک عادل کی امداد حاصل کرے۔ یہ علاقہ اس کے چچازاد بھائی سنجر شاہ ابن غازی کے ماتحت تھا۔ اس کو فتح کرنے کے بعد جزیرہ کا تمام علاقہ موصل میں شامل ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں ملک عادل قطب الدین زنگی کے علاقہ سنجار کو فتح کرے گا تو وہ بھی آخر کار اس کے پاس رہے گی۔

ملک عادل کی امداد: ملک عادل نے اس کی تجویز منظور کر لی کیونکہ وہ اسے موصل پر قبضہ کرنے کا ذریعہ سمجھتا تھا مگر اس نے نور الدین کو یہ توقع دلائی کہ جب قطب الدین کے علاقے پر قبضہ کرے گا تو یہ علاقہ اس کے فرزند کے ماتحت رہے گا جو اس کا داماد ہے۔

فتح خابور: ۵۹۶ھ میں ملک عادل نے اپنی فوجوں کے ساتھ کوچ کیا اور خابور پہنچ کر اسے فتح کر لیا۔ اس موقع پر نور الدین کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ ملک عادل کو کوئی نہیں روک سکتا ہے۔ اسے اپنی اس تجویز پر پشیمانی ہوئی اور وہ واپس آ کر اپنے شہر کے محاصرہ و مقابلہ کرنے کی تیاری کرنے لگا مگر اس کے وزراء و امراء فوج نے یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ اگر اس نے عادل کے خلاف بغاوت کی تو وہ سب سے پہلے اسی پر حملہ کرے گا۔

سنجار کی مدافعت: ملک عادل نے خابور سے روانہ ہو کر نصیبین پر قصد کیا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ اب قطب الدین کے والد کا آزاد کردہ غلام امیر احمد بن برنقش تھا۔ اس نے شہر سنجار کی حفاظت اور مدافعت کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ادھر نور الدین نے اپنے فرزند شاہ کی زیر قیادت امدادی لشکر ملک عادل کے لیے بھیجنے کی تیاریاں شروع کیں۔

سفارش نامنظور: ۵۹۶ھ میں قطب الدین نے اپنے فرزند مظفر الدین کو سفارش کرانے کے لیے ملک عادل کے پاس بھیجا کیونکہ اس کے ملک عادل کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے اور اس کا وہاں کافی اثر و رسوخ تھا۔ چنانچہ وہ اپنے باپ کی سفارش کے لیے اس کے پاس گیا مگر ملک عادل نے اس کی سفارش بھی قبول نہیں کی۔

ملک عادل کے خلاف اتحاد: پھر قطب الدین نے حاکم موصل نور الدین سے خط و کتابت کی کہ وہ ملک عادل کا مقابلہ کرنے کے لیے اس کے ساتھ متحد ہو جائے۔ نور الدین نے اس کی یہ تجویز مان لی۔

وہ اپنا لشکر لے کر موصل گیا اور شہر سے باہر آیا۔ نور الدین سے ملاقات کی۔ اس نے حلب کے حاکم کو بھی لکھا اور اعانت کی تحریک دی۔ حاکم جزیرہ سے بھی مدد لی۔ مگر ان سب نے خیال کیا کہ ملک عادل کے سامنے صلح کی تجویز پیش کی جائے اور حاکم جزیرہ کو برقرار رکھنے کی سفارش کی جائے اور وہ متحد ہو کر ان کے علاقے بخش دیے جائیں گے۔

مصالحت کی شرائط: انہوں نے خلیفہ الناصر عباسی کے پاس بھی پیغام بھیجا کہ وہ ملک عادل کو (جنگ بندی کا) حکم دے۔ چنانچہ اس نے اپنے محل کے استاد ابو نصر ہبۃ اللہ بن المبارک اور اپنے خاص مولیٰ (آزاد کردہ غلام) امیر قیران کو اسی مقصد کے لیے بھیجا۔ ملک عادل نے بظاہر مصالحت کی تجویز کو منظور کر لیا مگر وہ مقابلہ پر تیار رہا۔ اور صلح کی شرائط کے بارے میں ٹال مٹول کرتا رہا۔ پھر اس نے صرف نصیبین کے علاقے سے جنگ بندی کرنے پر صلح کی اور یہ فیصلہ کیا کہ جن علاقوں پر اس نے قبضہ کیا ہے وہ اسی کے قبضہ میں رہیں گے۔ چنانچہ اس پر حلف اٹھانے کے بعد ہر ایک اپنے اپنے شہر کو لوٹ گیا۔

قلعوں کی تباہی: ۶۰۸ھ میں معظم عیسیٰ نے اپنے والد ملک عادل کے حکم سے امیر اسامہ کو گرفتار کر لیا اور اس سے کوکب اور عجلون کے قلعے جو اس کی عملداری میں تھے چھین لیے۔ اس نے ان دونوں قلعوں کو اور کوکب کے قریب قلعہ کو تباہ و برباد کر دیا اور ان کے بجائے جبل الطور پر عکا کے قریب ایک قلعہ تعمیر کیا اور اسے فوج اور خوراک کے ذخیرہ سے بھر دیا۔

ملک ظاہر کی وفات: حاکم حلب ملک ظاہر غازی بن صلاح الدین جو منبج اور دیگر شامی شہروں کا حاکم بھی تھا ماہ جمادی الآخرہ ۶۱۳ھ میں فوت ہو گیا۔ وہ بڑا منتظم تھا۔ وہ قاصدوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا مگر دشمن سے سخت انتقام لیتا تھا اور مال و دولت بہت جمع کیا کرتا تھا۔ اس نے اپنے چھوٹے فرزند محمد بن ظاہر کو جو صرف تین سال کا تھا اپنا ولی عہد بنالیا۔ اس نے بڑے فرزند کو اس لیے نظر انداز کیا کہ اس کی والدہ اس کے چچا ملک عادل کی لڑکی تھی۔

العزیز کی جانشینی: ملک ظاہر نے (اپنے اس کمسن جانشین) کا لقب العزیز غیاث الدین مقرر کیا تھا اور اس کا نائب اور نگران خادم طغرل کو مقرر کیا تھا اور اس کا لقب شہاب الدین رکھا۔ شہاب الدین طغرل بڑا نیک خصلت اور شریف انسان تھا۔ اس نے اس لڑکے کی اچھی طرح نگرانی کی اور رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لیا اور علاقہ کا نظم و نسق نہایت درستی اور عمدگی سے قائم رکھا۔

یمن کے حالات

سلیمان کے مظالم: جب ۶۰۰ھ میں سلیمان بن المظفر یمن کا حاکم مقرر ہوا تو اس نے اپنی بیوی ام الناصر کے ساتھ جس نے اسے وہاں کا حاکم بنوایا تھا بہت بدسلوکی کی۔ اس نے اس سے روگردانی کر کے اسے بہت نقصان پہنچایا اور پھر خود مختار اور مطلق العنان حاکم بن گیا اور رعایا پر خوب ظلم و ستم کیا۔ تیرہ سال تک وہ اسی طرح حکومت کرتا رہا۔ پھر وہ ملک عادل کا مخالف ہو گیا اور اس کے ساتھ بھی اس کے تعلقات خراب ہو گئے۔ وہ بعض وقت اس طرح خط لکھا کرتا تھا (یہ قرآن کریم کی آیت ہے):

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (یعنی یہ سلیمان کی طرف سے (خط) ہے اور یہ اللہ کے نام سے شروع ہوتا ہے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے)

عادل کے لشکر کا حملہ: (اس کا سخت ناروا رویہ اور بدسلوکی دیکھ کر) ملک عادل نے اپنے فرزند کامل کو لکھا کہ وہ اپنی طرف سے کسی سپہ سالار کو مقرر کر کے یمن کی طرف فوجیں بھیجے۔ چنانچہ اس نے اپنے فرزند مسعود یوسف کے زیر قیادت جس کا ترکی نام اقسیس تھا ۶۱۲ھ میں یمن کی طرف فوجیں بھیجیں۔

مسعود نے جاتے ہی یمن پر قبضہ کر لیا اور (حاکم یمن) سلیمان شاہ کو گرفتار کر کے اسے نظربندی کی حیثیت سے مصر بھیج دیا اور وہاں وہ مقیم رہا۔ یہاں تک کہ فرنگیوں کے ساتھ دمیاط کے جہاد میں وہ ۶۴۷ھ میں شہید ہو گیا۔

مسعود بن کامل کی حکومت: مسعود بن کامل عرصہ دراز تک یمن میں حکومت کرتا رہا۔ اس نے ۶۱۹ھ میں حج کیا۔ اس نے اپنے والد کے جھنڈوں کو عباسی خلیفہ الناصر کے جھنڈوں سے مقدم رکھا۔ خلیفہ الناصر نے اس کی شکایت اس کے والد سے تحریری طور پر کی تو اس کے والد الکامل نے اسے نہایت ملامت آمیز خط لکھا اور اسے آگاہ کیا کہ اس نے دین و دنیا دونوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ مسعود نے اس پر سخت معذرت پیش کی۔ اس کے بعد اس کے والد اس سے راضی ہو گئے۔

فتح قلعہ معظم: مسعود بن [illegible] نے ۵۸۹ھ میں [illegible] قبضہ کر کے مظفر کی حکومت چھین لی۔ [illegible] مدت تک [illegible] نے [illegible] کر رکھے تھے۔ اس نے [illegible] دیا اور [illegible] واپس آ گیا اور اسی سال فوت ہو گیا۔

اس کے بعد [illegible] حکومت پر مسلط ہو گیا اس نے اس کے فرزند [illegible] کو حاکم مقرر کیا [illegible] کے فوت ہو جانے کے بعد [illegible] حالات بیان کریں گے۔

دمیاط کی زبردست صلیبی جنگ

[illegible] فرنگی [illegible] اس کی حفاظت کرتے تھے جب [illegible] شام کے فرنگیوں نے [illegible] حالات [illegible] فرنگیوں [illegible] طرف متوجہ [illegible] فرنگی بادشاہ [illegible] دونوں طرف سے [illegible] ہو گئی۔

[illegible] فرنگیوں نے [illegible] اس لیے [illegible] فرنگیوں نے [illegible] اس لیے [illegible] ہو گئی۔

فرنگیوں کی غارت گری: فرنگیوں نے [illegible] مقام [illegible] اور [illegible] مسلمانوں [illegible] کی طرف روانہ ہوئے [illegible] صلیبی [illegible] ایک پہاڑ پر [illegible] قلعہ [illegible] فرنگی بادشاہ [illegible] الطور [illegible]

انھوں نے اس کے بعد دوبارہ ... پر قبضہ کر لیا۔

دمیاط کی جنگ کا آغاز: اس کے بعد صلیبی قوتیں عکا سے بحری راستے سے دمیاط (مصر) کی طرف روانہ ہوئیں۔ انھوں نے (اسی سال کے) ماہ صفر میں دمیاط کے ساحل جیزہ پر لنگر ڈال دیا۔ ان کے اور دمیاط کے درمیان دریائے نیل رواں تھا۔ دریائے نیل پر ایک مستحکم برج بنا ہوا تھا۔ جہاں سے دمیاط کی فصیل کی طرف دو بہت مضبوط زنجیریں لٹکی ہوئی تھیں جو کھاری پانی کے سمندری کشتیوں اور جہازوں کو دریائے نیل کے راستے شہر میں داخل ہونے سے روکتی تھیں۔ لہذا جب ان کی فوجیں دریا کے ساحل پر اتر گئیں تو انھوں نے اپنے چاروں طرف خندق کھودی اور اپنے اور خندق کے درمیان ایک فصیل قائم کر لی۔ پھر انھوں نے دمیاط کا محاصرہ کرنا شروع کیا اور کثرت کے ساتھ محاصرے کے آلات استعمال کیے۔

گھمسان کی جنگ: ملک عادل نے اپنے فرزند ملک کامل کو جو مصر میں تھا یہ پیغام بھیجا کہ وہ فوجیں لے کر روانہ ہو جائے اور ان کے سامنے مقابلے کے لیے ٹھہرا رہے۔ چنانچہ اس نے تیاری کی اور مصر سے مسلمانوں کی فوجیں لے کر دمیاط کے قریب عادلیہ کے مقام پر جا کر قیام کیا۔ فرنگی فوجیں دریائے نیل کے اس مستحکم برج پر قبضہ کرنے کے لیے چار ماہ تک گھمسان کی جنگ کرتی رہیں آخرکار انھوں نے اس برج پر قبضہ کر لیا اور ان کی فوجوں کے لیے دریا سے شہر میں داخل ہونے کا راستہ کھل گیا جو دمیاط تک جاتا ہے۔

دریائی راستے کی حفاظت: (یہ حالات دیکھ کر) ملک کامل نے لوہے کی زنجیروں کے بجائے ایک بہت بڑا پل تعمیر کرا دیا تاکہ فرنگی دریائے نیل کے اندر داخل ہونے سے رک جائیں (فرنگیوں نے اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے) سخت جنگ کی یہاں تک کہ انھوں نے اس رکاوٹ کو بھی دور کر دیا۔ لہذا کامل نے حکم دیا کہ کشتیوں کو پتھروں سے بھر کر دریا میں ڈبو دیا جائے تاکہ ان کی کشتیاں دریائے نیل کے اندر نہ جا سکیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر فرنگی فوجوں نے ازرق نامی راستہ اختیار کیا۔ جو پہلے زمانے میں دریائے نیل کا ایک حصہ تھا۔ انھوں نے اسے کھود کر گہرا کیا اور اس میں سمندر تک پانی جاری کر دیا۔ پھر وہ اپنے جہاز بورہ کے مقام تک لے آئے جو جیزہ کے علاقے پر تھا اور یہ مقام بالکل مسلمانوں کے لشکر کے سامنے تھا۔ اس طرح وہ مسلمانوں سے جنگ کر سکتے تھے۔ تاہم دمیاط کا شہر ان کے درمیان حائل تھا۔ لہذا انھوں نے اپنے جہازوں میں رہ کر جنگ کی مگر انھیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ کیونکہ شہر کی رسد اور فوجی مدد مسلمانوں کی طرف سے پہنچ رہی تھی۔ اس کے علاوہ دریائے نیل فرنگیوں کے درمیان حائل تھا اس لیے مسلمانوں کو ان کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچ رہی تھی۔

اسلامی فوجوں میں اختلاف: اسی عرصے میں سلطان ملک عادل کی وفات کی اطلاع ملی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فوجوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ چنانچہ مسلمان فوجوں کے ساتھ امیر عماد الدین احمد بن سیف الدین علی بن احمد المشطوب الہکاری بھی تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ملک کامل کی جگہ اس کے چھوٹے بھائی فائز کو بادشاہ بنایا جائے۔ جب کامل کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ راتوں رات اشمون طناح کے مقام پر پہنچ گیا۔ مسلمانوں کو دوسرے دن اس کی اطلاع ملی تو وہ بھی جنگ سے بھاگ کر کامل کے پاس پہنچ گئے اور دمیاط کے

---

[1] الکامل (ابن الاثیر) (جلد ۱۲)

علاقے کو خالی چھوڑ آئے تھے جس پر فرنگیوں نے قبضہ کر لیا اور وہ دریائے نیل کو عبور کر کے دمیاط کے قریب ایک خشکی کے علاقے پر پہنچ گئے اور وہاں سے مصری علاقے کی طرف پیش قدمی کرنے لگے۔ اس کے بعد دریا میں طغیانی کی وجہ سے راستے خطرناک ہو گئے اور دمیاط سے خوراک کی رسد بند ہو گئی۔ فرنگیوں نے بھی جنگ میں شدت اختیار کی۔

دمیاط پر فرنگیوں کا تسلط دمیاط میں مدافعت کی قوت بہت کم تھی اس لیے مسلمان وہاں سے اچانک بھاگ گئے تھے۔ آخر کار جب مسلمان محاصرہ سے بہت تنگ آ گئے اور خوراک کی رسد بند ہو گئی تو انہوں نے فرنگیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور انہوں نے اسے ماہ شعبان کے آخر میں ۶۱۶ھ میں فتح کر لیا پھر انہوں نے گرد و نواح میں اپنے فوجی دستے بھیج کر اسے ویران کر دیا۔ اس کے بعد وہ دمیاط کی تعمیر اور قلعہ بندی میں مشغول ہو گئے۔

منصورہ کی تعمیر ملک کامل نے ملک کی حفاظت کے لیے ان کے قریب اپنا مرکز قائم کیا۔ اس نے دمیاط کی سمت سمندر کے جانے پر منصورہ تعمیر کرایا۔

ملک عادل کی وفات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ۶۱۴ھ میں سمندر پار سے فرنگی سپاہی رضا کار شام کے ساحل پر اترے تھے اور ملک عادل سے عکا اور بیسان کے مقام پر ان کی جنگیں ہوئی تھیں پھر وہاں سے آ کر وہ دمشق کے قریب مرج الصفر میں مقیم ہوا۔ جب فرنگی فوجیں دمیاط چلی گئیں تو وہ عالقین کے مقام کی طرف منتقل ہوا اور وہاں رہنے لگا۔ پھر وہ بیمار ہوا اور ۷ جمادی الاخری ۶۱۵ھ میں فوت ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر پچھتر سال تھی اور اس نے تئیس سال حکومت کی۔

دمشق میں تدفین اس کا فرزند معظم عیسیٰ اس وقت نابلس میں تھا اس نے آ کر اسے دمشق میں دفن کیا اور اس کی سلطنت اور تمام مال و متاع اور جائیداد پر قبضہ کر لیا کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس [illegible] لاکھ دینار تھے۔

فرزندوں میں سلطنت کی تقسیم: ملک عادل بہت حلیم الطبع سنجیدہ صائب الرائے تیز مزاج بہادر اور سیاست دان بہت اچھا تھا۔ اس نے اپنی زندگی میں اپنی تمام سلطنت اپنے فرزندوں میں تقسیم کر دی تھی چنانچہ مصر کا حاکم کامل تھا۔ دمشق بیت المقدس طبریہ اور الکرک کے علاقہ کا حاکم معظم عیسیٰ تھا۔ خلاط کا علاقہ اور رہا نصیبین اور میافارقین کو چھوڑ کر باقی جزیرہ کے تمام علاقہ کا حاکم اشرف موسیٰ تھا۔ رہا اور میافارقین کا حاکم شہاب الدین غازی تھا۔ قلعہ جعبر کی حکومت حافظ ارسلان شاہ کو دی گئی تھی۔

مصر کی بغاوت کی سرکوبی لہٰذا جب ملک عادل فوت ہوا تو ہر فرزند اپنے علاقے کا خودمختار بادشاہ بن گیا۔ جب ملک کامل کو اس کے فوت ہونے کی خبر ملی تو وہ اس وقت دمیاط میں فرنگی لشکر کا مقابلہ کر رہا تھا۔ اس خبر سے اس کی فوجوں میں بے چینی پیدا ہوئی اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں المشطوب (اس کے سپہ سالار) نے اس کے بھائی فائز کو بادشاہ بنانے کی کوشش کی۔ جب معظم عیسیٰ کو اس بغاوت کی خبر ہوئی تو وہ فوج لے کر تیز رفتاری کے ساتھ دمشق سے مصر پہنچ گیا اور اس نے مشطوب کو وہاں سے نکال کر شام بھیج دیا جہاں سے وہ حران کے علاقے میں ان دونوں کے بھائی اشرف کے پاس پہنچ گیا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔

باب : نہم

ملک کامل کا عہد حکومت

(مغلوب ہو جانے کے بعد) کامل مصر پر اچھی طرح حکومت کرنے لگا اور معظم مصر سے لوٹ کر اسی سال کے ماہ ذوالحجہ میں بیت المقدس آیا۔ اس نے (صلیبی) فرنگیوں کے خوف سے اس کی فصیلوں کو منہدم کر دیا اور دمیاط پر (صلیبی) فرنگیوں نے قبضہ کر رکھا تھا اور کامل ان کے بالمقابل اپنا کیمپ لگائے ہوئے تھا۔

تقی الدین کا مقبوضہ علاقہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان صلاح الدین نے اپنے بھتیجے تقی الدین عمر بن شاہنشاہ کو حماۃ کا شہر اور اس کا علاقہ دے رکھا تھا۔ پھر اس نے اسے عوض میں الجزیرہ بھی جہاں اس نے حران، رہا، سروج، میافارقین اور اس سے ملحقہ الجزیرہ کے علاقے فتح کر لیے تھے۔ سلطان صلاح الدین نے یہ سب (مفتوحہ) علاقے اس کے ماتحت کر دیا تھا۔ پھر وہ ارمینیہ کی طرف پیش قدمی کرنے لگا۔ وہاں اس نے خلاط کے حاکم بکتمر سے جنگ کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر وہ ملاذکرد کا محاصرہ کرنے لگے۔ وہاں وہ اسی سال وہیں فوت ہو گیا۔

منصور کی جانشینی اس کے بعد اس کا فرزند ناصر الدین محمد اس کا جانشین ہوا جس کا لقب منصور تھا۔ سلطان صلاح الدین نے اس سے الجزیرہ کے شہر چھین لئے اور ان کی حکومت اپنے بھائی عادل کو سونپ دی۔ البتہ حماۃ اور اس کے علاقے کی حکومت پر اسے برقرار رہنے دیا۔ چنانچہ وہ ان علاقوں پر حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنے چچا صلاح الدین اور ملک عادل کی وفات کے بعد ۶۱۷ھ میں فوت ہوا۔ اس کی حکومت کی مدت تیس سال تھی۔ اس کا فرزند مظفر ولی عہد تھا مگر جس وقت وہ مصر میں کامل کے پاس تھا اور اس کا دوسرا فرزند قلیج ارسلان اپنے ماموں معظم عیسیٰ کے پاس نظر بند تھا۔

حماۃ کا نیا حاکم جب اراکین سلطنت نے قلیج ارسلان کو بلوایا تو معظم عیسیٰ نے اس سے اس کا زر فدیہ طلب کیا۔ جب وہ ادا کر دیا گیا تو اس نے اسے رہا کر دیا۔ چنانچہ وہاں پہنچ کر وہ حماۃ کا حاکم ہو گیا اور اس کا لقب ناصر مقرر ہوا۔ جب مظفر کو یہ اطلاع ملی تو وہ مصر سے آیا تو ناصر نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کی حکومت تسلیم نہ کی۔ لہٰذا وہ معظم کے پاس دمشق چلا گیا۔ (وہاں رہ کر) وہ ان سے خط و کتابت کرتا رہا اور اہل حماۃ کو اپنی جانب راغب کرتا رہا۔ مگر انہوں نے اس کی کوئی بات نہیں مانی۔ اس لیے وہ دوبارہ مصر چلا گیا۔

چغل خوروں کی شرارت ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حاکم حلب ملک ظاہر غازی بن صلاح الدین ۶۱۳ھ میں فوت ہو گیا تھا اور اس کا چھوٹا فرزند محمد العزیز غیاث الدین اپنے والد کا جانشین ہوا۔ اس کے موالی اور خادم شہاب الدین طغرل کی زیر

نگرانی حاکم مقرر ہوا۔ تہذیب الدین بہت نیک سیرت اور انصاف پسند تھا۔ وہ رعایا کے مال کی حفاظت کرتا تھا اور کسی دوسرے کی چغل خوری سننا پسند نہیں کرتا تھا۔ حلب میں اس وقت دو بدقماش افراد ایسے تھے جو ملک ظاہر کے پاس جا کر لوگوں کی چغل خوری کرتے تھے اور ان لوگوں کے خلاف بھڑکاتے تھے۔ ان کی ان چغل خوریوں سے لوگوں کو نقصان پہنچ رہا تھا۔ اس لیے جب شہاب الدین نے ان شریر لوگوں کو اپنے دربار سے دور کیا تو ان میں یہ دونوں افراد بھی شامل تھے۔ اس نے انہیں ان کی چغل خوری کی وجہ سے نکال دیا تھا۔ اس بات سے دونوں کی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہی اور عوام بھی انہیں ناپسند کرنے لگے تھے۔ اس لیے یہ دونوں بلاد روم بھاگ گئے۔

حلب پر حملے کی تجویز ان دونوں نے بلاد روم کے حاکم کیکاؤس کو بھڑکایا کہ وہ حلب اور اس سے متعلقہ علاقوں کو فتح کر لے۔ کیکاؤس کی رائے یہ تھی کہ حلب اس وقت تک فتح نہیں ہو سکتا ہے جب تک خاندان ایوب کا کوئی فرد ان کے ساتھ شامل نہ ہو کیونکہ اس کے اثر سے وہاں کا علاقہ مطیع اور فرمانبردار بن جائے گا۔

کیکاؤس اور افضل کا اتحاد اس وقت سلطان صلاح الدین کا ایک فرزند افضل سمیساط میں تھا۔ وہ اپنے بھائی ملک ظاہر اور اپنے چچا ملک عادل سے ناراض ہو کر کیکاؤس کا مطیع و فرمانبردار ہو گیا تھا کیونکہ ان دونوں نے اس کے علاقے سے کچھ حصے کو چھین لیا تھا۔ لہٰذا کیکاؤس نے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے اس کو بلوایا اور اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ حلب پر حملہ کرنے کے لیے لشکر لے کر اس کے ساتھ روانہ ہو جائے۔ اس صورت میں حلب کا جو علاقہ فتح ہوگا اس کی حکومت افضل کے ماتحت ہوگی اور وہاں خطبہ کیکاؤس کے نام پڑھا جائے گا۔ پھر وہ اشرف کے علاقے الجزیرہ میں ان دونوں پر حملہ کریں گے اور ان کی حکومت کا معاملہ بھی اسی طرح ہوگا۔ چنانچہ ان شرائط کے مطابق انہوں نے حلف اٹھایا اور فوجیں اکٹھی کر کے وہ دونوں ۶۱۵ھ میں روانہ ہوئے اور انہوں نے قلعہ رعبان کو فتح کر لیا جو افضل کے ماتحت آ گیا تھا۔ پھر انہوں نے قلعہ تل باشر کو بنی بدر الدین ایلدرم الیاروقی حاکم قلعہ سے چھین لیا۔ اس سے پیشتر انہوں نے اسی قلعے کا سخت محاصرہ کیا تھا۔ یہ قلعہ کیکاؤس نے اپنے قبضہ میں رکھا۔ اس بات سے افضل اور اس کی فوج میں بے چینی پیدا ہوئی اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ وہ حلب کی فتح کے موقع پر بھی ایسا ہی کرے گا۔

ملک اشرف کو اطلاع اس عرصے میں حاکم حلب عزیز بن ظاہر کا نگران شہاب الدین حلب کے قلعہ میں مقیم رہا اور وہاں سے ایک لمحے کے لیے بھی نہیں نکلا کیونکہ اسے اس قلعے کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ تھا۔ جب ملک اشرف حاکم الجزیرہ وخلاط کے پاس بھی یہ خبر اس طرح پہنچی کہ اہل حلب کسی دوسرے کی اطاعت کریں گے اور وہاں اسی کے نام کا خطبہ اور سکہ بھی ہوگا اور وہ حلب کا جو علاقہ بھی فتح کرے گا اس پر قبضہ کرے گا۔

اشرف کی پیش قدمی یہ خبر سن کر ملک اشرف نے فوجیں اکٹھی کیں اور ۶۱۵ھ میں ان کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ عرب بھی تھے۔ طے اور دیگر قبائل کی فوجیں بھی تھیں ان کا امیر مانع بن حدیثہ ان کے ساتھ تھا۔ ان میں سے ملک اشرف نے حلب کے باہر بناخ کے علاقے کا قصد کیا۔

گرجیوں کو شکست: گرجیوں اور قفچاق کی قوموں نے بھی ادھر سے گنجہ کی طرف پیش قدمی کی۔ ملک اشرف جس نے ان کے مقابلے کے لیے فوج لے کر روانہ ہوا مگر یہ ان دشوار راستوں پر جو جبال کی گھاٹیاں تھیں۔ انہوں نے گرجیوں کے دشوار راستوں سے مقابلہ کر کے انہیں شکست دی۔ جب یہ شکست خوردہ فوجیں گرجستان کی طرف لوٹیں تو اپنے ملک کی طرف بھاگ گیا۔

مفتوحہ علاقوں کی تسخیر: اس کے بعد ملک اشرف نے آگے بڑھ کر تمام شہر پر قبضہ کر لیا اور وہاں گرجیوں کی جو جاگیریں تھیں انہیں آزاد کر دیا پھر اس نے آگے بڑھ کر ... گرجیوں کے پاس پہنچا تو اس نے انہیں ایک گھر میں اکٹھا کر کے آگ لگا دی جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے۔ ملک اشرف نے جب گرجی قلعوں پر قبضہ کیا تو وہ شہاب الدین کے حوالے کر دیے جو حاکم خلاط کا نگران تھا۔ اس نے گرجیوں کا ان کے ملک تک تعاقب کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر اسی اثنا میں اسے اپنے والد (ملک عادل) کی وفات کی خبر ملی اس لیے واپس آ گیا۔

موصل میں خانہ جنگیاں

ہم نے خاندان زنگی کے حالات میں تحریر کیا تھا کہ عز الدین مسعود بن مودود نے وفات پائی تھا اور اس کا جانشین اس کا فرزند نور الدین ارسلان شاہ ہوا جس کی کم سنی کی وجہ سے اس کے والد کے ممنون (آزاد کردہ غلام) بدر الدین لؤلؤ کو اس کا مربی بھی اور وہی اس کی سلطنت کا منتظم بھی مقرر ہوا۔

عماد الدین زنگی کی بغاوت: اس کے بھائی عماد الدین زنگی کے ماتحت عقر اور شوش کے قلعے تھے۔ جو موصل کی عملداری میں شامل تھے مگر اسے والد کی وصیت کے مطابق اسے دے دیے گئے تھے۔ جب اس کا بھائی عز الدین فوت ہو گیا تو وہ خود حکومت کا طالب ہوا اور اس نے عمادیہ پر قبضہ کر لیا۔ مظفر الدین کوکبری نے اس کی حمایت کی۔ (تفصیل حالات دیکھیے) تو بدر الدین لؤلؤ نے ملک اشرف حاکم الجزیرہ سے اس وقت اپنی اطاعت کا اظہار کر کے مدد چاہی۔ جب وہ ملک اشرف کے حامی گرجیوں کی فوجوں سے جنگ کرنے کی وجہ سے مقابلہ کر رہا تھا ملک اشرف نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور وعدہ کیا کہ وہ اس کے دشمنوں کے خلاف اس کی امداد کرے گا۔

مصالحت کی کوشش: اس نے مظفر الدین کوکبری اور عماد الدین کے خلاف مدد کی درخواست کی۔ اس نے اسے حکم دیا کہ وہ موصل کے ان علاقوں کو جو اس نے قبضہ کیے ہیں چھوڑ دے اور اس سے وہ علاقے واپس لے کر ان کے اصل حاکموں کے حوالے کرے گا۔ ملک اشرف نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ آپس کی خانہ جنگی چھوڑ کر فرنگیوں کے خلاف جہاد کرنے میں حصہ لے۔ مظفر الدین نے اس کی بات قبول نہیں کیا اور دوسری طرف حاکم اور کیفا و آمد کے حاکم نے بھی اس کی حمایت کی۔

فریقین میں جنگ: اب نور الدین لؤلؤ نے اپنی فوجیں عماد الدین کے مقابلے کے لیے بھیجیں۔ انہوں نے ... سے شکست

دے دی اور وہ بھاگ کر مظفر کے پاس اربل پہنچ گیا۔ اس کے بعد خلیفہ ناصر اور ملک اشرف کے سفیر آئے انہوں نے فریقین میں صلح کرا دی اور دونوں نے (مصالحت کے لیے) حلف اٹھایا۔

اشرف کی پیش قدمی: کچھ عرصے کے بعد عماد الدین زنگی نے حملہ کر کے قلعہ کواشی کو فتح کر لیا۔ اس وقت لولو نے ملک اشرف کو جبکہ وہ حلب میں تھا' پیغام بھیجا اور اس سے فوجی امداد طلب کی لہٰذا وہ دریائے فرات کو عبور کر کے حران پہنچا۔

مخالفانہ اتحاد: اس عرصے میں مظفر الدین نے گرد و نواح کے حکام کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ کیکاؤس کی اطاعت قبول کر لیں اور (مساجد میں) اس کے نام کا خطبہ پڑھوائیں' وہ ملک اشرف کا سخت دشمن تھا اور تسلط حاصل کرنے کے سلسلے میں اس کا مخالف تھا' جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔ اس نے ان امراء' حکام کو بھی ورغلایا جو اشرف کے لشکر میں شریک تھے۔ اس نے انہیں اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کی چنانچہ ان میں سے احمد بن علی المشطوب' حاکم قلعہ اور عز الدین محمد بن نور الدین الحمیدی ان کے ورغلانے میں آ گئے اور وہ (اپنی فوج کے ساتھ) اشرف سے الگ ہو کر دنیسر پہنچ گئے جو ماردین کے ماتحت تھا۔ یہاں پہنچ کر وہ اس فوج کے ساتھ شریک ہو گئے جو اشرف کو (دریا) عبور کر کے موصل جانے سے روکنا چاہتی تھی۔

مخالفانہ اتحاد کا خاتمہ: ادھر اشرف نے بھی (سیاسی چال کے طور پر) کیلاؤ' آمد کے حاکم کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی اور (اس مقصد کے حصول کے لئے) اس نے اسے حصن کا شہر اور جبل جودی کا علاقہ دے دیا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ جب وہ دارا فتح کر لے گا تو یہ علاقہ بھی اسے دے دے گا (لہٰذا اس سمجھوتے کے بعد) آمد کا حاکم اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور وہ دوسرے حکام سے جو اس کے ساتھی تھے الگ ہو گئے۔ بلکہ اس کی پیروی میں بعض دوسرے حکام بھی اشرف کے مطیع اور فرمانبردار ہو گئے اس طرح ان (چھوٹی سلطنتوں) کا اتحاد ختم ہو گیا اور ہر بادشاہ اپنی مملکت کی طرف روانہ ہو گیا۔

ابن المشطوب کی شکست: (ناچار ہو کر) ابن المشطوب بھی (اپنی فوج لے کر) اربل کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ نصیبین کے پاس سے گزرا تو وہاں کی فوجوں نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست ہوئی۔ اس کے بعد اس کی فوج منتشر ہو گئی اور وہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ جب وہ سنجار کے پاس سے گزرا جہاں کا حاکم فروخ شاہ عمر بن زنگی تھا تو اس نے اس کے خلاف فوج بھیجی جو اسے گرفتار کر کے لے آئی۔ چونکہ وہ اشرف کا مطیع اور فرمانبردار تھا' اس لیے اس نے اسے مقید کر دیا۔ پھر اس نے معافی مانگی تو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ قزاقوں کی ایک جماعت لے کر بقعاء کے مقام کی طرف گیا جو موصل کے علاقے میں تھا۔ وہاں اس نے لوٹ مار کی اور پھر سنجار واپس آ گیا۔

تل اعفر کا محاصرہ: ابن المشطوب دوبارہ موصل کے علاقے پر غارت گری کرنے کے لیے روانہ ہوا تو لولو (موصل کے حکمران حاکم) نے سنجار کے علاقے میں تل اعفر کے مقام کے قریب اپنی فوج کو گھات میں بٹھا دیا۔ جب وہ وہاں سے گزرا تو اس کی فوج نے اس کے ساتھ جنگ کی تو وہ شکست کھا کر قلعہ تل اعفر میں پہنچ گیا (اور محصور ہو گیا)

[illegible] کی وفات [illegible] ایک بیٹے [illegible] اشرف کے پاس [illegible] میں فوت ہو گیا۔

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] اشرف [illegible]

مصالحت کی تجویز [illegible] اشرف [illegible] ایک مدت [illegible]

قاصدوں کی واپسی [illegible] اشرف کے ساتھ [illegible]

[illegible] اشرف [illegible]

دمیاط کی دوسری جنگ

جب (صلیبی) فرنگیوں نے دمیاط (مصر) کو فتح کر لیا تو وہیں پر قلعہ بندی شروع کر دی۔ ملک کامل [illegible] اور اس نے مصر میں [illegible] (ان کے بالمقابل) منصورہ تعمیر کیا اور [illegible] رہنے لگا۔

جب منصورہ نے فرنگیوں [illegible] فتح [illegible] دمیاط پر قابض ہو گئے [illegible] (صلیبی فرنگیوں) [illegible] اپنے مقام پر [illegible]

مصر کی امداد: جب سال ۶۱۸ھ میں [illegible] مصریوں کی خبریں [illegible] پہنچ گئیں [illegible] اور وہاں تک پہنچ گئے [illegible] مصر و شام کے مسلمان بادشاہ ہر طرف سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔ ملک کامل نے اپنے [illegible] معظم [illegible] اشرف [illegible] امداد [illegible] معظم اشرف کی طرف [illegible] (مصر) پہنچنے کے لیے [illegible]

فرنگیوں کی پیش قدمی: اب (صلیبی) فرنگی اپنی فوجیں لے کر دمیاط سے مصر کی طرف بڑھے [illegible] ملک کامل (شاہ مصر) نے [illegible] کے لیے [illegible] معظم [illegible] فوجیں لے [illegible] کے ساتھ [illegible]

مصری فوجوں سے مقابلہ: جب یہ سب فوجیں وہاں پہنچیں تو انہوں نے ملک کامل اور اپنی فوجوں کے ساتھ [illegible] اس وقت [illegible] دمیاط [illegible] بنائے ہوئے [illegible] جب سلطانوں [illegible] فرنگیوں سے [illegible] وہاں سے [illegible] باقی رہ گئے۔

فرنگی کشتیوں کی تباہی: [illegible] معظم [illegible] اشرف [illegible] کشتیاں [illegible] سلطانوں [illegible] فرنگیوں کی کشتیوں [illegible] کامیاب ہو گئیں [illegible]

صلح کی پیش کش: [illegible] دمیاط [illegible] فرنگیوں [illegible] پیش کش کی [illegible] مسلمانوں [illegible] بیت المقدس [illegible]

دیے جائیں گے جنہیں سلطان صلاح الدین نے فتح کیا تھا۔ البتہ قلعہ الکرک مسلمانوں کے پاس رہے گا (اس فیاضانہ پیشکش کے باوجود) فرنگی حد سے آگے بڑھ گئے وہ الکرک اور شوبک بھی واپس لینا چاہتے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے تین لاکھ دینار کا مطالبہ بھی پیش کیا تاکہ بیت المقدس کی ان فصیلوں کی تعمیر بھی کی جائے جنہیں معظم اور کامل نے تباہ و برباد کر دیا تھا۔

دوبارہ جنگ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان دوبارہ جنگ کرنے پر مجبور ہوئے۔ اب فرنگیوں کی خوراک کی رسد ختم ہو گئی تھی کیونکہ وہ دمیاط سے خوراک کی رسد لے کر نکل چکے تھے۔ کیونکہ ان کا گمان یہ تھا کہ وہ بہت جلد یہاں علاقوں پر غالب آ جائیں گے۔ اس طرح ان کا تمام علاقہ ان کے قبضے میں آ جائے گا مگر نتیجہ ان کی توقع کے برخلاف نکلا۔

سیلاب سے تباہی: پھر مسلمانوں نے دریائے نیل کے پانی کا رخ اس کنارے کی طرف (بند توڑ کر) موڑ دیا جس طرف فرنگیوں کا محاذ تھا لہٰذا وہ سیلاب میں گھر گئے اور ان (کے گزرنے) کے لیے صرف ایک نہایت تنگ راستہ باقی رہ گیا تھا۔ کامل نے پھر دشمنوں پر پل باندھ دیئے چنانچہ اس کی فوجوں نے وہاں سے گزر کر اس تنگ گزرگاہ پر قبضہ کر لیا۔ اس لیے فرنگیوں کے لیے دمیاط پہنچنے کا کوئی راستہ باقی نہیں رہا تھا۔

فرنگیوں کی نازک حالت- اس اثناء میں فرنگیوں کا ایک جہاز وہاں پہنچا جس میں خوراک کا سامان، ہتھیار اور آتش گیر آلات بھرے ہوئے تھے۔ لہٰذا مسلمانوں کی کشتیوں نے وہاں پہنچ کر ان کا سارا سامان لوٹ لیا۔ اس کے بعد فرنگیوں کی اپنے جنگی محاذ میں حالت نازک ہو گئی کیونکہ ایسے حالات میں مسلمانوں کی فوجوں نے ان کا محاصرہ کر لیا تھا۔ وہ ان سے جنگ کر رہے تھے اور ہر سمت سے ان پر حملے کر رہے تھے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے خیمے اور منجنیقیں جلا دیں۔ پھر انہوں نے اپنی جان پر کھیل کر لوٹنے کا ارادہ کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ ان کا راستہ بند ہے۔

فتح دمیاط: اب انہوں نے کامل اور اشرف کو یہ سمجھا کر دمیاط حوالے کرنے کا ارادہ کیا۔ ابھی وہ اس بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ حاکم دمشق دمیاط کے سمت سے وہاں پہنچ گیا (یہ حالت دیکھ کر) ان کے حوصلے پست ہو گئے اور انہوں نے ۶۱۸ھ کے درمیانی زمانے میں دمیاط کے شہر کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا اور اپنے شہزادے، حکام اور بادشاہ یرغمال کے طور پر بھیجے۔ انہوں نے اپنے پادری اور راہبوں کو دمیاط بھیجا تاکہ وہ اس شہر کو مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ مسلمانوں کے لیے یہ بڑا یادگار دن تھا۔

فتح دمیاط کی اہمیت- جب فرنگیوں نے دمیاط مسلمانوں کے حوالے کر دیا تو اس کے بعد سمندر پار سے انہیں فوجی امداد پہنچی مگر اب یہ امداد ان کے لیے بیکار تھی۔ کیونکہ شہر دمیاط میں مسلمان داخل ہو چکے تھے اور چونکہ فرنگیوں نے اس کی مستحکم قلعہ بندی کی تھی لہٰذا یہ مسلمانوں کے لیے سب سے مستحکم اور مضبوط قلعہ ثابت ہوا۔

فرزندان عادل کی خانہ جنگیاں

یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اوحد نجم الدین بن عادل میافارقین کا حاکم تھا اور ۶۰۴ھ میں وہ خلاط اور ارمینیہ کا حاکم بھی بن گیا تھا۔ جب وہ ۶۰۹ھ میں فوت ہو گیا تو ملک عادل نے اس کے علاقے اس کے بھائی اشرف کو دے دیئے تھے۔

ظاہر غازی کی حکومت: پھر ملک عادل نے اپنے فرزند ظاہر غازی کو ۶۱۲ھ میں سروج اور رہا اور ان سے متعلق علاقے دیئے۔ جب عادل فوت ہو گیا اور اس کا فرزند اشرف مشرقی علاقوں کا خود مختار حاکم بنا تو اس نے اپنے بھائی غازی کو ان علاقوں کے علاوہ جو ان کے والد نے اسے دیئے تھے خلاط اور میافارقین کا علاقہ بھی دیا۔ یعنی سروج اور رہا کا علاقہ بھی اس کے زیر اقتدار ہو گیا۔ اس نے اسے اپنا ولی عہد بھی بنایا کیونکہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔

اشرف نے اسے اس عہدے پر قائم رکھا مگر فرزندان عادل کے درمیان فتنہ و فساد برپا ہوا تو ظاہر غازی نے اشرف کے خلاف بغاوت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اشرف نے اس کے آخر علاقے اس سے چھین لئے جیسا کہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا۔

باہمی اختلافات: جب ملک عادل فوت ہو گیا تھا تو اس کے فرزند کامل، اشرف اور معظم ان علاقوں کے حاکم تھے جن پر ان کے والد نے انہیں مقرر کیا تھا۔ تاہم اشرف اور معظم (اہم معاملات میں) کامل کی طرف رجوع کرتے تھے اور اس کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ اس کے بعد معظم عیسیٰ نے حاکم حماۃ ناصر بن منصور کو مغلوب کر لیا تھا۔ وہ ۶۱۹ھ میں حماۃ کی طرف فوج لے کر گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مگر جب اسے اس میں کامیابی نہیں ہوئی تو وہ اس کے دوسرے علاقوں یعنی سلمیہ اور معرہ کی طرف روانہ ہوا اور ان پر قبضہ کر لیا۔

معظم کی عداوت: اس کی یہ حرکت کامل کو ناگوار معلوم ہوئی۔ اس نے معظم کو سرزنش اور شہر خالی کرنے کا حکم دیا۔ معظم نے اس وقت حکم کی تعمیل کی (اور شہر خالی کر دیا) مگر اس کے دل میں اس بات کا کینہ رہا۔ کامل نے سلمیہ کا شہر حاکم حماۃ کے بھائی مظفر بن منصور کو دے دیا۔

بھائیوں کے خلاف سازش: معظم اپنے اصلی روپ میں اس وقت سامنے آیا جب اس نے اپنے دونوں بھائیوں کے خلاف سازش کی اور مشرق کے بادشاہوں کو خصوصاً خطوط لکھے کہ وہ ان دونوں کے خلاف اس کی مدد کریں۔ اس زمانے میں جلال الدین منکبرنی بن علاؤ الدین خوارزم شاہ ہندوستان سے واپس آگیا تھا۔ تاتاریوں نے خوارزم، خراسان، غزنہ اور عراق عجم پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس لیے وہ ہندوستان چلا گیا تھا۔

جب جلال الدین ۶۲۱ھ میں ہندوستان سے واپس آیا تو وہ فارس، غزنی، عراق عجم اور آذربیجان پر قابض ہو گیا اور تبریز میں مقیم ہو گیا تھا۔ یہاں وہ ایوبی خاندان کی سلطنت کا پڑوسی بن گیا تھا۔ معظم نے خط و کتابت کر کے اس سے

معاہدت کر لی تھی اور اپنے دونوں بھائیوں کے خلاف اس سے فوجی امداد طلب کی۔ جلال الدین نے اس کا مطالبہ منظور کر لیا تھا۔

ظاہر غازی کی بغاوت: معظم نے (دوسری حرکت یہ کی کہ) اس نے ظاہر غازی کو جو اشرف کا بھائی تھا اور خلاط میں اس کی طرف سے حاکم تھا مخالفت پر آمادہ کیا۔ اس نے اربل کے حاکم مظفر کوکبری کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ چنانچہ ظاہر غازی نے خلاط اور دیار بکر میں اشرف کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا۔ اس لیے اشرف ۶۲۱ھ میں اس کے خلاف فوج لے کر روانہ ہوا اور خلاط میں اسے شکست دے کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کا حاکم حسام الدین ابو علی کو مقرر کیا جو موصل کا رہنے والا تھا اور اشرف کی ملازمت میں رہ کر ترقی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اشرف نے اسے خلاط کا حاکم مقرر کیا۔ (بعد میں) اشرف نے اپنے بھائی ظاہر غازی کو معاف کر دیا اور اسے میافارقین کی حکومت پر برقرار رکھا۔

محاصرۂ حمص: پھر ملک معظم بذات خود دمشق سے فوج لے کر حمص پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس کا حاکم شیرکوہ بن محمد کامل کا فرمانبردار تھا۔ معظم نے حمص کا محاصرہ کیا مگر (اسے فتح کرنے میں) کامیاب نہیں ہو سکا۔ اس لیے وہ دمشق واپس چلا گیا۔

صلح کی کوشش: پھر اشرف خود معظم کے پاس گیا تاکہ اس سے صلح کر لے۔ اس نے اسے اپنے پاس روکے رکھا تاکہ وہ کامل کی اطاعت سے منحرف ہو جائے پھر وہ اپنے شہر چلا گیا اور مخالفت برقرار رہی۔

جلال الدین سے جنگ: جلال الدین بن خوارزم شاہ حاکم آذربائیجان نے ۶۲۳ھ میں خلاط پر فوج کشی کی اور بار بار اس کا محاصرہ کیا۔ جب وہ وہاں سے چلا گیا تو خلاط کے نائب حاکم حسام الدین نے جلال الدین کے شہروں پر حملہ کر کے اس کے کئی قلعے فتح کر لیے۔

معاہدت کی تکمیل: تاہم حالت نازک ہوتی گئی۔ کامل معظم کی مخالفانہ کارروائیوں سے بہت خوفزدہ تھا کیونکہ اس نے جلال الدین اور خوارزمی فوجوں سے ساز باز کر رکھی تھی۔ لہٰذا وہ فرنگیوں سے فوجی امداد کا طالب ہوا۔ اس نے فرنگیوں کے شہنشاہ کو بھی جو صقلیہ کا بادشاہ تھا خط لکھا کہ وہ اس کی امداد کے لیے عکا آئے (اس کے بدلے میں) وہ بیت المقدس کا علاقہ اسے دے گا۔

معظم کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی اس کے انجام سے خوفزدہ ہوا۔ لہٰذا وہ مخالفت سے باز آ گیا اور اسے معاہدت کا خط لکھا۔

ناصر بن معظم کا عہد حکومت: دمشق کا حاکم معظم بن عادل ۶۲۴ھ میں فوت ہو گیا۔ اور اس کے بجائے اس کا فرزند داؤد حاکم دمشق ہوا۔ اس نے اپنا لقب ناصر رکھا۔ اس کی سلطنت کا انتظام اس کے والد کے غلام عزالدین ایبک اتابک کے سپرد ہوا۔ ناصر ابتدا میں معظم کے طریقے پر چلا۔ چنانچہ اس نے کامل کی اطاعت قبول کی اور خطبہ بھی اسی کے نام کا برقرار رکھا۔ مگر

۶۲۵ھ میں جب کامل نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ قلعہ شوبک ان کے حوالے کر دے تو اس نے انکار کیا اور بگڑ گیا تھا کامل فوج لے کر اس کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔ جب وہ غزہ پہنچا تو اس نے بیت المقدس اور نابلس اس کے قبضہ سے چھین لیا اور اپنی طرف سے ان کا حاکم مقرر کیا۔

دمشق کا محاصرہ: ناصر نے اپنے چچا اشرف سے امداد طلب کی تو وہ اس کے پاس دمشق آیا اور وہاں سے نابلس گیا پھر وہاں سے کامل کے پاس پہنچا تاکہ ناصر کی اس کے ساتھ صلح کرا دے۔ کامل نے اسے ہدایت کی کہ وہ دمشق ناصر سے چھین کر خود قبضہ کر لے۔ کامل نے اسے دمشق کی حکومت عطا کر دی تھی مگر ناصر نے یہ تجویز قبول نہ کی اور دمشق واپس آ گیا۔ لہٰذا اشرف نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

بیت المقدس پر فرنگیوں کا تسلط: اب کامل نے فرنگیوں کے بادشاہ سے صلح کر لی تاکہ وہ دمشق کی مہم کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اس نے بیت المقدس کی فصیل منہدم کر کے اسے اسی حالت میں فرنگیوں کے سپرد کر دیا اور انہوں نے اسی حالت میں اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر کامل نے ۶۲۶ھ میں دمشق کی طرف فوج کشی کی اور اشرف کے ساتھ مل کر دمشق کا محاصرہ کیا۔ ناصر جب محاصرہ سے تنگ آ گیا تو اس نے ان دونوں سے صلح کی اور دمشق سے دستبردار ہونے کا اظہار کیا۔ بشرطیکہ اسے الکرک، الشوبک، بیت المقدس، نابلس کے علاوہ غور اور بلقاء کو تسلیم کیا جائے۔

اشرف کا دمشق پر قبضہ: کامل اور اشرف نے یہ علاقے اس کے سپرد کر دیئے اور ناصر وہاں چلا گیا اور دمشق پر اشرف کی حکومت قائم ہو گئی اور کامل اس کے علاقے حران اور رہا سے دست بردار ہو گیا۔

مسعود بن کامل کی وفات: اسی زمانہ میں کامل کو اپنے فرزند مسعود حاکم یمن کی وفات کی خبر ملی۔ اس کا حال پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

فتح حماۃ: کامل نے فتح دمشق کے بعد مظفر محمود بن منصور کے لئے امداد اس نے عہد کی تھی ناصر کے خلاف فراہم کی کیونکہ حماۃ کے کچھ باشندوں نے مظفر محمود کو شہر حماۃ پر قبضہ کرنے کی دعوت دی تھی۔ لہٰذا کامل نے اس کے لئے فوج بھیج دی۔ چنانچہ مظفر محمود ان فوجوں کو لے کر وہاں گیا اور حماۃ کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے شہر کے مخبروں کو خفیہ پیغام بھجوایا۔ چنانچہ انہوں نے معاہدہ کیا کہ (اگر) وہ رات کے وقت فصیل کے قریب پہنچ جائے (تو وہ اس کی مدد کریں گے) چنانچہ وہ رات کے وقت وہاں پہنچا (اور ان کی مدد سے) وہ فصیل پر چڑھ گیا اور (فوج کی مدد سے) شہر پر قبضہ کر لیا۔

قلعہ قوریں کا تبادلہ: کامل نے اسے حکم دیا کہ وہ ناصر (سابق حاکم) کو بارین کا قلعہ دے دے چنانچہ اس نے بارین کا قلعہ اسے دے دیا۔ کامل نے اس سے علیحدہ علاقہ لے کر اسے حاکم حمص شیرکوہ بن محمد بن شیرکوہ کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد مظفر محمود حماۃ کا مستقل حاکم بن گیا۔ اب اس نے اپنی سلطنت کا انتظام حسام الدین علی بن ابو علی الہدبانی کے سپرد کر دیا اور یہ فرائض انجام دیتا رہا۔ پھر اس سے مخالف ہوا تو وہ نجم الدین ایوب کے پاس چلا گیا۔

ناصر کا انجام [illegible]

بعلبک کی حکومت [illegible]

جلال الدین خوارزم شاہ کی جنگیں

[illegible]

[illegible]

خوارزم سے ملاقات [illegible]

حسام الدین کا قتل [illegible]

خلاط پر حملہ اور فتح: اس کے بعد ماہ شوال ۶۲۶ھ میں جلال الدین نے خلاط پر فوج کشی کی اور خلاط کا محاصرہ کر کے ان پر مجانیق نصب کرا دیں۔ [illegible] وہاں سے [illegible] کی رسد بند کی گئی تو لوگ [illegible] مرنے لگے آخر ماہ جمادی الاول ۶۲۷ھ میں خلاط کو بزور شمشیر فتح کر لیا۔ عز الدین ایبک [illegible] قلعہ میں محصور ہو گئے اور [illegible] قتل کرتے رہے۔ جلال الدین نے خلاط کے [illegible] کے وقت اس سے پہلے بھی [illegible] تھے۔ اس کے بعد اس نے قلعہ بھی فتح کر لیا۔ خلاط کا حاکم عز الدین ایبک گرفتار ہو گیا۔ جلال الدین نے [illegible] قتل کیا۔

[illegible] کی روانگی: جب جلال الدین خوارزم شاہ خلاط پر قابض ہو گیا تو اشرف دمشق سے اپنے بھائی کامل کے پاس [illegible] چنانچہ [illegible] اپنے [illegible] کو [illegible] کر دیا۔ [illegible] تمام [illegible] کے [illegible] تھے۔

فتح آمد: [illegible] کے [illegible] سے نکل گیا۔ [illegible] علاء الدین [illegible] جب آمد فتح کیا تو [illegible] چنانچہ [illegible] کامل [illegible] واپس [illegible] پہنچ گیا۔

[illegible] نجم الدین ایوب کا تقرر: اس کے بعد [illegible] مشرقی شہروں پر قابض ہو گیا [illegible] حکومت سے [illegible] تھے۔ چنانچہ قبضہ کرنے کے بعد اس نے اپنے [illegible] نجم الدین ایوب کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔

علاء الدین کے لئے کمک: جب جلال الدین نے خلاط فتح کیا تو [illegible] علاء الدین کیقباد کو بہت افسوس ہوا [illegible] کامل اور اشرف [illegible] پیغام بھیجا [illegible] کے مقام پر [illegible] پھر وہاں سے خلاط کی طرف روانہ ہوا۔

جلال الدین کی شکست: جلال الدین بھی ان دونوں کی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا [illegible] سب سے پہلے [illegible] جلال الدین [illegible]

[illegible]

فریقین میں مصالحت [illegible]

[illegible]

فتح شریش [illegible]

محمد بن الاحمر کی وفات [illegible]

[illegible] کی فتوحات [illegible]

ارزن کے قریب گیا تو اس نے اپنے خاندان سے ایک فرد (حاکم حماۃ مظفر) کی قیادت میں ہراول دستوں کو بھیجا اور ان کا کیقباد کی فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ کیقباد نے انہیں شکست دی اور انکو خرت برت میں محصور کر دیا۔ پھر مظفر حاکم حماۃ نے کیقباد کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور پناہ طلب کی۔ کیقباد نے انہیں جانے دیا اور خرت برت کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ پہلے خاندان ارتق کے قبضے میں تھا۔

جب کامل بن العادل نے ۶۳۱ھ میں مصر کی طرف لوٹا تو کیقباد نے اس کا تعاقب کیا پھر وہ حران اور رہا کی طرف روانہ ہوا اور ان شہروں کو کامل کے نائب حکام سے چھین لئے اور وہاں اپنی طرف سے حکام مقرر کیے۔ کامل مصر ۶۳۲ھ میں پہنچا۔

ملک کامل کے خلاف محاذ: ۶۳۴ھ میں اشرف کسی وجہ سے اپنے بھائی کامل سے ناراض ہو گیا اور اس کی مخالفت کھلم کھلا کی۔ اسے کامل نے رقہ کی طلب کی اور وہ اس پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا تھا۔ تاہم ان دونوں کے تمام رشتہ دار حکام شام نے اس کی حمایت کی البتہ ناصر بن معظم حاکم کرک کامل کا مطیع و فرمانبردار رہا۔ بلکہ وہ مصر بھی اس کے پاس گیا اور کامل نے اس کا نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ استقبال کیا۔

اشرف کی وفات: اشرف ان واقعات کے دوران ۶۳۵ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے بھائی صالح اسماعیل حاکم بصریٰ کو حکومت دمشق کا ولی عہد مقرر کیا تھا لہٰذا وہ وہاں پہنچا اور دمشق کا بادشاہ بن گیا۔ شام کے دیگر حکام نے اس کے ساتھ بھی کامل کے خلاف محاذ قائم رکھا جیسے کہ اشرف کے زمانے میں انہوں نے محاذ قائم کیا تھا۔ البتہ حاکم حماۃ الملک المظفر اس سے نکل گیا تھا اور وہ کامل کا طرفدار بن گیا تھا۔

کامل کا دمشق پر قبضہ: اس کے بعد کامل (فوج لے کر) دمشق کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے دمشق کا محاصرہ کیا۔ یہاں تک کہ مصالحت کے بعد صالح اسماعیل نے دمشق کامل کے حوالے کر دیا۔ کامل نے اس کے بجائے اسے بعلبک کا علاقہ دے دیا۔ اور خود اشرف کی باقی تمام مملکت پر مسلط ہو گیا۔ اس کے بعد تو ان دونوں کے تمام حکام اس کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔

کامل بن عادل کی وفات: اشرف کی وفات کے دو مہینے کے بعد کامل بن عادل مالک دمشق و مصر والجزیرہ ۶۳۵ھ میں بمقام دمشق فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ہر حاکم اپنے اپنے علاقے پر قابض ہو گیا۔ مظفر حماۃ چلا گیا اور ناصر کرک آ گیا۔

مصر و شام کی آزاد سلطنت

مصر میں اس کے فرزند عادل ابوبکر کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی گئی اور مصر کی فوج نے دمشق میں اس کے چچا مودود بن عادل کے فرزند جواد یونس کو دمشق میں اس کا نائب حاکم مقرر کیا۔ اسی اثناء میں ناصر داؤد فوج لے کر دمشق کی حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے آئے جواد یونس نے اس کا مقابلہ کر کے اس کو شکست دے دی۔ اس کے بعد وہ دمشق کا

خود مختار بادشاہ بن گیا اور اس نے (مصر کے بادشاہ) عادل بن کامل کی امارت ختم کر دی۔

ملک صالح کی حکومت دمشق: اس کے بعد صالح ایوب نے اس کے ساتھ یہ طے کر کے بات چیت کی کہ وہ اسے دمشق کی حکومت دے دے اور اس کے بدلے میں صالح اسے مشرقی علاقوں (آمد وغیرہ) کی حکومت حوالے کر دے گا جو اس کے والد نے اسے دی تھی (چنانچہ اس تبادلہ پر ان دونوں کا سمجھوتہ ہو گیا) اور صالح ۶۳۶ھ میں دمشق کا حاکم بن گیا۔ اس کے بعد جواد نے جا کر اس کے مشرقی شہروں کی حکومت سنبھال لی اور ان مشرقی علاقوں پر حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ حاکم موصل لؤلؤ نے اس کے علاقوں پر حملہ کر کے انہیں فتح کر لیا۔ البتہ صالح بدستور دمشق کا حاکم رہا۔

یونس جواد کا قتل: جب یونس جواد سے لؤلؤ نے اس کے علاقے چھین لئے تو وہ جنگل بیابانوں میں سے گزرتا ہوا غزہ پہنچا تو صالح نے اسے وہاں داخل ہونے سے روکا تو وہ فرنگیوں کے شہر عکہ میں داخل ہو گیا (فرنگیوں نے اسے پکڑ لیا اور) حاکم دمشق صالح اسماعیل نے ان کے ہاتھوں سے خرید کر قتل کرا دیا۔

جلال الدین خوارزم شاہ کا قتل: (اس سے پہلے) تاتاریوں نے آذربائیجان پر حملہ کیا تو انہوں نے جلال الدین خوارزم شاہ کو شکست دے دی اور ۶۲۸ھ میں قتل کر دیا تھا۔ اس کے قتل کے بعد اس کی فوج اور اس کے افسر ادھر ادھر منتشر ہو گئے اور مختلف مقامات کی طرف چلے گئے۔ ان کی اکثریت بلاد روم منتقل ہو گئی تھی اور اس کے بادشاہ علاؤ الدین کیقباد نے اپنے علاقے میں انہیں آباد کر دیا تھا۔

خوارزمی فوج کا خروج: جب کیقباد فوت ہو گیا اور اس کا فرزند کیخسرو بادشاہ بنا تو وہ ان (خوارزمی فوج) سے بدگمان ہو گیا۔ اس نے ان کے سپہ سالار کو گرفتار کر لیا اور باقی وہاں سے بھاگ گئے اور مختلف علاقوں میں فتنہ و فساد برپا کرنے لگے۔

(یہ حالت دیکھ کر) صالح ایوب حاکم سنجار نے اپنے والد کامل (بادشاہ مصر) سے اس بات کی اجازت طلب کی کہ وہ ان (خوارزمی فوج) کو اپنے پاس ملازم رکھ لے تاکہ ملک ان کے نقصانات (فتنہ و فساد) سے محفوظ رہے (چنانچہ اس نے اجازت دے دی) اور یہ لوگ مشرقی شہروں میں اس کے پاس چلے آئے۔ اس نے ان کی تنخواہیں مقرر کیں۔

جب کامل ۶۳۵ھ میں فوت ہو گیا تو انہوں نے صالح ایوب کی زندگی کو خطرہ میں دیکھا اور پھر وہ شہر پر قبضہ کرنے کا ارادہ کرنے لگے۔ (یہ حالت دیکھ کر) لؤلؤ (حاکم موصل) نے سنجار کی طرف فوج کشی کی اور صالح کا محاصرہ کر لیا۔ لہٰذا صالح نے خوارزمی فوج کو پیار و محبت سے قابو میں کیا اور انہیں حران اور رہا کا علاقہ دے دیا۔ پھر جب یہ فوج بھی اس کی تائید کرنے لگی تو لؤلؤ (حاکم موصل) کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دے کر اس کے خیموں کو لوٹ لیا۔

۱؎ یہ واقعات اس زمانے کے ہیں جب صالح ایوب سنجار اور مشرقی شہروں کا حاکم تھا۔ اگرچہ مؤرخ ابن خلدون نے ان کا تذکرہ اس سے پہلے دمشق کا حاکم بننے کے بعد کیا ہے۔ یہ ۶۳۰ھ کے بعد کے واقعات ہیں ان کے بعد صالح ایوب ۶۳۶ھ میں دمشق کا حاکم ہو گیا تھا۔ اسی وجہ سے یہ ترتیب مناسب ہے۔ (مترجم)

صالح ایوب کی روانگی: جب عادل ثانی اپنے والد (کامل) کے بعد مصر میں حکمران ہوا تو یہاں کے ارکان سلطنت نے اسے چند دن تک ... جب انہیں یہ خبر ملی کہ صالح ایوب دمشق کا حاکم ہو گیا ہے تو ارکان سلطنت نے اسے مصر کا بادشاہ بنانے کے لئے بلایا (تو اس نے یہ بات منظور کر لی) اس نے اپنے چچا صالح اسماعیل کو بعلبک سے بلوایا تاکہ وہ بھی اس کے ساتھ روانہ ہو مگر اس نے آنے سے معذرت پیش کی۔ اس نے صالح ایوب خود ہی (فوج لے کر) روانہ ہوا۔ اس نے (دمشق پر) اپنا جانشین اپنے فرزند مغیث عمر کو بنایا۔

صالح اسماعیل کا دمشق پر قبضہ: جب صالح ایوب دمشق سے روانہ ہو گیا تو اس کے بعد اسماعیل اس کی غیر موجودگی میں (فوج لے کر) دمشق پہنچا اس کے ساتھ حاکم حمص شیرکوہ بھی تھا۔ پھر ان دونوں نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور اس کے فرزند مغیث عمر کو گرفتار کر لیا۔ جب صالح ایوب نابلس پہنچا تو اسے یہ اطلاع ملی (پھر) اس کی فوجیں اسے چھوڑ کر بھاگ گئیں۔ جب وہ نابلس میں داخل ہوا تو ناصر داؤد نے کرک سے آ کر اسے گرفتار کر کے قید کر لیا۔

دوبارہ فتح بیت المقدس: اس کے بھائی عادل (حاکم مصر) نے پیغام بھیجا (کہ اسے اس کے پاس بھیج دیا جائے) مگر ناصر داؤد نے اسے اس کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد ناصر داؤد (فوج لے کر) بیت المقدس پہنچا اور اس نے اسے فرنگیوں کے قبضے سے چھین لیا۔ اس کے بعد اس نے قلعہ کو تباہ و برباد کر دیا۔

حاکم حمص کی وفات: (شیرکوہ اسد الدین کا پوتا) مجاہد اسد الدین شیرکوہ بن محمد بن شیرکوہ حاکم حمص ۶۳۷ھ میں فوت ہو گیا وہ ۵۸۱ھ میں حمص کا حاکم ہوا تھا۔ اس کے بعد اس کا فرزند ابراہیم حاکم ہوا جو منصور کے لقب سے مشہور ہوا۔

مصر کے خلاف مہم: جب ناصر داؤد بیت المقدس کی فتح سے فارغ ہو کر واپس آیا تو اس نے صالح نجم الدین ایوب کو قید سے رہا کر دیا۔ عادل کے بعض امراء اس کے پاس پہنچ گئے۔ اس وقت مصر میں عادل کے خلاف جب ارکان سلطنت کا اضطراب بڑھتا گیا تو انہوں نے صالح سے خط و کتابت کی اور اسے بادشاہ بنانے کے لئے بلایا۔ وہ ناصر داؤد کے ساتھ (فوج لے کر) روانہ ہوا۔ جب وہ غزہ کے مقام پر پہنچا تو عادل (حاکم مصر) (فوج لے کر) بلبیس کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے اپنے چچا صالح اسماعیل کو دمشق پیغام بھجوایا کہ وہ اس کے بھائی صالح کے خلاف اس کی مدد کرے۔ چنانچہ وہ دمشق سے (فوج لے کر) غزہ کے مقام پر پہنچا۔

عادل ثانی کی گرفتاری: اس زمانے میں عادل کے امراء نے اس کے خیمے میں اس پر حملہ کر دیا اس گروہ کی قیادت ایبک الاسمر کر رہا تھا۔ انہوں نے عادل کو گرفتار کر لیا اور صالح ایوب کو جلد آنے کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ وہ ناصر داؤد کے ساتھ وہاں پہنچا اور ۶۳۷ھ میں قلعہ مصر میں داخل ہو کر سلطنت کا انتظام سنبھال لیا۔ اس کے بعد ناصر داؤد اس سے کچھ تنگ آ کر (واپس اپنے علاقے) کرک چلا گیا۔

ملک صالح ایوب کا عہدِ حکومت

ملک صالح ایوب [illegible] ہوئے تو انہوں نے ان کے [illegible] پر حملہ کیا تھا۔ [illegible] نے انہیں [illegible] کر لیا [illegible] ان میں ایک [illegible] تھی [illegible] ۱۲۴۸ء میں [illegible] ان کے بعد [illegible] ([illegible]) [illegible] ۱۲۴۹ء میں فوت ہوئے۔

صالح ایوب نے [illegible] کے قریب [illegible] ایک [illegible] انہوں نے [illegible] ہوا۔

خوارزمیوں کا قتل و غارت [illegible] خوارزمی فوجوں [illegible] انہوں نے [illegible] کے سبب [illegible] طلب [illegible] ملک صالح [illegible] کے لئے [illegible] انہوں نے [illegible] صالح [illegible] قتل [illegible] چلے گئے۔

خوارزمی فوجوں کو شکست [illegible] کر دیا

کیفا کی حکومت [illegible] گئے تھے۔

دوبارہ جنگ [illegible] ۱۲۴۹ء میں [illegible] کے لئے [illegible] گیا۔

حلب کے حکام: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ملک ظاہر غازی اپنے والد کی وفات کے بعد حلب کا حاکم ہو گیا تھا، جو ۶۱۳ھ میں فوت ہو گیا۔ اس وقت اہل حلب کے ارکان سلطنت نے اس کے فرزند ناصر یوسف کو اس کی دادی ضیفہ خاتون کی نیابت میں اس کی زیر نگرانی حاکم مقرر کیا۔ اسی خاتون کی نگرانی میں وزارت اقبال خاتونی اور عزیز الدین بن [illegible] کی سلطنت کے منتظمین مقرر ہوئے اور فوج و رعایا کی خوشی کا مقابلہ کرتے رہے، فوجیں بھی ترقی کرتی رہیں اور شہروں کو فتح کرتی رہیں یہاں تک ۶۴۰ھ میں وہ فوت ہو گئی۔ اس کے بعد ناصر یوسف خود مختار حاکم بن گیا جو صرف انتظام سلطنت میں اقبال خاتونی سے مشورہ لیا کرتا تھا۔

صلیبیوں کی امداد پر مصر کا احتجاج: سلطان اسماعیل بن عادل نے جب صالح ایوب مصر سے روانہ ہوا تو دمشق پر ۶۳۷ھ میں قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد صالح ایوب کو کرک میں قید کر دیا گیا تھا، پھر ۶۳۷ھ میں مصر کا بادشاہ ہو گیا تھا مگر سلطان اسماعیل اور صالح ایوب کے درمیان خوف و خطر برقرار رہا۔ اسی اثنا میں یہ نتیجہ ہوا کہ حاکم دمشق صالح اسماعیل نے حاکم مصر صالح ایوب کے خلاف فرنگیوں سے مدد طلب کی اور اس کے بدلے میں ان کو صفد، شقیف اور بعض دوسرے قلعے دے دیے۔ [illegible] فرنگیوں کو پہنچا دیے، [illegible] اس پر علماء نے اس کی [illegible] بند کر دی۔ چنانچہ (اس کے خلاف سب سے احتجاج بلند کرنے والے مشہور عالم) عز الدین بن عبد السلام شافعی دمشق سے چلے گئے اور مصر پہنچے جہاں صالح ایوب نے انہیں مصر کا قاضی مقرر کیا۔ ان کے بعد (مشہور نحوی اور بہت سی کتابوں کے مصنف) جمال الدین ابن الحاجب المالکی بھی دمشق سے الکرک چلے گئے اور وہاں سے اسکندریہ پہنچے جہاں وفات پا گئے۔

صالح ایوب کے خلاف محاذ: جب دمشق اور شام کے حکام صالح ایوب کے خلاف متحد ہو گئے، ان اتحادیوں میں حاکم دمشق صالح اسماعیل، حاکم حلب ناصر یوسف اور حاکم حمص منصور ابراہیم شیرکوہ، حاکم کرک ناصر داؤد شریک تھے۔ حاکم حماۃ مظفر ان کے خلاف تھا۔ یہ لوگ نجم الدین ایوب کو دبانا چاہتے تھے۔ [illegible] نے مصالحت کرنی چاہی، اس لئے یہ شرط رکھی کہ حاکم دمشق نجم الدین ایوب کے فرزند مغیث الدین عمر کو رہا کرے جسے دمشق میں نظر بند کیا گیا ہے۔

مصر و شام میں جنگ: حاکم دمشق نے یہ شرط منظور نہیں کی، اس لئے دونوں کے تعلقات پھر خراب ہو گئے۔ [illegible] حاکم الکرک نے اسماعیل صالح حاکم دمشق کے ساتھ مل کر جنگ کی۔ انہوں نے فرنگیوں سے بھی فوجی امداد طلب کی اور اس کے بدلے میں اسماعیل صالح نے ان کو بیت المقدس دے دیا۔ اس نے فوراً فوجوں سے بھی امداد طلب کی [illegible] اور یہ سب غزہ میں اکٹھے ہو گئے۔

مصری فوج کی فتح: نجم الدین ایوب نے پہلے [illegible] غلام مصریوں کے ساتھ خوارزمیوں کو بلا لیا تھا، وہ بھی ان کے ساتھ شامل تھے [illegible]۔ وہ خوارزمیوں کے ساتھ آگے بڑھتی رہیں۔ مصری فوجیں [illegible] غزہ کے ساتھ [illegible] فرنگیوں کا مقابلہ کیا۔ آخر میں فتح مصری فوجوں اور خوارزمیوں کو حاصل ہوئی۔

انہوں نے (دشمن کی) فوجوں کا دمشق تک تعاقب کیا اور وہاں پہنچ کر صالح اسماعیل کا محاصرہ کر لیا۔ جب وہ محاصرہ سے تنگ آ گیا تو اس نے صلح کی درخواست پیش کی اور وہ اس بات پر تیار ہو گیا کہ وہ بعلبک، بصریٰ اور ان کے دیہاتی علاقوں کے بدلے میں دمشق ان کے حوالے کر دے گا۔

صالح اسماعیل کا اخراج: صالح ایوب نے یہ تجویز منظور کر لی چنانچہ اسماعیل ۶۴۳ھ میں دمشق سے نکل کر بعلبک چلا گیا۔ صالح ایوب نے پہلی صلح ہی میں یہ شرط رکھی تھی کہ اسماعیل حسام الدین علی بن ابو علی الہدبانی کو جو دمشق میں اس کے پاس مقید ہے رہا کر دے گا۔ لہٰذا اسے چھوڑ دیا گیا اور صالح ایوب نے اسے دمشق کا نائب حاکم مقرر کیا اور وہ دمشق پر حکومت کرنے لگا۔ ابراہیم المنصور حمص چلا گیا۔ خوارزمیوں نے اس سے حلب کا علاقہ چھین کر خود قبضہ کر لیا تھا۔

خوارزمیوں کا قلع قمع: خوارزمی فوج کے امراء (حاکم دمشق) علی الہدبانی سے جاگیروں اور علاقوں کے تقرر کے بارے میں بہت جھگڑتے اور اختلاف کرتے رہتے وہ اس سے ناراض ہو گئے لہٰذا صالح اسماعیل نے انہیں دمشق پر حملہ کرنے کے لئے اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس (حملہ میں) اس کے ساتھ حاکم الکرک ناصر داؤد بھی شریک تھا۔ علی ہدبانی نے ان کا خوب مقابلہ کیا۔ اس کے علاوہ نجم الدین ایوب نے (حاکم حلب) یوسف ناصر کو خوارزمیوں کے استیصال کے لئے امداد کے لئے لکھا چنانچہ وہ اپنی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ حاکم حمص ابراہیم بن شیرکوہ بھی (اپنی فوجوں کے ساتھ) شریک ہوا۔ چنانچہ انہوں نے دمشق کے قریب ۶۴۴ھ میں خوارزمیوں کو شکست دی اور ان کے سردار حسام الدین برکت خان کو قتل کر دیا۔ جو باقی رہ گئے تھے وہ اپنے دوسرے سردار کشلو خان کے ساتھ بھاگ گئے اور تاتاریوں کے پاس پہنچ کر ان کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ شام کے علاقوں سے ان کا نام و نشان مٹ گیا۔

ان خوارزمیوں کے ساتھ اسماعیل صالح (سابق حاکم دمشق) بھی تھا۔ اس نے حاکم حلب ناصر یوسف سے پناہ طلب کی چنانچہ اس نے اسے نجم الدین ایوب (کی سزا) سے بچا لیا مگر حسام الدین الہدبانی نے لشکر کشی کر کے بھگا دے کر (اس کے علاقے) بعلبک پر قبضہ کر لیا اور اسماعیل صالح کی اولاد و عیال اور اس کے وزیر ناصر الدین بن یغمور کو نجم الدین ایوب کے پاس بھیج دیا جس نے ان سب کو مصر میں مقید رکھا۔ پھر حاکم حلب ناصر یوسف کی فوجیں الجزیرہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ انہوں نے حاکم موصل لولو سے جنگ کی اور اسے شکست دی۔ ناصر نے نصیبین، دارا اور قرقیسیا کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد اس کی فوجیں حلب واپس چلی گئیں۔

عسقلان اور طبریہ کی فتح: صالح ایوب (حاکم مصر) نے حسام الدین الہدبانی (حاکم دمشق) کو بلا بھیجا اور اس کے بجائے جمال الدین بن مطروح کو (دمشق کا) حاکم مقرر کیا۔

پھر وہ ۶۴۵ھ میں خود دمشق روانہ ہوا اور مصر کی حکومت حسام الدین ہدبانی کے سپرد کی۔ جب وہ دمشق پہنچا تو اس نے فخر الدین بن الشیخ کی قیادت میں فوجیں عسقلان اور طبریہ بھیجیں اور کافی عرصہ تک ان دونوں شہروں کا محاصرہ کر کے اس نے انہیں فرنگیوں کے قبضے سے چھڑا لیا۔

[illegible] سے ملاقات جب صلاح الدین ایوب دمشق میں تھا تو اس کے پاس [illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

صلاح الدین ایوب کا مقابلہ [illegible]

صلیبی جنگ میں فرانس کی شرکت

[illegible]

[illegible] فرانس کا حملہ [illegible]

[illegible] کا حملہ [illegible]

الکرک کا محاصرہ صلاح الدین ایوب [illegible] جب صلاح الدین ایوب دمشق [illegible]

اپنے سب سے [illegible] یوسف بن [illegible] الناصر کے [illegible] کے لئے [illegible] اس سے پہلے اس نے بھائی عادل نے [illegible] کر رکھا تھا۔ ملک ایوب نے اسے [illegible] حفاظت [illegible] دیا تھا۔

اسی [illegible] فوجیں [illegible] فرنگ [illegible] کے مقابلہ کے لئے [illegible] چنانچہ [illegible] میں [illegible] کر لیا اور وہاں سے [illegible] کے [illegible] کر دی تھی۔

فتح کرک: [illegible] نے اپنا [illegible] ناصر داؤد [illegible] کرک [illegible] صاحب [illegible] کے پاس [illegible] اپنے سب سے چھوٹے [illegible] کا [illegible] بھائی [illegible] ان [illegible] کر لیا اور [illegible] ملک صالح ایوب [illegible] کے مقابلہ [illegible] بھائی [illegible] کر [illegible] دونوں [illegible] کر دیا گیا۔

ایوبی سلطنت کا زوال

ملک صالح کی وفات: جب ملک صالح نجم الدین ایوب [illegible] فرنگیوں کے مقابلہ [illegible] تو [illegible] میں [illegible] سلطنت [illegible] فرنگیوں نے [illegible] کی موت [illegible] موقع پر [illegible] سلطنت [illegible] کے [illegible] (مصر [illegible]) [illegible] مقابلہ [illegible] اس [illegible] ملک [illegible] تو ران شاہ [illegible] کی [illegible] حکومت [illegible] ملک صالح [illegible] کی وفات کی خبر [illegible] گئی اور فرنگیوں کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی۔

فرنگیوں کو شکست: [illegible] فرنگی مسلمانوں کے ساتھ [illegible] کے [illegible] مسلمانوں کے [illegible] اور مسلمانوں [illegible] شکست ہوئی [illegible] جنگ میں [illegible] شہید [illegible] تعالیٰ نے مسلمانوں کو [illegible] موقع دیا [illegible] فرنگیوں کو شکست ہوئی۔

توران شاہ کی حکومت: اس [illegible] توران شاہ کی [illegible] حکومت [illegible] مسلمانوں نے اس کے [illegible] اس نے [illegible] فرنگیوں نے [illegible] غالب [illegible] فرنگیوں کے [illegible] سے [illegible]

لشکر فرنگیوں کی بھی ان کے فوجی دستے ان کے تعاقب میں مختلف مقامات پر حملے کرتے رہے اور جب وہ واپس جانے لگے تو مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا جس سے گھبرا کر انہوں نے اپنی شکست تسلیم کر لی۔

شہنشاہ فرانس کی گرفتاری۔ فرنگیوں کا شہنشاہ لوئس جو ریدافرنس کے نام سے مشہور تھا گرفتار ہو گیا اور اس کی فوج کے کئی ہزار سپاہی مارے گئے۔ شہنشاہ فرانس کو ایک ایسے گھر میں مقید کیا گیا جو فخر الدین بن لقمان کے گھر کے نام سے مشہور تھا اور اس کی رہائی کے لئے ایک [illegible] کی [illegible] تھا۔ اس کے بعد معظم توران شاہ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ صحیح سالم واپس آ گیا۔

توران شاہ کے موالی معظم توران شاہ غلط کیا تھا سے مراد (غلاموں) کی ایک سازشی جماعت ساتھ لایا تھا جو اس کے والد کے موالی پر غالب آ گئے تھے۔ انہوں نے ان موالی کو بالکل نظر انداز کر کے ان کا رتبہ گھٹا دیا تھا۔

بحری موالی کا ظہور (اس کے والد) صالح ایوب کی ایک جماعت تھی جو بحریہ کہلاتی تھی اس نے انہیں اس نام پر آباد کیا تھا جو دریا کے قریب (جزیرہ روضہ) میں باقی تھا اس نے تعمیر کرایا تھا۔ یہ جماعت اس قلعہ میں رہتی تھی اور ان کا سردار [illegible] تھا۔ یہ وہ شخص تھا جسے صالح ایوب نے فرانس کے بادشاہ کے مقابلے کے لئے بھیجا تھا جس نے اس کے پہنچنے سے پہلے [illegible] پر حملہ کیا تھا۔ اس واقعہ کا پہلے ذکر آ چکا ہے۔

یہ لوگ پہلے [illegible] کے ساتھ [illegible] تھے مگر صالح نے انہیں اپنی طرف مائل کر کے اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا اور انہوں نے [illegible] کے [illegible] دمشق کی فوجوں اور فرنگیوں پر حملہ کیا تھا اور ان سب کو شکست دی تھی۔ پھر انہوں نے دمشق کا محاصرہ کر کے صالح کی جانب سے اسے فتح کر لیا تھا۔

بحریہ کی شخصیت صالح [illegible] سے ناراض ہو گیا تھا تو اس نے ۶۴۳ھ میں اسے [illegible] دیا تھا [illegible] ان چند لوگوں پر مقرر کر دیا تھا اور پھر اسے رہا کر دیا تھا۔

خاص موالی کا عروج صالح کے خاص [illegible] توران شاہ کے موالی میں عز الدین ایبک [illegible] سے تھا۔ اس کا آقا ۶۴۷ھ میں فوت ہو گیا تو [illegible] ملک صالح نے [illegible] کے متعلق [illegible] اس کا وارث بنا دیا تھا۔

توران شاہ کے خلاف سازش۔ [illegible] ایک [illegible] کی [illegible] خاص موالی [illegible] تھے وہ اس بات سے ناراض تھے کہ معظم توران شاہ نے اپنے [illegible] ان پر مسلط کر دیے تھے اور وہ ان پر حکومت کرتے تھے۔ انہوں نے علم بغاوت بلند کیا اور معظم توران شاہ کو قتل کر دینے کا منصوبہ بنایا۔

معظم توران شاہ کا قتل معظم توران شاہ فرنگیوں کی شکست کے بعد منصورہ سے مصر واپس آ رہا تھا جب [illegible] کے قریب [illegible] پر سوار ہونے والا تھا کہ [illegible] انہوں نے اس پر حملہ کر دیا [illegible] تلوار سے [illegible]

کرنے کے لئے دوڑا تو وہ برج کی طرف بھاگا انہوں نے برج کو آگ لگا دی تو وہ سمندر کی طرف دوڑا مگر بحریوں نے اس پر تیر چلائے تو وہ سمندر کے پانی میں کود گیا اور تلوار اور پانی کی کشمکش میں وہ ہلاک ہو گیا۔ اس نے صرف دو مہینے مصر میں حکومت کی۔

شجرۃ الدر کی حکومت: ترکوں نے توران شاہ کو قتل کیا تھا انہوں نے اتفاق رائے سے ام خلیل شجرۃ الدر کو مصر کی ملکہ مقرر کیا۔ (وہ صالح ایوب کی بیوی اور اس کے فرزند خلیل کی والدہ تھی جو اس کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ ام خلیل کے نام سے مشہور تھی۔) (جب وہ مصر کی ملکہ بن گئی تو) اس کے نام کا خطبہ منبروں پر جاری ہونے لگا اور اس کا نام سکوں پر بھی لکھا ہوا تھا اور سرکاری فرمانوں پر بھی اس کے نام کی علامت شامل ہو گئی۔ چنانچہ ام خلیل کا نشان ان پر مندرج ہونے لگا۔ فوج کا سپہ سالار عز الدین جاشنگیر ایبک ترکمانی کو بنایا گیا۔

دمیاط کی عظیم فتح: جب سلطنت کے کام درست ہو گئے تو (شہنشاہ فرانس) فرنسیس نے مطالبہ کیا کہ دمیاط کا شہر اس سے حاصل کر کے اسے (قید سے) چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ مسلمانوں نے اس پر ۶۴۸ھ میں قبضہ کر لیا اور فرنسیس (رہا ہو کر) بحری راستے سے عکا روانہ ہو گیا۔ یہ عظیم فتح تھی (جو مسلمانوں نے فرنگیوں پر حاصل کی) چنانچہ شعراء نے اس (عظیم فتح) کے سلسلے میں منظوم مقالے لکھے ہوئے ان میں سے جمال الدین یحییٰ بن مطروح (ادیب) اور صاحب کمال شخص کے یہ اشعار اب تک زبان زد خواص و عوام ہیں۔

فتح کی مشہور نظم کا ترجمہ (۱) جب تم فرنسیس (شاہ فرانس) سے ملو تو تم اسے فصیح البیان قوی کا (سچا) پیغام پہنچا دو (۲) اللہ تمہیں اچھا بدلہ دے کہ (تمہاری وجہ سے) یسوع مسیح کی پرستش کرنے والے اس قدر افراد مارے گئے (۳) تم مصر کا ملک حاصل کرنے کے ارادے سے آئے تھے اور تم سمجھتے تھے کہ طبل کی گونج محض ہوا کی آواز ہے (۴) تمہاری بد نصیبی تمہیں ایسے اندھیرے میں لے آئی جہاں تمہیں دوربین کی آنکھ بھی تنگ نظر آئی (۵) تم نے اپنی غلط تدبیر کی وجہ سے اپنی قوم کے ساتھیوں کو قبروں کی نذر کر دیا (۶) اور (تعداد میں) پچاس ہزار تھے مگر سب یا تو مارے گئے یا زخمی ہو گئے اور قیدی بنا لئے گئے (۷) خدا تمہیں ایسی باتوں کی توفیق دیا کرے تاکہ ہم تمہارے شر سے (یا حضرت عیسیٰ ان لوگوں سے) نجات حاصل کر لیں (۸) ان فرنگیوں سے کہہ دو کہ اگر وہ دوبارہ یہاں (مصر میں) آئے تو وہ پوشیدہ ارادہ رکھتے ہوں۔ وہ انتقام لینے کے لئے آئیں یا کسی اور مقصد سے آ رہے ہیں (۹) تو ابن لقمان کا گھر (جہاں فرنسیس مقید تھا) اپنی جگہ باقی ہے اور بیڑیاں بھی باقی ہیں اور (فرنسیس شاہ فرانس کی نگرانی کرنے والا) خصی غلام صبیح بھی موجود ہے۔

(آخری شعر میں) طواشی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اہل مشرق کی زبان میں یہ خصی (خواجہ سرا) کو کہتے ہیں اور اسے خادم کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔

عز الدین ترکمانی کی سربراہی: جب معظم توران شاہ قتل کیا گیا تو امراء نے اس کے جد صالح ایوب کی بیوی شجرۃ الدر کو مصر کی

نظر آیا تو شام میں خاندان ایوبی کے امراء کو یہ بات سخت ناگوار گذری۔ اسی زمانے میں الکرک و شوبک کا ناظم بدر الدین الصوابی تھا۔ اسے صالح ایوب نے حاکم مقرر کیا تھا اور اس کے پاس اپنے بھتیجے فتح الدین عمر بن عادل کو اسیر کر رکھا تھا۔ لہذا اقتدار یا لا صورت حال کو دیکھتے ہوئے کہ اس نے اسے قید خانے سے باہر کر دیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ناصر کی حکومت دمشق: اسی زمانے میں جمال الدین بن یغمور دمشق کا حاکم تھا۔ ناصر نے وہاں سے شامی فوج کے ہمراہ یہ توقف کرنے جانا جب ناصر کو خبر ملی تو دمشق پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق ناصر الدین دمشق آیا اور وہاں کا بادشاہ ہو گیا۔ اس نے آتے ہی صالح ایوب کے ہوا خواہوں کی ایک جماعت کو مقید کر دیا۔

مصر میں موسیٰ اشرف کا تقرر: جب یہ خبر مصر پہنچی تو وہاں کے ترکوں نے شجرۃ الدر کو معزول کر دیا اور موسیٰ اشرف بن مسعود بن الکامل کو بادشاہ مقرر کیا۔ یہ اس شخص کا پوتا تھا جس کا بھائی یوسف اقسیس اپنے والد مسعود کے بعد یمن کا حاکم مقرر ہوا تھا۔ اہل مصر نے موسیٰ اشرف کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسے سلطنت کے تخت شاہی پر بٹھایا اور ایبک ترکمانی جاشنگیر کو اتابک (نائب) مقرر کیا۔

غزہ میں بغاوت: غزہ میں ترکوں نے بغاوت کر دی اور انہوں نے حاکم الکرک مغیث کی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ اس پر مصر کے ترکوں نے خلیفہ مستعصم کی اطاعت کا اعلان کیا اور انہوں نے ازسرنو اشرف موسیٰ کے اتابک کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

شامی فوج کا فرار: یہ حالات دیکھ کر ناصر یوسف (حاکم دمشق) دمشق سے اپنی فوجیں لے کر مصر کی طرف روانہ ہوا۔ امرائے مصر نے شامی فوج کے مقابلے کے لئے اپنی فوجیں بھیجیں جو سرداران ترکی کی جماعت کی قیادت میں جن کا لقب شمس الدین تھا روانہ کیں۔ شامی فوجیں اس کا مقابلہ نہ کر سکیں اور بھاگ گئیں۔

ایوبی حکام کا اجتماع: ناصر یوسف حاکم دمشق کے پاس جب مصر والوں کی اطاعت پہنچی تو اس نے اسے ٹھکرا دیا اور اس کے جواب میں خاندان ایوب کے حکام کو دمشق طلب کیا چنانچہ مندرجہ ذیل حکام اس کے پاس دمشق پہنچے (۱) موسیٰ اشرف حاکم حمص (۲) صالح اسماعیل (۳) معظم توران شاہ بن صلاح الدین (۴) نصر الدین بن صلاح الدین (۵) امجد حسن بن الناصر (۶) ظاہر بن داؤد بن الناصر (۷) اور ان کے علاوہ (۸) تقی الدین عباس بن العادل۔

مصر و شام کی جنگ: جب حکام دمشق میں اکٹھے ہو گئے تو ناصر یوسف (حاکم دمشق) اپنی لشکر فوج کو اپنے ساتھ لے کر مصر کی قیادت میں روانہ کیا۔ اس کے مقابلے کے لئے ایبک ترکمانی مصری فوجوں کو لے کر نکلا اس نے صالح اسماعیل کے فرزندوں کو جو قید تھے رہا کر دیا۔ انہیں ناصر یوسف نے حلب سے گرفتار کیا تھا انہیں ساتھ لے گیا تھا

کر) لوگ اس کے والد کو ملزم قرار دیں اور اس کے بارے میں بدگمان ہو جائیں۔

شکست و فتح فریقین کا مقابلہ عباسیہ کے مقام پر ہوا اس میں مصری فوجوں کو شکست ہوئی۔ شام کی فوجیں ان کے تعاقب میں روانہ ہوئیں تو ایبک نے ثابت قدمی کا اظہار کیا۔ اس وقت ناصر کی فوجوں کے بھگوڑے بھاگ کر اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ پھر ایبک نے ناصر کی فوجوں پر زبردست حملہ کیا (جس سے پانسہ پلٹ گیا) اور ناصر کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور انہوں نے شکست کھائی۔

ایوبی حکام کی گرفتاری: (شام کے سپہ سالار لؤلؤ کو گرفتار کر کے ایبک کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ اسماعیل صالح، موسیٰ اشرف، توران شاہ معظم اور اس کے بھائی گرفتار کر لئے گئے۔ مصری وہ فوج جو شکست کھا کر بھاگ گئی تھی شام واپس آ گئی۔ ان کا تعاقب کرنے والی شامی فوج کو جب ناصر کی شکست کی خبر ملی تو وہ بھی لوٹ گئی۔ اس کے بعد ایبک مصر واپس آ گیا اور اس نے بنو ایوب کے افراد کو قلعہ میں مقید کیا۔

صالح اسماعیل کا قتل: پھر صالح اسماعیل کے وزیر جوہر کو قتل کر دیا گیا جو اس کے فرزندوں کے ساتھ قلعہ میں مقید تھا۔ صالح اسماعیل کو بھی اس کے قید خانہ میں قتل کر دیا گیا تھا (شکست کھانے کے بعد) ناصر (حاکم دمشق) نے دوبارہ دمشق سے فوجیں اکٹھی کر کے غزہ کی طرف کوچ کیا۔ وہاں اس کا مقابلہ مصری سپہ سالار فارس الدین اقطائی سے ہوا۔ اس نے اسے شکست دے کر غزہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر ناصر اور امرائے مصر کے درمیان قاصدوں کا تبادلہ ہوا اور فریقین نے ۶۵۱ھ میں مصالحت کر لی۔ دریائے اردن ان دونوں ملکوں کے درمیان سرحد مقرر ہوئی۔

اس کے بعد ایبک نے حسام الدین ہذبانی کو رہا کر دیا تو وہ دمشق پہنچا اور ناصر کی ملازمت اختیار کر لی۔ خلیفہ مستعصم کی حاکم الکرک ناصر داؤد کے بارے میں سفارش ناصر کے پاس پہنچی کیونکہ اس نے اسے قید کیا ہوا تھا چنانچہ ناصر نے اسے رہا کر دیا (رہائی کے بعد) ناصر داؤد اپنے دونوں فرزندوں امجد اور ظاہر کے ساتھ بغداد پہنچا تو خلیفہ نے اسے داخل ہونے سے روک دیا۔ اس نے اپنی امانت طلب کی تو وہ بھی نہیں دی گئی لہٰذا وہ بیرونی علاقہ میں مقیم رہا۔ پھر خلیفہ مستعصم کی سفارش پر وہ دمشق لوٹا اور وہاں وہ ناصر کے پاس رہنے لگا۔

اقطائی کا قتل: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مصر کے ترکمانی حکام نے اشرف موسیٰ بن یوسف اقسیس بن الکامل کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔ انہوں نے اس کے نام کا خطبہ بھی (مساجد میں) پڑھوایا اور اسے تخت شاہی پر بٹھایا جبکہ سلطنت کا انتظام ایبک کے سپرد تھا۔ ایبک خودمختار اور مطلق العنان بننا چاہتا تھا مگر بحری جماعت کا سردار اقطائی جامدار اس بارے میں اس کی مخالفت کرتا تھا اور رشک و حسد میں اس کے اختیارات کم کرانے کی کوشش کرتا تھا۔ اس نے اپنے تین غلاموں کو (اس کے قتل کرنے پر) مقرر کیا۔ چنانچہ انہوں نے شاہی محل کی کسی گلی میں اس پر اچانک اور پوشیدہ حملہ کر کے اسے ۶۵۲ھ میں قتل کر دیا۔ چونکہ بحری جماعت اس کے دم سے قائم تھی۔ اس لئے وہ منتشر ہو کر ناصر کے پاس دمشق بھاگ گئی۔

ایبک کی بادشاہت ـــ [illegible]

[illegible]

ایبک کا قتل [illegible]

بحری مملوکوں کا دمشق سے اخراج [illegible]

مغیث و بحری مملوکوں کی شکست [illegible]

ناصر داؤد کا سوال۔ [illegible] بن المعظم [illegible] دمشق سے حج کے لئے گیا [illegible] خلیفہ مستعصم [illegible] خلیفہ مستعصم نے [illegible]

ناصر داؤد کی وفات۔ [illegible] خلیفہ مستعصم [illegible] دمشق [illegible]

کرک [illegible] کی فتح [illegible] ناصر نے دمشق [illegible]

دوبارہ قبضہ [illegible]

[illegible] کی گرفتاری [illegible]

علی بن ایبک کی معزولی [illegible] ایبک کے بعد [illegible] قطز [illegible]

والد کے موالی کو گرفتار کر لیا اور خود دمشق پر جا بیٹھا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس نے ان امراء کو بھی گرفتار کر لیا جن کے مقابلے کا اسے اندیشہ تھا۔

کمال الدین بن العدیم نے حاکم دمشق کو جس نے اسے بھیجا تھا امرائے مصر کی رضامندی اور امداد کے وعدہ کا یقین دلایا۔

* * *

تاتاریوں کی فتوحات

اسی زمانے میں تاتاریوں اور ان کے بادشاہ ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا اور [illegible] بغداد پر قابض ہو گیا۔ اور تاتاریوں نے خلیفہ مستعصم کو قتل کر دیا اور وہاں کے مسلمانوں کا [illegible] قتل عام ہوا۔ یہ حادثہ [illegible] قیامت کی نشانی تھی۔ اس کا حال ہم نے خلفائے عباسیہ کے حالات میں بیان کر دیا ہے اور آگے کے [illegible] تاتاریوں کے حالات [illegible] بیان کریں گے۔

جب ناصر حاکم دمشق کو ان واقعات کا علم ہوا تو اس نے ہلاکو خان سے اچھے تعلقات جلد قائم کرنے کی کوشش کی۔ اس نے اپنے فرزند العزیز محمد کو سلطان ہلاکو خان کے پاس تحائف دے کر بھیجا مگر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

فتح میافارقین: پھر ہلاکو خان نے اپنی فوجیں میافارقین کی طرف بھیجیں۔ وہاں کا حاکم الکامل محمد بن مظفر تھا۔ انہوں نے اس شہر کا [illegible] یہاں تک محاصرہ کیا۔ اس کے بعد انہوں نے [illegible] میں بزور شمشیر اس شہر کو فتح کر کے اس کے حاکم کو قتل کر دیا۔

فتح اربل: ہلاکو خان نے اربل کی طرف بھی اپنی فوجیں بھیجیں۔ انہوں نے چھ مہینے اس شہر کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔

حکام روم کی اطاعت: جب ہلاکو خان نے بغداد کو فتح کر لیا تھا تو اس کے فوراً بعد [illegible] کے فرزند جو بلاد الروم کے بادشاہ تھے ہلاکو خان کے پاس پہنچے۔ انہوں نے اپنی اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے ملک واپس چلے گئے۔

ہلاکو کی وفات: جب ہلاکو خان آذربائیجان گیا تو [illegible] کا وفد [illegible] اس کے پاس پہنچا۔ [illegible] ہلاکو خان کے [illegible] کا اعلان کیا [illegible] وفات ہو گئی۔ اور اس کے بجائے [illegible] اس کا فرزند [illegible] ہوا۔ [illegible] کا حاکم اس کا دوسرا فرزند [illegible] ہوا۔

ناصر سے دوستانہ تعلقات: بعد ازاں ناصر نے اپنے فرزند کو تحائف دے کر دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے لئے ہلاکو خان کے پاس بھیجا اور اپنے نہ آنے کی یہ معذرت کی کہ ساحل شام پر اسے فرنگیوں سے خطرہ ہے۔ ہلاکو خان نے اس کے فرزند کا استقبال کیا اور اس کی معذرت قبول کر لی اور اسے مصالحت اور دوستانہ ماحول میں اس کے وطن لوٹا دیا۔

اہل حلب سے جنگ: بعد ازاں ہلاکو حران کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے اپنے فرزند کو فوج دے کر حلب بھیجا جہاں معظم توران شاہ بن صلاح الدین ناصر یوسف کی طرف سے وہاں کا نائب حاکم تھا وہ فوج لے کر ان سے جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ تاتاری فوجیں ایک کمین گاہ میں چھپ گئیں اور جب مسلمانوں کی فوجیں آگے بڑھیں تو انہوں نے پلٹ کر ان پر زبردست حملہ کیا اور انہیں بہت نقصان پہنچایا۔

وہاں سے وہ قلعہ اعزاز کی طرف روانہ ہو گئیں اور اسے مصالحت کے ساتھ فتح کر لیا۔

ناصر کی مشکلات: ناصر یوسف (حاکم دمشق) کو یہ خبر اس وقت ملی جب وہ دمشق کے قریب برزہ میں ایک بغاوت کے خلاف صف آرا تھا۔ حاکم حماۃ ناصر بن منصور بھی اس وقت آیا ہوا تھا اور وہ بھی ناصر کے ساتھ نتیجے کا منتظر تھا۔

موالی کی غداری: پھر اسے یہ اطلاع ملی کہ اس کے موالی کی ایک جماعت بغاوت کرنا چاہتی ہے لہٰذا وہ دمشق واپس آ گیا تو وہ موالی غزہ بھاگ گئے تھے۔ پھر اسے ان کی بدنیتی کا علم ہوا اور یہ پتہ چلا کہ وہ اس کے بھائی کو اس کے تخت پر بٹھانا چاہتے ہیں لہٰذا وہ ان سے سخت ناراض ہوا۔ اتنے میں ظاہر بھی ان کے پاس (غزہ) پہنچ گیا چنانچہ انہوں نے اسے بادشاہ مقرر کر کے کھلم کھلا ناصر کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا۔

بحریہ کا مصر میں استقبال: اس کے ساتھ بحریہ کا بندقداری بھی تھا مگر اسے ان کے ناکام ہونے کا احساس ہو گیا تھا لہٰذا اس نے مصر کے حاکم المظفر قطز سے خط و کتابت کر کے پناہ حاصل کی اور اس نے اسے پناہ دے دی تو وہ مصر پہنچ گیا۔ وہاں اس کا نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ استقبال کیا گیا اور سلطان قطز نے قلیوب کا تمام علاقہ اسے جاگیر میں دے دیا۔

فتح حلب: ہلاکو خان نے دریائے فرات کو عبور کر کے وہاں ایک علاقے کو فتح کر لیا۔ وہاں ناصر کا بھائی اسماعیل مقید تھا اس نے اسے رہا کر کے اس کی عملداری یعنی صبیبہ اور بانیاس کی طرف بھیج دیا اور اسے ان دونوں مقامات کا حاکم مقرر کیا۔

پھر حاکم اردن نائب حاکم حلب توران شاہ کے پاس آیا اور اسے ہلاکو خان کی اطاعت کی دعوت دی مگر اس نے انکار کیا تو اس نے اس پر فوج کشی کر کے بزور شمشیر حلب کو فتح کر لیا اور وہاں کے لوگوں کو پناہ دی۔ توران شاہ اور اس کی محافظ فوجیں قلعہ میں محصور ہو گئیں۔

اہل حماۃ کی اطاعت اہل حماۃ نے ہلاکو خان کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں لہٰذا وہ اپنی طرف سے کوئی حاکم مقرر کر کے بھیجے چنانچہ ہلاکو خان نے ایک عجمی سردار کو ان کا حاکم مقرر کر کے بھیجا جس کا نام خسرو شاہ تھا اور وہ یوں بھی اس کا سلسلہ نسب حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ تک پہنچتا تھا۔

ناصر کا فرار ناصر کو جب یہ اطلاع ملی کہ ہلاکو خان نے حلب فتح کر لیا ہے تو وہ دمشق سے بھی بھاگ گیا اور وہاں اپنا نائب چھوڑ گیا۔ وہ غزہ پہنچا جہاں اس کے ساتھ موسیٰ اور اس کا بھائی موجود تھا۔

فتح دمشق اب تاتاری دمشق پہنچے اور وہاں جو فوج تھی ان سب کو ڈرایا اور شہر کو فتح کر لیا۔ ناصر غزہ سے مصر کی طرف متوجہ ہوا۔ وہاں سے اس نے اپنے دشمن (حاکم مصر) سلطان قطز کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس سے اپنے دشمن کے مقابلے میں امداد حاصل کرے اور سب متحد ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں۔

ناصر کا اہل مصر سے بدگمانی ناصر اور اس کی فوج بھی آگے بڑھی مگر (بعض حالات کی وجہ سے) اہل مصر سے بدگمان ہو گیا اس لئے وہ اس کا بھائی ظاہر اور صالح بن اشرف موسیٰ بن شیرکوہ جنگل اور بیابان میں بھٹک گئے۔ مگر حاکم حماۃ منصور اور اس کی فوج ان سے الگ ہو کر مصر پہنچ گئیں۔ سلطان قطز ان سے ملا اور اس نے ان کا خیر مقدم کیا اور دشمن سے بدلہ لیا۔

✿ ✿ ✿

شامی سلطنت کا خاتمہ

شام پر ہلاکو کا تسلط: ناصر کے چلے جانے کے بعد تاتاری دمشق اور شام کے تمام علاقوں پر غزہ تک قابض ہو گئے اور وہاں انہوں نے اپنے حکام مقرر کر دیئے۔ پھر حلب کا قلعہ بھی فتح ہو گیا۔ وہاں [illegible] ایک جماعت قلعہ بند تھی جن میں معظم توران شاہ بھی شامل تھا۔ ہلاکو نے انہیں سلطان [illegible] کے حوالے کیا جو اس کے ہمراہ ہی سے تھے۔

اشرف موسیٰ کی بحالی: پھر ہلاکو نے حلب پر عماد الدین قزوینی کو حاکم مقرر کیا۔ جب [illegible] اشرف موسیٰ بن منصور [illegible] ہلاکو کے پاس آیا [illegible] حمص کی حکومت [illegible] ہلاکو نے اسے [illegible] مقرر کر دیا اور شام کے تمام علاقے کے انتظام میں اس سے مشورہ کیا جاتا تھا۔

فصیلوں کو گرا دینے کا حکم: ہلاکو نے قلعہ حلب کو فتح کر لینے کے بعد [illegible] اور اس نے [illegible] فصیلیں اور تمام [illegible] گرا دینے [illegible] کی فصیلوں کو گرا دینے [illegible] حکم دیا [illegible] دمشق کے قلعہ کا محاصرہ کیا گیا [illegible] فتح کر لیا۔ اس کے بعد انہوں نے [illegible] فتح کر کے اس کا قلعہ [illegible] اس کے بعد انہوں نے [illegible] فتح کر لیا۔ [illegible] عبد العزیز [illegible] انہوں نے [illegible] ہلاکو کے [illegible] قاضی مقرر کیا۔

ہلاکو کی مراجعت عراق: اس کے بعد ہلاکو نے عراق کی طرف واپس جانے کا قصد کیا [illegible] اس وقت ہلاکو نے شام کے تمام علاقے [illegible] کے سپرد [illegible] حلب کے حاکم عماد الدین قزوینی کو [illegible] مقرر کیا۔

ناصر کی گرفتاری: [illegible] جب ہلاکو [illegible] جنگ [illegible] ناصر [illegible] کے پاس [illegible] ہلاکو کے [illegible] اور [illegible] نے اس کو [illegible] تک ہلاکو کے [illegible] کے مطابق [illegible] ہجری میں [illegible]

ہلاکو سے ملاقات [illegible] جب [illegible] ہلاکو کے پاس [illegible] کیا گیا۔ [illegible] ناصر [illegible] ہلاکو [illegible] ان کے [illegible] قتل [illegible]

[illegible]

کلیسہ مریم کی تباہی [illegible]

اس کی تاریخی اہمیت [illegible]

کلیسہ کی واپسی [illegible]

تاجداروں کو شکست [illegible]

[illegible]

ناصر اور اس کے بھائیوں کا قتل [illegible]

[illegible]

ایوبی سلطنت کا خاتمہ [illegible] (مملوک) کی سلطنت قائم ہوئی۔

[illegible]

* * *